ردِّ قادیانیّت

رسائل

حضرت مولانا سیّد محمّد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ

بانیٔ ندوۃ العلماء

۱۲۶۲ھ/۱۸۴۶ء ـ ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء

احتسابِ قادیانیّت

پنجم

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد پنجم (۵)

افادات : شیخ المشائخ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۵۴۴

قیمت : ۲۰۰ روپے

طبع اوّل : جنوری ۲۰۰۲ء/ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

طبع دوم : ....

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست رسائل مشمولہ...... احتساب قادیانیت جلد۵

☆......	تعارف	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱	مولانا عبدالعزیزؒ، مولانا عبدالوحیدؒ	۵
۲......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲	// // //	۱۳
۳......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۳	مولانا عبدالوحید رحمۃ اللہ علیہ	۱۹
۴......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۴	مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	۲۹
۵......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۵	پروفیسر سید انور حسین رحمۃ اللہ علیہ	۳۷
۶......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۶	مولانا سید محمد علی مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ	۶۳
۷......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۷	// // //	۸۷
۸،۹.....	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۸،۹	// // //	۱۲۱
۱۰......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۰	مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۱
۱۱،۱۲.....	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۱،۱۲	// // //	۲۱۳
۱۳......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۳	خواجہ غلام الثقلین رحمۃ اللہ علیہ (ایڈیٹر عصر جدید)	۲۵۷
۱۴......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۴	مولانا عبدالغفار خانؒ، مولانا لکھنویؒ	۲۷۵
۱۵......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۵	مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۷
۱۶......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۶	پروفیسر مولانا سید محمد انور حسین رحمۃ اللہ علیہ	۳۱۷
۱۷......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۷	مولانا محمد اسحٰق مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ	۳۴۵
۱۸......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۸	// // //	۳۸۱
۱۹......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۹	یکے از متوسلین خانقاہ مونگیر	۴۱۳
۲۰......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۰	مولانا محمد اسحٰق مونگیروی رحمۃ اللہ علیہ	۴۲۳
۲۱......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۱	// // //	۴۳۳
۲۲......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۲	// // //	۴۶۷
۲۳......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۳	// // //	۵۰۳
۲۴......	صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۴	// // //	۵۴۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ (پ:۲۸رجولائی ۱۸۴۶ء، و:۱۳رستمبر ۱۹۲۷ء) اس دھرتی پر اللہ رب العزت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ کی خانقاہ مونگیر سے سو سے زیادہ ردقادیانیت پر کتب ورسائل شائع ہوئے۔ جن میں سے اکثر وبیشتر آپ کے رشحات قلم ہیں۔ باقی آپ کے شاگردوں ومریدوں میں سے علماء کرام کی جماعت کے تحریر کردہ ہیں۔ آپ کی خانقاہ عالیہ سے صحائف رحمانیہ مختلف اوقات میں شائع ہوئے جن کی تعداد ''۲۴'' ہے۔ اس جلد میں ان تمام صحائف رحمانیہ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔ یہ صحائف جن حضرات نے تحریر فرمائے فہرست میں ان کے نام دے دیئے گئے ہیں۔ وہاں کی مراجعت فرمائی جائے۔ یہ صحائف ''صحیفہ رحمانیہ'' کے نام سے شائع ہوئے۔ البتہ بعض صحائف کا ''صحیفہ رحمانیہ'' کے ساتھ مستقل نام بھی دیا گیا ہے۔ جیسے ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۶'' کا نام مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۷'' کا نام دعوت نبوت مرزا، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۸،۹'' کا نام عبرت خیز، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۱،۱۲'' کا نام نمونہ القائے قادیانی، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۴'' کا نام اسلامی چیلنج، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۶'' کا نام مرزائی نبوت کا خاتمہ، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۷'' کا نام النبوۃ فی الاسلام کے نوجواب اور مرزا قادیانی کے جھوٹ، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۸'' کا نام چیلنج محمدیہ وصولت فاروقیہ، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۹'' کا نام چشمہ ہدایت کی صداقت اور مسیح قادیان کی واقعی حالت، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۱'' کا نام خاتم النّبیین یعنی کلام الٰہی میں ختم نبوت کی بشارت، ''صحیفہ رحمانیہ نمبر:۲۳'' کا نام نامہ حقانی درکذب مسیح قادیانی ہے۔

صحائف رحمانیہ کی اشاعت دسمبر ۱۹۱۳ء سے شروع ہوکر ۳۰راگست ۱۹۲۴ء تک اختتام پذیر ہوتی ہے۔ گویا دس سال میں یہ چوبیس رسائل شائع ہوئے۔ ۱۹۱۳ء کے بعد اب ۲۰۰۱ء میں ان کی اشاعت پر تقریباً ۹۰سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔ نوے سال بعد بھی ان مضامین کی آب وتاب جوں کی توں باقی ہے۔ یہ مکمل رسائل کس طرح جمع ہوئے یہ مستقل کہانی ہے۔ ''ترکت الحساب لیوم الحساب'' کے تحت اس کہانی کو یہاں بیان نہیں کرتے۔

خاکپائے حضرت مونگیری رحمۃ اللہ علیہ...... فقیر اللہ وسایا

۷ر رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ، ۱۲رنومبر ۲۰۰۱ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱)

مولانا عبدالعزیزؒ، مولانا عبدالوحیدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھاگلپور کے جلسہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۱۳ء/ ۲۵؍محرم ۱۳۳۲ھ کی مختصر کیفیت

ناظرین باتمکین کو واضح ہو کہ مدت سے مرزائی جماعت نے مسئلہ حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی کمزوری کے لئے سپر بنا رکھا تھا اور ہر مناظرہ میں اسی مسئلہ کو پیش کرتے تھے چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے یہ مسئلہ فقط دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور حقیقت میں اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت'' اور یہ کہ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ایک ہی شخص ہیں۔ وغیرہ!''

دعاوی باطلہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے تھے اور نیز اس مسئلہ میں چونکہ بہت آیات وحدیث کا ذکر آتا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے تئیں مفید تیس آیات کو پیش کیا تھا۔ (گو ان میں سے مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے ایک بھی مفید نہیں) اس وجہ سے بہت سے مسائل علمیہ بھی آجاتے ہیں اور عوام کو ان کے سمجھنے میں دقّت ہوتی ہے۔ بوجوہ مذکورہ علمائے اسلام نے نہایت قوی پہلو اختیار فرمایا اور یہ کہا کہ اس مسئلہ میں گفتگو کا حاصل تو یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کی جائے۔ ہم مرزا قادیانی پر احسان کر کے مسیح علیہ السلام کی موت کو تسلیم کئے لیتے ہیں۔ مگر یہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی تمہید ہے۔ اصل دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ ہے کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود میں ہی ہوں اور خدا کی طرف سے ۱۳سو برس کے بعد تمام امت سے کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل واعلیٰ ہو کر آیا ہوں اور جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو نہ مانے وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا محمد رسول اللہ ﷺ کا منکر کافر ہے اور منکر ہی نہیں بلکہ متردّد اور تأمل کرنے والا۔ غرض جو مرزا غلام احمد قادیانی کو تمام دنیا میں نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔ یہ تمام دعاوی فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے کیسے ثابت ہوں گے؟ مگر چونکہ قادیانی جماعت نے سچ نہ کہنے کی قسم کھائی ہے اور شکست تو ان کی قسمت میں لکھی ہی نہیں۔ مونگیر میں ہارے تو اس کا نام فتح عظیم رکھا۔ لدھیانہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب سے منشی قاسم علی مرزائی نے مات کھائی اور تین

سو روپے بھی دینے پڑے۔ مگر اس کا نام فتح روحانی رکھ لیا۔ حسینا میں مولوی سہول صاحب سے شکست کھائی۔ اس کا نام فتح المبین شائع کر دیا۔ غرض اس جماعت کی فتح بہر صورت ہے اور کیوں نہ ہو جب شکست کا نام فتح اور ذلت کا نام عزت ہے تو اب بجز فتح کے اور کیا ہوگا؟ اس وجہ سے مرزائیوں نے نتیجہ یہ نکالا کہ علمائے اسلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات ثابت ہی نہیں کر سکتے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کو مسئلہ حیات وممات سے پورا تعلق ہے اور جہاں کہیں مناظرہ ہوتا ہے اسی مسئلہ کو سرغزل رکھا جاتا ہے۔

چونکہ حضرت مولانا مولوی ابواحمد صاحب رحمانی دامت برکاتہم خلیفہ اعظم قطب وقت حضرت خاتم الاولیاء گنج مرادآبادی قدس سرہ العزیز کی توجہ سے کئی سال ہوئے، قادیانی جماعت سے مونگیر میں بڑے پیمانہ پر مناظرہ ہوا اور کئی ضلع کے عوام اور خواص کے سامنے قادیانیوں کی اس میں شکست ہوئی جس میں مرزائیوں کی کوئی تاویل بھی کام نہ آئی اور جس قدر اس برگزیدہ قوم نے جھوٹ لکھ کر شائع کیا۔ شرکائے جلسہ کو اور نفرت اور ان کے کذب کی دلیل تام ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت ممدوح نے فیصلہ آسمانی حصہ اوّل ودوم وتتمہ ومعیار صداقت، معیار المسیح، شہادت آسمانی وغیرہ ایسے رسائل لکھے کہ قادیانی جماعت کے خواص کو بھی پسینہ آ گیا اور زندوں ہی نہیں مردوں میں بھی ’’**زلزلة الساعة شئ عظیم**‘‘ کا نمونہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اصل ہی دعویٰ کو حضرت ممدوح نے ایسا خاک میں ملایا کہ قادیانیوں کا دل ہی خوب جانتا ہے اور وہ کاری زخم لگا جس کا اندمال محال ہے۔ قطع وتین کی دلیل سے ان ہی کی گردنیں کٹیں۔ آفتاب وماہتاب کے گرہن سے بھی قادیانی قمرالانبیاء قیامت تک کے لئے بے نور ہوگیا۔ ’’**یصبکم بعض الذی یعدکم**‘‘ کا وہ مطلب بیان فرمایا کہ: ’’**شفاء لما فی الصدور**‘‘ ہوگیا۔ پھر سچے اور جھوٹے مسیح کی حقیقت کو معیار المسیح میں ایسا کھول کر بیان فرمادیا کہ باید وشاید۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابواحمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمانوں کے لئے رحمت بنادیا اور کیوں نہ ہوں صاحب البیت ادریٰ بما فیہ، حدیث وقرآن کو اگر ان جیسے نسبی اور روحی خاندان نبوت ہی نہ سمجھیں تو کیا مرزا قادیانی اور مغل سمجھیں گے؟ یا للعجب ولضیعۃ الادب! پہلے تو ہمارا اعتقاد ہی تھا کہ فیصلہ

آسمانی لاجواب ہے۔ مگر عبدالماجد قادیانی کے جواب القاء ربانی نے تو اس کا ایسا یقین دلا دیا ہے کہ اس کا ازالہ نہ اب ازالۃ الاوہام سے ہوسکتا ہے نہ حقیقت الوحی سے۔ تانت باجی اور راگ بوجھا۔ عبدالماجد قادیانی کا بھرم بھی القاء ربانی نے کھول دیا جس کے جواب یکے بعد دیگرے عنقریب ان شاءاللہ شائع ہونے والے ہیں۔

بوجوہ مذکورہ حضرت ابن شیر خدا، اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، جناب مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ حسن چاندپوری مدرس مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند نے جلسہ بھاگلپور منعقدہ ۲۵ رمحرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۴ ردسمبر ۱۹۱۳ء کو جلسہ میں عنوان یہی رکھا جو درج اشتہار ہے۔

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات و ممات سے مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ کو کیا تعلق ہے؟

۲...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت ثابت ہو جائے تو کیا مرزاغلام احمد قادیانی کا دعویٰ مسیحیت و مہدویت ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

۳...... واقعی مسلمانوں کا اعتقاد اس مسئلہ کے متعلق کیا ہے؟

۴...... آیا قرآن وحدیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے یا نہیں؟

اوران چاروں نمبروں پر وہ عالمانہ تقریر فرمائی کہ حضّار (حاضرین) جلسہ کا پہلے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات پر ایمان ہی تھا۔ مگر اس روز عیاں ہوگیا۔ ’’**وبقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله** (نساء:۱۵۷)‘‘ کو اخیر تک تلاوت فرما کر قرآن کی فصاحت و بلاغت وغیرہ سے وہ بحث کی کہ حاضرین پر وجد کا عالم طاری ہوگیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ قادیانی جماعت اپنے دعویٰ نبوت میں بالکل پست اور مردہ اور بے جان ہے۔ فقط علمائے اسلام نے جو موجودہ مذکورہ مسئلہ میں گفتگو نہ کی تھی اس وجہ سے بوجہ ناواقفیت کے یہ لوگ دلیر ہوگئے تھے۔ ورنہ شہادت القرآن حصہ اوّل و دوم مصنفہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا اس بحث میں ایسا کافی وشافی رسالہ ہے جس کا جواب خود مرزاغلام احمد قادیانی بھی نہ دے سکے تو اب مرزائیوں میں کون ہے جو اس کا جواب لکھے گا؟ اب تو قادیانی

کسی دوسرے نبی کا انتظار کریں۔ ورنہ جب ان کے نبی ہی کچھ نہ کر سکے تو ان مسکینوں سے کیا شدنی ہے۔ اگر واقعی ہمت ہے تو پہلے شہادۃ القرآن کا جواب دے لیں پھر مسلمانوں سے آنکھیں ملائیں۔ اگر کچھ حیاوشرم ہے اس جلسہ میں مولانا موصوف نے بھی مرزائی دلائل پر خوب جرح فرما کر بالکل توڑ دیا اور جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ختم نبوت پر نہایت مدلل تقریر فرمائی جس میں مذہب کی ضرورت اور اسلام کا کامل ہونا، پیغمبر اسلام کے فضائل اور جمیع کمالات میں ایسے درجہ پر ہونا کہ جس کے بعد ترقی کے لئے کوئی درجہ باقی نہیں نہایت خوبی سے ثابت کیا اور تمام مضمون مسلسل تھا جس سے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری تھی اور منشی قاسم علی (قادیانی) کے رسالہ ''النبوۃ فی خیر الامۃ'' کی پوری حقیقت کھول دی اور جناب مولانا مولوی ابوالخیر انور حسین صاحب نے آیت: ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' پر نہایت ہی دلچسپ بیان فرمایا اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دلائل پر نہایت کاری جرح کی۔ اگر قادیانی جماعت کو شوق ہو تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت کے دلائل بیان کر کے دیکھ لیں پھر ہمارے علماء بھی ان کے دلائل کے توڑنے کو موجود ہیں۔

۲۶؍محرم مطابق ۲۵؍دسمبر۱۹۱۳ء کو عبدالماجد قادیانی پورینی نے بھی اشتہار دیا اور ان پانچ نمبروں پر بیان کرنے کا وعدہ فرمایا۔

۱…… حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات وممات سے مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ کو پورا تعلق ہے۔

۲…… حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات چونکہ ثابت ہے اس لئے مرزاغلام احمد قادیانی کی مسیحیت ومہدویت بھی ثابت کردی جائے گی۔

۳…… واقعی عام مسلمانوں کا اعتقاد دربارۂ حیات حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ونزول از آسمان بالکل غلط ہے۔

۴…… قرآن وحدیث سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل اور انبیاؤں کے فوت ہو چکے ہیں۔

۵…… جو جھوٹے الزامات ہمارے امام پر لگائے جاتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ اس

کے متعلق بھی قرآن وحدیث سے باتیں مسلمانوں کو سمجھا دی جائیں گی۔

مگر افسوس ایک وعدہ بھی پورا نہ کر سکے اور نہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک پورا کر سکتے ہیں۔ اگر ان میں کچھ بھی شائبہ صدق ودیانت کا ہے تو جیسے ان امور مذکورہ کے ثابت کرنے کا وعدہ کیا ہے اور خود مدعی بھی ہیں ان کو ثابت فرمائیں اور مناظرہ کی تاریخ مقرر فرمائیں۔ ہم بھی اپنے علماء میں سے کسی کو تکلیف دیں گے ایک ایک حکم طرفین سے ہو اور ایک بیچ مسلّم فریقین ہو اور گفتگو ہو جائے مگر ہماری وجدانی پیشین گوئی ہے کہ عبدالماجد قادیانی ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔ ہزار طرح کی باتیں بنائیں گے مگر ان امور کو ثابت نہ کر سکیں گے۔ ''الحمدللہ'' کہ حق واضح ہو گیا۔

اخیر میں مولانا انور حسین نے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے چند جھوٹ بیان فرمائے ہیں۔ تمام قادیانی جماعت کیا قادیانی خلیفہ سے عرض ہے کہ ان جھوٹوں کو سچا ثابت کریں۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب اور مفتری ہونے میں کیا تأمل ہے۔ مگر واضح ہو کہ اس میں بھی کسی قادیانی کا قلم نہیں اٹھ سکتا۔ ''**جف القلم بما ھو کائن**'' ان کے قلم سربریدہ اور دواتیں خشک ہو گئیں ہیں۔

ان جھوٹوں اور افتراؤں کی فہرست جن کو مولانا انور حسین نے بیان فرمایا تھا اور قادیانی خلیفہ نورالدین اور عبدالماجد قادیانی اور جملہ قادیانی مل کر بیان فرمائیں کہ جھوٹے کیسے سچے ہوں گے؟ اگر قادیانی جماعت اس کو ثابت نہ کر سکے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے مفتری اور کذاب ماننے میں کیا تأمل ہے؟ اس کا جوب ایک ہفتہ کے اندر ہونا چاہئے۔ ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کذب اور عبدالماجد قادیانی کا اپنے دعاوی سے فرار اظہر من الشمّس ہو جائے گا۔

۱...... (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی نے لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرجائے گا۔'' یہ صریح کذب ہے۔ فرمایئے کہاں اور کس کتاب میں لکھا ہے؟ دعاوی مرزا میں اس کے ثابت کرنے پر پانچ سو روپے کا انعام بھی ہے۔

۲...... (اخبار البدر ج ۲ نمبر ۵۲ ص ۵، ملفوظات ج ۹ ص ۹۹) میں لکھا ہے کہ: ’’جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب کے سب ہلاک ہوئے۔‘‘

حالانکہ صوفی عبدالحق صاحب کے سوا کسی نے مباہلہ نہیں کیا اور وہ زندہ ہیں اور مرزاغلام احمد قادیانی ان کے سامنے مرگئے۔ قادیانیو! یہی ہے آپ کے متنبّی کی صدق بیانی یا ثابت کرو ورنہ توبہ چاہئے۔

۳...... (اربعین نمبر۳ ص ۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴) میں لکھا ہے: ’’یہ ضرور تھا کہ قرآن واحادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں یہ لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے۔‘‘

مرزائی وہ آیات قرآنی وحدیث نبوی کا حوالہ بتائیں جن میں یہ مضمون بالا بیان کیا گیا ہے؟

۴...... (البدر مورخہ ۲۴ رنومبر، یکم ردسمبر ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج ۷ ص ۲۴۷، چشمہ معرفت ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹) میں ہے کہ: ’’ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔‘‘

قادیانی متنبّی کی امت! اپنے نبی کے الہام اور وحی اور صدق بیانی کو دیکھو یہ کس حدیث میں آیا ہے؟ بیان فرمائیے۔

۵...... (اشتہار مورخہ ۱۲ راگست ۱۹۰۷ء، ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۶ ش ۹ ص ۳۶۵، بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء) زیر سرخی: ’’عام مریدوں کے لئے ہدایت‘‘ میں لکھا ہے۔’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ فرمائیے اب بھی مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی کہو گے۔ مسیح موعود مانو گے وہ کون سی حدیث ہے جس کا یہ مضمون ہے؟

۶...... (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی

ہے۔خاص کروہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ’’هذا خلیفة الله المهدی ‘‘اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو صحیح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔‘‘

اے قادیانیو! کچھ تو سوچو اور پہلے نہ سوچا تھا تو اب سوچو کہ ایسے شخص کے منہ پر دعویٰ نبوت اور مسیحیت اور مہدویت وافضل الامۃ ہی نہیں بلکہ قمرالانبیاء اور افضل من عیسیٰ روح اللہ ہونے کا زیب دیتا ہے؟ جو اس قدر دلیر جھوٹا ہو، بخاری مسلمانوں کی ایک معروف ومشہور کتاب ہے تمام قادیانی مل کر اور جمع ہوکر بتائیں کہ کس بخاری اور کس باب میں حدیث ہے؟ اور اگر نہ بتاسکیں تو بس اب توبہ کرنے میں کیا دیر ہے؟ یہ تو وہ جھوٹ ہے جن میں نہ کوئی الہام ہوسکتا ہے نہ کوئی شرط لگ سکتی ہے۔نہ ’’ویمحو الله ما یشاء ویثبت‘‘ کا پیچ چل سکتا ہے نہ ’’بعد ولا یوفی ‘‘ کام دے سکتا ہے۔نہ چانداور سورج کا گہن اس کو سچا کرسکتا ہے۔کیا اسی نبی کی نبوت کی آسمان اور زمین نے شہادت دی تھی؟ آخر خدا نے انسان بنایا ہے کچھ تو غور وفکر سے کام لو۔کیا مرنا نہیں ہے؟ کیوں مخالفین اسلام کو ہنساتے اور ان کی تعداد کو بڑھاتے ہو۔’’من کثّر سواد قوم فهو منهم او کما قال‘‘ سے ڈرو۔مرزاغلام احمد قادیانی نے اسلام کی تائید نہیں کی بلکہ بیخ کنی کی ہے۔مگر اسلام کا خدا حافظ ہے۔ چراغیکہ ایزد برفروزد۔الخ! اگر توبہ قسمت میں نہیں ہے تو بس اب اشتہار بازی کا زور دکھاؤ اور ان چھ نمبروں کو سچا کر دکھاؤ اور اگر پروفیسر عبدالماجد قادیانی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ایچ پیچ کی بات نہیں۔بس اپنے پانچ نمبروں کو جن کے اپنے اشتہار میں مدعی بنے ہیں۔ثابت کردیں ورنہ قرآن شریف کی وعید سے ڈرو۔

عام مسلمانوں کے لئے یہ چھ باتیں، ستہ ضروریہ کہ طور لکھ دی گئی ہیں۔ اگر مرزائیوں نے ان کو ثابت نہیں کیا تو پھر اور کسی علمی بات کا نام نہ لیں۔ ورنہ جو اس قدر صحیح کاذب ہو اس کی اور کسی بات پر کس طرح وثوق ہوسکتا ہے؟

المشتہران: عبدالعزیز خان، وعبدالوحید خان عفا اللہ عنہما

معظم چک بھاگلپور، مورخہ یکم رجنوری ۱۹۱۴ء، مطابق ۳رصفر ۱۳۳۲ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۲)

مولانا عبدالعزیزؒ، مولانا عبدالوحیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلسہ بھاگلپور منعقدہ تاریخ ۲۴/دسمبر۱۹۱۳ء، مطابق ۲۵/محرم ۱۳۳۲ھ میں جامع معقول ومنقول مولانا مولوی ابوالخیر سید محمد انور حسین بھولوی مونگیر پروفیسر ڈی.جے کالج کے بیان کا خلاصہ

بتاریخ ۲۵/محرم جلسہ تامارپور میں بعد نماز عصر آپ کا بیان شروع ہوا۔ آپ نے آیت کریمہ:''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیما'' تلاوت فرمائی۔ پھر اس آیت کا شان نزول اور مطلب نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کر کے اس بات پر ایک مدلل تقریر فرمائی کہ مذکورہ بالا آیت بشہادت لغت واحادیث صحیحہ ختم نبوت پر قطعی محض ہے۔ سلسلہ نبوت آنحضرتﷺ پر ختم ہوچکا ہے۔ آپﷺ کے بعد تا قیام قیامت کسی قسم کا نبی، نبوت جدیدہ نہیں آسکتا اور جو شخص بعد آنحضرتﷺ کے دعویٰ نبوت کرے وہ بحکم:''انہ سیکون فی امتی دجالون ثلٰثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' (ترمذی ج۲ ص۴۵، ابواب الفتن)

دجال کذاب ہے۔ ایسے دجالوں کے قلع وقمع کرنے کے لئے ایک گروہ امت محمدیہ میں ابتدائے اسلام سے قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔ اس گروہ کے حق پر ہونے کی خود آنحضرتﷺ نے شہادت دی ہے۔ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ'' میں اپنے وقت تک کے جھوٹے مدعیان نبوت کا شمار ستائیس تک بیان کیا ہے۔ اٹھائیسویں شخص مرزاغلام احمد قادیانی ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ مدعی نبوت بھی ہیں اور ان کی تالیفات میں متعدد اور صریح صریح جھوٹ بھی پائے جاتے ہیں۔ پھر مرزاغلام احمد قادیانی کی چند جھوٹی باتوں کو بیان کیا۔ منجملہ ان کے

ایک یہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی (اربعین نمبر۳ ص ۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴) میں لکھتے ہیں:
’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘

حاضرین کو اربعین کا نمبر وصفحہ مذکور دکھلا کر یہ کہا کہ جو قرآن مجید مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اس میں تو اس پیشین گوئی کا نام نشان تک نہیں ہے اور صحاح ستہ میں کوئی ایسی حدیث نہیں پائی جاتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے کاذب بلکہ مفتری علی اللہ والرسول ہونے کے لئے یہی ایک مثال کافی ہے۔ مگر ایک اور صریح جھوٹ یہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی (اربعین نمبر۳ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴) میں لکھتے ہیں: ’’مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے دے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔‘‘

تین برس سے زیادہ ہوگیا کہ مرزائیوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ مولوی غلام دستگیر اور مولوی اسماعیل دونوں کی کتابوں میں مذکورہ بالا مضمون دکھلا دیں تو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام لیں۔ مگر آج تک کسی مرزائی کو ہمت نہ ہوئی کہ اپنے پیر ومرشد کو سچا ثابت کر کے انعام حاصل کرے۔ کیا ان مثالوں کے بعد بھی کوئی راست باز، مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ بالا حدیث کے مصداق ہونے میں شبہ کر سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔

پھر یہ بیان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ بھی محض غلط ہے کہ جس طرح

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت میں سلسلہ نبوت جاری رہا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی امت میں بھی سلسلہ نبوت جاری رہے گا۔ اس لئے کہ آیت کریمہ: ’’**انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا** (المزمل:۱۵)‘‘ میں تشبہ نفس ارسال میں ہے۔ نہ مرسل میں جیسا کہ ’’**فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اباءکم او اشدّ ذکرا** (البقرۃ:۲۰۰)‘‘ میں تشبہ نفس ذکر میں ہے نہ مفعول میں۔

پھر (صحیح بخاری، باب ذکر عن بنی اسرائیل ج۱ ص۴۹۱) کی ایک حدیث ہے۔ اس مطلب کو صاف طریقے سے ثابت کر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کے دنیاوی اور مذہبی امور کی سیاست انبیاء کو تھی۔ جب کوئی نبی ہلاک ہوتے تو دوسرے نبی ان کے جانشین ہوتے اور چونکہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لئے ہماری امت میں خلفاء کا سلسلہ رہے گا۔ یہ حدیث اس بارے میں نص صریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر اس وقت تک امت محمدیہ میں خلافت کا سلسلہ قائم ہے اور آخر وقت تک قائم رہے گا۔ اگر خلفاء کو نبی کہنا جائز ہوتا تو خلفائے راشدین (حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم) اس لقب کے زیادہ مستحق تھے۔ مگر حدیثوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان حضرات کو نبی کہنا جائز نہیں۔

مولانا کا یہ بیان قبل مغرب ختم ہوا۔ حاضرین جلسہ اس بیان سے بہت محظوظ اور منتفع ہوئے۔ **فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک!**

پھر حسب خواہش حاضرین جلسہ بعد مغرب مولوی صاحب نے سورۂ والعصر کا وعظ بیان فرمایا اور اسی ضمن میں عبدالماجد قادیانی کے رسالہ القاء ربانی ص۳ سے مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان عبارتوں کو سنا کر جو قادیانی مربی نے نقل کی ہیں۔ انہیں عبارتوں سے

مرزاغلام احمد قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کو غلط ثابت کر دکھایا اور یہ بھی کہا کہ قادیانی مربی نے ان عبارتوں میں سے کسی کے پہلے کی عبارت اور کسی کے بعد کی عبارت حذف کر دی ہے اور یہ بات دیانت کے محض خلاف ہے۔ پھر بتاریخ ۲۷/محرم روز جمعہ موضع جنانگر کے جلسہ میں عصر سے مغرب تک مولانا کا بیان ہوا۔ آپ نے سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع تلاوت فرما کر قرآن مجید کا اعجاز بحیثیت فصاحت وبلاغت اور بحیثیت تعلیمات وہدایات بیان کر کے مرزاغلام احمد قادیانی کی اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کی حقیقت ظاہر کی اور القاء ربانی سے مرزاغلام احمد قادیانی کی ایک اردو عبارت سنا کر یہ کہا کہ جو شخص باوجود ہندی ہونے کے اردو عبارت لکھنے میں ایسی ایسی صریح غلطیاں کرے وہ شخص فصیح وبلیغ عربی کیا لکھ سکتا ہے؟ علمائے اسلام نے ان کی عربیت کی بھی پوری خبر لی ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ! عنقریب اعجاز احمدی اور اعجاز المسیح کا جواب شائع ہوگا۔ اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی عربیت کس پایہ کی ہے؟

پھر آپ نے آیت کریمہ: ''یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ (آل عمران:۵۵)'' تلاوت فرما کر اس کا مطلب واضح طور پر بیان کر کے یہ کہا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کا ''توفی'' کو موت ہی کے معنی میں منحصر سمجھنا محض غلط ہے۔ لغت میں ''توفی'' کے اصلی اور وضعی معنی، اخذ الشی وافیا۔ کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہے، سلا دینا۔ موت، تعداد، وصولی قرض، اٹھالینا اس کے انواع ہیں۔ (تفسیر کبیر ج۸ ص۷۲) میں صاف لکھا ہے کہ: متوفی کا لفظ صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور توفی جنس ہے۔ اس کے تحت میں انواع ہیں۔ بعض موت کے ساتھ اور بعض آسمان پر اٹھائے جانے کے ساتھ۔ ''متوفیک'' کے بعد ''رافعک الیّ'' فرمانا تعیین نوع کے لئے ہے اس میں تکرار نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں توفی سے رفع مراد ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کا اس پر بڑا زور ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے متوفی کی تفسیر ممیت فرمائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر کس طرح

ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہے۔اس لئے کہ (درمنثور ج۲ص۳۶) میں بروایت صحیح حضرات ابن عباس ؓ سے یہ ثابت ہے کہ آپ اس آیت میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔آپ فرماتے ہیں:''رافعک الیّٰ ثم متوفیک فی آخر الزمان ''یعنی حضرت ابن عباس ؓ اس آیت کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کو اٹھالینے والا ہوں اپنی طرف پھرآخرزمانہ میں (بعدنزول) آپ کوموت دینے والا ہوں۔

علاوہ اس کے مرزاغلام احمد قادیانی (ازالہ اوہام ج۲ص۲۶۱، خزائن ج۳ص۴۴۵) میں لکھتے ہیں کہ:''مات کے معنی لغت میں نام کے بھی ہیں۔''تواس روسے''اماتت'' کے معنی سلادینا ہوا اور''ممیت'' اور''اماتت'' کا اسم فاعل ہے تو''ممیت'' کے معنی ہوا سلادینے والا۔آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں آپ کو سلادینے والا ہوں۔پھراپنی طرف اٹھالینے والا ہوں۔(تفسیر خازن ج۱ص۲۵۵) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھالیا تاکہ آپ کوخوف لاحق نہ ہو۔پس مرزاغلام احمد قادیانی کے بیان کی روسے بھی اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں توفی کے معنی سلادینا ہی ہے۔جو''ھو الذی یتوفٰی کم باللیل (الانعام:۶۰)''خداوہ ہے جوتم کوسلادیتا ہے رات کواور جب قرآن مجید میں توفی کے معنی سلادینا موجود ہے توپھرمتوفی کے معنی سلادینے والا لینے میں کون سامانع ہے؟ مولانا کے اس بیان کوحاضرین جلسہ نے بہت جی لگا کرسنا اور بہت ہی محفوظ ومسرور ہوئے۔فجزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء!

خدا کا شکر ہے کہ دونوں جلسے نہایت ہی کامیابی کے ساتھ ختم ہوئے۔فقط!

المشتہران: عبدالعزیز خان،عبدالوحید خان عفی اللہ عنہما

۱۵رجنوری ۱۹۱۴ء، مطابق ۱۷رصفر ۱۳۳۲ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۳)

مولانا عبدالوحید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صحیفہ تبلیغیہ نمبر:۱، کا اجمالی جواب

صحیفہ تبلیغیہ میں عبدالماجد قادیانی نے جو عنایت میرے حال پر فرمائی ہے۔ میں اس کا ممنون ہوں۔ اعلان حقانی میں حکم سے فیصلہ محض اس بناء پر چاہا ہے کہ میری حقانیت اور تحقیق نے مجھے یقین دلایا کہ آپ نے نہایت صریح امرحق کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے اور محض غلط اور باطل باتوں کو عوام کی نظر میں عمدہ اور حقانی دکھانا چاہا ہے۔ اس لئے میری خیرخواہی کا تقاضا یہ ہے کہ عوام پر اسے ظاہر کردوں۔ اس کی سبیل اس سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتی کہ جلسہ میں حکم کے روبرو اس کا اظہار ہو اور جو حضرات خود رسالہ دیکھ کر فیصلہ نہیں کر سکتے اور ان کی غلطیوں اور قصدی فروگزاشتوں پر واقف نہیں ہو سکتے۔ (اور اکثر ایسے ہی حضرات ہیں) وہ بھی سمجھ لیں اور امرحق سب پر ظاہر ہو جائے۔ چونکہ مجھے مسلمانوں کی خیرخواہی منظور ہے۔ اس لئے مجھے اس میں بھی عذر نہیں کہ آپ کا کوئی شاگرد سامنے آئے۔ مگر اس قدر لیاقت رکھتا ہو کہ اگر کوئی علمی بات آجائے تو سمجھ سکے فیصلہ آسمانی اور القاء میں جو کچھ ہے اسے بھی سمجھتا ہو۔ اگر آپ کا کوئی شاگرد ایسا ہو جو ان امور کی قابلیت رکھتا ہو اور میں بھی اسے جلسہ میں جانچ لوں اور وہ آپ کی طرف سے وکیل ہو۔ یعنی اس کا عجز آپ کا عجز ہو تو بسم اللہ میں حاضر ہوں۔ اب دیر نہ ہونا چاہئے اور حضرت مؤلف (آسمانی فیصلہ) عم فیضہم کی نسبت میں زیادہ نہیں کہتا۔ صرف اس قدر کہتا ہوں کہ جناب خلیفۃ المسیح اپنے سکوت کا جو عذر پیش کر سکتے ہیں یا آپ کے خیال میں ہو وہی یہاں بھی سمجھ لیجئے۔ زیادہ گفتگو نہ کیجئے۔ الراقم: عبداللطیف رحمانی

صحیفہ مذکورہ کا تفصیلی جواب

اعلان حقانی میں یہ کہا گیا تھا کہ القاء واقعی فیصلہ آسمانی کا اگر جواب ہے تو عبدالماجد قادیانی مصنف القاء نے اس ایک ہزار روپے کا مطالبہ کیوں نہیں کیا جس کا فیصلہ کے جواب لکھنے پر وعدہ کیا گیا تھا؟ اس سے کافی شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ قادیانی مربی کے نزدیک بھی القاء فیصلہ کا جواب نہیں ہے۔ گو عوام کے دکھلانے کو القاء پر لکھ دیا گیا ہے کہ فیصلہ آسمانی کا جواب ہے اور اگر قادیانی مربی موصوف کو دیانتاً اپنے جواب پر کامل وثوق ہے

تو اس کے لئے طرفین سے حکم مقرر ہو جو یہ فیصلہ کرے کہ فیصلہ آسمانی کا یہ جواب ہے یا نہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ قادیانی جماعت زبانی تو بہت کچھ باتیں بناتی ہے اور کاغذی اوراق دستے کے دستے سیاہ کرڈالتی ہے۔ لیکن حکم کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتی۔ چنانچہ (صحیفہ تبلیغیہ نمبر:۱ص۷) میں بھی قادیانی مربی موصوف نے حکم کے سامنے آنے سے گریز کیا۔

وہ اسی کے (ص۵سطر۹) میں لکھتے ہیں: (کسی حکم کے ہونے کی ضرورت نہیں) میں کہتا ہوں کہ اس کا فیصلہ بلاحکم کے ہو نہیں سکتا۔ اس لئے کہ فریقین میں جب نزاع ہو تو کوئی فریق اپنے دعوے کو خلاف راستی نہیں کہتا بلکہ ہر فریق اپنے کو راہ مستقیم پر سمجھتا ہے اور حکم ہی ان دونوں میں حق وباطل کا فیصلہ کرتا ہے۔ مگر قادیانی مربی منشی قاسم علی قادیانی کے فیصلہ کے بعد غالباً بہت خائف ہوگئے ہیں۔ خصوصاً عبدالماجد قادیانی کے سامنے نہ آنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ القاء میں بہت کچھ حوالوں اور نقل میں دیدہ ودانستہ کتر بیونت اور بددیانتی کی گئی ہے اور اب کسی مرزائی کو اہل حق کے سامنے آنے کی ہمت وجرأت نہیں ہوتی اور ظاہر ہے کہ اہل ہویٰ کبھی اہل حق کے سامنے نہیں آسکتے اور قادیانی مربی کا گریز اس کی روشن شہادت ہے۔

ناظرین! یہ ہر شخص کا اعتقاد ہے کہ حق بات کا کچھ جواب نہیں ہوسکتا اور جوامر قرآن، حدیث، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ رحمۃ اللہ علیہم اور تمام سلف رحمۃ اللہ علیہم کے اتفاق سے ثابت ہے وہ بلاشبہ حق ہے اور چونکہ فیصلہ آسمانی میں جو بات لکھی گئی ہے وہ ایسی ہی ہے جس کی شہادت قرآن وحدیث وصحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمہ اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم نے دی ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا گیا کہ وہ لاجواب ہے تو اس میں کسی مسلمان کو کیا تردد ہوسکتا ہے؟ باقی رہا قادیانی مربی کا یہ فرمانا کہ اس میں سو سے زائد غلطیاں ہیں۔ اسی کے لئے تو میں چاہتا ہوں کہ مربی صاحب حکم مقرر کر کے اس کو ثابت فرمائیں۔ ورنہ محض کہنے یا لکھنے سے تو کام نہیں چلتا۔ ’’ان کنتم فی ریب فادعوا شہداء کم ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا‘‘ جس وقت مقابلہ ہوگا اس وقت روشن ہوجائے گا کہ ان غلطیوں کے بیان میں قادیانی مربی نے کس قدر غلط بیانیاں کی ہیں اور عوام کو دھوکہ دیا ہے؟ ناظرین! قادیانی مربی کا مرزاغلام احمد قادیانی کی محبت میں یہ حال ہوگیا ہے کہ اب ان کو وہ مضامین بھی نظر نہیں آتے جو کلام پاک میں کثرت سے جابجا وارد ہیں۔ کیا قادیانی مربی ایمان سے خدا کو

حاظر ناظر جان کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ ارشاد خداوندی نہیں ہے۔

۱...... ’’ومن یضللہ فلا ھادی لہ‘‘

۲...... ’’اذا اراد اللہ شیئاً ا فیقول لہ کن فیکون‘‘

شاید قادیانی مربی کو یہ دھوکہ ہوا ہے کہ وہ بعینہٖ ان الفاظ کو قرآن کے الفاظ سمجھتے ہیں۔ بے شک یہ الفاظ بعینہٖ قرآن میں نہیں ہیں لیکن فیصلہ میں یہ نہیں کہا گیا بھلا یہ تو فرمایئے کہ ’’یعد ولا یوفی‘‘ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کہاں لکھا ہے جو آپ کے خلیفہ اوران کے پیرو، ان کی طرف منسوب کررہے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں کیا قادیانی مربی کا یہ کھلا اور ظاہر جھوٹ نہیں؟ ہاں! ذرا یہ تو فرمایئے کہ فیصلہ آسمانی میں یہ کہاں ہے کہ: ’’اذا اراد اللہ شیئاً فیقول لہ کن فیکون‘‘ ہرگز ہرگز فیصلہ میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ یہ آپ کا سفید جھوٹ ہے اگر آپ فیصلہ آسمانی میں اس طرح پر دکھلا دیں تو بیس روپے لیں۔ ورنہ اپنے کذب کا اقرار کریں۔ ہاں! ذرا اس کا بھی جواب دیں کہ مرزاغلام احمد قادیانی (ضرورۃ الامام ص۵) میں لکھتے ہیں: ’’قرآن شریف میں فرمایا گیا: ’وکانوا یستفتحون من قبل‘‘ فرمایئے اس طرح پر قرآن شریف میں کہاں ہے؟ ہرگز ہرگز اس طرح پر قرآن شریف میں نہیں ہے۔‘‘

پھر (ضرورۃ الامام ص۳۱) میں لکھتے ہیں: اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اللہ یعلم حیث یجعل رسالۃ‘‘ اس طرح پر قرآن مجید میں ہرگز نہیں ہے۔ غرضیکہ ان چار غلطیوں کا جواب قادیانی مربی تجویز کریں۔ وہی جواب ادھر سے بھی سمجھ لیں۔ اسی صحیفہ کے ص۲ میں قادیانی مربی لکھتے ہیں۔ اب مونگیر بھاگلپور میں سلسلہ احمدیہ کی ترقی دیکھ کر خدا جانے ان کو کیا خیال ہوا اور کس مصلحت سے مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے۔

یہاں تو قادیانی مربی بہت ہی بھولے اور انجان بن گئے۔ اے جناب مصلحت اور خیال اگر آپ کو نہیں معلوم تو مجھ سے سنئے۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے اربعین میں مولانا مدظلہ کو مخاطب تو کیا مگر کتاب نہیں بھیجی۔ جب مونگیر میں یہ فتنہ پھوٹ پڑا اور مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابوں پر نظر پڑی تو اس کا ابطال شروع کر دیا گیا اور اہل حق کا ہمیشہ سے یہ کام رہا ہے اور یہی شارع علیہ السلام کا حکم ہے کہ ضلالت اور بدعت کی دنیا میں جب اشاعت اور ترقی ہو تو ہمہ تن وہ اس کی مخالفت کریں اور اس کے مٹانے کی کوشش کریں۔ نہایت افسوس کی بات ہے

کہ آپ اتنا بھی نہیں جانتے یا دیدہ ودانستہ بھولے بنتے ہیں۔ قادیانی مربی نے صحیفہ میں یہ بھی شکایت کی ہے کہ جناب مسیح کی حیات کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا۔ واقعی یہ شکایت آپ کی بجا ہے۔ لیکن وجوہ ذیل سے آپ کی اس خواہش کو پورا کرنے سے معذوری ہوئی۔

۱...... مرزاغلام احمد قادیانی نے یہ مسئلہ محض عوام کے فریب دہی کے لئے چھیڑا ہے۔ جس کو مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ سے تعلق نہیں ہے۔ یعنی اگر ممات مسیح ثابت بھی ہو جائے تو محض اس سے مرزاغلام احمد قادیانی کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا بلکہ مرزاغلام احمد قادیانی کو اس کے بعد بھی اپنے دعویٰ پر دلیل کی ضرورت ہوگی۔ پھر ایسی حالت میں ایسے بے تعلق مسئلہ میں پڑنا بے سود سمجھا گیا۔

۲...... جب مرزاغلام احمد قادیانی خود اپنے قول کے مطابق اپنے دعویٰ میں کاذب ٹھہرے تو ایسی حالت میں کسی ذی عقل کو دوسری طرف توجہ کی ضرورت نہیں بلکہ محض ان کے اقوال ہی کا (یعنی جھوٹی پیشین گوئی) کا نقل کر دینا کافی ہے اور اسی بناء پر فیصلہ آسمانی میں مرزاغلام احمد قادیانی کی تکذیب کا معیار ان ہی کی پیشین گوئی کو قرار دیا ہے اور یہ محض اس لئے کہ قادیانی جماعت کو پھر حجت باقی نہ رہے۔ کیونکہ ان کے مقتداء کا قول ان کے لئے نہایت تشفی بخش ہوگا۔ یہ اسلوب فیصلہ آسمانی میں محض مرزائی جماعت کی اور آپ کی خاطر اختیار کیا گیا اور یہ بھی لحاظ کیا گیا کہ ایسی بات ہو جسے عوام بھی سمجھ لیں کہ واقعی مرزاغلام احمد قادیانی خود اپنے اقرار سے کاذب ہیں۔

۳...... مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شہادۃ القرآن'' نہایت عمدہ اور محقق رسالہ عرصہ ہوا مرزاغلام احمد قادیانی کے سامنے ہی اس بارہ میں لکھ کر شائع کیا ہے۔ اس میں دو باب ہیں۔ پہلے باب میں صرف قرآن مجید سے حضرت مسیح کا زندہ اٹھایا جانا اور ان کا زندہ رہنا ثابت کیا ہے۔

دوسرے باب میں ان دلیلوں کو غلط ثابت کیا ہے جن سے مرزاغلام احمد قادیانی نے ممات مسیح ثابت کی تھی۔ مگر نہ مرزاغلام احمد قادیانی کی خود ہمت ہوئی اور نہ اس وقت تک کسی مرزائی نے اس کا جواب دیا۔ مولوی صاحب ممدوح مونگیر میں تشریف لائے اور نہایت دعوے کے ساتھ وعظ میں حیات مسیح کو ثابت کیا۔ مگر کسی کی جرأت تو نہیں ہوئی کہ سامنے آکر کچھ کہتا۔ اس وقت عبدالماجد قادیانی بھی مونگیر میں موجود تھے۔ جب ایک عمدہ صحیح رسالہ اس

بحث میں موجود ہے اور برسوں سے شائع ہورہا ہے اور اس کے مصنف نے خاص مونگیر میں مرزائیوں کے نہایت قریب اس کے مضمون کو بیان کیا اور سامنے آنے کی کسی مرزائی کو جرأت نہ ہوئی تو نہایت ظاہر ہے کہ اب اس بحث میں کچھ لکھنا فضول ہے۔ پہلے اس کا جواب دیجئے پھر کچھ زبان سے نکالئے۔

قادیانی مربی صاحب! اگر فیصلہ آسمانی سے بالفرض پانچ چھ لاکھ کے دل دہلے ہیں تو یاد رہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی تحریر اور دعاوی اور انبیاء کی توہین اور خدا اور رسول پر افتراء کرنے سے روئے زمین کے تینتیس کروڑ مسلمانوں کے دل ہلے اور آسمان وزمین میں لرزہ پڑ گیا۔ اس کے بعد آپ نے جو کچھ ایک بزرگ کی شان میں بے ادبی کی اور ایک معمولی شخص سے بہت کچھ کرائی۔ اس کی وجہ سے جس قدر مسلمانوں کو صدمہ پہنچا ان کی تعداد مرزاغلام احمد قادیانی کے مریدوں سے بہت زیادہ ہے۔ جن میں علماء کثرت سے ہیں۔

افسوس ہے کہ اس کا آپ کو خیال نہ ہوا، اور چند مٹھی بھر جماعت کا خیال کیا، جن کی تعداد محض غلط آپ پانچ لاکھ بیان کرتے ہیں۔ قادیانی مربی صاحب! اگر آپ اپنے اس دعوے میں صادق ہیں کہ وحی الٰہی اور دیگر شواہدات اور بالخصوص حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ کی شہادت نے مرزا قادیانی ہی کو اس منصب کے لئے متعین کیا ہے تو مہربانی فرما کر اسے ثابت کیجئے اور بس اسی پر قصہ ختم ہے اور فیصلہ ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آپ کبھی ثابت نہ کر سکیں گے اور نہ آپ کی جماعت نے کبھی ثابت کیا ہے۔ اوراق سیاہ کرنے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ معیار صداقت میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو ماننے سے خدا اور رسول کو چھوڑنا ہوگا۔ اگرچہ بالکل صحیح ہے جس پر ہر مسلمان کا دل گواہ ہے۔ لیکن اس رسالہ نے قادیانی جماعت پر البتہ بڑا ستم کیا ہے اور اس کے حق میں زہر ہلاہل کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے نورانی صفات سے ان کے دجل کی سیاہی کا پردہ چاک ہوگیا۔ رہا لارڈ ہیڈلی کا اسلام لانا، ان شاء اللہ تعالیٰ! بہت جلد ناظرین اس کی حقیقت سے بھی واقف ہو جائیں گے کہ ان کے اسلام کی بنا محض ان کی اپنی تحقیقات ہے۔ تقریباً وہ بیس برس سے مسلمان ہیں۔ خواجہ کمال الدین مرزائی تو اب گئے ہیں ان کا کچھ اثر ان پر نہیں ہوا اور کیوں مولانا یہ تو فرمائیے کہ لارڈ ہیڈلی کے قبل جو اسلام لائے ہیں اس میں کس کی سعی ہے۔ کیا وہ بھی قادیانی جماعت ہی کی طرف منسوب ہے؟ اور جاپان میں جو لاکھوں مسلمانوں کی تعداد ہوگئی ہے وہاں بھی کوئی

قادیانی پہنچا ہے؟ ذرا شرم کیجئے اور بے پر کی نہ اڑائیے۔ اس صحیفہ میں قادیانی مربی لکھتے ہیں کہ ہم نے پانچ خط حضرت قبلہ عالم مولانا محمد علی صاحب عم فیضہم کی خدمت میں لکھ کر مصنف فیصلہ آسمانی کا نام دریافت کیا۔ لیکن حضرت ممدوح نے اپنا نام ظاہر نہیں فرمایا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس الف لیلہ کے قصہ سے قادیانی مربی کی کیا غرض ہے؟ اے حضرت! آپ کو مصنف کے نام کے دریافت کا کیا حق ہے اور آپ دریافت کرنے والے ہوتے کون ہیں اور ہم کو اس کی کیا ضرورت ہے کہ ایسے جعفر زٹلی کی تحریر کا جواب دیں؟ اسی بناء پر ممکن ہے کہ حضرت ممدوح نے اس طرف توجہ نہ فرمائی ہو۔

قادیانی مربی صحیفہ میں یہ بھی فرماتے ہیں کہ نصرت یزدانی اور برق آسمانی موجب ازدیاد مادہ طاعون ہو چکا تھا۔ قادیانی مربی یہ تو آپ نے بہت ہی صحیح فرمایا۔ ناظرین! ذرا اس طرف متوجہ ہو جائیے اور اسے خوب یاد رکھئے کہ اب بقول قادیانی مربی بھی قادیانی جماعت کی کتابیں مسلمانوں کے حق میں مادہ طاعون ہیں۔ پھر کیا مسلمانوں کا یہ فرض نہیں کہ وہ اس وبا اور طاعونی بلا کی سیاہی کو دور کریں اور کثرت استغفار اور لاحول سے اس کثافت ونجاست سے صفائی اور پاکی حاصل کریں۔ مربی صاحب! ایک مولوی ابوالحسن مرحوم کیا ہزاروں ہزار اہل اسلام کے لئے آپ کی جماعت کی کتابیں اور تحریریں غم وہم کا باعث ہوئیں۔ بھلا کون خدا پرست دیندار ہوگا جس کا دل حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین سے پاش پاش نہ ہو جائے گا اور اس کو سن کر مر نہ جائے گا؟ کیا عجب ہے کہ اسی بناء پر مرزائی جماعت کو مسیح علیہ السلام کی موت کا یقین ہو گیا ہے کہ مولوی ابوالحسن کی طرح اس مادہ طاعونی نے حضرت مسیح پر بھی اثر کیا ہے۔ مسیح کاذب کے مصنف کی اس پیشین گوئی کی تصدیق کہ آپ فیصلہ کا جواب نہیں دے سکتے۔ آپ کے القاء سے پوری ہوگئی۔ کیا القاء کے دیکھنے کے بعد بھی کسی انصاف پرست کو اس میں شک رہے گا کہ فیصلہ کا جواب آپ کی طاقت سے باہر ہے؟ اور کچھ کم دو سال کی مدت تک قادیانی جماعت کے تمام افراد نے سر سے پیر تک زور لگایا اور ناکوں پسینہ آیا۔ لیکن اب تک ان سے جواب نہ ہوسکا۔

ناظرین! معلن اعلان حقانی نے اگر حکم کے ذریعہ سے فیصلہ چاہا تو اس میں نہ کوئی شرعی جرم ہے نہ عقلی، نہ عرفی، پھر معلوم نہیں کہ عبدالماجد قادیانی کس لئے اس پر اس قدر برافروختہ اور غضب ناک ہوکر ناظرین صحیفہ سے دریافت فرماتے ہیں۔ (کیوں ناظرین معلن

صاحب کون ہوتے ہیں؟) قادیانی مربی آپ کے ناظرین صحیفہ معلن صاحب کو نہیں بتا سکتے۔ ان کی ہم سے پوچھئے اوران کی حالت ہم سے سنئے۔ جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب معلن اعلان ان اہل کمال اور ارباب فضل سے ہیں جن کی نظیر اس زمانہ میں بہت کم ہے۔ جن کے حلقہ درس سے سینکڑوں طلبہ سند فضیلت پاکر آج مسند درس پر ممتاز ہیں۔ اسی صوبہ بہار میں بہت علماء ہیں جنہوں نے مولانا ممدوح کے دامن فیض میں تربیت پائی ہے اور معقول تنخواہ پاتے ہیں۔ علامہ ممدوح عرصہ تک ندوۃ العلماء میں جہاں بڑے بڑے علماء کا مجمع تھا مفتی تھے اور ان ہی کا فتویٰ جاری تھا اور اسی کے ساتھ دارالعلوم ندوہ میں طلبہ کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ اس کے بعد مدرسہ صولتیہ مکہ معظّمہ میں عرصہ دراز تک صدر مدرس رہے۔ جہاں قاذان، روس، بخارا، حجاز، کوفہ، بصرہ، ہندوستان وغیرہ کے طلبہ ان سے مستفیض ہوتے رہے اور اس وقت تک جناب مفتی صاحب کے لئے ہر طرف سے طلبی کے خطوط آرہے ہیں اور اہل مدارس نہایت متمنی ہیں اور سو روپے مشاہرے دیتے ہیں۔ لیکن مفتی صاحب نے ان تمام پر خاک ڈال کر حضرت قبلہ عالم جناب مولانا سید محمد علی صاحب (مونگیری) کے فیض صحبت کو اپنے لئے فلاح دارین سمجھا اور اپنا سرمایہ سعادت جانا اور اسی لئے وہ اب اس آستانہ عالی پر پڑے ہوئے ہیں اور عبدالماجد قادیانی تو شاید اردو، فارسی اور کچھ معمولی عربی پڑھانے کے لئے پچاس ساٹھ روپے پاتے ہیں جس سے زیادہ مفتی صاحب کے شاگرد پاتے ہیں۔

اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ عبدالماجد قادیانی کی یہ بے نیازانہ اداء اور یہ دریافت فرمانا کہ معلن صاحب کون ہیں۔ کیسی غضب کی بات ہے؟ اور اس پر طرۂ یہ ہے کہ جناب مفتی صاحب کے سامنے آتے ہوئے انہیں حجاب اور شرم آتی ہے اور اس کے لئے اپنے شاگرد کو پیش کرنے کو فرماتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا قادیانی مربی نے آج تک کسی مدرسہ میں تعلیم دی ہے یا نہیں اور اردو، فارسی اور کچھ عربی کے سوا تمام کتب درسیہ پڑھائی بھی ہیں یا نہیں؟ اگر قادیانی مربی کو اس کا ادّعاء ہے تو وہ مہربانی فرما کر ان شاگردوں کا نام تو لیں جو آپ کے حلقہ درس سے سند فراغ حاصل کر چکے ہیں۔ اگر ہماری واقفیت میں غلطی نہ ہو تو میں کہہ سکتا ہوں کہ قادیانی مربی ایک شاگرد بھی ایسا نہیں پیش کر سکتے۔ ہاں! کہنے اور لکھنے کے لئے میدان نہایت وسیع ہے۔ مگر عمل کی جگہ صفر ہے۔ ہاں! قادیانی مربی ایک بات مجھے اور آپ سے عرض کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ حضرت قبلہ عالم جناب مولانا

سید محمد علی صاحب سے مباحثہ کے آرزومند ہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ اس سودائے خام کا منشاء کیا ہے؟ شاید آپ کا خیال ہوگا کہ جس طرح آفتاب عالمتاب کی شعاعوں سے ذرات چمکنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی آپ بھی اس فضل وکمال اور صلاح اور تقویٰ زہدوورع کے آفتاب کی چمکتی دمکتی شعاعوں سے ذرات کی طرح چمک اٹھیں گے۔

این خیال است و محال است و جنون

ہمیں تعجب ہے کہ آپ باجودیکہ حضرت مولانا ممدوح کے رفعت شان اور علوء مقام سے واقف ہیں کہ آج جناب ممدوح کے فیوضات ظاہری اور باطنی سے تمام اہل ہند بلکہ اہل عرب، عجم، چین، وقاذان وغیرہ مالا مال ہیں اور اس وقت یہی ایک آفتاب ہدایت ایسا ہے۔ جس کے کمالات ظاہری وباطنی کی شعاعوں سے دنیا اکثر حصہ منور ہے۔ آپ کے رشدوہدایت وفیوض وبرکات کی مثال کے لئے یہ کہنا کافی ہے کہ آپ کے حلقہ ارادت کا دائرہ مشرقی بنگال چاٹگام سے لے کر احاطہ بمبئی تک اور کابل وغزنی سے افریقہ اور حجاز (بہت تھوڑے دن گزرے ہیں کہ مسجد الحرام مسجد نبوی کے نہایت معزز امام اور خطیب ابوبکر حماد مرید ہوکر گئے ہیں اور ان کے خطوط آتے ہیں) عرب تک پھیلا ہوا ہے۔ خصوصاً اضلاع پٹنہ ومونگیر وگیا وبھاگلپور مظفر پورودربھنگہ وپورنیہ وغیرہ وغیرہ میں بہت ہی کثرت آپ کے حاشیہ برداروں کی ہے اور خدا کے فضل سے ان کا تدین وتورع اس پرفتنہ زمانہ کے باوجود بہت ہی غنیمت ہے۔ ان مقامات میں نظر اٹھا کر دیکھئے کہ وہاں کے مسلمانوں کی اصلاح جس خوش اسلوبی سے کی گئی اس کی مثال ہمارے پیش نظر نہیں معلوم ہوتی۔ سینکڑوں شرابی ونشہ باز وبے نمازی ہزاروں آوارہ منش جن کی عمر فسق وفجور وحرکات شنیعہ میں صرف ہوئی اور ان کی اوقات منہیات وملاہی میں صرف ہوئی۔ وہ حلقہ ارادت میں آتے ہی کیسے دیندار ہوگئے اور کس قدر پابند شریعت بن گئے اور ان میں کیسی صلاحیت پیدا ہوگئی کہ ان کی اگلی حالت پر نظر کرنے سے غرق حیرت ہونا پڑتا ہے اور ان ہی علاقوں میں طرح طرح کے شرک اور رسوم بدعت کا بازار گرم تھا اور ان کی تعزیہ پرستی جو نہایت تشدد کے ساتھ تھی اور وہ اس میں ایسے منہمک اور مستعد تھے کہ ان مراسم اور دوسرے فضولیات مروجہ کے روکنے والے اور منع کرنے والے واعظین اور مولویوں کو برا بھلا کہہ کر اپنے گاؤں میں ٹھہرنے نہیں دیتے تھے اور ان کی

باتیں سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اب ان کی حالت ناگفتہ بہ کی کیسی کایا پلٹ ہوگئی؟ اور ماشاء اللہ ان بدعات وفضولیات سے سچے تائب ہوکر راہ راست پر آ گئے اور اچھے خاصے دیندار بن گئے۔ یہ ہے آپ کی توجہ کاملہ کا اثر اور آپ کی اسلامی تعلیم کا نتیجہ۔

آج حضرت مولانا کے حلقہ بگوشی میں بڑے بڑے نامی اور مقتدر صاحب فضل وکمال داخل ہیں جو کہ اپنی اپنی جگہ پر بجائے خود مقتداء اور مجدد وقت ہیں۔ مولانا حکیم عبدالباری صاحب مرحوم جو مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور جن کی نسبت مولانا مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص ایسا ذہین اور مستعد ہمارے حلقہ درس میں نہیں آیا اور غالباً آپ کو بھی اس سے انکار نہ ہوگا۔ پھر دیکھئے کہ آخر میں حکیم صاحب مرحوم کس ذوق وشوق سے خدام حضرت والا کے حلقہ میں داخل ہوئے اور اس کو اپنا سرمایہ سعادت سمجھا۔ اب ایسی حالت میں آپ کی ایسی جرأت اور دلیری کا باعث اندرونی تاریکی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ علاوہ اس کے ایسی خواہش کا آپ کو کیا حق ہے؟

فیصلہ آسمانی میں علامہ ممدوح (حضرت مونگیری رحمۃ اللہ علیہ) نے خلیفہ جی نورالدین قادیانی کو اصل مخاطب بنایا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ خلیفہ قادیانی مولوی نورالدین ساکت ہیں۔ آپ اگرچہ چند اوراق سیاہ کر کے پانچویں سواروں میں داخل ہوگئے۔ مگر قادیانی خلیفہ نے تصدیق کیوں نہ کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بددیانتیوں کی شہادت ان کا دل بھی دے رہا ہے۔ باقی رہا آپ کا یہ فرمانا کہ فیصلہ اور القاء کو پڑھو جس سے معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی منہاج نبوت پر پوری ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ!

جناب والا! اسی لئے تو آپ سے گزارش ہے کہ القاء کے مضامین کو حکم کے سامنے پیش کیجئے تو اس سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ اپنے اس دعویٰ میں کہاں تک صادق ہیں اور فیصلہ آسمانی کو آپ نے سمجھا ہے یا نہیں؟ مرزا قادیانی کے معیار پر جن مدعیان نبوت کو فیصلہ میں موٹے حرفوں سے لکھ کر پیش کیا ہے۔ جب وہی آپ کو نظر نہیں آئے تو اس کے مضامین عالیہ ودقیقہ تک آپ کے ذہن نارسا کی رسائی معلوم؟ اور اس پر ادّعاء یہ کہ ہم خود مصنف سے مباحثہ کریں گے۔ سچ ہے ؎

بے حیاء باش ہرچہ خواہی کن

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۴)

مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لارڈ ہیڈ لے کا اسلام اور مرزائیوں کی جھوٹی شیخی

لارڈ ممدوح کا اسلامی نام سیف الرحمٰن شیخ رحمت اللہ فاروق ہے

اسلام وہ سچا اور مقدس مذہب ہے جس نے راست گوئی اور صداقت کو اپنا شعار بتلایا ہے اور اس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف طور سے کہہ دیا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ اب جو شخص یا جو گروہ جھوٹ کو اپنا شعار بنائے اور جھوٹ بول کر اور خلاف واقع بات کو مشتہر کر کے اپنا فروغ چاہے۔ اسے اپنے آپ کو مسلمان کہنا اسلام کے لئے نہایت عار ہے۔ اسلام میں اور دروغگوئی میں ایسا تباین اور مخالفت ہے کہ ایسے شخص کو اور ایسے گروہ کو سچے مسلمان اور اس کے پاک مذہب نے بے تأمل کہہ دیا کہ مسلمان نہیں ہیں۔

اس وقت جو ایک جدید گروہ مرزا قادیانی کا پیدا ہوا ہے جس نے ۳۳ کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا کر اپنے چند ہزار شخصوں کا نام مسلمان رکھا ہے جن کے چند اشخاص مونگیر و بھاگلپور میں بھی نظر آتے ہیں یہ غل مچا رکھا ہے کہ لارڈ ہیڈ لے خواجہ کمال الدین مرزائی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور اس دروغ کے اعلان میں اشتہار بھی دیا ہے۔ ایسے معزز اور مشہور شخص کا تبدیل مذہب ایسا نہیں ہے کہ اس کی واقعی حالت پوشیدہ رہے اور کوئی ناراست گو اپنے یا اپنے گروہ کے لئے اپنے فخر ومباہات کا ذریعہ قرار دے۔

لارڈ موصوف کے اسلام لانے کی حالت انگریزی اخبارات اور لندن کے خطوط سے ظاہر ہوئی ہے کہ لارڈ موصوف بیس برس سے مسلمان ہیں اور صرف اسلامی عقائد ہی نہیں رکھتے بلکہ اسلامی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین مرزائی تو اب گئے ہیں پھر یہ کہنا کہ خواجہ کمال الدین مرزائی کی وجہ سے وہ مسلمان ہوئے، کیا صریح جھوٹ ہے؟ لارڈ موصوف کی تحریر سے ظاہر ہے کہ ان کا مسلمان ہونا کسی مسلمان کی ترغیب اور اثر کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ خود ان کی تحقیق اور کتب بینی کا نتیجہ ہے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۳ء کے کامریڈ میں لارڈ موصوف کا یہ جملہ موجود ہے کہ خواجہ کمال الدین نے مجھ پر ذرا سا بھی اثر ڈالنے کی کوشش نہیں کی۔ ۹ دسمبر

۱۹۱۳ء کے انگریزی اخبار ڈیلی نیوز نے لارڈ موصوف کے اظہار اسلام کی کیفیت اس طرح لکھی ہے۔

لارڈ ہیڈلی کا تبدیلی مذہب

لارڈ ہیڈلی یہ پانچواں بیرن ہے۔(بیرن ایک معزز عہدہ کا نام ہے)اس خطاب کا جس کو کہ یہ عالی عہدہ (پیرج کا) سال گزشتہ کے جنوری میں ملا ہے۔ بعد مرجانے چچیرے بھائی کے وہ مسلمان ہوگئے ہیں اوران کے مسلمان ہونے کی خبر انجمن ملت اسلام لندن کے سالانہ ضیافت کے روز جس میں خود لارڈ ہیڈلی شریک تھے مشتہر کی گئی۔ لارڈ ہیڈلے نے جو اپنے مسلمان ہونے کی بابت اس جلسہ میں کہا وہ یہ ہے۔

’’عام طریقہ سے مجھے مذہب اسلام کے اختیار کرنے کی اشاعت کرنے میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں اپنے ان عقائد اسلامیہ سے جس کو میں نے بیس برس سے اختیار کر رکھا ہے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ لارڈ ہیڈلے نے عندالملاقات کسی سے اپنے مسلمان ہونے کے بارہ میں یوں کہا ہے۔‘‘

’’جب کہ انجمن اسلامیہ کی طرف سے مجھ کو اس شب کے کھانے کی دعوت دی گئی۔ میں نے کہا کہ مجھے ازحد خوشی ہوگی کہ میں اس میں شرکت کروں اوران کے ممبران پر خود جاکر ظاہر کروں کہ مجھے ان کے مذہب سے کیسی گہری الفت ہے۔ میں نے ابھی تک کوئی کارروائی عملی طریقہ سے نہیں کی ہے کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ میں چرچ آف انگلینڈ کی (یعنی وہ مذہب جو ولایت میں جاری ہے اور سلطنت برطانیہ کا مذہب ہے) ممبری سے کنارہ کش ہوا اور جس مذہب میں یا جس مذہب کے طریقہ پر میری تعلیم وتربیت ہوئی تھی اور نہ ہم نے رسماً کوئی اعلان ایجاب دین اسلام کا کیا ہے۔ تاہم مذہب اسلام پر میرا عقیدہ ہے۔ میرے مذہب عیسائی کے چھوڑنے کا باعث زیادہ تر تعصب سے ان لوگوں کو ہوا ہے جو اپنے کو عیسائی کہتے ہیں۔‘‘ دسمبر۱۹۱۳ء کے مسلم انڈیا میں لارڈ ممدوح کی تحریر چھپی ہے اوراس میں لکھا ہے:

’’یہ ممکن ہے کہ میرے بعضے احباب خیال کرتے ہوں کہ مجھ پر مسلمانوں کا اثر پڑا ہے۔ مگر یہ بات نہیں ہے کیونکہ میرا موجودہ خیال صرف میری مدتوں کے خیال کا نتیجہ ہے۔

میری اصلی گفتگو تعلیم یافتہ مسلمانوں سے مذہب کے بارے میں چند ہفتہ گزرے کہ شروع ہوئی اور کیا مجھے اس کے کہنے کی ضرورت ہے کہ مجھ کو یہ دیکھ کر کہ میرے کل اصول ونتائج پورے طور سے اسلام کے مطابق ہیں۔ بہت خوشی ہوئی، میرے دوست خواجہ کمال الدین مرزائی نے مجھ پر ذرا سا بھی اثر ڈالنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔‘‘ ان اخباروں سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ لارڈ ہیڈلے کے مسلمان ہونے میں خواجہ کمال مرزائی کو کچھ دخل نہیں ہے۔ البتہ خواجہ کمال مرزائی نے اوران کے ہم خیال اہل اخبار وغیرہ نے ہندوستان میں ایسی باتیں بنائی ہیں جن سے مسلمان متأثر ہوں اور مرزائی باطل مذہب کی طرف ان کا عمدہ خیال ہو۔

شاہ نعمت اللہ صاحب رئیس مونگیر عرصہ سے لندن میں مقیم ہیں۔ حضرت اقدس مولانا سید ابواحمد رحمانی نے ان سے لارڈ موصوف کی حالت دریافت کی تھی۔ تاریخ ۱۸؍جنوری ۱۹۱۴ء کو ان کا خط آیا۔ وہ لکھتے ہیں **The London** ...... لارڈ ہیڈلے کے بارے میں حضور نے جو دریافت فرمایا ہے اس کی حقیقت میرے خیال میں یہ ہے کہ مرزا غلام احمد (قادیانی) کا غالباً ابھی تک نام بھی انہوں (لارڈ ہیڈلے) نے نہیں سنا ہے۔ وہ آدمی بہت معقول وسنجیدہ ہیں۔ تعلیم بھی ان کی بہت اچھی ہوئی ہے اور فقط اسلام کی خوبیوں سے محو ہوکر مسلمان بالاشتہار ہوگئے ہیں۔ ہم نے ان سے ایک دفعہ کہا کہ نماز میں سجدہ وغیرہ میں آپ کو دقّت ہوتی ہوگی۔ اس کا جواب دیا کہ آج سے بیس سال سے ہم روزانہ اسی طور سے عبادت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ خواجہ کمال الدین (مرزائی) کے آنے کے بیس سال قبل سے وہ مسلمان ہیں۔ انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کی وجہ یہاں اخباروں میں لکھی تھی اور صاف طور سے کہا ہے کہ بغیر کسی کے ترغیب دلائے ہوئے فقط کتابی معلومات سے وہ مسلمان ہوئے ہیں۔ یہاں ایک بزرگ لیڈی کبولڈ **Lady Qwlyn Cobbow of London** نام سے مشہور ہیں۔ ہم سے ان کی عرصہ سے ملاقات ہے اور وہ یہاں کے معزز خاندان سے ہیں۔ ان کا خاندان لارڈ ہیڈلے سے زیادہ معزز یہاں سمجھا جاتا ہے اور ماشاء اللہ وہ پورے مسلمان ہیں۔ کلام اللہ شریف کا اکثر حصہ ان سے ازبر (زبانی) سن لیجئے اور عربی بھی بولتی ہیں۔ خواجہ کمال مرزائی نے ہم کو ان سے بھی ملانے کو کہا تھا مگر ابھی ہم کو ایسا موقع نہیں ملا ہے کہ ملائیں۔ انہوں نے اپنے لڑکے کو پوری عربی کی اچھی تعلیم دی ہے۔‘‘

ملاحظہ کیا جائے کہ لارڈ ہیڈ لے کے ملنے والے کس قدر صاف لکھتے ہیں کہ لارڈ موصوف، خواجہ کمال مرزائی کے آنے سے بیس برس پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ ایک نہایت معزز خاندان کی خاتون مسلمان ہوکر اکثر حصہ قرآن مجید زبانی یاد کر چکی ہیں۔ جن کے پاس آج تک خواجہ کمال (مرزائی) کی رسائی نہیں ہوئی۔

ان کے علاوہ بہت مردوں کو اور خاتون کو اسلام کی طرف رغبت ہے اور بہت مسلمان ہیں۔ مثلاً **Mr & Maseerr** جنہوں نے اسلامی نام عبدالحمید رکھا ہے۔ یہ سیلون میں مجسٹریٹ ہیں اور پندرہ سولہ برس سے مسلمان ہیں اور لارڈ الڈر نے مرنے کے وقت اپنے اسلام کی شہرت دی تھی۔ **Lord Aler Mr. Lehuwra** جن کا اسلامی نام خالد ہے۔ یہ نوجوان عرصہ دس بارہ سال سے مسلمان ہیں۔ ایک معزز خاتون لیڈی بلوم فیلڈ **Lady Bloom Field** فرقہ بہائیہ میں داخل ہوئی ہے اور بہت لوگ لندن کے اس فرقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ اس فرقہ کے سردار عبدالبہاء لندن میں گئے تھے اور بہت کچھ احترام ان کا وہاں کے لوگوں نے کیا۔ ان کا لیکچر بھی بڑے زور وشور سے ہوا۔ ان کی دعوتیں بھی ہوئیں۔ جن میں بڑے اہتمام سے ایرانی کھانے پکوائے گئے تھے اور شہر مونگیر کے رئیس شاہ محمد یحییٰ صاحب بیرسٹر بھی اس میں شریک تھے۔ پھر عبدالبہاء لندن سے فرانس گئے تھے۔ خواجہ کمال (مرزائی) نے فرانس جانے کا غل تو مچایا۔ مگر ہوا کچھ نہیں۔ عبدالبہاء علی محمد بابی ولایتی کے خلیفہ ہیں جنہوں نے ۱۲۵۷ء سے کچھ پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس وقت اس کے ماننے والے کلکتہ، بمبئی، لندن، رنگون اور استنبول، مصر، شام، امریکہ وغیرہ میں کثرت سے ہیں اور ظاہری اخلاق ان کے اچھے سنے گئے ہیں۔ جس قدر جھوٹ اور فریب مرزائیوں میں دیکھا جاتا ہے۔ ان میں نہیں سنا گیا۔ ایک جھوٹا دعویٰ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ خواجہ کمال (مرزائی) کے سوا یورپ وغیرہ میں جاکر تبلیغ اسلام کسی نے نہیں کی۔ یہ دعویٰ بھی ایسا جھوٹا ہے جیسا پہلا دعویٰ تھا۔

سرسید احمد خان لندن گئے اور وہاں جاکر خطبات احمدی انگریزی کرا کے مشتہر کی اور اپنے خیال کے بموجب تبلیغ اسلام کی اور جو اعتراضات ایک بڑے معزز عیسائی نے جناب رسول اللہ ﷺ پر کئے تھے ان کے جوابات دے کر عیسائیوں کو اسلام کی طرف بلایا اور

مصر سے مصطفیٰ کمال پاشا لندن میں گئے اور تبلیغ اسلام کی اور جاپان میں مولوی برکت اللہ ایم.اے گئے ہیں اور عرصہ سے وہاں قیام رکھتے ہیں اور اچھی طرح تبلیغ اسلام کررہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر حسن ہٹانو جو خاندان وزارت شاہی کا ایک معزز شخص ہے مولوی صاحب مذکور کی وجہ سے مسلمان ہوا اور سنا گیا ہے کہ مسٹر حسن ہٹانو نے ایک اسلامی اخبار بھی جاری کیا ہے جس کی شہرت اور آمد ہندوستان میں بھی ہے۔ اخبار وکیل سے ظاہر ہوا ہے کہ وہاں تین لاکھ مسلمان ہوئے ہیں۔ چنانچہ ۱۰رجنوری ۱۹۱۴ء کا وکیل لکھتا ہے کہ ترکی ہم قلم اقدام قسطنطنیہ روسی اخبار ''نودی وریمیا'' سے یہ خبر نقل کرتا ہے کہ مسلمانان چین نے ایک جدید انجمن مسلمانان چین وجاپان کو متحد بنانے کی غرض سے قائم کی ہے۔ اس انجمن کا صدر دفتر شہر ٹانکن میں ہے اور اس دفتر کا حال میں ایک قابل توجہ رپورٹ مسلمانان جاپان کے حال کے متعلق موصول ہوئی ہے۔ یہ رپورٹ ٹوکیو کے مدرسہ اسلامیہ کے منتظم اور پرنسپل حسن خورشید نے مرتب کی ہے۔ اس رپورٹ سے عیاں ہوتا ہے کہ جاپان میں مسلمانوں کی تعداد تین لاکھ نفوس تک پہنچ چکی ہے۔ اب مجھے مرزائی جماعت بتائے کہ خواجہ کمال مرزائی نے لندن میں کتنے آدمیوں کو مسلمان کیا؟ جیسا کہ ان کی جماعت غل مچارہی ہے اور اس حیلہ سے مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے۔ میرے خیال میں خواجہ کمال صاحب (مرزائی) کی نسبت پوسٹ ماسٹر پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور کی جو رائے ہے وہ نہایت صحیح ہے اور اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

''پوشیدہ نہیں کہ خواجہ کمال الدین (مرزائی) مریدان مرزاغلام احمد قادیانی مدعی نبوت، مہدویت، مسیحیت، وکرشنیت وغیرہ وغیرہ کے رکن رکین ہیں اور اہل اسلام ہندوستان وپنجاب پر پھر ایسی ہی غلطی عظیم کا وقت آ گیا ہے جو کہ مرزاقادیانی کے اشتہار براہین احمدیہ کا تھا۔ جب کہ انہوں نے اسلام کی حمایت کے بہانہ سے مسلمانوں سے روپیہ بٹورا اور بجائے اشاعت اسلام کے مرزائیت (یعنی اپنے دعاوی نبوت وغیرہ) کی اشاعت کے واسطے اشتہارات اور تالیف کتب پر اس بے رحمی سے دل کھول کر خرچ کیا کہ لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات مسیح موعود ہونے کے واسطے تمام ممالک غیر تک پہنچائے اور یہ وہ روپیہ تھا جو اس واسطے مسلمانوں سے لیا تھا کہ قرآن اور محمد ﷺ کی صداقت پر تین سو دلائل کل ادیان

کے رد میں بیان کئے جائیں گے اور اسلامی تعلیم اور مذہب کو سچا ثابت کیا جائے گا۔ مگر وہ وعدہ بالکل وفا نہ کیا گیا اور روپیہ بے محل خودستائی اور اپنی نبوت ورسالت کے اثبات میں خرچ کیا اور وفات مسیح علیہ السلام کی خاطر تمام اسلاف اہل اسلام کو غلطی پر بتایا گیا۔ تمام تفاسیر کو ردی قرار دے دیا گیا۔ ائمہ اربعہ کے اجماع امت کو کورانہ تقلید کا خطاب دیا گیا اور اسلام کے تمام مسائل کے الٹ پلٹ میں کتابیں واشتہارات اس کثرت سے لکھے کہ ممالک متمدنہ یورپ کے کسی ہوشیار دوکاندار نے بھی اس قدر شائع نہ کئے ہوں گے اور وہ روپیہ جو خدمت وحمایت اسلام کے واسطے جمع کیا گیا تھا۔ وہی تخریب دین میں اور اسلام اور مسلمانوں کی دل آزاری پر خرچ کیا گیا اور مرزائیت کی اس قدر اشاعت ہوئی کہ کوئی شہر وقصبہ پنجاب وہندوستان میں نہیں کہ مرزائیوں کی اڑھائی اینٹ کی مسجد (مرزاڑہ) الگ نہ ہو اور تفرقہ امت محمدی میں اس قدر ڈالا کہ بھائی بھائی سے، میاں۔ جورو سے، جورو، میاں سے، خویش واقارب تمام اجزاء جو اسلام کے تھے الگ کر دیئے گئے۔ حتیٰ کہ نمازیں اور جنازے پڑھنے بھی بند ہوگئے اور یہی مرزا قادیانی کی پیدا کردہ چھوٹی سی جماعت تمام موجودہ واسلاف اہل اسلام کو یہودی وکافر کا لقب دینے لگی۔ حتیٰ کہ اب تک کتابوں میں ایسا ہی لکھتے ہیں اور امت محمدی میں وہ فساد ڈالا ہوا ہے کہ کوئی جگہ نہیں جس جگہ چرچا نہ ہو اور اب تو ہندو پنجاب کے علاوہ بلاد غیر میں جا پہنچے ہیں۔ منہ سے قرآن ومحمد ﷺ کہتے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام کا خیرخواہ بتاتے ہیں۔ مگر جب انہوں نے تمام مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں مانتے، کافر قرار دے دیا تو اب مسلمانوں سے کیا واسطہ ہے؟ لیکن یہ عیاری دیکھئے کہ چندہ لینے کے واسطے اور مال وزر وصول کرنے کے واسطے ان یہودیوں (معاذ اللہ) کو مسلمان کہہ دیتے ہیں اور جس طرح بھی بن پڑے۔ مسلمانوں سے روپیہ بٹور لیتے ہیں۔ مگر خود ایسے گرہ کے پکے اور تعصب کے پتلے ہیں کہ سوا قادیان کے ٹیکس کے ایک پیسہ کسی قومی کام میں نہیں دیتے۔ انجمن حمایت اسلام کو دینا گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر جب اپنا مطلب ہو تو یہی یہودی، بھائی مسلمان ہیں اور گندم نمائی کر کے اپنا مطلب نکال لیا تو پھر وہی علیحدگی اور قطع تعلق تو کون اور میں کون؟''

وہی وقت اب مسلمانوں پر آگیا ہے اور ویسی غلطی میں مسلمان مبتلا ہونے لگے

ہیں کہ چندہ جمع کر کے خواجہ کمال الدین (مرزائی) کو روانہ کر رہے ہیں یا ارادہ کرتے ہیں جس کا نتیجہ اخیر وہی پشیمانی ہوگی جو مسلمانوں نے مرزا قادیانی کو چندے اور براہین کی قیمت پیشگی ادا کرنے سے ہوئی تھی۔ روپیہ مسلمانوں کا ہوگا اور مرزائیت کی اشاعت میں خرچ ہوگا اور برائے نام مسلمانوں کا منہ بند کرنے کے لئے کسی انگریز کی تبلیغ کے نام سے بھی خرچ کیا جائے گا۔ مونگیر اور بھاگلپور کے مرزائیوں کو دیکھا جائے کہ ایک خاص غرض کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔

جب مرزا قادیانی نے نہایت صفائی سے (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵) وغیرہ میں اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔ ان کے بیٹے محمود نے تمام مسلمانوں کے کافر ہونے کے باب میں خاص رسالہ (تشحیذ الاذہان ج۶ نمبر۴ ص۱۲۲، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء، آئینہ صداقت) لکھا۔ ان کے خلیفہ نے اس کی تصدیق کی۔ اب ان کے اس خط سے اس کا ثبوت ہو رہا ہے جو انہوں نے خواجہ کمال (مرزائی) کو لکھا ہے اور پیغام صلح میں شائع ہوا ہے اور اخبار (وکیل ج۱۹ نمبر۷، مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۱۴ء) نے اسے نقل کیا ہے۔ عبدالماجد (قادیانی) جو ان کے ہاتھ پر بیعت کر آئے ہیں اور تمام دنیا کے علماء اور اہل اللہ کو خصوصاً علماء کاملین حرمین شریفین کو چھوڑ کر اور انہیں فاسق سمجھ کر مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ کو اپنا مقتداء اور پیشوا مان چکے ہیں۔ اس لئے کیسے ہوسکتا ہے کہ مقتداء کے خلاف عقیدہ رکھتے ہوں گے؟ یہ ہرگز ہو نہیں سکتا مگر چونکہ سمجھتے ہیں کہ عام مسلمان کافر کہہ دینے سے برہم ہو جائیں گے اور اس مذہب کو برا سمجھنے لگیں گے۔ اس لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے اور مرزا قادیانی کے بیٹے نے جو لکھا ہے اسے ہم نہیں مانتے۔ یہ صرف فریب ہے۔ جب نماز میں شریک نہ ہوں۔ جنازے میں شریک نہ کریں، لڑکی دینے سے انکار۔ ان کے خاص اخبار میں شائع ہو کہ جو غیر قادیانی کو لڑکی دے وہ قادیانی نہیں۔ تمام باتیں کفاروں کی برتیں۔ مگر زبان سے کہہ دیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ صریح دلیل ہے کہ وہ فریب دیتے ہیں۔ دراصل تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی خاص غرض سے اپنے دلی عقیدہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح اور جھوٹی باتیں کہتے ہیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں۔ ہمیں سخت افسوس ہے کہ ہمارے بھائی نے ہم سے جدا ہو کر نہایت بری روش اختیار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو راہ راست پر لائے اور پھر پیارا سچا بھائی بنائے۔

عبدالعزیز رحمانی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۵)

پروفیسر مولانا سید انور حسینؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس میں مرزا حسام الدین احمد مرزائی کے اس اشتہار کا جو جلسہ مسیحی ۸؍مارچ ۱۹۱۴ء کے متعلق تھا۔ مدلل جواب دیا گیا ہے اور قرآن مجید سے اور نیز مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کردہ معنی کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی اور رفع آسمانی کا ثبوت دے کر مرزا قادیانی کی نبوت اور مسیحیت کے ثبوت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

انّٰی توفکون

تم لوگ کہاں سے پھیرے جاتے ہو

نہیں ہے دین مرزائی میں کچھ بھی نور ایمانی ادھر آؤ تمہیں اب نور دین انور دکھائے گا

ایک اشتہار مرزا حسام الدین احمد احمدی (مرزائی) اکبرآبادی کا ہماری نظر سے گزرا۔ اس اشتہار میں کوئی مضمون ایسا نہیں ہے جس کا جواب علمائے اسلام نے نہ دیا ہو بلکہ وہی باتیں ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے پیش کی تھیں اور علمائے اسلام نے ان کی حیات ہی میں ان کا مفصل اور مدلل جواب دے دیا تھا۔ مشتہر صاحب نے یا تو ان جوابوں کو دیکھا نہیں ہے یا جواب الجواب سے عاجز آکر مرزا قادیانی ہی کی پیش کردہ باتوں کو دہرایا ہے۔ چونکہ اس اشتہار سے اس بات کا احتمال ہے کہ جن مسلمانوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ علمائے اسلام، مرزا قادیانی کی ہر ایک بات کا مفصل اور مسکت جواب دے چکے ہیں۔ وہ شبہ اور فتنہ میں پڑ جائیں۔ اس لئے علمائے اسلام کی تحقیقات کے مطابق مذکورہ بالا اشتہار کا مدلل جواب دیا جاتا ہے۔ ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ ’’وما توفیقی الا باللہ‘‘

مشتہر صاحب لکھتے ہیں: ’’ناظرین! ۸؍مارچ ۱۹۱۴ء کو منجانب مسیحی صاحبان جلسہ مذہبی مقرر تھا۔ ہر شخص کو تقریر کرنے کی اجازت تھی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اخویم خیرالدین صاحب نے وفات مسیح پر تقریر شروع کی۔ ہنوز بیان تمام نہیں ہوا تھا کہ بیچ میں

مولوی عبدالکریم صاحب مدرس اوّل ندوۃ العلماء لکھنؤ ومولانا عبدالشکور صاحب ایڈیٹر اخبار النجم نے دخل دینا شروع کیا اور کہا کہ مرزا قادیانی نے جمیع انبیاء سے حضرت محمد ﷺ کو افضل الرسل اور فرد کامل کہا ہے۔ کیا ان سے پہلے تمام انبیاء فرد کامل نہ تھے۔ ایسا کہنا مرزا قادیانی کا انبیاء ماسبق کی صریح توہین ہے اور اسی طرح اپنی دعویٰ نبوت کے لئے توفی کے معنی خلاف محاورہ قرآن کریم سے تراشے ہیں۔ لہٰذا ہر سہ حالت میں وہ کافر ہیں۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب اور مولوی عبدالشکور صاحب ہرگز ہرگز ایسے غیر مہذب نہیں ہیں کہ کسی کے اثنائے تقریر میں بلاوجہ دخل دیں یا تو یہ بات ہی غلط ہے یا مقرر صاحب نے کوئی ایسی تقریر کی ہوگی جس کا بروقت جواب دینا ضروری ہوگا۔ ورنہ بقول مشتہر صاحب ہر شخص کو تقریر کرنے کی اجازت تھی۔ مولوی صاحبان مرزائی مقرر کی تقریر کے بعد ان کا جواب دے سکتے ہیں۔ اثنائے تقریر میں دخل دینے کی کوئی خاص وجہ ضرور ہوئی ہوگی۔ کیا اس جلسہ میں کوئی صدر انجمن نہ تھا؟ اور کیا اس کو یہ اختیار نہیں دیا گیا تھا کہ کسی کے اثنائے تقریر میں دخل دینے والوں کو روک دے۔ یہ بات بھی سراسر غلط معلوم ہوتی ہے کہ مولوی صاحبان نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی ایک یہ وجہ قرار دی کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کو افضل الرسل اور فرد کامل کہا ہے اور اس سے انبیائے ماسبق کی توہین ہوتی ہے۔ (اور توہین انبیاء کفر ہے) اس لئے کہ مولوی صاحبان عقیدتاً اہل سنت والجماعت ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ افضل الرسل ہیں۔

(شرح عقائد نسفی ص۲۰۵، مطبوعہ مطبع انوار احمدی، افضل الانبیاء محمد)

یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں ہے کہ مولوی صاحبان نے آنحضرت ﷺ کو افضل الرسل کہنے کی وجہ سے دوسرے انبیاء کی توہین استنباط کر کے مرزا قادیانی کو کافر کہا: ''**سبحانک ہذا بہتان عظیم**'' بلکہ قرین قیاس یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مولوی صاحبان نے یہ کہا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اپنی فضیلت ثابت کرنے کے لئے بعض انبیاء اولوالعزم کی سخت توہین کی ہے۔ چنانچہ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳) میں لکھتے ہیں: ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔''

پھر اسی رسالہ کے ابتداء میں لکھتے ہیں: ’’بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘

(دافع البلاء ص۴ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ)

اس عبارت میں مرزا قادیانی ان غلط قصوں کی تصدیق کرتے ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور ان قصوں کو آپ کے حصور (پاک دامن) نہ ہونے کا سبب قرار دیتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے اعتقاد میں حضرت مسیح علیہ السلام پاک دامن نہ تھے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کو پاک دامن نہ سمجھنا ان کی سخت توہین ہے۔ بلکہ ان کی نبوت سے ایک طرح کا انکار ہے۔ (نعوذ باللہ منہ)

یہ بات بھی صحیح نہیں معلوم ہوتی کہ مولوی صاحبان نے یہ کہا ہو کہ: ’’اپنے دعویٰ نبوت کے لئے توفی کے معنی خلاف محاورہ قرآن کریم کے تراشے ہیں۔ لہٰذا ہر سہ حالت میں کافر ہیں۔‘‘

اس لئے کہ مرزا قادیانی نے توفی کے جو معنی تراشتے ہیں۔ اگر وہ معنی تسلیم بھی کر لئے جائیں تو اس سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوگی۔ اس سے مرزا قادیانی کی نبوت کس طرح نہیں ثابت ہوسکتی اور پھر صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہونے سے کفر نہیں لازم آتا۔ گو یہ عقیدہ جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔ ہاں! یہ کہا ہو تو عجب نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو کر خود مسیح موعود بن بیٹھا اور آیت کریمہ خاتم النّبیین اور احادیث ختم نبوت کے خلاف دعویٰ نبوت ونزول وحی کرنا کفر ہے۔ بہرکیف مشتہر صاحب وجوہ ثلاثہ کے جواب دینے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ناظرین! شق اوّل کے لئے تو ہمارا یہی مذہب ہے کہ جناب سرور کائنات محمد ﷺ سے افضل کوئی نبی نہیں ہے۔ جیسا کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ: ’’لوکان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی‘‘ (ابن کثیر ج۱ ص۳۷۸)

''اگر موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو ان کو بجز ہماری اطاعت کے اور کچھ چارہ نہ ہوتا۔''

امام احمد اور بیہقی نے حضرت جابرؓ سے جو روایت کی ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں ہے۔ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ چنانچہ (مشکوٰۃ شریف ص۳۰، کتاب الاعتصام بالسنہ) میں ہے: ''**لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الّا اتباعی**'' کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو سوائے ہماری پیروی کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

جس حدیث کو مشتہر نے پیش کیا ہے کتب حدیث میں اس کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشتہر صاحب نے مذکورہ بالا حدیث (ابن کثیر) کی کوئی سند بیان نہیں کی اور نہ حدیث کی کسی کتاب کا حوالہ دیا صرف ابن کثیر کے حوالہ دینے سے حدیث کی صحت ثابت نہیں ہوسکتی۔ مشتہر صاحب پر لازم تھا کہ حدیث مع سند بیان کرتے اور پھر ہر ایک راوی کا ثقہ ہونا ثابت کرتے یا محدثین کی تصحیح نقل کرتے بغیر اس کا مذکورہ بالا حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہوسکتا اور اگر اس حدیث کی صحت ثابت بھی ہوجائے تو مشتہر صاحب کا مدعا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ:

۱...... ایک یا دو نبی کے تابع ہونے سے کل انبیاء علیہم السلام پر فضیلت نہیں ثابت ہوسکتی ہے۔

۲...... مجرد کسی نبی کا تابع ہونا نبی متبوع کی افضلیت کی دلیل نہیں ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو کہتا ہے کہ: اے محمد ﷺ ''**ثم اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا** (نحل:۱۲۳)'' پھر میں نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی کہ آپ ﷺ ملت ابراہیم کی پیروی کیجئے یکسو ہوکر۔

''اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام متبوع تھے۔ مگر افضل الرسل آنحضرت ﷺ ہی ہیں نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، معلوم ہوتا ہے کہ مشتہر صاحب کو آنحضرت ﷺ کے افضل الرسل ہونے کی دلیل معلوم نہیں ہے۔ ورنہ وہ ایسی حدیث پیش نہ کرتے جس کی نہ تو سند کا پتہ ہے اور نہ اس کے الفاظ سے اصل مطلب ثابت ہوتا ہے۔ اچھا تو مجھ سے سنئے۔ آنحضرت ﷺ کے افضل الرسل ہونے کی تین دلیلیں ہیں۔''

۱...... آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات پر دین کی تکمیل کی گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا**''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام ہی کو پسند کیا۔

اور ظاہر ہے کہ یہ فضیلت سوائے آپ ﷺ کے کسی نبی کو نہیں ملی۔

۲...... آپ ﷺ کی امت افضل ترین امم قرار پائی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''**کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (آل عمران:۱۱۰)**''﴿تم لوگ بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔﴾

اور ظاہر ہے کہ امت کی فضیلت اس رسول ﷺ کی فضیلت پر موقوف ہے جس کے وہ تابع ہے۔ پس آپ ﷺ کی امت کا افضل امم ہونا آپ ﷺ کے افضل الرسل ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

۳...... (مسلم شریف ج۱ ص۱۹۹، باب مساجد وضع الصلوٰۃ) میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:''**عن ابی هریرة ؓ ان رسول الله ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً وارسلت الیٰ الخلق کافة وختم بی النبیون**'' (مشکوٰۃ باب فضائل نبینا ﷺ ص۵۱۲)

''میں دوسرے نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت دیا گیا ہوں۔ (۱)مجھ کو جامع کلمے دیئے گئے۔ (۲)اور میں اپنے رعب کی وجہ سے فتح یاب ہوا۔ (۳)اور مال غنیمت میرے لئے حلال ہوا۔ (۴)اور ساری زمین میرے لئے نماز اور تیمّم کے لائق بنائی گئی۔ (۵)اور میں سارے لوگوں کے لئے رسول ہوں۔ (۶)اور نبیوں کے آنے کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔''

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے کسی نبی کے تابع ہونے کو اپنی فضیلت کی دلیل نہیں قرار دی پس مشتہر صاحب کا استدلال غلط ہوگیا۔

پھر مشتہر صاحب لکھتے ہیں کہ شق ثانی کے جواب میں ابوالحسنات مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی کا قول درج کرتے ہیں کہ بعد آنحضرت ﷺ کے یا زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں ہے۔ بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔

(دافع الوسواس فی اثر بن عباس علوی مطبوعہ لکھنوص۱۲، سطر۸)

اس کا جواب یہ ہے کہ مشتہر صاحب کو اس مسئلہ میں نہ کوئی آیت قرآنی ملی اور نہ کوئی حدیث نبوی، نہ کسی صحابی کا اثر، نہ کسی مجتہد کا قول، مجبور ہوکر مولانا مرحوم کا ایک قول پیش کردیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید اور احادیث کے نصوص قطعیۃ الدلالت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ورسالت نہیں مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین** (احزاب:۴۰)'' ﴿نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں کے بعد آنے والے۔﴾

خاتم النّبیین میں لفظ خاتم بالفتح یا بالکسر ہر حالت میں اس کے معنی آخر کے ہیں۔

(لسان العرب ج۴ص۲۵، مجمع البحار ج۲ص۱۵)

یہ آیت اس بارہ میں نص قطعی ہے کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ احادیث صحیحہ بھی اس بارہ میں کثرت سے وارد ہیں۔ ان میں سے چند پیش کی جاتی ہیں۔

۱...... **(بخاری ج۱ ص۵۰۱، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائہ ﷺ)** میں جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:''**انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (متفق علیہ)**''

(مشکوٰۃ ص۵۱۵، باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ)

''کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔''

۲...... بخاری میں ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:''**کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء**''

(بخاری ج۱ص۴۹۱، باب ذکر عن بنی اسرائیل، فتح الباری پ۱۳ص۸۳)

’’بنی اسرائیل پر انبیاء علیہم السلام سیاست کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پاتے تو دوسرے نبی ان کے جانشین ہوتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔‘‘

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات بعبارۃ النص ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں حدیثوں میں لفظ نبی نکرہ ہے اور تحت نفی میں واقع ہے اور نکرہ تحت نفی میں عام ہوتا ہے۔ یعنی اس نکرہ کے ہر فرد کی نفی ہو جاتی ہے اور ’’سیکون خلفاء‘‘ سے اس عموم کی پوری تائید ہورہی ہے۔ پس ان دونوں حدیثوں کا صریح مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا۔ صاحب شرع جدید ہو یا نہ ہو۔ ہاں! دوسری حدیث میں خلفاء کے لفظ سے صراحۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے جانشینوں کا لقب خلفاء ہے۔ انبیاء نہیں ہے۔ اسی وجہ سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اس لقب کے ساتھ ملقب نہیں ہوتے۔

(ترمذی ج۲ ص۲۰۹، باب مناقب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ) میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

صحیحین میں سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ ہماری غیبت میں اسی طرح ہمارے جانشین ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے جانشین ہارون علیہ السلام تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے بعد (ہماری نبوت کے بعد) کوئی نبی نہیں۔ یعنی ہارون علیہ السلام نبی تھے اور چونکہ ہماری نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی ہے۔ اس لئے آپ نبی نہیں ہوسکتے ہیں۔

(بخاری ج۱ ص۵۲۶، باب مناقب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، مسلم ج۲ ص۲۷۸، باب فضائل علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب)

ان روایتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبوت کی نفی اسی بناء پر کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ کیا کوئی ایماندار اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ مرزاقادیانی تو فنا فی الرسول کے درجہ پر پہنچ کر ظلی یا بروزی نبی اور رسول بن جائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ درجہ نہ ملے اور ظلی اور بروزی نبوت سے بھی محروم رہ جائیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

۳...... (بخاری ج۱ ص۵۰۹، باب علامات النبوۃ فی الاسلام) میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:''لا تقوم الساعة حتی یبعث الدجالون کذابون قریب من ثلثین کلهم یزعم انه رسول الله'' (مشکوٰۃ ص۴۶۵، باب الملاحم)

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب دجال وکذاب پیدا ہوں۔ ہر ایک کا یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہے۔

(مسلم ج۲ ص۳۹۷، فصل فی قوله صلعم ان بین یدی الساعة کذابین قریباً من ثلاثین) میں حضرت ثوبانؓ سے اس طرح مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، باب ذکر الفتن ودلائلها، ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون، مشکوٰۃ ص۴۶۵، کتاب الفتن)

میری امت میں تیس فریب دینے والے بڑے جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ہر ایک کا یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس دوسری حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن جھوٹے مدعیان نبوت کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ آنحضرت ﷺ کی امت ہی میں سے ہوں گے۔ یعنی اپنے کو امتی بھی کہیں گے اور نبی بھی۔ نبوت تشریعی کے مدعی ہوں یا غیر تشریعی کے۔ پس جو شخص آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا مدعی ہو تو وہ بحکم حدیث مذکور دجال وکذاب کہلانے کا مستحق ہے۔ ''فتدبر ولا تکن من الغافلین'' مولانا عبدالحئی صاحب کا جو قول مشتہر صاحب نے نقل کیا ہے وہ ان لوگوں کے جواب میں ہے جو کہتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آئیں گے تو آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین نہیں رہیں گے۔ مولانا مرحوم کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے۔ اس لئے کہ آپ زجر الناس علی انکار اثر بن عباس کے ص۸۴ میں تحریر فرماتے ہیں:''لکن ختم نبینا ﷺ الی جمیع انبیاء وجمیع الطبقات بمنی انه لم یعط بعده النبوة لاحد فی طبقة''

(زجر الناس ص۸۴)

کل طبقات کے انبیاء کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا حقیقی ہے۔ اس معنی کے کہ بعد آپ ﷺ کے کسی کو کسی طبقہ میں نبوت نہیں دی جائے گی۔

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ:''**لاشبہ فی بطلان الاحتمال الثانی وھوان یکون وجود الخواتم فی تلک الطبقات بعدہ لما وردانہ لا نبی بعدہ وثبت فی مقرہ انہ خاتم الانبیاء علی الاطلاق واستغراق**''

(زجرالناس ص۸۴،۸۵)

اس احتمال کے باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ دیگر طبقات میں آنحضرت ﷺ کے بعد خواتم کا وجود ہو اس لئے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں کوئی قید نہیں ہے۔ علی الاطلاق والاستغراق سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ مولانا مرحوم اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ کسی خاص طبقہ میں خاتم الانبیاء ہیں یا کسی خاص قسم کی نبوت کے خاتم ہیں۔ بلکہ جمیع طبقات جمیع اقسام نبوت کے خاتم ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی۔

مشتہر صاحب نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔ حاشیہ میں سورۂ اعراف کی ایک آیت نقل کی ہے اور خود ہی ترجمہ بھی کیا ہے کہ:''**یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون (اعراف:۳۵)**''

اے اولاد آدم! کی جب آئیں رسول تمہارے پاس تمہارے ہی نوع سے، پڑھیں تم پر آیتیں میری کتاب کی یا خبر دیں تم کو احکام شریعت سے، پھر جو کوئی پرہیز کرے گا۔ شرک وتکذیب سے اور اصلاح کرے گا اپنے کاموں کی، بس کوئی خوف نہیں ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

میں کہتا ہوں کہ اس آیت سے بعد آنحضرت ﷺ کے مجرد کسی نبی کے ہونے کا امکان اور صاحب شرع جدید کے ہونے کا امتناع ثابت کرنا غلط اور محض غلط ہے۔ اس لئے کہ رسول کا لفظ ہر قسم کے رسولوں کو شامل ہے۔ صاحب شرع جدید ہو یا نہ ہو اسی طرح آیتوں

کو پڑھ کر سنانے میں بھی کوئی قید نہیں ہے۔ دونوں صورتوں کو شامل ہے۔(۱) وہ آیتیں جو کسی پہلے نبی پر نازل ہوئی ہوں اور بعد کو آنے والا نبی پڑھ کر سنائے۔(۲) وہ آیتیں اسی نبی پر نازل ہوئی ہوں جو پڑھ کر سناتا ہے۔ اگر اس آیت سے رسولوں کے آنے کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے قیامت تک جاری سمجھا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرتﷺ کے بعد نبی صاحب شرع جدید کا ہونا بھی ممکن ہے اور آنحضرتﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا جو آیت ''قطعیۃ الدلالۃ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کسی معنی سے صحیح نہ ہو اور یہ صرف باطل ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس آیت میں اس وقت کا تذکرہ ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے رسولوں پر ایمان لانے کا عہد لیا تھا۔ سورۂ بقرہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''گفتم یعنی برزبان حضرت آدم چناں کہ درسورہ بقرہ اشارت است''

''اخرج ابن جرید عن ابی یسار سلمی قال ان اللہ تبارک وتعالٰی جعل آدم وذریته فی کفه فقال یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی'' (درمنثور ج۳ص۸۲)

تفسیر درمنثور میں ہے کہ ابن جرید نے ابویسار سلمی سے روایت کی ہے کہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم اور ان کی اولاد کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اے بنی آدم! اگر آئیں تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے، کہ سنائیں تم کو میری آیتیں تو جس نے تقویٰ کیا اور اپنی اصلاح کر لی اس پر کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ غمگین ہوگا۔''

اس روایت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ تذکرہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ بحکم آیت مذکور حضرت آدم ہی سے رسولوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہوا اور برابر جاری رہا۔ جب آنحضرتﷺ کی بعثت ہوئی اور آیت کریمہ: ''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' نازل ہوئی تو معلوم ہوگیا کہ وہ سلسلہ ختم ہوگیا اسی لئے آنحضرتﷺ نے فرمادیا کہ ''ختم بی النبیون'' یعنی نبیوں کا آنا مجھ پر ختم ہوگیا اور یہ بھی فرمایا کہ: ''لا نبی بعدی'' یعنی میری نبوت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت مسیح بن

مریم علیہ السلام کا نبوت کے ساتھ دوبارہ دنیا میں تشریف لانا آنحضرت ﷺ کے خاتم النّبیین اور ''**لا نبی بعدی**'' کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے۔ تفسیر ''**ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم**'' میں لکھا ہے: ''**لا یقدح فیه نزول عیسیٰ بعده** علیہ السلام **لان معنی کونه خاتم النّبیین انه لا ینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبیّ قبله**''

(شہادۃ القرآن حصہ دوم ص۱۰۶)

کہ آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی ہرج واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے معنی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے گئے۔

تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن (ج۵ ص۲۱۸، زیر آیت: **ما کان محمد ابا احد**) تفسیر مدارک، تفسیر فتح البیان وغیرہ سب میں یہی لکھا ہے۔ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم بھی لکھتے ہیں کہ: ''**ولهذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعة وهو نبی کریم علیٰ حاله لا ینقص عنه شی**'' (زجرالناس ص۸۵)

اسی سبب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں آنحضرت ﷺ کی شریعت پر تشریف لائیں گے اور وہ اپنی نبوت سابقہ پر نبی ہی رہیں گے۔ ان کی نبوت میں کمی نہیں ہوگی۔

یہ بھی واضح رہے کہ نبوت کی تقسیم تشریعی اور غیر تشریعی کی طرف یا نبی کی تقسیم اصلی اور ظلی وبروزی کی طرف قرآن مجید یا حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔ ''**ومن ادعی فعلیه البیان**''

توفی کی بحث

مشتہر صاحب لکھتے ہیں: ''اب رہی شق ثالث تو توفی کا لفظ علاوہ متنازعہ فیہ کے قرآن میں ۲۳ جگہ لکھا ہے جس کے معنی بجز قبض روح کے اور نہیں اور ایک بھی ایسا مقام نہیں جس میں توفی کا لفظ آسمان پر جانے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہو۔''

اس کے چند جواب ہیں:

۱...... یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ اگر ایک لفظ کے چند معنی ہوں اور وہ لفظ ان معانی میں سے کسی ایک معنی میں قرآن مجید میں کثرت سے استعمال کیا گیا ہو تو پھر اس لفظ کے دوسرے معنی کسی جگہ قرآن مجید میں نہ لے سکیں۔ بلکہ قرآن مجید میں غور کرنے سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں ''اصحاب النار'' کا لفظ متعدد مقامات میں واقع ہے اور تمام جگہ اس کے معنی آگ میں جلنے والے کے ہیں۔ مگر سورۂ مدثر (آیت:۳۱) ''وما جعلنا اصحاب النار الا ملٰئکۃ'' میں ''اصحاب النار'' سے مؤکلان دوزخ مراد ہیں۔ علیٰ ہذا! قرآن مجید میں ''ریب'' کا لفظ بکثرت وارد ہوا ہے اور تمام جگہ اس کے معنی شک کے ہیں۔ مگر ''ریب المنون'' میں حوادث دہر مراد ہیں۔ اس کے نظائر قرآن مجید میں بہت ہیں۔ بغرض اختصار دو ہی نظیروں پر اکتفاء کیا گیا۔ اب اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ قرآن مجید میں ۲۳ مقامات پر توفی سے قبض روح ہی مراد ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ توفی سے کوئی دوسرے معنی مراد نہیں لئے جاسکتے۔

۲...... اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ توفی سے قبض روح ہی مراد ہے جب بھی لفظ توفی سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات ثابت نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ قبض روح دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک موت میں، دوسرے نیند میں، نیند میں جو قبض روح ہوتا ہے وہ موت نہیں ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

''اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا (زمر:۴۲)'' ﴿اللہ تعالیٰ جانوں کو لیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو جانیں مری نہیں ہیں یعنی جن کی موت نہیں آئی ہے ان کو نیند کی حالت میں لیتا ہے۔﴾

''لم تمت'' کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے کہ نیند کی حالت میں موت نہیں ہوتی۔ پس قبض روح پائے جانے سے موت نہیں ثابت ہوسکتی ہے۔

یہ کہنا کہ نیند میں روح قبض کی جاتی ہے اور جسم معطل کیا جاتا ہے، صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ نیند میں جسم معطل نہیں کیا جاتا ہے بلکہ بیداری کے اعتبار سے نیند میں اصلاح جسم زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ نیند میں حرارت غریزی بالکلیہ باطن کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ہضم غذا کامل طور پر ہوتا ہے اور کمال ہضم کی وجہ سے خون پیدا ہوتا ہے اور خون سے

''بدل ما یتحلل'' ہوتا ہے۔ دیکھو نفیسی بحث نوم۔ اس کے علاوہ نیند میں جسم کے معطل نہ ہونے کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ نیند میں احتلام ہوتا ہے اور احتلام میں لذت جسمانی کا احسان ہوتا ہے۔ منی خارج ہوتی ہے۔ اگر نیند کی حالت میں جسم معطل رہتا تو جسمانی لذت نہیں پائی جاتی اور نہ منی خارج ہوتی۔

۳...... اس آیت میں کہ:''هو الذی یتوفکیم بالیل (انعام:۶۰)'' ﴿خداوہ ہے جو سلادیتا ہے تم کو رات کے وقت۔﴾

توفی کے معنی سلادینا بصراحت موجود ہے اور یہاں پر سلادینے کے سوا کوئی دوسرے معنی بن نہیں سکتے۔ پھر''متوفی'' کے معنی سلادینے والا لینے میں کون مانع ہے؟ اس تقدیر پر''انی متوفیک ورافعک'' کے معنی یہ ہوں گے کہ:''اے عیسیٰ! میں آپ کو سلادینے والا ہوں۔ (اور نیند ہی کی حالت میں) آپ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔''

یہ توجیہ بھی تفسیر کبیر (جز۸ص۷۲)، خازن (ج۱ص۲۵۵)، درمنثور (ج۲ ص۳۶)، فتح البیان، معالم التنزیل (ج۱ص۱۶۲) میں مذکور ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ:''المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالیٰ الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فجعل النوم وفاة کان عیسیٰ قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلّا یلحقه خوف''

توفی سے مراد نوم ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ اللہ یتوفی الانفس میں توفی کے معنی نوم ہی میں مستعمل ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ سو گئے اور نیند کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھالیا تاکہ آپ کو خوف لاحق نہ ہو۔

مذکورہ بالا مطلب کو ہم ایک ایسے طریقہ سے ثابت کر دکھاتے ہیں جس کے تسلیم کرنے میں غالباً مشتہر صاحب کو کوئی عذر نہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی (ازالۃ الاوہام ص۸۹۲، خزائن ج۳ص۵۸۷) میں صحیح بخاری سے بڑے زوروں کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ نے''متوفیک'' کی تفسیر''ممیتک'' فرمائی ہے اور پھر اسی (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۹۴۳، خزائن ج۳ص۶۲۱) میں لکھتے ہیں:''اماتة'' کے حقیقی معنی صرف مارنا اور موت دینا نہیں ہے بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا بھی اس میں دخل ہے۔'' پس جب ''اماتة'' کے معنی حقیقی بے ہوش کرنا بھی ہے تو''ممیت'' کے معنی بے ہوش کرنے والا بھی

ہوں گے۔اس لئے کہ ’’ممیت اماتة‘‘ کا اسم فاعل ہے۔اب اس کہنے میں کیا تأمل ہوسکتا ہے کہ آیت زیر بحث کے یہ معنی ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں آپ کو بے ہوش کرنے والا ہوں اور (بے ہوشی ہی کی حالت میں) آپ کو اپنی طرف اٹھالینے والا ہوں اور ظاہر ہے کہ کسی شخص کو بے ہوش کر کے اٹھالینے کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ زندہ روح مع الجسد اٹھایا گیا۔ پس مرزا قادیانی کے بیان کردہ معنی کے رو سے بھی متوفی کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی ثابت ہوگئی۔’’فالحمدلله علیٰ ذالک‘‘ اور یہ کہنا کہ اس طور کی تاویل سے اگر کچھ ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی روح خواب کے طور پر قبض کی گئی اور پھر جسم اپنی جگہ زمین پر پڑا رہا۔محض غلط ہے اس لئے کہ خواب کے طور پر روح قبض کرنے کے لئے صرف متوفی کا لفظ کافی ہے۔’’رافعک‘‘ کی کوئی ضرورت نہیں۔’’رافعک‘‘ کا لفظ رفع جسمی ہی کے ثابت کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔اس آیت کے الفاظ ’’ومکروا ومکر الله، متوفیک رافعک مطهرک‘‘ پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ توفی مقدمہ رفع ہے اور تطہیر نتیجہ رفع ہے۔مقصود بالذات اور اصلی فعل رفع جسمی ہی ہے۔جس سے ’’مکر الله‘‘ ثابت ہوتا ہے۔ فتدبر!

۴…… توفی کا مادہ وفا ہے اور وفا کے معنی پورا کرنا ہے۔لسان العرب میں ہے:’’الوفاء ضد الغدر یقال وفی بعهده واوفی‘‘ (لسان العرب ج۱۵ص۳۵۸)

کہ وفا غدر کے خلاف ہے۔وفی بعہدہ واوفی کے معنی عہد کو پورا کیا۔ یہ مادہ (وفا) جب باب استفعال اور باب تفعل میں لیا جاتا ہے تو وہ لفظ استیفاء اور توفی بنتے ہیں۔ چونکہ باب استفعال کی موافقت (ہم معنی ہونا) باب تفعل کی خاصیت ہے۔اس لئے دونوں کے ایک معنی ہیں۔کامل اور پورا لے لینا۔

’’استوفاه وتوفاه استکمله (اساس البلاغه)‘‘

(شہادۃ القرآن حصہ اوّل ص۱۰۷)

’’توفیت المال منه استوفیة اذا اخذة کله‘‘

(لسان العرب ج۱۵ص۳۵۹)

اساس البلاغہ میں ہے کہ:’’استوفاء وتوفاه‘‘ دونوں کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اس کو کامل اور پورا لے لیا۔

لسان العرب میں ہے کہ:’’توفیت المال ‘‘اور’’استوفیته‘‘ دونوں کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اس سے اپنا مال پورا پورا لے لیا۔

’’اذا کتالوا علی الناس یستوفون (تطفیف:۲)‘‘ قرآن مجید میں ہے کہ: جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ استیفاء کے معنی پورا پورا لے لینا ہے اور ائمہ لغت کی تصریح سے یہ ثابت ہوا کہ توفی اور استیفاء کے ایک معنی ہیں۔ پس ان دونوں باتوں سے ثابت ہوگیا کہ توفی کے اصلی اور حقیقی معنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہے اور جب توفی کے اصلی اور حقیقی معنی معیّن ہوگئے تو اس کے سوا جتنے معانی میں توفی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے مثلاً نیند، موت، تعداد، رفع، وصولی قرض، وہ سب مجازی معنی ہیں اور اس بات کی تو ائمہ لغت نے تصریح کردی ہے کہ قبض روح توفی کے مجازی معنی ہیں۔

(تاج العروس شرح قاموس) میں ہے کہ:’’ومن المجاز ادرکته الوفاة ای الموت والمنیة وتوفی فلان اذامات وتوفاه الله عزوجل اذا قبض روحه‘‘

(تاج العروس شرح قاموس ج۱۰ص۳۹۴)

’’ومن المجاز توفی فلان وتوفاه الله وادرکة الوفاة‘‘

(اساس البلاغہ شہادۃ القرآن حصہ اوّل ص۱۰۹)

مجاز میں سے ایک یہ ہے:’’ادرکته الوفاة ‘‘موت نے اسے پالیا اور توفی فلاں وہ پورا لے لیا گیا کے معنی ہیں وہ مرگیا اور توفاہ اللہ، خدا نے اس کو پورا لے لیا کے معنی ہیں۔ خدا نے اس کی روح قبض کرلی اور اساس البلاغہ میں توفی فلاں اور’’توفاه الله ادرکته الوفاة ‘‘ کے معنی فلاں مرگیا۔ فلاں کو اللہ نے مار ڈالا۔ موت نے اس کو پالیا۔ یہ سب مجازی معنی ہیں۔

کوئی ذی علم اس بات سے انکارنہیں کرسکتا ہے کہ معنی مجازی مراد لینے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔ پس توفی کا لفظ جہاں کہیں استعمال کیا گیا ہے خواہ قرآن مجید میں ہو یا حدیث شریف میں یا عرب کے دواوین میں۔ سباق وسیاق کلام سے معنی مذکورہ میں جس معنی کا قرینہ ہوگا وہی معنی مراد ہوں گے۔ اگر نیند کے لوازمات کا ذکر ہوگا تو اس کے معنی سلا دینا

ہوگا۔ اگر موت کے لوازمات کا ذکر ہوگا تو توفی کے معنی مارڈالنا ہوں گے اور اگر رفع کا ذکر ہوگا تو توفی کے معنی رفع ہوں گے۔ وعلیٰ هذا القياس!

مشتہر صاحب نے پانچ آیتیں پیش کی ہیں۔ جس آیت میں جو معنی مراد ہیں اس کا قرینہ موجود ہے۔ نقشہ ذیل ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	آیت	ترجمہ	بیان قرینہ
۱	حتى يتوفهن الموت (نساء:۱۵)	یہاں تک کہ ان کو وفات دے موت	مرنے کے معنی مراد لینے کے لئے لفظ موت موجود ہے۔
۲	توفنا مع الابرار (آل عمران:۱۹۳)	ہم کو وفات دے نیکوں کے ساتھ	توفی مع الابرار کنایہ ہے خاتمہ بالخیر ہونے سے اور یہ قرینہ ہے موت کے معنی مراد لینے کے لئے۔
۳	والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا (بقره:۲۴۰)	تم میں سے جو لوگ وفات پاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں	بیبیوں کو چھوڑ جانا اور ان کی وصیت یا عدت وغیرہ کا حکم موت کے معنی کا قرینہ ہے۔
۴	توفني مسلما والحقني بالصالحين (يوسف:۱۰۱)	مجھ کو مسلمان وفات دے اور صالحین سے ملا	لحوق بالصالحین بھی کنایہ ہے خاتمہ بالخیر ہونے کے اور یہ موت کے معنی کا قرینہ ہے۔
۵	هو الذى يتوفكم بالليل ويعلم ماجرحتم بالنهار ثم يبعثكم فيه ليقضى اجل مسمى (انعام:۶۰)	خدا وہ ہے جو تم کو سلا دیتا ہے رات کو اور جانتا ہے جو تم دن کو کرتے ہو پھر تم کو دن کو اٹھاتا ہے تاکہ مدت مقررہ پوری کی جائے	یہاں لیل کا لفظ سلا دینے کا قرینہ ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں سے کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں توفی سے قبض روح بلاقرینہ کے مراد ہو۔ کاش مشتہر صاحب قرآن مجید کے ۲۳ مقامات اور احادیث سے ۳۴۶ مقامات میں سے ایک ہی مقام میں یہ دکھلا دیں کہ بلاکسی قرینہ کے توفی سے قبض روح مراد ہے یا کسی لغت ہی میں یہ دکھلا دیں کہ قبض روح توفی کے حقیقی معنی ہیں اور بلاقرینہ عقلی

ونقلی حالی ومقالی کے یہ معنی توفی سے سمجھے جاتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں دکھلا سکتے۔ ’’ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا‘‘

تصریحات بالا سے روزروشن کی طرح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت زیر بحث (انی متوفیک ورافعک الیّٰ) میں متوفی کے معنی موت دینے والا یا قبض روح والا بغیر قرینہ کے مراد نہیں لئے جاسکتے اور آیت میں اس معنی کے لئے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے بلکہ سباق وسیاق کلام کے ساتھ ’’رافعک‘‘ کا لفظ رفع کے معنی مراد ہونے کے لئے قرینہ صریحہ موجود ہے۔ پس یہاں پر رفع ہی مراد ہوگی اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ میں آپ کو پورا لینے والا اور اٹھانے والا ہوں۔ اپنی طرف (روح مع الجسد) وھو المطلوب!

۵...... بڑے بڑے مفسرین نے توفی کی تفسیر ’’رفع الی السماء‘‘ (آسمان پر اٹھانے) کے ساتھ کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ: ’’قولہ انی متوفیک یدل علی حصول التوفی وھو جنس تحتہ انواع بعضھا بالموت وبعضھا بالاصعاد الی السماء فلما قال بعدہ ورافعک الیّٰ کان ھذا تعیناً للنوع ولم یکن تکراراً‘‘ (تفسیر کبیر ج۸ص۷۲ مطبوعہ مصر)

اللہ تعالیٰ کا قول: ’’انی متوفیک‘‘ صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے اور توفی جنس ہے۔ جس کی بہت سی نوعیں ہیں۔ بعض موت کے ساتھ اور بعض آسمان پر اٹھانے کے ساتھ جب موفی کے بعد ’’رافعک‘‘ فرمادیا تو یہ تعیین نوع ہے اور تکرار نہیں ہے۔

تفسیر بیضاوی اور تفسیر علامہ ابی سعود۔ تفسیر کبیر میں آیت کریمہ: ’’فلما توفیتنی‘‘ کی تفسیر میں لکھا ہے: ’’فلما توفیتنی بالرفع السماء بقولہ تعالیٰ ورافعک الیّٰ والتوفی اخذا الشی وافیا والموت نوع منہ‘‘

(بیضاوی ج۱ص۲۴۷، تفسیر ابی سعود ج۳ص۱۰۱، مطبوعہ بیروت وتفسیر کبیر ج۱۲ص۱۳۵، مطبوعہ مصر)

’’فلما توفیتنی‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ خدایا جب تونے مجھے آسمان پر اٹھالیا بدلیل ’’انی متوفیک ورافعک‘‘ اس لئے کہ توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لے لینا اور موت اس کی ایک قسم ہے۔

’’فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی الیٰ السماء والمراد به وفاة الرفع لا الموت‘‘ (تفسیر خازن ج۱ص۵۲۴، مطبوعہ مصر)

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ:’’فلما توفیتنی‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ خدایا جب تو نے مجھ کو آسمان پر اٹھالیا اور (توفی سے یہاں پر) مراد آسمان پر اٹھانا ہے موت مراد نہیں ہے۔

تفسیر (جامع البیان ج۷ص۱۳۹، معالم التنزیل ج۱ص۳۰۸) وغیرہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ الغرض تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں پر توفی سے آسمان پر اٹھانا مراد ہے اور موت مراد نہیں ہے اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ بلاموت کے آسمان پر اٹھانے کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جسم خاکی کے ساتھ اٹھالیا اور اسی پر تمام مفسرین ومحدثین وفقہاء ومتکلمین ومجتہدین ومتصوفین سب کا اتفاق ہے اور جب ایسے بڑے بڑے علماء وارباب بصیرت توفی کے معنی آسمان پر اٹھانا بیان کر رہے ہیں تو پھر کسی کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اس تفسیر کو توڑ سکے۔ مرزاقادیانی نے کہا کہ جو ان تفاسیر کو نہ مانے وہ درحقیقت اس بات کا قائل ہے کہ گویا ائمہ اور مفسرین نے بھی محض نادانی سے (ایسی تفسیر کی ہے) (نعوذ باللہ منہ)

(اربعین نمبر۳ص۳، خزائن ج۱۷ص۳۸۸، ملخص)

پھر مشتہر صاحب نے یہ کہا کہ:’’لفظ توفی کا استعمال رسول اللہ ﷺ سے۔ صحیح بخاری سے ایک حدیث پیش کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’عن ابن عباس انه یجاء برجال من امتی فیوخذبهم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا. مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم‘‘ قیامت کے دن بعض لوگ میری امت میں سے دوزخ کی طرف لائے جائیں گے۔ پس میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ تو میرے اصحاب ہیں کہا جائے گا کہ تم کو ان کاموں کی خبر نہیں ہے۔ جو تمہارے بعد ان لوگوں نے کئے۔ سو اس وقت میں وہی بات کہوں گا جو ایک نیک بندہ نے کہی تھی۔ یعنی مسیح بن مریم نے کہ اے رب جب تک میں ان میں رہا ان پر شاہد تھا۔ پھر جب تم نے مجھ کو وفات دی تو تو خود ان کا نگہبان تھا۔‘‘

(بخاری ج۶۶۵، باب قولہ وکنت علیہم شہید)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے قصہ اور مسیح بن مریم کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دے کر وہی لفظ ''فلما توفیتنی'' کا اپنے حق میں استعمال کیا ہے۔ جس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ''فلما توفیتنی'' سے وفات ہی مراد لی ہے۔ کیونکہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ فوت ہوکر مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔'' اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات سے انکار نہیں کہ توفی بمعنی موت بھی مستعمل ہے اور اس سے بھی انکار نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے توفی کو اپنے حق میں بمعنی موت ہی استعمال کیا ہے۔ مگر آپ ﷺ کے استعمال سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول ''فلما توفیتنی'' میں بھی توفی بمعنی موت ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اسی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بھی ہے کہ: ''تعلم ما فی نفسی ولا اعلم مافی نفسک (مائدہ:۱۱۶)'' ﴿اے رب جو میرے نفس میں ہے تو اس کو جانتا ہے اور جو تیرے نفس میں ہے اس کو میں نہیں جانتا۔﴾

اب دیکھو کہ یہاں پر نفس کا لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خداوندتعالیٰ دونوں کے لئے وارد ہے تو کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دونوں کے حق میں نفس کے ایک ہی معنی مراد لئے جائیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کے حق میں توفی بمعنی موت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی بھی بمعنی موت ہو۔

مشتہر صاحب کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ نے اپنے قصہ اور حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کے قصہ کو ایک ہی رنگ کا قصہ قرار دے کر ''فلما توفیتنی'' کو اپنے حق میں استعمال کیا ہے۔'' اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا قصہ ہرگز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے ہم رنگ نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول۔ ''کنت علیهم شهیدا الایة'' خداوندتعالیٰ کے اس سوال کے جواب میں ہوگا کہ: ''أأنت قلت للناس اتخذونی وامیّ الهین من دون الله (مائدہ:۱۱۶)'' ﴿اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ بناؤ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود خدا کے سوا۔﴾

اور آنحضرت ﷺ سے اس قسم کے سوال کئے جانے کہیں ذکر نہیں ہے۔ مفہوم

حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا اپنے قصہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو ذکر کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ ’’توفیتنی‘‘ کے معنی بیان کریں بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود اپنی برأت کرنے کے اپنی امت کے لئے یہ دعا کریں گے کہ خدایا: ’’ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم (مائدہ:۱۱۸)‘‘ ﴿اگر تو ان پر عذاب کرے تو یہ سب تیرے بندہ ہیں اور اگر بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔﴾

اس طرح میں بھی اپنی برأت کروں گا اور اپنی امت کے لئے انہی الفاظ میں دعا بھی کروں گا جس حدیث کو مشتہر صاحب نے پیش کیا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پوری آیت اس طرح تلاوت فرمائی۔ ’’وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شیی شھید. ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم (مائدہ:۱۱۷،۱۱۸)‘‘

مگر افسوس ہے کہ مشتہر صاحب نے حدیث کے اس ٹکڑے ’’الی قولہ العزیز الحکیم‘‘ کو حذف کر دیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے پوری آیت تلاوت فرمائی۔ (بخاری شریف ج۲ص ۶۶۵، مع فتح الباری ص۱۷۶)

مذکورہ بالا مطلب کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی مذکورہ بالا دعا آنحضرت ﷺ کو بہت پسند تھی اور اپنی زندگی شریف میں بھی آپ ﷺ نے اپنی امت کے حق میں یہ دعا فرمائی ہے۔ (۱) مسلم میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ’’عن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ تلاقول اللّٰہ تعالیٰ فی ابراھیم علیہ السلام رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن اتبعنی فانہ منی. الایۃ وقال عیسیٰ علیہ السلام ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم فرفع یدیہ وقال اللھم امتی امتی وبکیٰ‘‘

(مسلم ج۱ص۱۱۳، باب دعا النبی لامتہ وبکائہ وشفقتہ علیھم)

نبی کریم ﷺ نے وہ آیت تلاوت فرمائی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت وارد ہے (کہ آپ اس طرح دعا فرمائیں گے) خدایا ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی وہی مجھ سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول کو بھی تلاوت فرمایا کہ (خدایا) اگر تو ان پر عذاب کرے تو یہ سب تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اس دعا کے پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور فرمایا: ’’اللھم امتی امتی‘‘ (خدایا میں بھی امت کے حق میں یہی دعا کرتا ہوں) اور آپ ﷺ رونے لگے۔

۲...... ’’عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قام رسول اللہ ﷺ حتی اصبح بایة والایة ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم‘‘

(رواہ النسائی ج۱ص۱۰۲، ابن ماجہ ص۹۶، باب ماجاء فی قراہ فی صلوٰۃ اللیل، مشکوٰۃ ص۱۰۷، باب صلوٰۃ اللیل)

’’من قول عیسیٰ علیہ السلام فی حق قومہ وکان عرض رسول اللہ ﷺ حال امته علی اللہ سبحانه واستغفرلھم‘‘ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۰۷)

نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) آنحضرت ﷺ نے نماز تہجد میں ایک ہی آیت میں صبح کر دی اور وہ آیت یہ تھی: ’’ان تعذبھم فانھم عبادک‘‘ اس حدیث کی شرح میں لمعات میں لکھا ہے کہ: ’’یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے حق میں (آپ ﷺ کا اس آیت کو بار بار پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ) گویا آپ ﷺ نے اپنی امت کا حال خداوند تعالیٰ کے حضور میں عرض کر کے ان کے لئے مغفرت چاہی۔‘‘

پھر مشتہر صاحب نے شمس الدین سرخسی، فوات الوفیات، منتہی الارب سے ایک ایک جملہ نقل کر کے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ اس لفظ کے مجرد معنی عرف عام میں بجز موت کے اور کچھ نہیں ہوتے۔ چنانچہ ذیل کی حدیث شریف بھی ملاحظہ فرمائیے: ’’واخبرنی انه اخبرہ امته لم یکن نبی الاعاش نصف عمر الذی کان قبله واخبرنی ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة‘‘ (مجمع الزوائد ج۹ص۲۶، باب فی مرضہ وخاتمہ)

اس کا جواب یہ ہے:

۱...... کہ مجرد معنی سے اگر یہ مراد ہے کہ اس لفظ سے بلاقرینہ کے موت ہی کے معنی سمجھے جاتے ہیں تو غلط اور محض غلط ہے۔ اس لئے کہ جو عبارتیں ثبوت میں پیش کی گئی ہیں ان میں موت کے معنی کے قرینے موجود ہیں۔ نقشہ ذیل ملاحظہ ہو۔

قرینہ	اصل عبارت مع ترجمہ	نمبر شمار
عن امراته بی بی چھوڑنا قرینہ ہے موت کے معنی کا	قال ابوحنیفه رجل توفی عن امراة هی مملوكة (شمس الدین سرخی ج۶ ص۵۵) ترجمہ: امام ابوحنیفہ نے فرمایا ایک شخص بی بی چھوڑ کر مرگیا اور وہ مملوکہ ہے۔	۱
عاش اربعاً وستین سنة ۶۴ برس زندہ رہا یہ قرینہ موت کے معنی کا۔	ابوجعفر امیر المومنین عاش اربعاً وستین سنة وتوفی ببیر میمون من ارض الحرام (فوات الوفیات ص۲۳۳) ترجمہ: ابوجعفر منصور امیرالمومنین ۶۴ برس زندہ رہا اور بیر میمون میں جو ارض حرم ہے مرگیا۔	۲
توفی کے ایک معنی قبض روح ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کے دوسرے معنی نہیں ہیں۔ منتہی الارب میں اس جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے دوسرے معنی تمام گرفتن حقدار بھی ہے۔	یقال توفی الله تعالیٰ القبض روحه (منتہی الارب ج۴ ص۳۲۵) ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ توفی اللہ یعنی اللہ نے اس کی روح قبض کی۔	۳

الغرض مذکورہ بالا حوالوں سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بلاقرینہ کے لفظ توفی سے موت کے معنی سمجھے جاتے ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرف عام میں توفی کے معنی موت ہی ہیں اور اگر مجرد معنی سے کچھ اور مراد ہے تو اس کو نہ ظاہر کیا اور نہ اس کا کوئی ثبوت پیش کیا۔

۲...... جو حدیث مشتہر صاحب نے پیش کی ہے اس میں توفی کا لفظ نہیں ہے۔ اس حدیث میں دو جملے ہیں: (۱)’’واخبرنی انه اخبر انه لم یکن نبی الاعاش نصف عمر

الذی کان قبله ''(۲)''واخبرنی ان عیسٰی بن مریم عاش عشرین ومائة سنة ''چونکہ پہلے جملہ سے مرزاقادیانی کا اصل دعویٰ (مسیح موعود ہونا) ہی غلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے مشتہر صاحب نے پہلے جملہ کا ترجمہ تک نہیں کیا۔ صرف دوسرے جملہ کا ترجمہ کر کے یہ لکھا ہے کہ:''اب جب کہ مخصوص اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی حضرت مسیح کی عمر کو بتادیا تو اب بھی اس کو زندہ ماننا خدا تعالیٰ کے کلام کو نہ ماننا ہے۔'' میں دونوں جملوں کو الگ الگ کر کے ہر جملہ کا مطلب بیان کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو اس حدیث کے مطلب سمجھنے میں آسانی ہو اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ مرزاقادیانی کا دعویٰ مسیحیت اس حدیث کی رو سے بھی غلط ہے اور مشتہر صاحب نے اس حدیث سے جو سمجھا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے۔(۱)''واخبرنی انه اخبر انه لم یکن نبی الاعاش نصف عمر الذی کان قبله ''آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو یہ خبر دی کہ کوئی نبی نہیں ہوئے، مگر زندہ رہے آدھی عمر اس نبی کی عمر سے، جو ان سے پہلے تھے۔ یعنی ہر نبی کی عمر پہلے نبی کی عمر کی آدھی ہوتی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی مسیح موعود نہ تھے۔ اس لئے کہ مرزاقادیانی (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں لکھتے ہیں:''اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' اس سے ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی سے پہلے نبی آنحضرت ﷺ ہی ہیں اور کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی عمر ۶۳ برس کی تھی۔ اگر مرزاقادیانی نبی ہوتے تو اس حدیث کی رو سے ان کی عمر ۳۰ برس یا ۳۱ برس چھ مہینے کی ہوتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ مرزاقادیانی کی عمر بقول مؤلف آئینہ صداقت ۷۵ برس کی ہوئی۔ (آئینہ صداقت ص۱۸)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی نبی نہیں تھے اور جب نبی نہیں ہوئے تو مسیح موعود بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ مسیح موعود نبی ہوں گے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث سے ثابت ہے۔(۲)''واخبرنی ان عیسٰی بن مریم عاش عشرین ومائة سنة '' آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو یہ خبر دی کہ عیسیٰ بن مریم نے ایک سو

بیس برس زندگی بسر کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ بعد نزول جو عمر آپ کی ہوگی وہ اس میں محسوب نہیں ہے۔ دیکھو(حجج الکرامہ فی اثار القیامہ ص ۴۲۸) میں لکھا ہے کہ: ’’گویم رفع او (عیسیٰ علیہ السلام) بعمر سی وسہ سال زعم نصاری است چنانکہ وهب ابن منبہ گفتہ وثابت در احادیث نبویہ رفع او بعمر یکصدو بست سال است‘‘ میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ۳۳ برس میں اٹھایا جانا نصاریٰ کا قول ہے اور احادیث نبویہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ۱۲۰ برس کی عمر میں اٹھائے گئے۔

مشتہر صاحب، الہلال کے ایڈیٹر مولوی ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ’’وہ کبیرالدین احمد سیکرٹری انجمن احمدیہ کو اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح بھی دوسرے نبیوں کی طرح مرگئے۔‘‘ اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے جن دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت کردی ہے ان کے مقابلہ میں ایڈیٹر ممدوح کا قول قابل سماعت نہیں ہوسکتا ہے اور اگر مشتہر صاحب کے نزدیک ایڈیٹر صاحب کا قول مذکورہ بالا دلائل پر مقدم اور واجب التسلیم ہے تو مشتہر صاحب پہلے ایڈیٹر صاحب کے اس قول کو تسلیم کریں جو الہلال نمبر:۱، ۲، ۷، ۱۴رجنوری ۱۹۱۲ء کے ص ۲۴ میں درج ہے۔ ’’نہ تو میں کسی شخص کو مہدی یقین کرتا ہوں نہ مسیح موعود میں اعتقاد توحید ورسالت اور عمل صالح کو نجات کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔‘‘

مشتہر صاحب نے مولوی شبلی صاحب کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا ہے کہ جو لوگ مرزاغلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں وہ مسلمان ہیں اور تمام احکام مسلمانوں کے ان سے متعلق ہیں اور ان سے بلاتکلف مناکحت جائز ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مشتہر صاحب نے مرزاقادیانی اور ان کے صاحبزادے مرزامحمود احمد قادیانی کے اس فتویٰ کا ذکر تک نہیں کیا جو ان دونوں نے اپنے مخالف مسلمانوں کے حق میں دیا ہے۔ مرزاقادیانی (حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷) میں لکھتے ہیں کہ: ’’ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘

پھراسی صفحہ (خزائن ج۲۲ص۱۶۸) میں لکھتے ہیں: ’’علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدااور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘ آپ کے صاحبزادے مرزامحموداحمد قادیانی (تشحیذ الاذہان ص۱۲۲) میں لکھتے ہیں: ’’اور جب حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے تو پھر آپ کے بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا۔‘‘

علامہ شبلی اگر مرزا قادیانی اوران کے صاحبزادہ کے خیالات سے پورے واقف ہوتے تو ایسا فتویٰ کبھی نہیں دیتے۔ مشتہر صاحب کو چاہئے کہ ان اقوال کو مولوی شبلی صاحب کے سامنے پیش کر کے فتویٰ طلب کریں۔

نوٹ: میں نے لفظ توفی کی کامل تحقیقات کردی اور الحمدللہ کہ لفظ توفی ہی سے نہایت ہی پرزور دلائل کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی ثابت کردی سردست کسی دوسری دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اگر مشتہر صاحب ان دلائل کا تشفی بخش جواب دے دیں گے تب اور دلائل پیش کئے جائیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ! بفضلہ تعالیٰ میں نے مشتہر صاحب کا مطالبہ پورا کردیا ہے۔ اب میرا مطالبہ قادیانی جماعت سے عموماً اور مشتہر صاحب سے خصوصاً یہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت ومسیحیت قرآن مجید کی کسی قطعی الدلالت آیت سے یا مرفوع متصل صحیح حدیث سے ثابت کردکھائیں ورنہ مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کو یہود ونصاریٰ بنانے سے باز آئیں۔ المجیب ابوالخیر سید محمدانور حسین ساکن محلہ مہولی شہر مونگیر پروفیسر ڈی.جی کالج مونگیر

۱۳/اپریل ۱۹۱۴ء، مطابق ۱۷/جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

ضروری اطلاع: لکھنؤ کی معتبر تحریر سے معلوم ہوا کہ جس قادیانی اشتہار کا اس رسالہ میں جواب دیا گیا ہے۔ اس کا اصل دعویٰ ہی غلط ہے۔ مشتہر نے محض جھوٹا الزام علمائے اسلام پر لگایا ہے۔ اس کی تفصیل ناظرین رسالہ النجم لکھنؤ میں ملاحظہ کریں گے۔ نمبر:۱۰،۱۱ ج۱، بابت ماہ جمادی الثانیہ رسالہ مذکور کا دیکھنا چاہئے۔

مژدہ! مولانا عبدالشکور کی تقریر سے ایک قادیانی تائب ہوکر مسلمان ہوا۔

الحمدللہ علیٰ ذلک!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۶)

مولانا سید محمد علی مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

مسلمانوں کو نہایت بیدار مغزی سے اس دعویٰ کی طرف توجہ کرنا چاہئے۔ یہ وہ عظیم الشان فتنہ ہے جس نے مسلمانوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور پیدا کر رہا ہے۔ ہمارے بھائی جب اس دعویٰ کی تفصیل ملاحظہ کریں گے تو متحیّر ہو جائیں گے۔ یہ وہ وقت تھا کہ مسلمان سب اتفاق کر کے اپنے مقدس مذہب کے قائم رکھنے اور دشمنان اسلام سے بچانے کی فکر کرتے۔ مگر افسوس کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بیرونی حملوں کو اشتعال دے کر اندرونی حملہ ایسا کیا کہ اسلام کا خاتمہ ہی کر دیا۔ وہ آسمانی مذہب جس کی بنیاد حضرت سید المرسلین خاتم النّبیین ﷺ نے ڈالی۔ جس کی شاخ و برگ لہلہائے اس وقت تیس چالیس کروڑ شمار کئے جاتے ہیں۔ اس کی بنیاد اکھیڑ کر دوسرا مذہب اسلام کے نام سے قائم کرنا چاہتے ہیں اور نہایت زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لایا وہ جہنمی ہے کافر ہے۔

بھائیو! کس قدر صدمہ کی بات ہے کہ جس باغ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے لگایا اور جس کو آپ ﷺ کے سچے پیروؤں نے ایسا سینچا کہ ساری دنیا میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ اب اسے مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرو برباد کرنا چاہتے ہیں اور اپنے جدید خیالی مذہب پر فخر کرتے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی زبان سے، اپنے قلم سے، اپنے افعال سے، چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا کر ان کے دلوں کو پاش پاش اور دشمنان اسلام کو خوش کر دیا۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے جھوٹ اور فریب کا دریا موجزن ہے۔ جن کی کتابیں اور رسالے جھوٹی باتوں اور فریب آمیز تقریروں سے بھری ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ فہم کامل دی ہے وہ غور سے ملاحظہ کریں۔ ان کے زوردار دعوؤں اور محض جھوٹی تعلّیوں پر فریفتہ نہ ہو جائیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے دعوؤں سے کوئی کمال انسانی نہیں بچا۔ سب ہی کا انہیں دعویٰ ہے۔

۱...... ’’مجدد ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۹۴، خزائن ج۲۲ ص۲۰۱)

۲...... ’’امام وقت ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۹، خزائن ج۲۲ ص۸۲)

۳...... ’’محدث ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۴...... ’’مہدی ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۴۷)

۵...... ’’پہلے مثیل مسیح تھے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

۶...... ’’اب مسیح موعود ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۹، خزائن ج۳ ص۱۲۲)

۷...... ’’نبی ہیں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۲، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

۸...... ’’صاحب شریعت رسول ہیں۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳، اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۹...... ’’بعض وقت بعض انبیاء سے افضل ہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۱۰...... ’’اور کسی وقت تمام انبیاء سے افضلیت کا دعویٰ ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

۱۱...... ’’یہاں تک کہ حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھی فضیلت کا دعویٰ ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

مگر یہ آخری دعویٰ صاف طور سے نہیں مسلمانوں کے دھوکا دینے کو خادم اور غلام احمد بھی اپنے کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ ﷺ کا مطیع اور مؤید بتاتے ہیں۔ مگر آئندہ ان کے بعض اقوال نقل کئے جائیں گے۔ جن سے بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ مرزاغلام احمد قادیانی اپنے آپ کو تمام انبیاء اور نیز جناب رسول اللہ ﷺ سے افضل اور نہایت افضل سمجھتے ہیں۔ شریعت کی اطاعت کا حال ملاحظہ کیجئے۔ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے وہی معنی لائق اعتبار ہیں جو میں بیان کروں اور حدیث وہی لائق اعتبار ہے جسے میں صحیح کہہ دوں۔ ورنہ ردی میں پھینک دینے کے لائق ہے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱ حاشیہ)

صاحب عقل کے نزدیک تو اس کا یہی حاصل ہے کہ جو مرزاغلام احمد قادیانی کہیں وہی شریعت ہے۔ شریعت کا نام لینا اور اس کا مطیع بتانا برائے نام ہے۔ ورنہ قرآن کے جو معنی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور امت محمدیہ ﷺ نے سمجھے اور بیان کئے اور جس حدیث کو تمام امت

نے مانا اور صحیح قرار دیا اور صحابہ ؓ کا جس پر اتفاق ہے اسے نہ ماننا اور ردی میں ڈالنا اور قرآن کے ایسے معنی گھڑنا جو کسی نے سلف اور خلف میں نہیں سمجھے۔ خصوصاً اہل زبان نے اس کے کیا معنی کئے ہیں؟ ذرا اہل فہم وانصاف اس پر غور فرمائیں۔ بایں ہمہ بعض ان کے پیرو کہتے ہیں کہ مرزاغلام احمد قادیانی نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کرتے۔ ظلی نبی ہیں۔ نائب رسول ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبی ہیں مگر صاحب شریعت نہیں ہی۔ بلکہ امتی نبی ہیں۔ (اتمام حجت برختم نبوت حاشیہ ص۱۱۲،۱۱۳) مگر یہ دونوں قول محض غلط ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے دیدۂ دانستہ ایسا کہتے ہیں۔ یا خود غلطی میں پڑے ہیں۔

بھائیو! میں تمہیں ہوشیار کرتا ہوں کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے پیرو اس قسم کا بہت دھوکہ دیتے ہیں۔ ہر شخص کے سامنے اس کے مزاج وخیال کے مناسب مرزاغلام احمد قادیانی کا ذکر کر کے اسے مائل کرتے ہیں۔

بھائیو! اگر تمہیں اپنے ایمان کو سلامت رکھنا ہے تو ایسے حضرات کی باتوں میں نہ آنا اور ان سے علیحدہ رہنا۔ آئندہ ان کے ایسے اقوال نقل کئے جائیں گے جن سے اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو مستقل نبی اور صاحب شریعت ہونے کا پختہ دعویٰ ہے۔ جس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو آیت قرآنی: ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین ‘‘ سے انکار ہے۔ مگر چونکہ جانتے ہیں کہ ہمارے دعوے کو صرف مسلمانوں ہی نے مانا ہے۔ کوئی ہندو، کوئی آریہ، کوئی عیسائی ان پر ایمان نہیں لایا۔ اس لئے صاف انکار تو نہیں کرتے بلکہ عوام کے دھوکہ دینے کی غرض سے ایسی باتیں بناتے ہیں جن کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ حدیث سے۔ آیت مذکورہ سے قطعی طور سے ثابت ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ کی رو سے جسے نبی کہا جائے ان سب کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔ یعنی سب کے بعد آنے والے۔ کیونکہ خاتم النّبیین کے معنی لغت میں اور محاورہ عرب میں آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی تمام انبیاء اور ہر قسم کے نبیوں کے بعد آنے والے، پھر ان کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا آنیوالا نہیں اور یہی معنی صحیح حدیثوں سے بھی ثابت ہیں۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ جس قدر انبیاء بھیجے گئے وہ سب بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے۔ آنحضرت ﷺ سلطان الانبیاء سرور عالم ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ یہ آپ کی

شان رحمت کے بالکل خلاف ہے۔علمائے امت وہی کام کریں گے جو انبیائے بنی اسرائیل کرتے تھے۔اس کی تفصیل (فیصلہ آسمانی حصہ سوم) میں دیکھنا چاہئے۔الغرض اب جوکوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ بموجب آیت قرآن وحدیث نبوی کے جھوٹا ہے۔(حدیث یہ ہے)

’’انه سيكون في امتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النّبيين لا نبي بعدي‘‘ (ترمذی ج۲ص۴۵)

(ترجمہ) میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ ہرایک اپنے آپ کو نبی سمجھے گا۔حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔

اس مضمون کو (بخاری ج۱ص۵۰۹، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، مسلم ج۲ص۳۹۷)

قولہ:’’**ان بين يدى الساعة كذابين قريباً من ثلاثين**‘‘اورترمذی(ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون)وغیرہ نے روایت کیا ہے۔اس حدیث میں تأمل کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل...... یہ کہ حضورانور ﷺ پیشین گوئی فرماتے ہیں کہ میرے بعد جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے۔

دوم...... یہ کہ ان کے جھوٹے ہونے کی یہ علامات بیان فرمائی کہ امت محمدی ہونے کا دعویٰ کریں گے اوراپنے آپ کوامتی کہہ کرنبوت کے مدعی ہوں گے۔یعنی امتی نبی کہیں گے۔

سوم...... ان کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل فرمائی:’’**وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي**‘‘یعنی وہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔میرا خاتم النّبیین ہونا ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔اس سے خاص طور سے اس مدعی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا جواپنے آپ کوامتی کہہ کرنبوت کا دعویٰ کرے اورامتی نبی کہے۔

چہارم...... نہایت صراحت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لفظ خاتم النّبیین کے معنی فقط آخرالنّبیین کے ہیں۔یہ معنی نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ انبیاء کی مہر ہیں یا زینت ہیں۔اس کی دووجہیں ہیں ایک یہ کہ یہ جملہ ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں بیان ہوا ہے۔اگرمہر کے معنی لئے جائیں تو ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ یہ جملہ فضول بیکار رہو جائے گا۔اہل علم اس کوخوب سمجھ سکتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ خاتم النّبیین کے بعد جملہ لا نبی بعدی کا اضافہ کیا گیا۔ جس سے نہایت واضح ہوگیا کہ انا خاتم النّبیین کے یہی معنی ہیں کہ میں آخرالنّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

پنجم...... اس حدیث کے الفاظ اور معنی پر نظر کرنے کے بعد جب واقعات پر نظر کی جاتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بعض نبوت تشریعی کے مدعی ہوئے۔ جیسے صالح بن طریف اور بعض غیر تشریعی نبوت کے جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ۔ ان سب کے جھوٹے ہونے کی آپ ﷺ نے یہی دلیل بیان فرمائی کہ میں آخرالنّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے قطعی اور یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد تشریعی غیر تشریعی۔ امتی غیر امتی کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔ خصوصاً جو امتی نبی ہونے کا مدعی ہو اس کا جھوٹا ہونا تو آفتاب نیمروز کی طرح اس حدیث سے روشن ہوگیا۔

ششم...... اس حدیث سے آیت قرآنیہ ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' کی تفسیر بھی پورے طور سے ہوگئی اور وحی خداوندی کی تفسیر صاحب وحی نے کردی اور وہ تفسیر بھی الہام خداوندی سے کی جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

الغرض! اس حدیث میں جو علامت جھوٹے مدعیان نبوت کی بیان ہوئی ہے۔ وہ مرزاغلام احمد قادیانی میں یقینی طور سے پائی جاتی ہے اور حدیث کا آخری جملہ بھی انہیں کاذب ثابت کرتا ہے اور خاتم النّبیین اور ''لا نبی بعدی'' کے جو معنی مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین نے بیان کئے ہیں وہ بھی اس حدیث سے محض غلط ثابت ہوئے اور آیت قرآن مجید کی تفسیر بھی ہوگئی۔ اب جسے اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ کچھ بھی حق پسندی اور خوف خدا دیا ہے وہ پورے طور سے فیصلہ کرلے گا کہ قرآن وحدیث سے بالیقین ثابت ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کاذب تھے۔ اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہوسکتا۔ یہ بیان تو میرا ضمنی طور سے تھا۔ اصل مقصود یہ دکھانا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے صرف مجدد اور مصلح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ نہایت زور سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا ثبوت ان کے صریح کلام سے کئی طریقوں سے ہوتا ہے۔ یہاں صرف تین طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

دعویٰ نبوت کے ثبوت کا پہلا طریقہ

ایک یہ کہ وہ اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں اور ایسا کافر جیسا خدا اور رسول کو نہ ماننے والا۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے بہت جگہ اس کی تصریح کی ہے۔ میں ان کی آخری کتاب جو تمام مرزائیوں کے نزدیک نہایت معتبر ہے اس کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ ان کے کسی مرید نے ان سے سوال کیا ہے وہ سوال یہ ہے۔

''سوال: حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مؤمنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ:''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہوجاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص۱۶۷)

یہ سائل مرزاغلام احمد قادیانی کے اقوال میں تناقض پیش کر کے اس کا جواب چاہتا ہے۔ اس کا واقعی اور سچا جواب تو یہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی پہلے اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے تھے۔ آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے اور اپنے مریدین کی حالت پر نظر کرتے کرتے اس مرتبہ کو پہنچے کہ ان کو منکر کافر ٹھہرایا اور ان کے مصلح اور امام ہونے کا نتیجہ ظاہر ہوا۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچنے کے بعد بھی دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان۔ مسلمان ہی رہتے تو بقول مرزامحمود احمد قادیانی۔ مرزاقادیانی کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوتا؟ اور سائل کا یہ خیال کہ مرزاغلام احمد قادیانی کی جو تکفیر کرے وہی کافر ہوتا ہے۔ کوتاہ نظری اور مرتبہ شناسی کے خلاف ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی مرتبہ نبوت مستقلہ پر پہنچ گئے ہیں۔ اب ان کا منکر کافر ہے۔ مگر مرزاغلام احمد قادیانی صاف تحریر نہیں کرتے اور پیچ کے ساتھ اپنے منکر کو کافر کہتے ہیں۔

مرزاغلام احمد قادیانی کا جواب ملاحظہ ہو:''الجواب: یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک

ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے: ’’**فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او کذب بآیته** ‘‘یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنے والا۔ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں خود فرماتا ہے۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷، ۱۶۸)

اس جواب پر غور کیا جائے کہ مرزاغلام احمد قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو ویسا ہی کافر کہتے ہیں۔ جیسا خدا پر افتراء کرنے والا اور آیات قرآنیہ کا نہ ماننے والا اس کے یہ معنی کسی طرح نہیں ہوسکتے کہ کفر سے مراد کفران نعمت ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ میرا نہ ماننے والا کامل الایمان نہیں ہے ناقص الایمان ہے۔ اس مطلب کا ثبوت ان کی عبارت سے نہایت ظاہر ہے، تین وجہ سے۔

اوّل...... یہ کہ وہ مکفر کو اور نہ ماننے والے کو ایک سا قرار دیتے ہیں اور مکفر پر ویسا ہی کفر عود کرتا ہے۔ جیسا اس نے دوسرے پر دعویٰ کیا ہے اور مرزاغلام احمد قادیانی لکھ رہے ہیں کہ نہ ماننے والوں نے مجھے بڑا کافر کہا اور جب میں ایسا کافر نہیں ہوں تو بالضرور میرا نہ ماننے والا بڑا کافر ہے۔

دوم...... وجہ یہ ہے کہ اگر مرزاغلام احمد قادیانی کا نہ ماننے والا کافر نہیں ہے تو سوال کا جواب یہ دینا چاہئے تھا کہ میں جس طرح پہلے اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا تھا اب بھی نہیں کہتا اور میرا یہ کہنا کہ جس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ کامل مسلمان نہیں ہے۔ اس سے سوال کا جواب بھی پورے طور سے ہوجاتا اور یہ بھی معلوم ہوتا کہ وہ اپنے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ جب یہ نہیں کہا تو بالیقین ان کا وہی مطلب ہے جو ان کے ظاہر الفاظ سے ظاہر ہورہا ہے۔ یعنی مرزاغلام احمد قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں۔ جیسے تمام مسلمان اہل کتاب اور مشرکین کو سمجھتے ہیں۔

سوم...... وجہ نہایت ظاہر ان کا یہ قول ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ اس قول کے بعد کسی طرح کا شبہ اس امر میں نہیں رہتا کہ مرزاغلام احمد قادیانی اپنے منکر کو ویسا ہی کافر کہتے ہیں جیسا خدا اور رسول کا منکر ہوتا ہے۔ اس سے بالیقین معلوم ہوا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو مستقل نبوت کا دعویٰ تھا۔ کیونکہ غیر نبی کا منکر کافر نہیں ہوسکتا اور مرزاغلام احمد قادیانی نے بہت جگہ اپنے منکر کو کافر کہا ہے۔ ''مثلاً کفر دو قسم پر ہے۔ اوّل: ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوم: دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہی کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

ایسی صراحتوں کے بعد مرزاغلام احمد قادیانی کے بعض مریدوں کا یہ کہنا ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ کسی صاحب عقل کے نزدیک سچائی پر محمول نہیں ہوسکتا۔ سچائی سے تمام اہل قبلہ کو مسلمان کہنے والا مرزاغلام احمد قادیانی کا معتقد ہرگز نہیں ہوسکتا۔

دوسرا طریقہ دعویٰ نبوت کے ثبوت کا

مرزاغلام احمد قادیانی کا یہ فتویٰ ہے کہ کسی قادیانی کی نماز اس مسلمان کے پیچھے درست نہیں جو قادیانی نہیں۔ یعنی اس نے مرزاغلام احمد قادیانی کے دعویٰ کو نہیں مانا۔ اگرچہ وہ مکذب یا مکفر نہ ہو بلکہ متردد یا ساکت ہی ہو۔ مرزاقادیانی (اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷) میں لکھتے ہیں: ''خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا ہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔'' مرزاغلام احمد قادیانی اس میں فرماتے ہیں کہ یہ خدا کا حکم ہے کہ غیرقادیانی کے پیچھے نماز قطعاً حرام ہے۔ اب ناظرین مرزاغلام احمد قادیانی کے اس فتوے پر غور فرمائیں اور اسی کے ساتھ شریعت محمدیہ ﷺ کے اس حکم کو بھی ملاحظہ کریں کہ ہر مسلمان کے پیچھے مسلمان کی نماز ہوجاتی ہے۔ البتہ کافر کے پیچھے نماز حرام ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو دیکھنے سے اس امر

میں کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا کہ غیر قادیانی کو مرزاغلام احمد قادیانی کافر سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد مرزاغلام احمد قادیانی کا فتویٰ بھی دیکھئے جو فتاویٰ احمدیہ میں منقول ہے۔ ''سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور (مرزاقادیانی) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔ فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے کہ اسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو وہ بھی منافق ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔'' (فتاویٰ احمدیہ ج۱ص۸۲)

''۱۰ر ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبداللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں، یا نہ پڑھوں فرمایا۔ مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ فرمایا ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔'' (فتاویٰ احمدیہ ج۱ص۱۸)

اب دیکھا جائے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے ان صریح احکام کے بعد اگر کوئی ذی علم پختہ قادیانی یہ کہے کہ جو مرزاغلام احمد قادیانی کی تکفیر نہیں کرتا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھتے ہیں اور بالفرض اگر کسی وقت غیر قادیانی کے پیچھے پڑھ بھی لے تو اس کی وجہ اس کی ناواقفی تو نہیں ہوسکتی کیونکہ جو ذی علم برسوں سے مرزاغلام احمد قادیانی پر گویا فریفتہ ہے وہ مرزاغلام احمد قادیانی کے ایسے ضروری احکام سے ناواقف ہو۔ اس لئے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے کسی مصلحت سے نماز پڑھ لی۔ تنہائی میں پھر اعادہ کرلے گا۔ اگر پابند نماز ہے اس کے ساتھ مرزاغلام احمد قادیانی کا وہ حکم بھی دیکھا جائے کہ غیر قادیانیوں سے مناکحت جائز نہیں۔ اخبار بدر میں بھی چھپ چکا ہے کہ جو غیر قادیانی کو اپنی لڑکی دے وہ قادیانی نہیں ہے۔ اب قادیانیوں کے عمل اور برتاؤ سے بھی اس کا ثبوت ہو رہا ہے کہ وہ کسی غیر قادیانی کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اگرچہ امام عالم نہایت متقی پرہیزگار اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہتا ہو۔ بلکہ اپنی جماعت کو علیحدہ کرنے پر لڑتے ہیں۔ اپنی بیٹی غیر قادیانی کو ہرگز نہیں دیتے۔ مسلمانوں کو مثیل یہود ونصاریٰ کے سمجھتے ہیں۔ الغرض یہ احکام نہایت صفائی سے ثابت کرتے ہیں کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو مستقلہ نبوت کا دعویٰ تھا۔

تیسرا طریقہ دعویٰ نبوت کے ثبوت کا

مرزاغلام احمد قادیانی نے صاف طور سے اپنی رسالت اور نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ان کی وحی میں بار بار صدہا جگہ ان کے خدا نے انہیں نبی رسول کہا ہے۔ اب اہل اسلام اس پر غور کریں کہ ہم مسلمان جن انبیاء اور رسولوں کی نبوت ورسالت کے معتقد ہیں ان کی نبوت کی دلیل بجز اس کے ہمارے پاس کیا ہے کہ خدا نے اپنی وحی میں ان کو رسول کہا۔ اب جب مرزاغلام احمد قادیانی کو بھی رسول اور نبی خدا نے وحی میں کہا تو پھر ان کے اس دعوے میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ ورنہ پھر مخالفین خصوصاً دہریہ کو تمام انبیاء میں اسی قسم کی تاویل کا موقع ہوگا۔ بطور نمونہ ان کے اقوال ملاحظہ کئے جائیں۔

دعویٰ نبوت کے متعلق مرزا قادیانی کے بعض الہامات واقوال

۱...... قول مرزا: ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولا '' ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اس رسول کے مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ص۱۰۵)

مرزاغلام احمد قادیانی کا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ آیت قرآنی کے الفاظ نہایت صفائی سے بتارہے ہیں کہ تشبیہ اور مماثلت صرف رسول بھیجنے میں ہے۔ یعنی جس طرح سابق میں فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا، اسی طرح اب تمہاری طرف بھیجا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ رسول اس رسول کے مانند ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اسی غلطی کی بنیاد پر مرزاغلام احمد قادیانی نے شور مچا رکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہ کہنا حضرت سرور عالم ﷺ کی کسرشان ہے۔ البتہ اسے پورے طور سے سمجھنا اہل علم کا کام ہے۔ مگر ایسے ذی علم جس نے قادیان کے نبی پر اپنی عقل کو قربان نہ کردیا ہو۔

تشریح: یہ قرآن مجید کی آیت ہے۔ سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو بیان فرماتا ہے اور تمام مخلوق سے خطاب کر کے کہتا ہے کہ بلاشبہ ہم نے تمہاری طرف اسی طرح رسول بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کے پاس رسول بھیجا تھا۔ مرزاغلام احمد قادیانی یہی وحی الٰہی بعینہ اپنے لئے بیان کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو ایسی ہی رسالت کا دعویٰ ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام وجناب سید

المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔یعنی جس طرح آنحضرت ﷺ کو مرزاغلام احمد قادیانی مثیل موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں اسی طرح اپنے آپ کو بھی مثیل موسیٰ علیہ السلام اس الہام سے ثابت کرتے ہیں اور رسالہ (الاستفتاء ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۷۱۳) میں ان کا یہ الہام بھی ہے:''انت فیھم بمنزلۃ موسٰی'' (تذکرہ ص۶۷۲، طبع سوم)

یعنی تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔غرضیکہ حضرت موسیٰ کا مثیل ہونا تو اس الہام سے بھی ثابت ہے۔مگر مذکورہ آیات سے تو مرزاغلام احمد قادیانی اپنے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ دونوں کے مثیل قرار دینا چاہتے ہیں۔اس لئے ان کا صاحب شریعت ہونا بھی ضرور ہے۔برادران اسلام اس پر غور کریں۔

۲...... قول مرزا:''یٰسین انک لمن المرسلین علٰی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم''اے سردار تو خدا کا مرسل ہے۔راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

تشریح: یہ عربی الہام اور اس کا ترجمہ مرزاغلام احمد قادیانی کا ہے۔یہ وہی الفاظ ہیں جو قرآن مجید میں جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت کو نہایت تاکید سے ظاہر کیا ہے۔انہیں الفاظ کو مرزاغلام احمد قادیانی اپنے لئے کہتے ہیں جس کا مطلب یہی ہے کہ جس یقین اور قطعی طور سے جناب رسول اللہ ﷺ رسول تھے اور ہیں میں بھی ویسا ہی رسول ہوں اور میرا رسول ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا جناب رسول اللہ ﷺ کا رسول ہونا یقینی ہے۔

ایسے صریح دعوؤں کے بعد بعض مرزائی یہ کہتے ہیں کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو مستقل رسالت کا دعویٰ نہیں ہے۔اس نادانی یا کذب پر سخت افسوس ہے۔

۳...... قول مرزا:''انا ارسلنا احمد الٰی قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر'' (اربعین نمبر۳ ص۳۳، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳، تذکرہ ۳۴۵)

تشریح: مرزاغلام احمد قادیانی اپنے لئے الہام الٰہی بیان کرتے ہیں کہ:''ہم نے (غلام) احمد کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔لیکن قوم نے اس سے اعراض کیا اور کہا کہ جھوٹا ہے۔''

انبیاء سابقین اور بالخصوص جناب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا

رسول کہا اس کی اطلاع کے لئے جو وحی کے الفاظ ہیں اور جن سے ان کی رسالت ثابت کی جاتی ہے وہ بھی بعینہٖ ایسے ہی ہیں۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے۔ پھر اگر مرزاغلام احمد قادیانی کے ان الفاظ میں تاویل کی جائے تو ایسی تاویل ہر جگہ ہوسکتی ہے اور اس طرح پر تمام ہی انبیاء کی نبوت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

۴...... قول مرزا: ''فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلک الی قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماماً وانی مستخلفک اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین '' اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا اور کہا کہ میں تجھے ایک مفسد قوم کی طرف بھیجنے والا ہوں اور بے شک میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور بلاشبہ تجھے اپنی خلافت سے میں نے معزز مکرم کیا جیسا کہ گزشتہ لوگوں میں میری یہی سنت جاری رہی ہے۔ یعنی دنیا میں فساد کے وقت اہل فساد کے پاس اپنے رسول اور نبی بھیجے ہیں۔''

(انجام آتھم ص۷۹، خزائن ج۱۱ص۷۹)

تشریح: اس الہام میں بھی وہی الفاظ ہیں جو مستقل انبیاء کی رسالت کے لئے آئے ہیں اور جن سے ان کی رسالت کا ہم نے یقین کیا ہے اور آج ان کی رسالت ثابت کر سکتے ہیں۔ کسی طرح کا فرق نہیں ہے۔ پھر اس پر بھی اب بعض مرزائیوں کا دعویٰ نبوت سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ ہم مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے، کیسی سخت جہالت ہے۔ یا عوام کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ جب مرزاغلام احمد قادیانی نہایت صفائی سے اسی طرح نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جس طرح انبیاء سابقین نے کیا تھا۔ تو اب جو شخص انہیں مانتا ہے وہ ان اقوال کی وجہ سے بالضرور انہیں نبی مانے گا یا انہیں جھوٹا کہے گا اور ان الہامات کو غلط سمجھے گا اور اپنے احمدی ہونے سے توبہ کرے گا۔

۵...... قول مرزا: ''الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص۶۲)

تشریح: اس میں کئی طور سے رسالت کا دعویٰ ہے۔

اوّل...... الہام الٰہی میں مرزاغلام احمد قادیانی کی نسبت کہا گیا کہ یہ خدا کا فرستادہ اور خدا کا مامور ہے اور خدا کا رسول اور نبی وہی ہے جو اس کا فرستادہ اور مامور ہو۔

دوم...... جس کی نسبت الہام میں کہا جائے کہ یہ خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ وہ بالیقین خدا کا رسول ہے۔ کیونکہ ایمان لانا رسول ہی کے لائے ہوئے پر ضروری ہے۔ رسول کے سوا کسی کے لائے ہوئے پر خواہ وہ قطب الاقطاب ہو، مجدد ہو، محدث ہو، ملہم ہو، ایمان لانا ضروری نہیں اور نہ اس کی ہمیں خدا کی طرف سے تکلیف ہے۔

سوم...... یہ کہنا کہ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ یہ رسالت اور نبوت کا بڑا نشان ہے اور نبوت کا خاصہ، اس لئے کہ نبی ہی کا دشمن یعنی منکر جہنمی ہے۔ کیونکہ وہ کافر ہے اور کافر جہنمی ہے اور نبی کے سوا کسی نائب رسول یا مجدد وقت کا دشمن کافر نہیں ہے۔ پھر وہ اس کی دشمنی سے جہنمی نہیں ہوسکتا۔

۶...... قول مرزا: ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

تشریح: اس قول میں تو صاف طور سے زبان اردو میں رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ مگر اس اندھیر نگری کا کیا ٹھکانہ ہے کہ ایسے صریح دعوے رسالت کے بعد بھی بعض مرزائی کہہ دیتے ہیں کہ ہم انہیں رسول نہیں مانتے۔ بزرگ مانتے ہیں۔

۷...... قول مرزا: ''تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ اب اگر خدا تعالیٰ کے اس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دور ہوسکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔'' (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

تشریح: دافع البلاء کے اس ص۱۱ میں تین جگہ مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دوسرے مقام پر ایسی شان اور تکبرانہ الفاظ سے کیا ہے کہ کسی رسول برحق نے اس طرح نہیں کیا۔ اس تکبر کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دعویٰ کی صداقت میں تمام مذاہب کے مقابل میں جو دلیل بڑے دعوے اور نہایت زوروں کے ساتھ پیش کی تھی وہ نہایت صفائی کے ساتھ غلط ہوگئی۔ رسالہ کشتی نوح میں دعویٰ کیا تھا کہ: ''طوفان طاعونی میں

قادیان کشتی نوح کی طرح محفوظ رکھے گا۔‘‘ (کشتی نوح ٹائٹل،خزائن ج۱۹ص۱)

اس کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ جس طرح طوفان نوح کے وقت جو کشتی میں تھا وہی ڈوبنے سے بچ گیا اور سب ڈوب گئے۔اسی طرح جو قادیان میں ہوگا وہی طاعون سے بچے گا اور باقی سب اس میں مبتلا ہوں گے۔مگر یہ پیشین گوئی بالکل ہر طرح سے جھوٹی ہوئی۔نہ سارے شہروں اور قریوں کے سب لوگ طاعون میں مبتلا ہوئے اور نہ سب لوگ مرے،اور نہ قادیان کے سب رہنے والے بچے۔بلکہ جس طرح اور مقامات کے رہنے والے بعض طاعون میں مبتلا ہوکر مرے اور بعض اچھے رہے۔کہیں موتیں زیادہ ہوئیں اور کہیں کم۔بعض شہروں میں بعض قریوں میں طاعون جلد آیا اور بعض میں عرصہ کے بعد آیا۔بعض ایسے بھی گاؤں ہیں کہ وہاں اب تک طاعون نہیں آیا۔اسی طرح قادیان میں کچھ عرصہ تک نہیں آیا۔غالباً اسی وجہ سے ان کے طبعی کبر نے ان کے خیال میں پختہ کردیا کہ ہماری وجہ سے یہاں طاعون نہیں آئے گا۔مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا کبر توڑا اور ۱۹۰۴ء میں قادیان میں طاعون آیا اور ۲۸۰۰ کی آبادی میں ۳۱۴ آدمی مرے اور پھر ان کے نہایت خاص مرید عبدالکریم سیالکوٹی اور ان کا غلام مرا اور ہر حیثیت سے یہ نہایت زور کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی۔ہمیں افسوس یہ ہے کہ ایک مدعی اسلام تمام منکرین اسلام کے مقابلہ میں نہایت ذلیل اور جھوٹا ٹھہرے۔اس پیشین گوئی میں جو جو رنگ مرزاغلام احمد قادیانی نے بدلے ہیں اس کی تفصیل مرقع قادیانی اور الذکر الحکیم میں دیکھنا چاہئے۔

الغرض یہ ساتواں حوالہ ہے جس سے اظہر من الشّمس ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے نہایت زور کے ساتھ نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے اس سے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے خیال کے بموجب نبوت کی کوئی قسم چھوڑ دی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔مرزاغلام احمد قادیانی نے نبوت تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کا دعویٰ کیا ہے اور یہ وہ دعویٰ ہے جس کی نسبت بالاتفاق اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور نہایت قوی وجہ اس کی یہ ہے کہ اس دعوے سے آیت:’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ کا انکار ہوتا ہے۔اگرچہ کسی پوشیدہ وجہ سے زبان سے انکار نہ کیا جائے۔یعنی اس آیت کے صاف اور صریح معنی یہ ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آخرالانبیاء ہیں۔آپ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی کسی قسم کا آنے والا نہیں۔خاتم النّبیین کے معنی لغت عرب میں یہی ہیں اور تمام

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے اور النّبیین میں الف ولام استغراق کا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تمام انبیاء یعنی جس کو شریعت کی رو سے نبی کہتے ہیں اور اس لقب کا وہ مستحق ہے خواہ وہ امتی ہو یا نہ ہو، ہر قسم کے انبیاء کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔ یہ کہنا کہ آپ ﷺ کا امتی ہو کر نبی ہوسکتا ہے عوام کو دھوکہ دینا ہے اور اس پردہ میں اس آیت قرآن سے انکار کرنا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں یا کسی دوسری آیت میں اس استثناء کی طرف اشارہ بھی نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس آیت کے یہ معنی جس طرح محاورہ عرب سے ثابت ہیں اسی طرح احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ ضرور اس آیت قرآن مجید کا منکر ہے۔ گو ظاہر میں انکار نہ کرے۔ اس کا کافی ثبوت شروع رسالہ میں دیا گیا ہے اور حصہ سوم فیصلہ آسمانی میں اس کا بیان مفصل مرقوم ہے۔ اس کی وجہ بھی نہایت عمدہ بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبی کیوں نہیں آسکتا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت ورحمت کی شان اور آپ ﷺ کی امت کا خیرالامم ہونا اسی کا مقتضی ہے کہ آپ ﷺ کی امت میں انبیاء نہ ہوں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت کا آفتاب اور آپ کی شریعت کاملہ کی روشنی قیامت تک قائم رہے گی۔ اس کی حفاظت کا وعدہ خداوندی ہوچکا ہے۔ اس میں تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے صرف علمائے راسخین اور کاملین کی ضرورت ہوگی تاکہ وہ شریعت کو سمجھیں اور حسب موقع اسے جاری کریں۔ طلوع آفتاب کے بعد کسی تارے کا نکلنا بے کار ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے آفتاب رسالت کے بعد کسی کا اختر نبوت چمک نہیں سکتا۔ اس کا نکلنا بے کار ہے۔ اس کے علاوہ ایک عظیم الشان راز اس میں یہ ہے کہ یہ امر متفق علیہ اور طرفین کا مسلم ہے کہ سچے نبی کا منکر کافر ہے۔ اب اگر حضور انور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے حسب عادت مستمرہ آپ ﷺ کے بعض امتی اسے نہ مانیں گے اور انکار نبوت سے کافر ہوکر جہنم کے مستحق ہوں گے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ ﷺ کا امتی جو خیرالامم میں داخل ہوچکا تھا۔ وہ نجات ابدی کا مستحق نہیں ہے بلکہ خاص میرے لئے ہے اور متعدد رسالوں میں یہ دعویٰ کیا ہے۔ بہرحال اس دعوے سے بالیقین ثابت ہوا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو نبوت تشریعی کا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ ان کا ایک ہی جگہ نہیں بلکہ مختلف طور سے متعدد مقامات سے ظاہر ہورہا ہے۔ یہاں آیت مذکورہ کے علاوہ دو مقام اور نقل کئے جاتے ہیں۔

۹...... قول مرزا: ''خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور

دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین نمبر۳ ص۳۶، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶)

تشریح: دیکھا جائے کہ صاف طور سے پہلے رسالت کا دعویٰ ہے۔ پھر صاحب شریعت ہونے کا کیونکہ کہہ رہے ہیں کہ اس عاجز کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تو اس کے یہی معنی ہیں کہ مجھے صاحب شریعت رسول بنایا۔ اب دوسرے مقام سے اس کی کامل تشریح ملاحظہ کیجئے۔

۱۰...... قول مرزا: ''اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو یہ اوّل تو دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ''**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکٰی لھم**'' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

(یہ تو متن ہے، اب اس کا حاشیہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ لکھتے ہیں:)

''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ ''**واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیھم**'' یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو، خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اب وہ اس نبی کے نہ ماننے سے نجات سے محروم ہوگیا۔ یہ آپ ﷺ کی شان رحمت کے بالکل خلاف ہے۔ خاتم النّبیین، رحمۃ للعالمین کو مان کر ابدی عذاب کا مستحق نہیں

ہوسکتا۔اس لئے آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

اب مرزائیوں کی زبان پر اور ان کی تحریروں میں یہ شور ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریعی انبیاء کے خاتم تھے۔ مرزاغلام احمد قادیانی تشریعی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر اس خیال کو مرزاغلام احمد قادیانی خود ہی غلط ٹھہراتے ہیں اور صاف طور سے نبوت تشریعی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب ذرا متوجہ ہوکر آنکھوں کو کھول کر اپنے امام کا قول دیکھیں اور دل میں شرمندہ ہوں۔

دعویٰ نبوت تشریعی

۸...... قول مرزا: ''مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳)

تشریح: یہ آیت قرآن مجید کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسول برحق کی عظمت کو بیان فرماتا ہے کہ اللہ کی وہ ذات ہے جس نے ملک عرب جیسے جہلاء اور ناشائستہ اور غیر مہذب قوم میں اپنا رسول نہایت شائستہ ہدایتوں اور حقانی مذہب اور کامل شریعت کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں اور نہایت مفید اور پختہ تعلیمات سے دنیا کے تمام دینوں پر اسے فائق اور غالب کردے۔ یہ صفت کس رسول کی ہے۔ الفاظ قرآنی نہایت صفائی سے بتارہے ہیں کہ وہ رسول اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے آچکا ہے۔ کیونکہ صیغہ ماضی کے ساتھ ارشاد ہے: ''**ارسل رسولہ**'' یعنی اللہ تعالیٰ اس رسول کو بھیج چکا ہے اور نہایت ظاہر ہے کہ وہ رسول وہی ہیں جن پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ الفاظ قرآنی کے علاوہ حضور انور کی شریعت کی خوبیوں نے اس کا کامل یقین دلادیا کہ جن کی صفت اس آیت میں بیان ہوئی ہے وہ آپ ﷺ ہی ہیں۔ یہاں تک کہ تمام امت محمدیہ ﷺ کا اس پر اتفاق ہے اور امت محمدیہ ﷺ کے علاوہ بہت سے مخالفین اسلام نے بھی بکشادہ پیشانی اس کا اقرار کیا ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ میں جیسی عمدہ اور مفید تعلیم ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے ہے کسی مذہب میں نہیں ہے۔ مگر مرزاغلام احمد قادیانی الفاظ قرآنیہ کے خلاف اجماع امت کے برعکس اس آیت کو اپنے لئے کہتے ہیں۔

’’اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ص ۶ حاشیہ،خزائن ج ۷اص ۴۳۵)

تشریح: مرزا قادیانی کا یہ قول نہایت صاف طور سے شہادت دیتا ہے کہ جس نے ان سے بیعت نہیں کی اور ان کے اقوال باطلہ کو نہ مانا اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔ وہ ایسا ہی جہنمی ہے جیسے کافر منکر خدا اور رسول ہوں گے۔ قادیانی جماعت بتائے کہ کس بزرگ نے اپنی بیعت کو مدار نجات بتایا ہے اور بیعت نہ کرنے والے کو جہنمی کہا ہے؟ جو جماعت مرزاغلام احمد قادیانی کو بزرگ مان کر تمام اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتی ہے وہ اس قول میں غور کرے اور بتائے کہ جب تک قادیانیوں کے سوا تمام اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے اس وقت تک یہ قول کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟ مرزاغلام احمد قادیانی اپنی تعلیم اور اپنی بیعت کو کشتی نوح بتارہے ہیں۔ یعنی جس طرح طوفان نوح میں اسی شخص نے نجات پائی جو کشتی میں بیٹھ گیا اور جو نہ بیٹھا وہ طوفان میں غرق ہوا۔ یہی حالت میری بیعت کی ہے جس نے میری بیعت کر لی اس نے عذاب ابدی سے نجات پائی اور جس نے نہ کی وہ عذاب ابدی کے طوفان میں غرق ہوا۔ یہ کہنا اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے کہ جتنے مرزاغلام احمد قادیانی کے نہ ماننے والے ہیں وہ سب کافر ہیں۔ اس قسم کے اقوال مرزاغلام احمد قادیانی کے بہت ہیں۔ جن سے اظہر من الشمس ہے کہ ان کے اقوال پر ایمان لاکر اور انہیں مقدس بزرگ مان کر غیر قادیانی اہل قبلہ کو کوئی مسلمان نہیں کرسکتا جو انہیں مانتا ہے۔ اسے ان کے صریح اقوال مجبور کریں گے کہ غیر قادیانی اہل قبلہ کو وہ کافر کہے اور اگر کسی قادیانی کا ایسا خیال سادہ دلی اور سچائی پر ہے تو اﷲتعالیٰ سے پوری امید ہے کہ جب وہ مرزاغلام احمد قادیانی کے ایسے اقوال کو غور سے دیکھے گا تو وہ ضرور ان سے علیحدہ ہو جائے گا۔ وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز!

تشریح: مرزاغلام احمد قادیانی آیت: ’’لوتقول علینا بعض الاقاویل‘‘ کے بیان میں بڑا زور لگارہے ہیں اور اپنے دعویٰ نبوت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اس آیت میں سچے اور جھوٹے مدعی نبوت کی معیار بیان ہوئی ہے کہ جھوٹا ہلاک کر دیا جاتا ہے اور سچا کامیاب ہوتا ہے۔ چونکہ میں مفتری نہیں تھا۔ سچا مدعی تھا۔ اس لئے کامیاب ہوا ہلاک نہیں کیا گیا۔ اب اس پر یہ شبہ کر کے جواب دیتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ

اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف خطاب ہے اور آپ ﷺ صاحب شریعت تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آیت میں صاحب شریعت کے لئے یہ قاعدہ بیان ہوا ہے۔ یعنی جو جھوٹا مدعی نبوت صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرے وہ ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ تمام مفتری ہلاک نہیں ہوئے۔ مرزاغلام احمد قادیانی پہلے صاحب شریعت کے معنی بیان کرتے ہیں یعنی صاحب شریعت وہ ہے جو وحی کے ذریعے سے چند امرونہی بیان کرے میں نے وحی کے ذریعے سے امرونہی بیان کئے ہیں۔ اس لئے میں صاحب شریعت ہوا۔ اسی مضمون کو حاشیہ میں بیان کرتے ہیں۔

اب ہمارے بھائی متن اور حاشیہ دونوں کو ملاحظہ کریں کہ کس صفائی کے ساتھ اپنی وحی سے اپنا صاحب شریعت نبی ہونا ثابت کر رہے ہیں اور اپنی وحی اور اپنی تعلیم کو نجات کا مدار بتا رہے ہیں۔ جس کی آنکھیں ہوں وہ دیکھے اور اپنی زبان کو روکے اور ان رسالوں کو پھاڑ کر پھینک دے جن میں لکھا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ صاحب شریعت انبیاء کے خاتم ہیں۔

الغرض! جب مرزاغلام احمد قادیانی صاحب شریعت نبی ٹھہرے تو جناب رسول اللہ ﷺ کسی طور سے خاتم الانبیاء اور آخر النّبیین نہ ہوئے اور آیت قرآنی: ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' غلط ٹھہری۔ (نعوذ باللہ منہ) پھر کیا وجہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو منکر آیت قرآنی نہ کہا جائے؟ وہ ضرور منکر آیت قرآنی ہیں۔ گو زبان سے نہ کہیں۔ اس دعویٰ کے بعد یہ کہنا کہ یہ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ نہایت صریح دجل اور عوام کو فریب دینا ہے تاکہ جہلاء اور کم علم اتنے کہہ دینے سے یہ سمجھیں کہ یہ منکر آیت نہیں ہیں۔ مگر اہل ایمان اس کا یقین کر لیں کہ جب تک یہ آیت کے یہی معنی کریں گے کہ رسول اللہ ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو مرتبہ نبوت نہیں مل سکتا اور اس آیت کو مان کر کسی قسم کے نبی کو مستثناء کرنا محض غلط ہے۔ یہ آیت اس دعویٰ کے ثبوت کے لئے قطعی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی کسی طرح کا نہیں آئے گا اور اس معنی کا ثبوت صرف لغت اور محاورہ عرب سے ہی نہیں ہے بلکہ جس ذات مقدس پر یہ کلام الٰہی نازل ہوا ہے اس نے بوحی الٰہی اس آیت کے یہی معنی بیان کر دیئے ہیں اور ''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' فرمادیا ہے۔ اب جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور جو ایسے مدعی

کو سچا جانتا ہے وہ یقیناً قرآن شریف پر حملہ کرتا ہے اور آیت: ’’**ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**‘‘ کو درپردہ ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتا ہے۔ یہ ان شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی یقین نہیں اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔

ناظرین! آپ اس تقریر کے حاصل پر بنظر تحقیق حق غور کریں۔ چند باتیں اس مختصر تحریر سے نہایت صفائی سے ثابت ہوتی ہیں۔

۱…… نص قطعی اور آیت قرآنی اور حدیث نبوی سے بالیقین ثابت ہوا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کاذب تھے۔

۲…… جو تاویلیں اس آیت وحدیث میں مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکرتے ہیں وہ یقیناً غلط ہیں۔

۳…… اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے کو کافر یعنی منکر خدا اور رسول کہا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے وجود سے ان کے دعویٰ کے زمانہ میں دنیا کے کچھ کم چالیس کروڑ مسلمان کافر ہوکر مستحق جہنم ہوگئے؟ اور مسلمانوں سے دنیا گویا خالی ہوگئی۔

۴…… مرزاغلام احمد قادیانی کو نبوت مستقلہ اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ تھا۔ ان کے خلیفہ اوّل اور ثانی ان دونوں دعوؤں کو مانتے رہے اور خلیفہ ثانی نے تو اس دعویٰ کے ثبوت میں رسالہ (تشحیذ الاذہان ج۶ نمبر۴، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء) لکھا ہے اور مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی مان کر انہیں کے کلام سے دنیا کے سارے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے اور یہ رسالہ خلیفہ اوّل کے حکم کے بموجب چھپ کر مشتہر ہورہا ہے۔ چنانچہ خلیفہ ثانی اپنے رسالہ میں اس کی تصریح کرتے ہیں۔ البتہ اخبار بدر کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ ان سے کئی مرتبہ یہ سوال کیا گیا ہے کہ آپ مرزاغلام احمد قادیانی کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اس کے جواب میں مرزاغلام احمد قادیانی کی طرح طویل تقریر لکھی ہے۔ جس کا حاصل تو یہی ہے کہ کافر ہیں۔ مگر ایسے پیچ سے لکھی ہے کہ کم علم بخوبی نہ سمجھیں۔

۲۶؍مارچ ۱۹۱۳ء کے پیسہ اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں کے تین فرقے ہوگئے ہیں۔ ایک وہ ہے جس نے نیا کلمہ بنالیا ہے۔ یعنی ’’**لا الٰہ الا اللہ احمد جری اللہ**‘‘

دوسرا وہ ہے جو قادیانیوں کے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے جس کے مقتدااور امام اب دوسرے خلیفہ مرزامحمود ہیں۔

تیسرا مرزاغلام احمد قادیانی کو مثیل اولیاء اللہ کے بزرگ مانتا ہے اور غیرقادیانیوں کو کافرنہیں کہتا۔ یہ تیسرا گروہ اگر اپنے دلی خیال کے اظہار میں سچا ہے تو اعتقاد کی بنیاد مرزاغلام احمد قادیانی کا آخری کلام ہرگزنہیں ہوسکتا۔کوئی صاحب عقل حقیقت الوحی وغیرہ کے مضامین کو سچا مان کر ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔ جیسا یہ تیسرا گروہ بیان کرتے ہیں اور خواجہ کمال الدین صاحب جس گروہ میں سنے جاتے ہیں کیونکہ مرزاغلام احمد قادیانی کے کلام میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کے کلام کے سمجھنے میں دقّت ہو یا اس میں دوسرے معنی کا احتمال ہو۔البتہ جس طرح انہوں نے اور دعوؤں میں آہستہ آہستہ ترقی کی ہے اسی طرح اس میں بھی پہلے نہ کہتے تھے کہ کوئی اہل قبلہ کافرنہیں ہے اور مسیح موعود کا ماننا کوئی جزو ایمان نہیں ہے۔مگر جب ان کے ماننے والے کچھ ہوگئے تو اپنی آخری کتاب (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸) میں صاف طور سے کہہ دیا کہ:’’جو مجھے نہیں مانتا وہ خدااور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘یعنی میرا نہ ماننے والا ایسا ہی کافر ہے جیسا خدااور رسول کو نہ ماننے والا اور یہ بھی کہہ دیا کہ مسیح موعود کا انکار (یعنی میرا) ایسا ہی کفر ہے جیسا جناب رسول اللہ ﷺ کا انکار، مرزاغلام احمد قادیانی کے ان صاف وصریح دعوؤں کے بعد جو اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں کسی ذی علم قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ ہم مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔کسی فہمیدہ آدمی کی عقل میں نہیں آسکتا۔اس لئے وہ اس خیال پر مجبور ہے کہ بعض قادیانیوں کا ایسا کہنا غالباً اس مصلحت سے ہے کہ اگر اعلانیہ طور سے ہم کافر کہیں گے تو تمام مسلمان دنیا کے برہم ہو جائیں گے اور ہماری بات کو نہ سنیں گے۔اس لئے اس سے انکار کرتے ہیں اور مرزاغلام احمد قادیانی کو صرف مصلح اور مجدد کہتے ہیں۔مگر ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے پچیس تیس برس تک بہت کچھ شور مچایا اور اپنی مدح اور تعلّی میں بے انتہاء کاغذی گھوڑے دوڑائے۔مگر انہوں نے کیا اصلاح کی اور ان کی ذات سے اسلام کو کیا فائدے پہنچے؟ بجز اس کے کہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور ایک جماعت کو جھگڑالو اور فاسق اور فاجر بنا دیا۔نہ نماز ہے، نہ روزہ ہے، جھوٹ کو اپنا شعار

بنالیا ہے۔اس خیال کی تائیداس سے بخوبی ہوتی ہے کہ مونگیراور بھاگلپور کے مرزائی یہی کہتے تھے کہ ہم اہل قبلہ کو کافرنہیں کہتے۔مگراب خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کی جواعلانیہ طور سے مرزاغلام احمد قادیانی کی بعثت کا یہی فائدہ بتاتے ہیں کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مانا جائے۔انہیں اپناامام اورمقتداء مانا۔بعض اخبارات میں خلیفہ ثانی نے یہ بھی اعلان کردیا ہے کہ ہماری بیعت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ غیرقادیانی اہل قبلہ کو کافر کہے۔ یہ ایک فریب آمیزاعلان ہے۔کیونکہ جوشخص بیعت کرلے گا اوراپنا مقتدأ مان لے گا، پھرکیا وجہ ہے کہ وہ اپنے مقتداء کے کفر کے فتوے کونہ مانے؟ یہ تو ایسا عظیم الشان اختلاف ہے کہ بغیراس کے طے کئے کوئی سمجھدار بیعت ہی نہیں کرسکتا۔کیونکہ جب اس کے اعتقاد میں اہل قبلہ کافرنہیں ہیں تو جوانہیں کافرکہتا ہے وہ خودکافر ہے۔پھراس سے بیعت کیسی؟

آئندہ مرزاغلام احمد قادیانی کے اقوال دکھائے جائیں گے جن میں انہوں نے دعویٰ نبوت کے ساتھ انبیاء سابقین پراپنی فضیلت اور جناب رسول اللہ ﷺ سے مساوات دکھائی ہے اوربعض وہ اقوال بھی ہیں جن سے حضرت سرورانبیاء ﷺ پر بھی وہ اپنی فضیلت ثابت کرناچاہتے ہیں۔پھرانبیاء علیہم السلام کی توہین جوانہوں نے کی ہے وہ بھی دکھائی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

برادران اسلام! ان دعوؤں پرنظرکر کے ان کی حالت پرغورکریں اورجوان کے پیروان کے صریح اقوال کے خلاف اپناعقیدہ ظاہرکررہے ہیں۔اس پرغائرنظرڈالیں تاکہ آئندہ کسی قسم کی پشیمانی نہ اٹھاناپڑے۔ وما علینا الا البلاغ المبین!

راقم خاکسار:ابواحمد رحمانی

قادیانی جماعت میں اختلاف

گزشتہ اشاعت میں ہم حکیم نورالدین رئیس قادیان جماعت کے انتقال کی خبر درج کرچکے ہیں جورسالہ کے مرتب ہونے کے بعدپہنچی تھی۔اب جوواقعات شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت میں مسئلہ خلافت اورتکفیروعدم تکفیر مسلمین کی بناء پر باہم اختلاف ونزاع پیداہوگیا ہے۔

ایک عرصہ سے اس جماعت میں مسئلہ تکفیر کی بناء پر دو جماعتیں پیدا ہوگئی ہیں۔ ایک گروہ کا یہ اعتقاد تھا کہ غیر قادیانی مسلمان بھی مسلمان ہیں۔ گو مرزاغلام احمد قادیانی کے دعوؤں پر ایمان نہ لائے ہوں۔ لیکن دوسرا گروہ صاف صاف کہتا تھا کہ جو لوگ مرزاغلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لائیں وہ قطعی کافر ہیں: ''انا ﷲ وانا الیہ راجعون'' آخری جماعت کے رئیس صاحبزادہ بشیرالدین محمود قادیانی ہیں۔ اس گروہ نے انہی کو اب خلیفہ قرار دیا ہے۔ مگر پہلے گروہ نے تسلیم نہیں کیا۔

محمد علی لاہوری ایم.اے نے اس بارہ میں جو تاریخ شائع کی ہے اور عجیب وغریب جرأت اور دلاوری کے ساتھ قادیان میں رہ کر اظہار رائے کیا ہے۔ (بشرطیکہ ان کے دل میں خود خلیفہ ہونے کی خواہش نہ ہو اور اس خیال کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی اور اگر دل میں یہ خواہش تھی تو اس کے خلاف ہونے پر جوش آجانا معمولی بات ہے۔ یہی سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو مقتداء مان کر اور ان کے اقوال پر ایمان لا کر غیر قادیانی کو کافر کیوں نہ کہئے گا۔ مرزاغلام احمد قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ کہتے ہیں اور نہایت ظاہر ہے کہ جو رسول اللہ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی اپنے نہ ماننے والے کو صاف طور سے کافر کہتے ہیں۔ مرزاغلام احمد قادیانی اپنی بیعت کو مدار نجات ٹھہراتے ہیں۔ یعنی جو مرزاغلام احمد قادیانی سے بیعت نہ کرے اسے نجات نہیں وہ جہنمی ہے۔ یہ صفت تو خاص کافر کی ہے۔ جب مرزاغلام احمد قادیانی کے نہایت صریح اقوال سے غیر قادیانی کافر ٹھہرتے ہیں تو پھر جو انہیں اپنا پیشوا مانتا ہے اسے ضرور ہے کہ ان اقوال کو بھی مانے جس طرح وہ اور اقوال کو مانتا ہے) جہاں زیادہ تر پہلے گروہ کے رؤسا ہیں۔ وہ فی الحقیقت ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمیشہ اس سال کا ایک یادگار واقعہ سمجھا جائے گا۔

اس جماعت کا بیان ہے کہ ان کی تعداد کم ازکم تین لاکھ ہے۔ لیکن مسلمانان عالم کی تعداد آج چالیس کروڑ تک اندازہ کی گئی ہے۔ پس اگر غیر قادیانی کو کافر سمجھ لیا جائے تو اس نئی مردم شماری کی بناء پر چالیس کروڑ میں سے انتالیس کروڑ ستانوے لاکھ کی تعداد نکال دینی پڑے گی۔ پھر افسوس اس دین الٰہی پر جس کا درخت خدا نے لگایا۔ پر آج اس کی شاخوں میں صرف تین لاکھ پھل باقی رہ گئے ہیں۔ (منقول از الہلال مورخہ ۲۷/ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۷)

مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خیر خواہان اسلام

اس وقت مذہب اسلام پر دو طرح سے حملے ہو رہے ہیں۔ ایک بیرونی عیسائیوں اور آریوں کا۔ اس کے لئے رسالے دفع التلبیسات اور پیغام محمدی شائع کئے گئے۔ بعض اور رسالے بھی ان شاء اللہ! شائع ہوں گے۔ مسلمانوں کو اور خصوصاً اہل علم کو اس وقت ان کا دیکھنا اور ان کی اشاعت میں کوشش کرنی ضروری ہے۔ دوسرا حملہ اندرونی گروہ مرزائیہ اور بہائیہ کا، یہ حملہ عوام کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ ظاہر میں اسلام کو مان کر دین محمدی اور اسلام قدیم کو مٹا کر نیا مذہب قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسلام اس کا نام رکھتے ہیں۔ اس پیچ سے عوام اور کم علم واقف نہیں ہو سکتے۔ اس لئے بہ نظر خیر خواہی اہل اسلام متعدد رسالے اور تحریریں ایسی شائع کی گئیں جن سے بانی مذہب مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت معلوم ہو۔ اس گروہ میں پالیسی اور ناجائز مصلحت بہت برتی جاتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے اس میں ایک جماعت یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی یا رسول نہیں مانتے۔ بلکہ مجدد اور بزرگ مانتے ہیں اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس رسالے میں مرزا قادیانی کے صریح اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص مرزا قادیانی کے اقوال والہامات پر ایمان لاکر اور انہیں سچا اعتقاد کر کے سچائی سے نہیں کہہ سکتا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں تھے اور ان کا منکر کافر نہیں ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی صاف طور سے نبوت تشریعی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو افضل الانبیاء سمجھتے ہیں۔ البتہ یہ اقوال ان کے آخر کے ہیں۔ پہلے اقوال اس کے خلاف ہیں۔ یعنی بتدریج انہوں نے ترقی کی ہے۔ اس لئے عجب نہیں کہ بعض ان کے ماننے والے بھی مغالطہ میں ہوں۔ طالبین حق کو چاہئے کہ ان کے متخالف اور متعارض اقوال کو غور سے دیکھیں۔ فرقہ بہائیہ جو تھوڑے عرصہ سے رنگون سے ضلع چھپرہ میں آیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اطراف عالم میں اس کے ماننے والے بہت ہوگئے ہیں۔ اب ہندوستان اس نجاست سے آلودہ ہوا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو اور خصوصاً اہل علم کو بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہمت اور توفیق دے۔ آمین!

خاکسار: ابواحمد رحمانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیاً

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت وافضلیت

اس سے پہلے کے صحیفہ ۶ میں دکھایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ تھا اور تین طریقوں سے اسے ثابت کیا ہے۔

اوّل...... یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے آخری زمانے میں دنیا کے ان تمام مسلمانوں کو قطعی کافر کہا ہے جو مرزا قادیانی کے دعوے کو صاف طور سے نہیں مانتے ہیں۔ یہ وہ دعویٰ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کے کسی عالی مرتبہ بزرگ نے نہیں کیا۔ باوجودیکہ بعض بزرگوں کو کافر کہا گیا۔ مگر انہوں نے کسی کو کافر نہیں بنایا۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی نے غیر قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنے کو قطعاً حرام بتایا ہے اور اسی طرح اس سے رشتہ ناطہ کرنے اور بیٹی دینے کی بھی ممانعت کی ہے اور تمام اہل علم جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے کہ ان کے خیال کے بموجب دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اہل سنت نے نہایت اہتمام کی وجہ سے اس مسئلہ کو عقائد کی کتابوں میں داخل کر دیا ہے کہ ہر کلمہ گو فاسد العقیدہ اور نیک وبد کے پیچھے نماز درست ہے۔

سوم...... مرزا قادیانی کے بعض اقوال نقل کئے ہیں جن میں انہوں نے نہایت صاف طور سے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس دعوے کو ثابت کیا جس سے اکثر قادیانی انکار کر رہے ہیں۔ یعنی نبوت تشریعی کو اور مرزا قادیانی صاف طور سے اربعین میں نبوت تشریعی کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ ان کے صاحبزادے مرزا محمود نے (جو اب خلافت کی گدی پر بٹھائے گئے ہیں) ایک خاص رسالہ لکھا ہے۔ جس میں نہایت شدومد سے اپنے والد یعنی مرزا قادیانی کے اقوال سے دنیا کے سارے مسلمانوں کا کافر ہونا ثابت کیا ہے۔ اس صحیفہ میں مرزا قادیانی کے اسی دعوے کی زیادہ تشریح منظور ہے۔

چہارم...... طریقہ سے دعویٰ نبوت ثابت کر کے یہ دکھانا مدنظر ہے کہ ان کا دعویٰ صرف اسی قدر نہیں ہے کہ میں نبی صاحب شریعت ہوں۔ بلکہ یہ دعویٰ ہے کہ میں ”تمام انبیاء سے افضل

ہوں، یہاں تک کہ حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی افضل ہوں۔'' مگر یہ آخری دعویٰ صاف لفظوں میں نہیں ہے۔ البتہ ان کے تمام اقوال دیکھنے اور ان کے ملانے سے بخوبی اظہر من الشّمس ہوتا ہے۔ بنظر تحقیق حق ان کے اقوال ملاحظہ کر کے فیصلہ کیا جائے۔

چوتھے طریقے کے متعلق مرزا قادیانی کے بعض اقوال

۱...... قول مرزا: ''جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کی ظنّیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے کوسن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بناء ہے۔''

(اربعین نمبر۴ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

نتیجہ: اس قول سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

اوّل...... یہ کہ مرزا قادیانی اپنی وحی کو ایسا ہی قطعی اور یقینی خدا کا کلام جانتے ہیں جیسا قرآن مجید ہے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ مرزا قادیانی کو ویسا ہی نبوت کا دعویٰ ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تھا۔ ورنہ مرزا قادیانی کی وحی کا قطعی اور یقینی کلام خدا ہونا اور اس پر ایمان لانا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مرزا قادیانی اپنی وحی کے منکر کو ویسا ہی کافر سمجھیں گے جیسا منکر قرآن مجید کو۔ اب جو حضرات ان پر ایمان لاچکے ہیں اور ان کے تمام اقوال کی تصدیق کرتے ہیں۔ وہ ضرور ان کے تمام نہ ماننے والوں کو کافر جانتے ہوں گے۔ اگرچہ کسی مصلحت سے انکار کریں اور تمام کلمہ گو کو مسلمان بتائیں۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی اپنی وحی کے مقابلہ میں تمام احادیث نبویہ کو بیکار بتاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی وحی کا ثبوت اور منجانب اللہ ہونا قطعی بتاتے ہیں اور احادیث کا ثبوت ظنی کہتے ہیں۔ بلکہ بلاتعین انہیں موضوع یعنی جھوٹی باتیں بنائی ہوئی کہتے ہیں۔ اس میں دوسرے طریقے سے نبوت کا دعویٰ ہے۔

۲...... قول مرزا: ''میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ص۲۲۰)

نتیجہ: دیکھا جائے کہ کس صفائی سے اپنے الہامات پر ایمان لانا ویسا ہی فرض بتاتے ہیں جیسا قرآن مجید پر اور ان کے کلام خدا ہونے پر۔ ایسا ہی انہیں یقین ہے جیسے قرآن مجید کے کلام خدا ہونے پر۔ اس کہنے کے بعد کسی ذی علم کو تأمل نہیں رہ سکتا کہ مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے جب ان کی وحی کا مرتبہ کلام الٰہی ہونے میں ایسا ہی ہوا۔ جیسا قرآن مجید ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ان کے الہامات کا منکر کافر نہ ہو۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کے الہامات کا منکر ویسا ہی کافر ہوگا جیسا قرآن مجید کا منکر۔ اب جو حضرات ان پر ایمان لا چکے ہیں بالضرور انہیں اس قول پر ایمان ہوگا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جو ان کے الہامات پر ایمان نہیں لائے انہیں وہ ویسا ہی کافر سمجھیں جیسا قرآن مجید کے منکر کو تمام مسلمان سمجھتے ہیں۔ برادران اسلام اس قول پر مکرر غور کر کے اس کے نتیجہ کو دیکھیں۔

۳...... قول مرزا: ''جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔'' (اربعین نمبر۳ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱)

اس رسالہ کے پہلے حصہ میں بھی مرزا قادیانی کے بعض اقوال نقل کئے ہیں جن میں صاف طور سے ان کا بیان ہے کہ میرے ماننے اور میری باتوں پر ایمان لانے پر نجات منحصر ہے۔ بغیر میرے مانے نجات نہیں ہوسکتی۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔

۴...... قول مرزا: ''اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گزر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔'' (اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۱۱، خزائن ج۱۷ ص۴۴۱)

نتیجہ: ان دونوں اقوال کو دیکھا جائے کہ اپنے یقینی الہام سے اپنا نام ابراہیم بتاتے ہیں اور نجات کا حصہ اس کی پیروی پر کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جو مرزا قادیانی پر ایمان لا کر ان کا پیرو نہیں ہوا وہ کافر جہنمی ہے۔ اس کی نجات نہیں ہے۔ اس کے بعد کے قول میں ایک عالم محدث کو جس نے اپنی عمر کا بڑا حصہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور کلام رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ میں صرف کیا۔ اسے کافر بتاتے ہیں۔ کیونکہ دعوت اسلام تو کافر ہی کو ہوتی ہے۔ میں نے جو مدعا ان کے اقوال سے بیان کیا ہے۔ اس کی صراحت مرزا قادیانی کے رسالہ سیرۃ الابدال کے باب:۲ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس بات میں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کر کے انبیائے بنی اسرائیل کو ان کا خلیفہ کہتے ہیں اور آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بتاتے ہیں۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ کو مثیل موسیٰ علیہ السلام بتا کر ان کے بعد سلسلہ خلفاء یعنی انبیاء کا سلسلہ بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو خاتم الخلفاء یعنی آخرالنّبیین کہتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں: ''**ولکنا الجئنا بنص القرآن الی ان نؤمن بخلیفة منا هو اٰخر الخلفاء علیٰ قدم عیسٰی علیہ السلام. وما کان المؤمن ان یکفر به فانه کفر بکتاب الله ولا یفلح الکافر حیث اتی**'' ہم قرآن کے نص کی رو سے اس بات پر مجبور ہوگئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری خلیفہ اسی امت میں سے ہوگا اور وہ عیسیٰ کے قدم پر آئے گا اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اس کا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو کوئی قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جاوے۔ خدائی عذاب کے نیچے ہے۔'' یعنی کسی طرح اس کی نجات نہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص۷۶،۷۷، خزائن ج۱۶ ص۷۶،۷۷)

یہ عربی عبارت اور اردو ترجمہ مرزاغلام احمد قادیانی کی مذکورہ کتاب کا ہے۔ اس عبارت میں مرزاقادیانی اپنی نبوت کو نص قرآنی سے ثابت بتاتے ہیں اور تمام مسلمانوں کو ایمان لانے پر مجبور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو میرا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن کا منکر کافر ہے اور کافر فلاح نہیں پائے گا بلکہ جہاں جائے گا عذاب الٰہی اسے نہ چھوڑے گا۔ یعنی کسی صورت سے اس کی نجات نہیں ہے۔ دنیا کے مسلمان مرزاقادیانی کے اقوال پر نظر کریں کہ کس کس طرح سے نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور دنیا کے کچھ کم چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں اور اپنے اوپر ایمان لانے کو نجات کا مدار ٹھہراتے ہیں۔ اب جو حضرات ان کے تمام اقوال پر ایمان لاچکے ہیں وہ کیونکر تمام اہل قبلہ کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ ناقص کہتے ہیں۔ صداقت پر کیونکر محمول کر سکتے ہیں؟ البتہ لفظ اہل قبلہ اور کافر اور ناقص کے معنی اپنے خیال میں ایسے قرار دے لئے ہوں جو اس وقت ہم نہیں جانتے تو ہوسکتا ہے کہ ہمیں دھوکہ دینے کے خیال میں صادق رہ کر اپنا کام نکال لیں۔ اس کا فیصلہ میں دوربین اور دانشمند حضرات کے حوالہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس دعویٰ نبوت کے لئے پانچواں طریقہ بیان کرتا ہوں۔ اس میں ان کے بعض وہ اقوال آپ کو دکھائے جائیں گے جن میں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ میں تمام اولیاء اور انبیاء سے افضل ہوں۔ جب تمام اولیاء سے افضل ہوئے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور

حضرت علیؓ سے لے کر تیرھویں صدی کے اخیر تک جس قدر اولیائے کرام گزرے ان سب سے مرزاقادیانی کا مرتبہ زیادہ ہے اور اہل علم اور صوفیائے کرام جانتے ہیں کہ ان کے مرتبہ کے اوپر ولایت کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ نبوت ہی کا مرتبہ ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ مرزاقادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اور جب انبیاء سے بھی فضیلت کا دعویٰ ہے تب تو نہایت روشن ہے کہ اعلیٰ مرتبہ کے نبوت کے مدعی ہیں۔ پھر تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ان کا منکر کافر نہ ہو اور ان کے پیرو انہیں کافر نہ سمجھیں۔ اب مرزاقادیانی کا وہ قول نقل کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے اپنے آپ کو تمام اولیاء سے افضل ٹھہرا کر صاف طور سے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

دعویٰ نبوت کے ساتھ تمام اولیاء پر فضیلت کا دعویٰ

۵...... قول مرزا: ''اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ ان میں پائی نہیں جاتی۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷)

نتیجہ: اس عبارت میں صاف طور سے نبوت کا دعویٰ ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفائے اربعہ یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ سے لے کر حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت معین الدین چشتی، حضرت غوث پاک جیلانی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (علیہم الرحمۃ والرضوان) کوئی نبی ہونے کا مستحق نہ تھا۔ صرف مرزاغلام احمد قادیانی مستحق تھے۔ اس عبارت میں صاف طور سے تمام صحابہؓ اور تمام اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے اپنی افضلیت ثابت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مرزائی جو یہ کہتے ہیں کہ امت محمدیہ ﷺ میں اور بھی نبی ہوئے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی بتاتے ہیں۔ یہ ان کی محض ناواقفی یا دھوکہ دہی ہے۔ اس کے بعد ان اقوال کو ملاحظہ کیا جائے جن میں انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنی فضیلت کا دعویٰ بڑے زور سے کیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام صاحب شریعت رسول ہیں جن کی تعریف جابجا قرآن شریف میں آئی ہے اور ان کے معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔

دعویٰ نبوت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ

۶...... قول مرزا: ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

نتیجہ: اس قول میں نہایت صاف طور سے نبی مستقل اور صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنی تمام شان کو حضرت مسیح علیہ السلام پر بہت بڑھ کر بتاتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مستقل نبی صاحب شریعت تھے اور جب مرزا قادیانی اپنی ہر شان میں ان سے بہت بڑھ کر ہوئے تو بالضرور ان کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں مستقل نبی ہوں۔ بلکہ بعض مستقل انبیاء سے بہت بڑھ کر ہوں۔ صاحب شریعت ہوں اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر تشریعی نبوت بھی ختم نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی صاحب شریعت نبی ہوئے۔ (جس طرح دوسری صدی میں صالح بن طریف تھا) اور ان کا نہ ماننے والا کافر ہے۔ اس پر خوب غور کیا جائے کہ جب مسیح علیہ السلام کے انکار سے یہود بالاتفاق کافر ہوگئے تو مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام سے بہت زیادہ علی مرتبہ کہتے ہیں تو ان کے ماننے والے بالضرور تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہوں گے۔ جیسا تمام مسلمان یہود کو سمجھتے ہیں۔ اب کسی قادیانی کا زبان سے یہ کہنا کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا بجز اس کے کہ کسی خفیہ مصلحت سے اپنے دلی عقیدہ کے خلاف ظاہر کرتے ہیں۔

۷...... قول مرزا: ’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم علیہ السلام سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۹،۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

نتیجہ: یہاں صریح طور پر دعویٰ نبوت کے علاوہ نزول وحی کا دعویٰ اس زور سے اور ایسے عنوان سے ہے کہ کسی نبی نے نہیں کیا۔ یہ وہ دعویٰ ہے جس کے مدعی کو بالاتفاق تمام علمائے متاخرین اور متقدمین کافر کہتے ہیں۔ اس قول سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت کلّی دیتے ہیں اور اس قول کو پیش نظر رکھ کر مرزا قادیانی

کے ان الہاموں پر نظر کرنی چاہئے جن سے جناب رسول اللہ ﷺ سے برابری ہورہی ہے اور کہیں افضلیت کا بھی دعویٰ ہے۔ مگر خاص طور سے نہیں عام طور سے۔ غالبًا جب اپنی امت پر پورا وثوق ہوجاتا اس وقت دلی منشاء کو ظاہر فرماتے۔ بہرحال نبوت کا دعویٰ اس قول میں صاف وصریح طور سے ہے اور کنایۃً حضرت مسیح علیہ السلام سے افضلیت کا بھی دعویٰ ہے۔ (نعوذ باللہ منہ)

۸...... قول مرزا: ’’مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ص۱۵۲)

نتیجہ: ہمارے بھائی، مرزا قادیانی کے الفاظ اور طرز بیان کا ملاحظہ کریں کہ ایک جلیل القدر رسول کے مقابلہ میں اپنی تعلّی اس طرح بیان کررہے ہیں کہ ان کی پوری تحقیر ہوتی ہے۔

صادقوں کی یہ شان ہرگز نہیں ہوسکتی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی رسول کے مقابلہ میں ایسا نہیں فرمایا بلکہ عموماً فضیلت دینے کو منع کیا۔ قرآن پاک میں: ’’وجیھاً فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین (آل عمران:۴۵)‘‘

’’اولوالعزم من الرسل (الاحقاف:۳۵)‘‘ ارشاد ہے۔

۹...... قول مرزا: ’’پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ص۱۵۹)

نتیجہ: اس قول کا نتیجہ بالضرور یہ ہوا کہ مرزا جو اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ کر کہتے ہیں وہ اعلانیہ جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ کیونکہ اس قول میں کئی جھوٹے دعوے ہیں:

۱...... خدا نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے کا مسیح پہلے وقت کے مسیح سے افضل ہوگا۔

۲...... جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔

۳...... تمام انبیائے کرام کا یہی قول ہے۔

۴...... آخری زمانے کے مسیح کی فضیلت اس کے عمدہ اور مفید کاموں کی وجہ سے بیان کی ہے۔

مگر چاروں باتیں محض غلط اور جھوٹ ہیں۔ قرآن وحدیث اور کتب سابقہ موجودہ میں کوئی قادیانی دکھلائے کہ آنے والے مسیح کو پہلے مسیح سے افضل کہاں ٹھہرایا ہے اور اس مسیح نے سوائے اپنی شہرت کے کیا کارنامے دکھائے اور اسلام کو اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچایا؟ کوئی قادیانی بیان تو کرے۔ بجز اس کے کہ دنیا کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرادیا اور کیا کیا؟ اور اس کے وقت میں اسلام پر اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبتیں آئیں۔

یہاں اس امر پر کامل طور سے نظر کی جائے کہ مرزاقادیانی اپنے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کا ظل کہتے ہیں اور ان کے مریدین بھی ایسا ہی کہہ دیا کرتے ہیں اور کہیں نائب رسول اور خادم رسول اللہ کہتے ہیں۔ اب یہ دیکھا جائے کہ مرزاقادیانی اپنے آپ کو جن کا ظل کہتے ہیں اور جن کا نائب اور خادم بتاتے ہیں انہوں نے بھی کسی نبی کا نام لے کر اپنے آپ کو ان سے افضل کہا ہے اور کم سے کم یہ دکھایا جائے کہ اس کو جائز رکھا ہے؟ مگر ایسا نہیں دکھا سکتے بلکہ نہایت صاف طور سے اس کی ممانعت کی ہے اور خاص یہود کے مقابلہ کے وقت حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''**لا تخیرونی علیٰ موسٰی**'' یعنی مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ یہ حدیث صحیح بخاری (ج۱ص۴۸۴، باب وفات موسیٰ علیہ السلام وذکرہ بعد) کی ہے اور صحیح بخاری (ج۱ص۴۸۱، باب ہل اتک حدیث موسیٰ علیہ السلام) اور مسلم (ج۲ص۲۶۷، باب فضائل موسیٰ علیہ السلام) میں حضور انور ﷺ کا ارشاد بھی ہے: ''**لاینبغی لعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی**'' یعنی کسی کو یہ کہنا نہ چاہئے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اب میں حق پسند حضرات سے بمنت کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادوں کو پیش نظر رکھ کر مرزاقادیانی کے ان دعوؤں پر نظر کریں جو ابھی نقل کئے گئے اور اس کا فیصلہ کریں کہ جو نائب اور خادم ہوکر اپنے مخدوم کی ایسی صریح مخالفت کرے وہ کیا ہے؟

اب وہ اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن میں مرزاقادیانی نے تمام انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ کیا ہے۔

دیگر انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ

۱۰...... قول مرزا: ''بلکہ خداتعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزت کا دریا

رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

نتیجہ: اس قول میں کامل غور کر کے دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی اپنی افضلیت کا دعویٰ کس کس طرح کرتے ہیں اور کیسے کیسے پہلو اس میں ہوتے ہیں؟ پہلے تو یہ کہتے ہیں کہ معجزات کے اعتبار سے میں اکثر انبیاء سے افضل ہوں۔ البتہ بعض انبیاء ایسے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے جس قدر میں نے دکھائے ہیں۔ اس کے بعد اپنے اس قول کو جھوٹا اور غلط ٹھہرا کر سچ اس بات کو ٹھہراتے ہیں کہ جس کثرت کے ساتھ میرے معجزات ہیں اور ان کا ثبوت قطعی اور یقینی ہے اس قدر معجزات کا قطعی ثبوت کسی نبی کے لئے نہیں ہے۔ البتہ حضرت خاتم النّبیین ﷺ کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں جس سے عوام کم علم یہ سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی صاف طور سے استثناء کر کے رسول اللہ ﷺ سے اپنی افضلیت ثابت نہیں کرتے۔ مگر اہل علم اسے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی اس قول میں تو اپنے معجزات کو کثیر بتا کر ان کے ثبوت کو قطعی اور یقینی بتاتے ہیں اور دوسرا قول جو اس کے بعد نقل ہوگا اس میں خدا کی قسم کھا کر اس کی تعداد تین لاکھ بتاتے ہیں۔ ان دونوں قولوں کو ملا کر اہل علم بالضرور یہی نتیجہ نکالیں گے کہ مرزا قادیانی اگرچہ ظاہر میں جناب رسول اللہ ﷺ سے اپنے آپ کو فضیلت ظاہرہ نہیں دیتے۔ مگر باطن میں ضرور فضیلت دیتے ہیں۔ کیونکہ تین لاکھ معجزات کے قطعی ثبوت کا دعویٰ نہ کسی ذی علم مسلمان نے جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے کیا اور نہ ہوسکتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا ضرور ہوگا کہ مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کا نتیجہ بالیقین یہی ہے کہ جس قدر مجھ سے معجزات ہوئے رسول اللہ ﷺ سے بھی نہیں ہوئے اور جب دونوں قولوں کے ساتھ ان کا وہ قول بھی ملایا جائے جو (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے تین ہزار معجزے ہوئے تو کامل فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے معجزات کو سو حصے زیادہ جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات سے بتاتے ہیں۔ اب اہل علم ان تینوں قولوں پر نظر کریں اور پھر اس قول کے استثناء کو دیکھیں کسی منصف کو اب تأمل ہوسکتا ہے؟ کہ یہ استثناء عوام کے خوش رکھنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اب ناظرین خود ہی فیصلہ کر لیں کہ یہ کیا بات ہے۔

۱۱...... قول مرزا: ’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام

سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

نتیجہ: اس قول میں تین طور سے دعویٰ نبوت ہے اور اس کی صداقت پر قسم کھاتے ہیں۔

۱...... یہ کہنا کہ اس نے یعنی خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ رسول ہونے کا دعویٰ ہے جسے خداتعالیٰ ہدایت کے لئے بھیجے وہ بلاشبہ رسول ہے جب مرزاقادیانی کا یہ دعویٰ ہے تو بالضرور خدا کے مستقل رسول ہونے کا دعویٰ ہوا۔

۲...... صریح کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

۳...... یہ کہ مسیح موعود اپنے کو کہا اور مسیح موعود نبی ہوں گے اور افضلیت کا دعویٰ اس طرح ہے کہ اپنے معجزات کو تین لاکھ بتاتے ہیں۔ حضرت آدم سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک کسی نبی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا اور نہ کوئی ان کا ماننے والا لکھتا ہے کہ فلاں نبی سے تین لاکھ معجزے ہوئے۔

یہاں لائق غور بات یہ ہے کہ معجزہ اور نشان خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس سے مقصود اس رسول کی صداقت کا ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس قدر اس رسول کی عظمت اور مرتبت اللہ کے نزدیک زیادہ ہوگی اسی قدر اس کی سچائی اور صداقت کا اظہار زیادہ ہوگا۔ اب اس پر غور کرنا چاہئے کہ جب مرزاقادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ میری تصدیق کے لئے تین لاکھ معجزے ظاہر ہوئے تو اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہوا کہ اللہ کے نزدیک میری عظمت اور میرا رتبہ اس قدر عالی ہے کہ کسی نبی کا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اس مرتبہ کو نہیں پہنچے۔ کیونکہ کسی نبی کے لئے اس قدر نشانات تو کیا اس کے عشر عشیر کا بھی ثبوت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی نہیں ہے۔ بلکہ بقول مرزاقادیانی تین ہزار معجزے آپ ﷺ سے ہوئے۔ یعنی مرزاقادیانی کے معجزوں کا عشر عشیر، غضب ہے کہ ایسے دعوے کے بعد یہ کہا جاتا ہے کہ مرزاقادیانی کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں ہے۔ امتی نبی اور ظلی نبی ہیں۔ کیا ظل اور سایہ اپنے اصل سے اس قدر بڑھ سکتا ہے؟

تمہید بیان دعویٰ افضلیت برسرور انبیاء علیہ السلام

یہاں تک جو اقوال نقل کئے گئے ان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ مرزاقادیانی کو دعویٰ

نبوت بلکہ تمام انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ ہے۔ مگر میں بنظر توضیح اور بوجہ نہایت مہتم بالشان ہونے کے مرزا قادیانی کے وہ اقوال پیش کرتا ہوں جن میں وہ اپنی فضیلت جزئی یا کلی جناب رسول اللہ ﷺ پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس نے مرزا قادیانی کی تحریریں ابتداء سے ان کی آخر عمر تک محققانہ طور سے دیکھیں ہیں۔ وہ یقین کر سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے بہت کچھ دعوے کئے مگر آہستہ آہستہ دعوؤں میں ترقی کرتے گئے۔ یہ دعویٰ نہایت ہی عظیم الشان تھا اور مسلمانوں کے دلوں کو برہم کرنے والا۔ اس لئے اس میں انہیں بہت ہی آہستگی اور نہایت حکمت عملی برتنی پڑی ہے۔ پہلے تو نعتیہ قصائد اور عشقیہ اشعار بہت کچھ لکھے ہیں۔ پھر پادریوں اور آریوں کے جواب میں بعض رسائل لکھ کر مسلمانوں کے دلوں کا اپنی طرف رجوع کیا ہے۔ اس کے ساتھ اپنے خادم ہونے اور غلام ہونے کا بھی جا بجا دعویٰ کیا ہے۔

اس تمہید کے بعد آہستہ آہستہ کسی کسی فضل وکمال میں اپنی فضیلت دکھائی ہے اور کسی مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ کے قاصر رہنے کی طبع زاد وجوہ بھی پیش کر دیئے ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

اس میں شبہ نہیں کہ بہت نیک دل سادہ مزاج ان تمہیدی باتوں کو دیکھ کر ان کے زوردار دعوؤں پر ایمان لے آئے اور پھر جو بات اس کے خلاف ان کے خیال میں آئی اس کی تاویل کے درپے ہوگئے اور افسوسناک اس کی حالت ہوگئی۔ مگر جب کوئی ذی علم حق پسند محققانہ طور سے ان تمہیدی باتوں میں غور کر کے ان کے ان اقوال وافعال پر منصفانہ نظر کرے گا جو ان تمہیدی باتوں کے خلاف ہیں، اس کا کانشنس (ضمیر) اس کی حق پسندی بے اختیار کہہ اٹھے گی کہ یہ تمہید مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے تھی اور اصلی غرض کچھ اور تھی یا کچھ لوگوں کی توجہ سے ان کی حالت بدل گئی اور ان کا حوصلہ حد سے زیادہ بلند ہوگیا۔ مگر ان کی عمر نے وفا نہ کی۔ ابھی تک وہ اپنی بلند پروازی کا پورے طور سے اظہار نہیں کرنے پائے تھے کہ ان کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور ان کی دلی تمنا پوری نہ ہوئی۔ ذرا سرسری طور سے اس تمہید پر غور کر لیجئے۔ یہ تو فرمائیے کہ بہت شعراء کے نعتیہ قصیدے اور عشقیہ اشعار موجود ہیں۔ پھر کیا ان کے مضامین کی بنیاد ان کا سچا عشق ومحبت ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ ان کی خیالی باتیں اور جھوٹے دعوے ہیں اور ان کے کذب کی صداقت ان کے دوسرے اقوال وافعال سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے اقوال وافعال سے ان کے عشق کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک شعر بھی ہے۔

یا نبی اللہ فدائے ہر سر موئے توام   وقف راہ تو کنم گر جان دہندم صد ہزار

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۶، خزائن ج۵ص۲۶)

جس قدر عشق ومحبت مرزا قادیانی کے اشعار سے عموماً اور مذکورہ بالا شعر سے خصوصاً ظاہر ہوتی ہے اگر ان کے دل میں اس کا تخم ہوتا تو کیا ممکن تھا کہ باوجود مقدرت کے وہ روضہ اقدس کی زیارت سے مشرف نہ ہوتے اور جان کا خوف بھی ہوتا تو نہایت جوش سے جان کے قربان کرنے کو موجود ہو جاتے۔ حالانکہ خوف کی کوئی وجہ نہ تھی۔ انہیں تو الہام ہو چکا تھا۔ ''واللہ یعصمک من الناس'' (تذکرہ ص۲۷۹، ۲۸۰، طبع سوم)

اور انہیں اپنے الہاموں پر تو ایسا یقین تھا جیسا قرآن شریف پر۔ پھر خوف کی گنجائش کہاں تھی؟ اس کے علاوہ حرمین شریفین میں پوری آزادی ہے۔ کوئی مذہب والا زیارت وحج سے روکا نہیں جاتا۔ دیکھو ان کا بیٹا حج کر آیا مجھے وہاں کے خطوط سے معلوم ہوا کہ شریف مکہ جو وہاں کے حاکم ہیں مرزا محمود کو کافر جانتے تھے۔ مگر کسی قسم کا تعرض ان سے نہیں کیا۔ البتہ باوجود تحریک کے ان سے ملاقات نہیں کی۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی دلیل ان کے دعوے عشق ومحبت اور دعویٰ غلامی کے غلط بتانے والی اور ان کی اصلی حالت کھولنے والے وہ اشعار ہیں جو انہوں نے قصیدہ اعجازیہ میں اپنی تعلّی اور جگر گوشہ اور قرۃ العینین رسول الثقلین ﷺ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کسر شان میں لکھے ہیں۔ کیا کسی غلام اور عاشق سے یہ ہوسکتا ہے کہ اپنے محبوب کے محبوب سے اس قدر بے باکی اور بے ادبی سے پیش آئے؟ اور خاص اپنے مقابلہ میں ان کی تحقیر کرے جن کو رسول الثقلین ﷺ نے نہایت پیار ومحبت سے اپنی گودوں میں کھلایا ہو اور جنہیں اہل جنت کا سردار فرمایا ہو۔

بھائیو! بلا طرفداری اس کا جواب دو۔ مگر جواب سے پہلے قصیدہ کے وہ اشعار بھی ملاحظہ کر لو جن میں مرزا قادیانی نے اپنے دل کا غصہ نکالا ہے۔ پھر کیا کوئی صادق ان باتوں پر نظر کر کے مرزا قادیانی کو محبت وغلامی کے دعوے میں سچا کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اب اس توضیح کے لئے میں نمونہ کے طور پر چند حوالہ پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے مختلف طور سے اپنی افضلیت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر نہ اس زور کے ساتھ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے مقابلہ میں کیا ہے۔ کیونکہ مصلحت وقت کے خلاف تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور مرزا قادیانی

وہ اشعار اور ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

۱...... وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ
اقول نعم واللہ ربی سیظہر

(اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴)

ترجمہ:’’اورانہوں نے کہا کہ اس شخص نے حسنین رضی اللہ عنہما سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔‘‘

۲...... وشتان ما بینی وبین حسینکم
فانی ائید کل اٰن وانصر

۳...... واما حسین فاذکروا دشت کربلا
الٰی ہذہ الایام تبکون فانظروا

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

ترجمہ:’’میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین پر تو دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔‘‘

۴...... وواللہ لیست فیہ منی زیادۃ
وعندی شہادات من اللہ فانظروا

۵...... وانی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدیٰ فالفرق اجلیٰ واظہر

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

ترجمہ:’’اور بخدا اس میں (کوئی بات) مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو اور میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔‘‘

یہ پانچ اشعار ہیں جو مرزا قادیانی نے قصیدہ اعجازیہ میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور خصوصاً حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین اور اپنی فضیلت میں لکھے ہیں۔ ان کے مضامین کو عبرت کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ ایک اسلام کا دعویٰ رکھنے والا اور اپنے تئیں خادم رسول اللہ

اور عاشق رسول کہنے والا اسی سچے رسول ﷺ کے جگر گوشہ کے مقابلہ میں اپنی فضیلت اس طرح دکھا رہا ہے۔ پہلے شعر میں اپنی فضیلت کا دعویٰ کر کے اس کے ظہور کی قسمیہ پیش گوئی کر رہا ہے۔ یعنی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میری فضیلت امام حسین رضی اللہ عنہ پر عنقریب ظاہر ہو جائے گی۔ (مگر اب تک تو اس کے نشان کا بھی ظہور نہ ہوا)

دوسرے اور تیسرے شعر میں اپنی یہ فضیلت دکھاتے ہیں کہ مجھے ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مدد پہنچ رہی ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو کربلا میں وہ مصیبت پہنچی تھی جسے یاد کر کے تم اب تک رویا کرتے ہو۔

بھائیو! انصاف سے کہو کہ عاشق رسول کے خیال میں بھی ایسا مضمون گزر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ فضیلت دکھانا ایسا ہی ہے جیسے ہرودس بادشاہ قاتل حضرت یحییٰ علیہ السلام یا اور کوئی مخالف کافر دنیا کے ناز ونعمت میں رہنے والا حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مظلومیت اور شہادت کو دکھا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام پر فخر کرے۔

مرزا قادیانی کے اس بیان کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ میں جو مؤمنین کے ابتلاء اور کفار کے تنعم دنیا کا ذکر ہے وہ سب غلط ہے۔ (نعوذ باللہ)

ایک فضیلت تو یہ دکھائی۔ دوسری فضیلت پانچویں شعر میں یہ بیان کرتے ہیں کہ میں کشتہ محبت خدا ہوں اور امام حسین رضی اللہ عنہ دشمنوں کے کشتہ تھے۔ یعنی انہیں محبت الٰہی سے واسطہ نہ تھا۔ ان کی شہادت محبت خدا کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ میں کشتہ محبت خدا ہوں۔ کیونکہ چین سے گزرتی ہے قورما پلاؤ کھانے کو اور مشک وزعفران استعمال کرنے کو ملتا ہے۔

بھائیو! انصاف سے کہو کسی مسلمان کے قلم وزبان سے یہ کلمات نکل سکتے ہیں اور کوئی انسان رسول الثقلین ﷺ پر ایمان لا کر اپنے مقابلہ میں ان کے قرۃ العینین کی فضیحتی اس طرح کر سکتا ہے؟ ذرا اپنے ایمان پر نظر کر کے جواب دینا چاہئے۔ ان اشعار میں ایک عظیم الشان عبرتناک مضمون یہ ہے کہ مرزا قادیانی دوسرے اور پانچویں شعر میں تمام مسلمانوں سے خطاب کر کے کہتے ہیں۔ ’’حسینکم‘‘ یعنی تمہارا حسین رضی اللہ عنہ۔ اس میں تو شبہ نہیں ہے کہ جن کا ذکر ہو رہا ہے جنہیں تمام دنیا کے اہل سنت اور اہل تشیع اپنا امام اور مقتداء مان رہے ہیں وہی حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو سید المرسلین ﷺ کے نواسہ ہیں جنہیں سید المرسلین ﷺ نے اہل جنت کا سردار فرمایا ہے اور نجات کے لئے کشتی نوح علیہ السلام کے مثل ٹھہرایا ہے۔ ان کی

نسبت مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ تمہارا حسین یعنی ہمارا نہیں ہے۔
ناظرین! مرزا قادیانی کی حالت کو اس سے سمجھ لیں میں اب زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔

حضرت سرور انبیاء ﷺ پر فضیلت کا دعویٰ

اس سے پہلے تمہ حقیقت الوحی سے مرزا قادیانی کا دعویٰ نقل کیا گیا ہے کہ میرے بڑے بڑے نشان تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ مگر اس پر بس نہیں کی بلکہ تین لاکھ سے زیادہ اپنے معجزات کو بیان کیا ہے اور لکھا ہے۔

۱...... قول مرزا: ''میری تائید میں اس نے نشان ظاہر فرمائے ...... وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

نتیجہ: اس قول کو پیش نظر رکھ کر جب ان کی عمر کے مہینوں کا حساب کیا جائے اور اس میں متعدد نشانوں کا ہونا مانا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت کی عمر میں سوا تین لاکھ معجزوں کے مدعی ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کی نسبت (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ: ''تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔''

ان دونوں قولوں کے ملانے سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میرے معجزات جناب رسول اللہ ﷺ کے معجزات سے سو حصے سے بھی زیادہ ہیں۔ یعنی سو حصے سے مجھے زیادہ فضیلت ہے جناب رسول اللہ ﷺ پر۔ کیونکہ جس قدر معجزات کا ظہور زیادہ ہوگا اسی قدر اسے قربت خداوندی کا ثبوت زیادہ ہوگا۔ کیونکہ معجزہ کا ظہور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اپنے رسول کی حمایت اور اس کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اب جس قدر قرب زیادہ ہے اور اس کی حمایت زیادہ منظور ہے اسی قدر اس نبی سے زیادہ معجزہ ہوں گے۔

برادران اسلام! جناب سید المرسلین ﷺ کی اس خفیہ توہین کو ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی حضور انور ﷺ کو اپنے سے سو حصہ کم مرتبہ سمجھتے ہیں۔ یہاں سے بالیقین ثابت ہوا کہ دوسرے مقامات پر آپ ﷺ کی بہت کچھ تعریف کرنا اور اپنے آپ کو خادم کہنا کسی مخفی غرض سے ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے بھائی غور نہیں کرتے۔

۲...... قول مرزا: ’’لیکن پھر بھی دو نام دونبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی ﷺ سے خاص ہے اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے......اور نبیوں کی پیش گوئیوں میں یہ بھی تھا کہ امام آخر الزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھا ہوجائیں گی۔‘‘

(اربعین نمبر۲ص۱۳، خزائن ج۱۷ص ۳۵۸، ۳۵۹ حاشیہ)

نتیجہ: اس قول میں غور کیا جائے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک مؤید بروح القدوس ہونے کی صفت رسول اللہ ﷺ میں نہ تھی۔ صرف مہدی ہونے کی صفت تھی۔ یعنی ایک عظیم الشان صفت سے جناب رسول اللہ ﷺ محروم تھے۔ (نعوذ باللہ منہ) مگر مرزا قادیانی دونوں صفت کے جامع ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ سے فضیلت رکھتے ہیں۔

۳...... قول مرزا: ’’دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ص۹۲)

نتیجہ: اس قول میں مرزا قادیانی صاف طور سے اپنے آپ کو تمام انبیاء پر فوقیت دیتے ہیں۔ کیونکہ تخت اترنے سے مقصود معمولی تخت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مثالی طور پر عالی مرتبہ رسالت ونبوت کا تخت مراد ہوسکتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا تخت سب سے بلند بچھایا گیا تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی تمام انبیاء سے عالی مرتبہ رکھتے ہیں۔

۴...... قول مرزا: ’’واتانی مالم یؤت احد من العالمین‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ص۱۱۰)

نتیجہ: اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ مرزا قادیانی کو جو مرتبہ دیا گیا وہ سارے جہاں میں کسی ولی اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی داخل ہیں۔ یعنی حضور ﷺ کو بھی وہ مرتبہ نہیں دیا گیا۔ ’’استغفر اللہ‘‘ (قصیدہ اعجازیہ ص۷۰، خزائن ج۱۹ص۱۸۲) میں اپنے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی اولاد ٹھہرا کر ص۷۱ میں اپنی فضیلت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

۵...... قول مرزا: ’’لہ خسف القمر المنیر، وان لی غسا القمر ان المشرقان اتنکر‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

ترجمہ: ’’اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے اردو محاورہ کے لحاظ سے حضور انور ﷺ کے ساتھ مرزا قادیانی کے ادب کو لحاظ کیا جائے۔کس بے ادبی سے ترجمہ کرر ہے ہیں؟

یہ ان کا شعر ہے اور انہیں کا ترجمہ ہے۔اس شعر میں پہلے رسول اللہ ﷺ کا نشان صرف چاند گہن کو بتاتے ہیں اور اپنا نشان چاند اور سورج دونوں کا گہن کہتے ہیں۔یعنی رسول اللہ ﷺ کے اظہار صداقت کے لئے تو صرف چاند گہن ہوا اور میری صداقت کے لئے چاند اور سورج دونوں کا گہن ہوا۔اب میں اس سے بحث نہیں کرتا کہ چاند گہن اور سورج گہن کس طرح نشان ہوسکتا ہے۔اس تحقیق کے لئے ایک رسالہ خاص لکھا گیا ہے جس کا نام ’’شہادت آسمانی‘‘ ہے۔جس کو دیکھنا ہو اس میں دیکھے۔یہاں یہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی جناب رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنی ایک فضیلت بیان کرتے ہیں کہ اس قسم کا نشان حضور انور ﷺ کے لئے ایک ہوا اور میرے لئے دو ہوئے۔یعنی رسول اللہ ﷺ پر یہ خاص فضیلت مجھے دی گئی۔جناب رسول اللہ ﷺ کا معجزہ شق القمر تو مشہور اور متواتر ہے اور قرآن مجید سے اس کا پتہ ملتا ہے اور واقع میں یہ خرق عادت ہے۔تمام عقلاء اسے معجزہ مان سکتے ہیں۔مگر چاند گہن کو معجزہ اور نشان کہنا مرزا قادیانی ہی کے عقل کا تقاضا ہے۔کوئی ذی عقل تو اسے معجزہ نہیں کہہ سکتا۔کیونکہ چاند گہن اور سورج گہن ہمیشہ ہوا کرتے ہیں اور کسی وقت ایک مہینے میں ان کا اجتماع بھی ہوتا ہے اور بالفرض اگرچہ یہ اجتماع کسی مدعی کے وقت میں نہ ہوا ہو بہرحال کسی ذی علم، صاحب عقل کے نزدیک خرق عادت اور معجزہ نہیں ہوسکتا اور اگر شق القمر کو چاند گہن کہا ہے تو یہ سراسر غلط اور دروغ محض ہے کہ میرے لئے دونوں کا گہن ہوا۔کیونکہ یہاں بھی گہن کے معنی شق ہونے کے ہوں گے۔جس کا حاصل یہ ہوگا کہ میرے لئے شق القمر اور شق الشّمس دونوں ہوئے۔مگر ساری دنیا واقف ہے کہ محض غلط ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے دونوں کیا ایک کا بھی شق نہیں ہوا اور اگر نہایت محدود عقل والوں کی طرح مرزا قادیانی اور ان کے پیرو واقعی شق القمر کو محال بتائیں اور خدا تعالیٰ کی غیرمحدود قدرت کو اپنی محدود عقل کا پابند کر کے جناب رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم الشان معجزے سے انکار کریں تو میں اس وقت صرف یہ کہوں گا کہ معمولی چاند گہن یا سورج گہن یا دونوں کا اجتماع ایک مہینے میں معجزہ نہیں ہوسکتا۔

خطبہ الہامیہ مرزا قادیانی کی ایک کتاب ہے جو عربی میں ہے اور موٹے موٹے حرفوں میں چھپی ہے اور درمیان میں اس کا ترجمہ فارسی اور اردو دونوں میں ہے۔ اس کتاب کے (ص ۲۸۸، ۲۸۹، خزائن ج۱۶ص ۲۸۸، ۲۸۹) میں لکھتے ہیں: میں اس کی عربی عبارت اور اردو ترجمہ نقل کرتا ہوں۔

۶...... قول مرزا: ''**وقد مضی وقت فتح مبین فی زمن نبینا المصطفٰے ﷺ وبقی فتح آخر وھو اعظم واکبر واظھر من غلبة اولٰی وقدران وقته وقت المسیح الموعود من الله الرؤف الودود وارحم الرحمین والیه اشار فی قوله تعالٰی سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الٰی المسجد الاقصٰی** '' اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ ''**سبحان الذی اسریٰ**''

اب نہایت ظاہر ہے کہ جس نبی کے وقت میں جس رسول کے ذریعہ سے جس قدر یہ فتح زیادہ نمایاں ہوگی اسی قدر وہ رسول عالی مرتبہ زیادہ ہوگا۔ وہ زمانہ زیادہ خیر و برکت کا ہوگا اور جس قدر یہ فتح کم نمایاں ہوگی اسی قدر اس کے مرتبہ میں کمی ہوگی۔ اس وجہ سے اللہ کا ارشاد ہے۔ اب تمام مسلمانوں کا اتفاقی عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سید المرسلین ﷺ ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ رسالت خداوندی کا نتیجہ جس قدر ان کی ذات بابرکات سے اعظم اور اکبر اور نہایت ظاہر ہوا کسی رسول سے نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے تمام رسولوں کے سردار قرار پائے۔ مگر مرزا قادیانی کا بیان تو اسے غلط بتارہا ہے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان فتح مسیح موعود کے وقت میں ہوگی۔ یعنی مرزا قادیانی کے وقت میں اور جو عظیم الشان نتیجہ رسالت کا مرزا قادیانی کے ذریعہ سے ہوگا وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ اس لئے مرزا قادیانی سید المرسلین ہوئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نہ ہوئے اور خیر القرون مرزا قادیانی کا زمانہ ہوا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا زمانہ نہ ہوا اور مرزا قادیانی کے صحابی اور تابعی جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور تابعین سے افضل ہوئے۔ یہ سب دعویٰ ہورہے ہیں مگر پیچ کے ساتھ، اس لئے عوام اور نیم ملاّ نہیں

سمجھتے۔ وہ اب تک اسی خیال میں ہیں کہ مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے۔ وہ نائب رسول ہیں یا ظلی، بروزی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بعض نیم ملاؤں نے عوام کو سمجھا دیا کہ امتی نبی ہیں۔

بھائیو! کچھ تو غور کرو اور خدا سے ڈرو۔ مرزا قادیانی اعلانیہ نہایت صفائی سے نبوت کا دعویٰ کررہے ہیں اور اپنے کو تمام انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔ مگر اسی دعویٰ سے قبل یہ بھی کسی وقت کہہ دیا ہے کہ ایک حیثیت سے امتی ہوں اور ایک حیثیت سے نبی ہوں۔

نتیجہ: اس میں غور کیا جائے کہ مرزا قادیانی دو فتح مبین بیان کرتے ہیں۔ ایک جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں، اور دوسرا مسیح موعود یعنی اپنے وقت میں۔ اب خیال کیا جائے کہ فتح مبین سے کیا مراد ہے۔ چونکہ حضور انور سید المرسلین ﷺ ہیں اور اسی غرض سے آئے ہیں کہ لشکر شیطان کو شکست دیں اور کفر اور شرک اور بداعمالی کو مٹائیں۔ اس لئے فتح مبین سے مقصود یہی ہوسکتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ملک عرب میں جو لشکر شیطانی کا نہایت غلبہ تھا اور کفر اور شرک اور بداخلاقی کا زور تھا جناب رسول اللہ ﷺ نے اس لشکر کو زیر کر کے اس پر فتح مبین حاصل کی اور اس ملک سے کفر و شرک اور بداعمالی کو مٹا دیا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خدام نے دنیا کے اور لوگوں کو درست کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے کو اور اپنے وقت کی امت کو خیر القرون اور خیر امتی قرنی فرمایا ہے اور اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانہ کو، مگر مرزا قادیانی اس فتح کو یعنی جو فتح جناب رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ہوئی اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے وقت میں ہوئی، فتح عظیم نہیں کہتے بلکہ جو فتح مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کے وقت میں ہوئی اور ہوگی وہ فتح اکبر ہے اور اعظم ہے اور اظہر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرزا قادیانی اکبر اور اعظم ہوئے جناب رسول اللہ ﷺ سے۔ مرزا قادیانی کے صحابی افضل ہوئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے، اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ حضور انور ﷺ کا وہ قول جو ابھی نقل کیا گیا، جسے امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے غلط ہے۔ نعوذ باللہ منه!

۷...... قول مرزا: ’’ان اللہ خلق آدم وجعلہ سید اوحاکما وامیراً علی کل ذی روح من الانس والجان کما یفھم من آیۃ أسجدوا لآدم ثم ازلہ الشیطان واخرجہ من الجنان. ورد الحکومۃ الی ھذا الثعبان ومس آدم

ذلة وخذی فی هذه الحرب والهوان وان الحرب سجال وللاتقياء مآل عند الرحمان فخلق الله المسيح الموعود ليجعل الهذيمة علی الشيطان فی اٰخر الزمان وكان وعداً مكتوباً فی القرآن''

(خطبہ الہامیہ کا حاشیہ درحاشیہ ص ت، خزائن ج۱۶ص۳۱۲)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسے تمام انسانوں اور جنوں کا سردار اور حاکم بنایا۔ پھر ان کو شیطان نے بہکایا اور جنت سے نکالا اور حضرت آدم علیہ السلام کی حکومت شیطان کو ملی اور اس لڑائی میں آدم کو ذلت اور رسوائی ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو پیدا کیا تاکہ آخری زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دے۔ یہ وعدہ خداوندی قرآن میں لکھا ہوا ہے۔''

نتیجہ: مرزاقادیانی کے اس بیان سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو انہیں نہایت غور اور عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

اوّل...... یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان سے لڑائی ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام باوجود نبی بلکہ ابوالانبیاء ہونے کے ناکام رہے اور شیطان کے مقابلہ میں انہیں ذلت ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کی سرداری اور حکومت شیطان کو مل گئی اور یہ اس کے محکوم ہوگئے۔

دوم...... یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیائے کرام کے وقت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں شیطان کو ہزیمت نہیں ہوئی بلکہ تمام انبیاء اور اولیاء کے وقت میں شیطان کی حکومت رہی۔ کسی اولوالعزم نبی نے بھی شیطان پر غلبہ نہیں پایا اور نہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شیطان کے مغلوب کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت بیکار رہوئی۔ کیونکہ انبیائے کرام اسی لئے آتے ہیں کہ شیطان کو ہزیمت دیں اور مخلوق خدا کو شیطان سے بچائیں۔

سوم...... نہایت عظیم الشان دعویٰ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا کہ آخرزمانے میں شیطان کو ہزیمت دی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسیح موعود کا وہ مرتبہ ہے جو کسی کا نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں رسول اور پیغمبر بھیجنے کی بہت بڑی غرض تو یہ ہے کہ شیطان کو ہزیمت دیں۔ یعنی کفروشرک اور بداعمالی کو مٹادیں۔ مگر یہ کسی نبی سے نہیں ہوا۔ اس غرض کے لئے خاص مرزاغلام احمد قادیانی بھیجے گئے۔ انہوں نے آکر اس کام کو کیا۔

بھائیو! کیا کسی مسلمان کا ایمان ان باتوں کو قبول کر سکتا ہے۔ حاشاوکلا، ان باتوں کا ایک نہایت خبیث نتیجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب شیطان سے مغلوب رہے۔ ان تمام انبیاء کرام کے وقت میں شیطان ہی حاکم رہا اور تمام انبیائے کرام محکوم رہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے تیرہ سو برس کے بعد چودھویں صدی میں مسیح موعود یعنی مرزاغلام احمد قادیانی نے شیطان کو مغلوب کیا اور حضور انور ﷺ کا جو ارشاد تھا کہ زمانوں میں میرا اور میرے صحابہ کا زمانہ عمدہ ہے۔ یہ ارشاد غلط ہے۔ (نعوذ باللہ) بلکہ مسیح موعود یعنی مرزاغلام احمد قادیانی کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ شیطان کو ہزیمت اسی وقت ہوئی اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ بھائیو! کوئی مسلمان اس نتیجہ کو سن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

چہارم...... بات مرزاقادیانی یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے قرآن مجید میں موجود ہے۔ وعدہ الٰہی ہے کہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں وعدے کا نشان بھی نہیں ہے۔

طالبین حق! ان عظیم الشان دعوؤں پر نظر کریں اور پھر اسے دیکھیں کہ کیسے غلط اور محض غلط دعوے ہیں جن کی غلطی کسی ذی علم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ پھر ایسے غلط دعوے کر کے تمام انبیائے کرام پر اپنی فضیلت ہی ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ سخت توہین کرتے ہیں۔ اب کوئی قادیانی ہے کہ مرزاقادیانی کے اس دعوے کو قرآن مجید سے ثابت کر کے مرزاقادیانی کو سچا ثابت کرے؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ تمام قادیانی مل کر تمام عمر سر ماریں۔ اب میں آخر میں مجبور ہو کر کہوں گا کہ جو حضرات ایسے غلط دعوؤں پر ایمان لاچکے ہیں جن کے قلوب ایسے صریح غلط دعوؤں کے ماننے سے تاریک ہوگئے ہیں ان سے صداقت کی امید نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ وہ اپنی حالت کی وجہ سے معذور خیال کئے جائیں۔

حضرات! یہ ہیں مرزاقادیانی کے دعوے جس سے ہمارے بھائی ناواقف ہیں اور مرزاقادیانی کے قصیدہ نعتیہ دیکھ کر اور وہ عاجزی کے الفاظ ملاحظہ کر کے (جن میں وہ اپنے تئیں خادم رسول اللہ ﷺ اور احمد کا غلام کہہ کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں) مرزاقادیانی کے معتقد ہیں اور ان سے حسن ظن کر رہے ہیں۔ وہ وقت قریب تھا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں بڑے زور سے کہہ چکے تھے کہ میں ہر شان میں ان سے بڑھ کر ہوں۔ حضرت سرور عالم ﷺ کے مقابلہ میں کہتے ہیں، مگر چونکہ مسلمان ہی ان کے سلسلہ میں داخل

ہوئے تھے۔اس لئے وہ خائف رہے اور صاف طور سے ایسی تعلّی نہ کر سکے اور چونکہ عیسائی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں صاف کہہ دیا۔

۸...... مرزا قادیانی کا الہام: ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘

(حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲، تذکرہ ص۶۱۲، طبع سوم)

نتیجہ: مرزا قادیانی اپنی مدح میں یہ الہام بیان کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا یعنی اللہ مجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان وزمین پیدا نہ کرتا۔ تیری ہی وجہ سے تمام عالم کو آراستہ کیا۔

عام طور پر مسلمانوں میں یہ روایت مشہور ہے اور سب یہی جانتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی شان میں یہ مضمون ہے۔مگر اب مرزا قادیانی اس مضمون کو اپنا الہام بیان کرتے ہیں اور اپنی فضیلت میں یہ کلام الٰہی بتاتے ہیں۔غور کے بعد اس کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ یہ فضیلت خاص میرے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں ہے۔ دو وجہ سے، ایک یہ کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے اور مرزا قادیانی اپنے الہام کو ویسا ہی قطعی اور یقینی بتاتے ہیں جیسا قرآن مجید، اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔اس لئے مرزا قادیانی اپنے لئے تو اس فضیلت کو یقینی بتا رہے ہیں۔اب رہی دوسرے جانب یعنی تیرہ سو برس سے تمام مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ یہ فضیلت جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے اس کا غلط ہونا مرزا قادیانی کے اور بیانات سے اظہر من الشّمس ہوتا ہے۔ کیونکہ اوّل تو اس روایت کو الفاظ کے لحاظ سے محدثین نے صحیح نہیں جانا۔اب اگر معنی کے لحاظ سے صحیح بھی ہو تو مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں لکھ چکے ہیں کہ اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہوگی۔ ’’والظن لایغنی من الحق شیئا‘‘

پھر یہ ظنی ثبوت مرزا قادیانی کے قطعی ثبوت کا کیسے مقابلہ کرسکتا ہے؟ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے وہ اشعار بھی ملاحظہ کیجئے جن میں احادیث نبویہ کی دھجیاں اڑائی ہیں وہ اشعار یہ ہیں۔

۱...... ’’ھل النقل شئ بعد ایحاء ربنا فای حدیث بعدہ نتخیر‘‘

۲...... ’’وقد مزق الاخبار کل ممزق فکل بما ھو عندہ یستبشر‘‘

(اعجاز احمدی ص۵۶،۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۸)

ترجمہ: ’’اور خدا کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے۔ پس ہم خداتعالیٰ کی

حدیث کے بعد کس حدیث کو مان لیں اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں اور ہر ایک گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہورہا ہے۔‘‘

۳...... ’’**اخذنا من الحی الذی لیس مثلہ وانتم عن الموتی رویتم ففکروا**‘‘ (اعجاز احمدی ص۵۷، خزائن ج۱۹ ص۱۶۹)

ترجمہ: ’’ہم نے اس سے لیا کہ وہ حی وقیوم اور واحد لاشریک ہے اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔‘‘

۴...... ’’**راینا وانتم تذکرون رواتکم، وھل من نقول عند عین تبصر**‘‘

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

ترجمہ: ’’ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔‘‘

ان اشعار میں مرزا قادیانی اپنی وحی کے مقابل میں حدیثوں کو دو چیزوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ ایک تو ردی کاغذات سے یعنی جس طرح ردی کاغذات پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح میری وحی کے بعد حدیثیں پھاڑ کر پھینک دی گئیں۔ دوسرے تشبیہ قصے کہانی سے دی ہے۔ یعنی جس طرح قصے کہانیاں لائق اعتبار نہیں ہوتیں۔ خصوصاً جب وہ قصے چشم دید واقعات کے خلاف ہوں۔ اسی طرح حدیثوں کو مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ (احادیث نبویہ کی بے وقعتی عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے) الحاصل اس فضیلت کا ثبوت جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے تو حدیث سے ہوتا ہے اور حدیث کا غیر معتبر ہونا پوری طرح سے مرزا قادیانی نے بیان کردیا۔ اس لئے یہ فضیلت رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت نہیں ہوتی اور مرزا قادیانی کا الہام بقول ان کے چونکہ قطعی ہے۔ اس لئے یہ فضیلت ان الفاظ کے ساتھ مرزا قادیانی کے لئے قطعی الثبوت ہوئی۔ اب جو حضرات جناب رسول اللہ ﷺ کو افضل المرسلین اور سید الاولین والآخرین مان چکے ہیں۔ وہ ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی اس عظیم الشان صفت کو اپنے لئے خاص کرتے ہیں۔ ذرا خیال تو کیجئے کہ جب تمام عالم کے لئے علت غائی ٹھہرے اور ایسے محبوب اور پیارے اللہ کے ہوئے کہ زمین وآسمان اور سید الانس والجان کا وجود بھی انہیں کی وجہ سے ہوا تو ان کی فضیلت کا کیا ٹھکانا ہے؟ اب تو تمام عالم ان کا ظل ٹھہرا اور تمام کمالات انسانی وجود کے تابع ہیں اور جب وجود انسانی مرزا قادیانی کے وجود کا

طفیلی ہوا تو تمام کمالات انسانی بھی مرزا قادیانی کے طفیل ہوئے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ تمام انبیائے کرام اور اولیائے عظام اپنے کمالات ولایت اور نبوت میں مرزا قادیانی کے ظل ہوئے۔ (معاذ اللہ)

الغرض اس الہام سے مرزا قادیانی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے وجود اور اپنے تمام کمالات میں میرے ظل ہیں۔ اصل میں ہوں، مگر سخت حیرت ہے کہ ان کے پیرو ان کی باتوں پر ایمان لانے والے ان کے اس الہام کا مطلب نہیں سمجھتے اور مرزا قادیانی کو ظلی نبی کہتے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی نے کسی وقت اپنے آپ کو ظلی نبی کہا ہو تو ایسا ہی سمجھ لیں جیسا حضرت مسیح علیہ السلام کو پہلے اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور پھر ہر شان میں اپنے آپ کو ان سے افضل سمجھنے لگے۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ عیسائیوں سے انہیں امید نہیں رہی تھی۔ اس لئے اعلانیہ طور سے ان پر اپنی فضیلت کا اظہار کر دیا۔

مسلمانوں سے انہیں امید تھی کہ یہی لوگ ہم پر ایمان لائیں گے۔ اس لئے اعلانیہ فضیلت کا اعلان مصلحت کے خلاف سمجھا۔ البتہ ایسے الہامات ہو رہے تھے جن میں غور کرنے سے فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ شاید بارش کی طرح وحی کا نزول نہیں ہوا تھا۔ اس لئے اصلی مدعا بیان کرنے کی نوبت نہیں آئی اور منتقم حقیقی کا پیام آ پہنچا اور مرزا قادیانی کو بے وقت جانا پڑا۔ افسوس ہے کہ ہمارے بہت برادران اسلام ان باتوں سے غافل ہیں اور انہیں خادم رسول جان رہے ہیں اور ان کی اندرونی حالت سے بے خبر ہیں۔ افسوس!

اب میں مرزا قادیانی کا ایک الہام اور نقل کرتا ہوں جس سے مرزا قادیانی اپنی بہت ہی عظیم الشان فضیلت تمام انبیاء پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ الہام نہایت لائق توجہ ہے۔

الحکم ج۹ نمبر۷، مورخہ ۲۴ ؍فروری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۱ میں تو مرزا قادیانی نے ’’الوصیت‘‘ عنوان قائم کر کے مضمون لکھا ہے اور طاعون کے غلبہ اور مخلوق کے تباہ ہونے سے بہت ڈرایا ہے اور اپنی طرف توجہ کیا ہے۔ پھر صفحہ ۱۳ کے آخر میں موٹی قلم سے لکھا ہے۔

تازہ الہامات

۱...... ’’حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی ہے۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۲۷)

کشف میں شیشی نظر آنا اور اس پر پیپر منٹ لکھا ہونا مرزا قادیانی کے مخصوص مکاشفات سے ہے۔ ایسے مکاشفات کسی اہل اللہ کو نہیں ہوئے۔ کیا کہنا ہے چودھویں صدی کے مسیح ہیں؟

۲...... ’’انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون‘‘ یہ عربی الہام (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ص۱۰۸) کی پہلی سطر میں بھی لکھا ہے۔ اب دیکھا جائے کہ یہ عربی عبارت بہت تھوڑے تغیر سے قرآن شریف کی آیت ہے۔ سورۂ یٰسین کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان کے بیان میں اس طرح ارشاد ہے۔’’انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون (یٰسین:۸۲)‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ جب کسی چیز کے ہوجانے کا ارادہ کرے اور اسے کہہ دے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجائے گی۔

مرزا قادیانی اپنے الہام میں اسی مضمون کو اپنے لئے بیان کرتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تیری شان یا تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے اور کہہ دے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجائے گی۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کی وہ خاص صفت جس سے اس کی کامل قدرت ہر شئے پر ظاہر ہوتی ہے اور جو کسی ولی اور کسی عالی مرتبہ نبی کو بھی نہیں دی گئی۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مجھے دی گئی۔ اس میں دو طرح سے کلام ہے۔ ایک یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ الہام بتاتا ہے کہ جو قدرت اور فضیلت ومرتبہ مرزا قادیانی کو دیا گیا وہ کسی نبی اور کسی بزرگ کو نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں عنایت ہوا۔ کیونکہ آپ نے کسی وقت اس مرتبہ پر پہنچنے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ قرآن مجید میں صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بیان میں یہ جملہ بیان ہوا۔ یہ وہ عظیم الشان صفت ہے جس کی حد وانتہاء نہیں ہے۔ اس کے عطاء ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گویا اپنی خدائی مرزا قادیانی کے حوالے کر دی اور اپنا شریک بنالیا اور مرزا قادیانی وہی کام کر سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کر سکتا ہے۔ صرف فرق یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خود ہی قادر تھا اور ہے اور مرزا قادیانی کو خدا نے یہ قدرت دے دی اور اس خاص صفت میں اپنے شریک کر لیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اپنی خدائی میں شریک کر لیا اور مرزا قادیانی کو قادر مطلق کر دیا۔ اس بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میں تمام انبیاء سے بہت ہی افضل ہوں۔ حضرت سید المرسلین ﷺ سے بھی میرا مرتبہ

بہت ہی عالی ہے۔ کیونکہ اس الہام نے تو مرزا قادیانی کو خدائی کے درجہ تک پہنچا دیا اور خدا تعالیٰ میں اور مرزا قادیانی میں صرف بالذات اور بالغیر کا فرق رہ گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود بخود بغیر کسی کے بنائے اس صفت کے ساتھ موجود ہے اور مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ نے یہ صفت عنایت کی اس وجہ سے وہ قادر مطلق ہوگئے۔ پھر یہ مرتبہ تو تمام انبیائے کرام کے مرتبہ سے بہت ہی عالی ہے۔ اب تو انبیاء میں اور مرزا قادیانی میں گویا عبدیت اور معبودیت کا فرق ہوگا یا اس کے نہایت قریب (نعوذ باللہ من ھذہ الکفریات) دوسرا کلام اس الہام پر ہمارا یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے مریدین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردے زندہ کرنے کو محض غلط بتاتے ہیں اور اس کے صحیح ماننے کو شرک کہتے ہیں۔ یعنی مردہ کو زندہ کرنا خدا کی صفت ہے۔ بندے میں اس صفت کو ماننا شرک ہے۔ اگرچہ باذن اللہ زندہ کرے۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ مردہ کا زندہ کرنا خدا کا ایک فعل ہے اور احیائے موتی اس کی صفت ہے۔ اس ایک صفت کا ظہور باذن خداوندی بھی کسی مقرب بندے سے نہیں ہوسکتا اور جو ایسا اعتقاد کرے کہ اللہ کے کسی مقبول بندے سے باذن خداوندی بطور معجزہ اس صفت کا ظہور ہوسکتا ہے اور کسی وقت ہوا بھی ہے تو مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے نزدیک وہ مشرک ہے۔ اب جو شخص ایسا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مارنے اور جلانے اور تمام باتوں کا اختیار کلی دے دیا ہے اور جس طرح خدا تعالیٰ کے لئے لفظ ’’کن‘‘ کہنے سے ہر ایک چیز موجود ہوسکتی ہے اور جسے نیست ونابود کرنا چاہئے۔ یعنی ہو جا وہ نیست ونابود ہو جاتی ہے۔ اسی طرح میرے ’’کن‘‘ کہنے سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ اب قادیانی جماعت بتائے کہ وہ مدعی اور اس دعوے پر ایمان لانے والے کتنے بڑے مشرک ہوں گے اور کتنا بڑا پہاڑ شرک کا ان پر ٹوٹے گا۔ غصہ نہ فرمائیں کیا وجہ ہے کہ اس الہام پر ایمان لانے والون کو ابوالمشرکین نہ کہا جائے۔ انصاف سے مرزا قادیانی کے اس الہام میں غور کر کے اس کا فیصلہ کریں۔ اگر مرزا قادیانی کو سچا جانتے ہیں تو انہیں یہ الزام ضرور ماننا ہوگا۔

حضرات! مرزائی اپنی کم علمی اور ناسمجھی سے اس کے جواب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیش کرتے ہیں۔ ان عالی مرتبہ بزرگوں کے کلام سمجھنے کے لئے علم ظاہری کے علاوہ نور باطن ہونا چاہئے۔ جس سے قادیانی جماعت بالکل محروم ہے۔ حاصل کلام شیخ بیان کرتا ہوں۔ حضرت شیخ فتوح الغیب میں کسی کتاب سے نقل فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندے سے فرماتا ہے کہ عالم میں ہر طرح کا تصرف کرنا یعنی ''کن فیکون'' خاص میرے لئے ہے۔ اگر تو میری کامل تابعداری کرے گا تو میں تجھے ''کن فیکون'' کا مرتبہ عنایت کروں گا۔ جس سے تمام عالم میں تو تصرف کر سکے۔ یہاں حضرت شیخ یہ نہیں فرماتے کہ یہ مرتبہ مجھے یا کسی کو عنایت کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت اس کے فرمانبردار بندوں پر بے انتہاء عنایت کو بیان کرتے ہیں۔ یعنی اگرچہ کسی کتاب الٰہی اور کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہوا کہ انبیائے سابقین میں سے کسی نبی کو یہ مرتبہ دیا گیا۔ نہ کوئی نبی اپنی وحی کا یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ مرتبہ عنایت کیا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی انتہاء نہیں ہے اور اس کی بندہ نوازی اور عنایت کی بھی حد نہیں ہے۔ اس لئے اس کی قدرت میں یہ بھی ہے کہ اپنے کامل فرمانبردار بندے کو تصرف کا یہ مرتبہ عنایت کرے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور غناء کے بیان میں فرماتا ہے۔ ''یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء (البقرہ:۱۸۴)'' مرزاقادیانی نے غالباً حضرت شیخ کا یہ کلام دیکھ کر دعویٰ کر دیا کہ تصرف کا یہ مرتبہ مجھے عنایت کیا گیا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ مرزاقادیانی کا دعویٰ ہے کہ مجھے وہ فضیلت دی گئی جو کسی ولی نبی کو نہیں دی گئی۔ یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی یہ مرتبہ نہیں دیا گیا۔ طالبین حق کے لئے مرزاقادیانی کے اسی ایک دعوے کا جانچ لینا کافی ہے۔ جس سے ان کی حالت بخوبی معلوم ہوسکتی۔ اوّل تو یہی ملاحظہ کریں۔ اگر یہ الہام سچا ہوتا تو منکوحہ آسمانی کا تادم مرگ انہیں انتظار نہ کرنا پڑتا اور اس قدر رسوائی نہ ہوتی۔ صرف لفظ ''کن'' کہہ دینے سے اس کا شوہر مرجاتا، یا طلاق دے دیتا، یا محمدی بیگم خلع کرالیتی اور وہ مرزاقادیانی کے نکاح میں آجاتی۔ غرضیکہ جب تصرف کا پورا اختیار تھا تو سب کچھ ہوسکتا تھا۔ مگر کچھ نہ ہوا اور آخر عمر تک بہت لوگوں کو انتظار میں رکھا اور خود بھی منتظر رہے جس سے یقینی طور سے ثابت ہوا کہ یہ الہام الٰہی نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے آپ کو ظل کہنا مسلمانوں کو متوجہ کرنے کے لئے تھا۔ دراصل مرزاقادیانی کا خیال اس کے برعکس تھا اور حضور انور ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتے تھے۔ بلکہ اپنے تئیں خاتم النّبیین اور سرور انبیاء اعتقاد کرتے تھے۔

حاصل کلام! جس قدر اقوال مرزاقادیانی کے نقل کئے گئے ہیں ان سے یقینی طور سے ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی کو نبوت مستقلہ اور تشریعی نبوت کا دعویٰ تھا۔ بلکہ اس سے بھی

زیادہ وہ اپنے آپ کو افضل الانبیاء اور خاتم الخلفاء سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت سید المرسلین ﷺ سے بھی اپنے آپ کو بہت افضل سمجھتے تھے اور اپنے منکر کو کافر، جہنمی کہتے تھے اور اپنے اوپر ایمان لانے کو مدار نجات ٹھہراتے تھے۔ اب ان کے ماننے والے دو تین فرقے ہوگئے ہیں۔ ایک تو اعلانیہ طور سے انہیں خدا کا رسول مانتے ہیں اور ان کے منکر کو کافر کہتے ہیں اور مرزا قادیانی کی بعثت کا یہی فائدہ بتاتے ہیں کہ ان کے منکر یعنی تقریباً دنیا کے تیس چالیس کروڑ مسلمان کافر ہوگئے۔

دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ہم انہیں مجدد اور بزرگ مانتے ہیں اور کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ مگر یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا اور کوئی صاحب عقل اس کو باور نہیں کر سکتا کہ مرزا قادیانی کو اپنے دعوؤں میں صادق مان کر اور ان کے اقوال پر ایمان لا کر کوئی ذی فہم یہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ نہ تھا اور ان کا منکر کافر نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے نہایت صاف وصریح اقوال پیش کر دیئے گئے اور ایک قول نہیں۔ صحیفہ کے نمبر۶ میں چند اقوال پیش کئے گئے ہیں جن سے ان کا دعویٰ نبوت اور اپنے منکر کو کافر کہنا آفتاب کی طرح روشن ہو رہا ہے اور اس دعوے کو تین طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ اس نمبر میں بھی یہ دونوں دعوے ان کے اقوال سے ثابت کئے ہیں اور دعویٰ نبوت کو دو طریقوں سے ثابت کیا ہے۔ اس نمبر میں مرزا قادیانی کے وہ اقوال نہایت قابل لحاظ ہیں جن میں انہوں نے تمام انبیاء پر صراحۃً اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ضمناً اپنی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ سید محمد جونپوری مدعی مہدویت نے دعویٰ نبوت کے ساتھ انبیائے سابقین پر فضیلت کا دعویٰ کیا تھا مگر جناب رسول اللہ ﷺ پر اسے اپنی فضیلت جتانے کی ہمت نہ ہوئی۔ صرف برابری کا دعویٰ کر کے رہ گیا۔

مرزا قادیانی اس سے زیادہ بلند حوصلہ تھے۔ اس لئے اس سے ترقی کر گئے اور جناب سید المرسلین ﷺ پر بھی فضیلت کا اظہار کیا۔ مگر صاف طور سے اس دعوے کے لئے مصلحت مانع رہی۔ مگر جو اقوال اوپر نقل کئے گئے ہیں ان سے بخوبی ظاہر ہے کہ انہیں دعویٰ افضلیت ہے۔ پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے ماننے والے انہیں افضل الانبیاء نہ سمجھیں اور ان کی نبوت کی اشاعت نہ کریں۔ البتہ ان کی دانشمندی کا یہ تقاضا معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ہماری وقعت دنیا کے تمام مسلمانوں کے دل میں نہ ہو اور ہمیں وہ سچا دین محمدی کا خیرخواہ پورے طور سے نہ سمجھ لیں۔ اس وقت تک مرزا قادیانی کا نام نہ لو جب تمام مسلمان یا اکثر کی

توجہ ہماری طرف ہو جائے گی۔ اس وقت ہم دین قادیانی کا اعلان کریں گے اور جناب مرزا قادیانی کی نبوت پر زور دیں گے۔ اس وقت اس پر زور دینا اور سب کو کافر کہہ دینا تمام مسلمانوں کو برہم کر دینا ہے۔ یہی مصلحت انہیں دلی منشاء ظاہر کرنے کے مانع ہوئی ہے اور ’’دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز‘‘ پر عمل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے کہ دہلی کی انجمن نے دو لائق اہل سنت کو خواجہ کمال الدین مرزائی کی مدد کے لئے بھیجنا چاہا تھا مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور حیلہ کر کے ٹال دیا۔ اپنے ہی گروہ کے شخص کو چاہتے ہیں سمجھنے والے اس سے سمجھ لیں اور اگر سچائی سے مرزا قادیانی کی نبوت سے انہیں انکار ہے اور دنیا کے مسلمانوں کو وہ مسلمان جانتے ہیں تو ہم ان کے خیر مقدم کے لئے ہر طرح حاضر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کے ان اقوال کو غلط کہہ دیں جو اوپر نقل کئے گئے ہیں۔

’’هذا بلاغ لجميع المسلمين...... وما علينا الا البلاغ المبين‘‘

المبلغ: ابواحمد رحمانی

ضمیمہ صحیفہ رحمانیہ (۷)

حقانی ہائیکورٹ کا فیصلہ

تمام برادران اسلام سے عموماً اور جدید تعلیم یافتوں سے خصوصاً کچھ کہنا چاہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میری گزارش کو توجہ سے سنیں گے اور یقین کریں گے کہ ایک دردمند اسلام کی یہ صدا ہے اور مسلمانوں کے خیر خواہ کے شکستہ دل سے نکلی ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کی گزشتہ اور موجودہ حالت پر پوری قابلیت اور فہم وفراست سے نظر کی ہے۔ وہ جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ میں ہر قسم کے مسلمان تھے اور ہیں۔ بعض کم علم، کم فہم، بعض علاّمہ وقت، نہایت عالی فہم، بعض مشائخ وقت اور اسرار شریعت کے جاننے والے، بعض باوجود علم کے اس کوچہ سے بالکل ناواقف، بعض دردمندان اسلام اور شریعت الٰہیہ محمدیہ کے پورے پابند اور اس کے جانثار، بعض صرف زبانی اسلام کے مدعی اور پابندی احکام سے بے نصیب، مگر اہل کمال تاریخ حالات سے پوری اس کی شہادت دے سکتے ہیں کہ گزشتہ زمانہ میں جس قدر اہل فضل وکمال اور سچے دردمند اسلام ہوتے رہے ہیں اور کامل پابندی شریعت کے ساتھ دردمندی کا اظہار ان سے ہوتا رہا ہے۔ اب وہ حالت نہیں ہے۔ اب بہت کم ایسے

حضرات نظر آتے ہیں جنہیں علم وفضل اور تقویٰ کے ساتھ دردمندی اسلام اور مصالح وقت پر ان کی پوری نظر ہو۔ اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ اسلامی مصالح سے پورے طور سے وہی واقف ہوسکتا ہے جس کو علوم دینیہ اور پابندی شریعت کے علاوہ نور فراست اور کمال دانشمندی اللہ تعالیٰ نے عنایت کی ہے اور اس نے اپنی عمر کا ایک حصہ اسی غور وفکر میں صرف کیا ہے۔ اب عقل وانصاف پورے طور سے اس کا فیصلہ کرسکتا ہے کہ جو حضرات پورے طور سے علوم دینیہ سے واقف نہیں ہیں اور نیز اسلام کی محبت نے ان کے کامل پیروی پر انہیں مجبور نہیں کیا ہے۔ وہ اپنے خیال کے بموجب کیسے ہی دردمند اسلام ہوں اور مصالح وقت پر ان کی نظر ہو مگر ان کی سچی خیرخواہی کا مقتضاء یہ ہونا چاہئے کہ ایسے عالم دیندار کے مقابل اپنی رائے کو فوقیت نہ دیں، جس کی حالت ابھی بیان کی گئی البتہ انہیں ضروری ہے کہ محبت اسلامی کی وجہ سے اپنی رائے ایسے متبرک عالم کے روبرو پیش کریں۔ اگر ان کی رائے عمدہ ہے اور اس عالی فہم ذی علم نے کسی جزئی ناواقفی سے غلط رائے قائم کی ہے تو وہ ضرور اپنی رائے سے رجوع کرے گا اور نہایت مسرت سے اس دردمند اسلام کی رائے کو قبول کرے گا۔

اس قبول کرنے میں بھی کسی صاحب کو تأمل نہیں ہوسکتا کہ جس طرح عام طور سے جدید تعلیم یافتہ حضرات کو بے دین اور محض ناواقف سمجھ لینا غلط ہے۔ اسی طرح تمام علمائے دیندار سے بدگمانی کرنا اور انہیں مصالح وقت سے ناواقف خیال کر کے اپنے علم کو ترجیح دینا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ ذرا غور کرنا چاہئے کہ جن حضرات کو علوم دینیہ سے پوری واقفیت نہیں ہے شریعت کی پابندی سے انہیں دلچسپی نہیں ہے۔ پھر وہ اسرار شریعت اور مصالح شرعی سے کیونکر واقف ہوسکتے ہیں؟ ہاں! اگر اپنی محض ناواقفی سے اپنے آپ کو واقف سمجھیں اور زمانے کا اثر ان کے قلب میں خود بینی کا تخم بودے تو ہوسکتا ہے مگر درحقیقت اس فیصلہ کے لئے علم دین کے علاوہ کمال دانشمندی اور بے نفسی اور انصاف کن طبیعت کی حاجت ہے تاکہ دونوں گروہ کے افراد کی حالت میں سچا فیصلہ کرسکے۔ میں نہایت ہمدردی سے ان سے سچی بات کہہ رہا ہوں۔

اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ گزشتہ زمانہ میں جس طرح کاملین اور سچے مجدد وقت گزرے ہیں اسی طرح جھوٹے مجدد اور مدعی نبوت بھی گزرے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء رضی اللہ عنہم اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ وشبلی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی گزرے اوران کے ماننے والے اوران پر کفر کا فتویٰ دینے والے بھی گزرے ہیں۔ اسی طرح صالح اورابوعیسیٰ اور مسیلمہ کذاب وغیرہم متقدمین ہیں اور سید محمد جونپوری اور علی محمد بابی وغیرہ متاخرین ہیں اوران کا ساتھ دینے والے اوران پر کفر کا فتویٰ لگانے والے بھی گزرے ہیں۔ اسی طرح اب بھی صلحائے کاملین اور کسی مرتبہ کے مجدد گزر رہے ہیں اور متعدد مہدویت اور عیسویت اور امام وقت اور مجدد ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر چکے ہیں اور بعض کررہے ہیں۔ مثلاً مرزاغلام احمد قادیانی گزر چکے اوران کے ماننے والے اوران کے انکار کرنے والے موجود ہیں اور عبدالبہاء مدعی نبوت ومہدویت اور بعض دیگر مجددین موجود ہیں اور ہر ایک کے کچھ نہ کچھ ماننے والے اور بعض کفر کا فتویٰ دینے والے بھی موجود ہیں۔ اب تعلیم یافتہ حضرات انصاف سے فرمائیں کہ وہ ان سب کو یکساں سمجھیں گے؟ اور مسیلمہ اور صالح بن طریف پر کفر کا فتویٰ دینے والے ویسا ہی خیال کریں گے جیسا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے منکر اور کفر کے فتویٰ دینے والے کو؟ ذرا اپنے نور ایمانی سے ملاحظہ کر کے اس کا جواب دیں۔ کیا ہر ایک جھوٹے مدعی کے ماننے والے صادقین سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمہارا انکار اور کفر کا فتویٰ ایسا ہی ہے جیسا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا انکار اور کفر کا فتویٰ ہے۔ ضرور کہہ سکتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہ کہنا ان کا لائق توجہ ہوسکتا ہے اور یہ دونوں انکار اور کفر کے فتویٰ یکساں ہوسکتے ہیں؟ ذرا سوچ کر جواب دیا جائے۔

الغرض یہ مختصر بیان ہر ایک منصف کے نزدیک اس قدر فیصلہ ضرور کرتا ہے کہ ایک مدعی کاذب، بزرگان سلف پر کفر کا فتویٰ پیش کر کے اپنے آپ کو بزرگان سلف کے مثل قرار نہیں دے سکتا اور اپنے کفر کے فتویٰ کو ویسا ہی غلط نہیں کہہ سکتا۔ جیسا بزرگان سلف پر کفر کے فتویٰ کو اہل حق کہتے ہیں۔ اب شخصی فتویٰ کے حق وباطل کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ ہر ایک اس کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ بعض فتویٰ دینے والے حالات سے ناواقف اور کم عقل ہوتے ہیں اور سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے خیال میں اپنے آپ کو کم علم نہ سمجھتے ہوں اور دینداری کا خیال بھی انہیں ہو۔ بعض تعصب اور نفسانی غرض سے ایسا کرتے ہیں اور حق وباطل سے انہیں غرض نہیں ہوتی۔ اس لئے ضرور ہے کہ فتویٰ دینے والا۔ علوم دینیہ میں کامل مہارت رکھنے والا۔ دیندار، بالخصوص، حق پسند جس پر فتویٰ دے اس کی حالت سے پورا

واقف ہو۔ اب اگراس کے فتویٰ کی بنیاد صریح قول شارع علیہ السلام کا ہے تو اس کا اتباع ہر مسلمان پر واجب ہے اور اگر کمال علمی اور دیانت سے اس کا استنباط ہے تو جو حضرات علم اور فضل وغیرہ صفات کمالیہ دینیہ میں اس عالم دیندار کے مرتبہ کو نہیں پہنچے۔ انہیں بہ مقتضائے نص قرآنی ’’واتبع سبیل من اناب الیّ (لقمان:۱۵)‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کامل طور سے میری طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ ان کی پیروی کر۔

اس کے قول کا اتباع چاہئے اور ان کی راستی اور محبت اسلامی کا یہ تقاضا کسی طرح نہ ہونا چاہئے کہ ایسے عالم دیندار پر بدگمانی کریں۔ ’’وما علینا الا البلاغ‘‘

خاکسار: خیرخواہ اسلام ومسلمین: ابواحمد رحمانی

مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب کی حالت پر خوب غور کرنا چاہئے۔ اس نے بالکل ابتدائے اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو مان کر مدعی نبوت تھا۔ حضور انور ﷺ کی رسالت سے اسے انکار نہ تھا اور یہ وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم تھی اور گویا تمام دنیا اسلام کے مخالف تھی۔ باایں ہمہ ایسے نازک وقت میں جب بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلیفہ ارشد حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کاذب سے کسی قسم کی پالیسی نہیں برتی اور صاف طریقے سے اس سے مقابلہ اسی طرح کیا جس طرح اس وقت انہوں نے مناسب خیال کیا اور بالآخر انہیں فتح ہوئی۔ اب جس وقت میں مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ کے قریب بیان کی جاتی ہے اس وقت اگر کوئی سچا مسلمان اپنے بھائیوں کی کثرت پر نظر کر کے رسول اللہ ﷺ اور ان کے خلیفہ اوّل کی پیروی کرے اور کسی مدعی کاذب کے فتنہ کو مٹائے اور دین حقانی کی حفاظت اس وقت مناسب کرے۔ اسے اہل حق اسلام کے سچے شیدائی کیا کہیں گے۔ آیا وہ اسلام کا سچا خیرخواہ اور جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کا پورا پیرو ہے یا جھگڑالو مولوی اور مسلمانوں کو کافر کہنے والا؟

ذرا حق پسندی اور مسیلمہ کے قصہ میں غور کر کے اس کا جواب دیا جائے کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ایسے ذی علم کو جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ کا پیرو نہ کہا جائے؟

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۸،۹)

مولانا سید محمد علی مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبرت خیز

جس میں خدا تعالیٰ کی عبرت خیز قدرت کا یہ نمونہ دکھایا گیا ہے کہ بعض نہایت مفسد اور خلق کو گمراہ کرنے والے دنیا میں بہت کچھ کامیاب ہوئے اور بعض انبیاء اور برگزیدہ خدا اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے شہید کردیئے گئے اور بعض پر نہایت مصیبتیں آئیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی جو اپنی تھوڑی کامیابی کو اپنی صداقت کی دلیل قرار دیتے تھے اس کا غلط ہونا نہایت روشن ہوگیا اور یہ بیان ان کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل تھی۔ یہ رسالہ حضرت اقدس مولانا سید ابواحمد رحمانی کے افادات کاملہ سے ہے۔ جن کی ذات سے صدی کے شروع میں قدیم مسیحیوں کے جواب میں لاجواب رسالہ، پیغام محمدی ﷺ، دفع التلبیسات وغیرہ مشتہر ہوئے اور اس وقت جدید مسیحوں (قادیانیوں) کے فریب سے بچانے کے لئے نہایت نادرالوجود رسائل تحریر فرما کر لاکھوں مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا اور ان کے ایمان کو محفوظ رکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آثار قیامت کے نمونے

حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت اشرار الناس پر قائم ہوگی جس کا ظہور اس زمانہ میں بخوبی ہورہا ہے۔ اہل نظر عبرت کی نگاہ سے واقعات حال پر نظر ڈالیں کہ قرآن مجید کی نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ نے قطعی فیصلہ کردیا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ تشریعی اور غیر تشریعی، ظلی اور بروزی ہر ایک قسم کی نبوت کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہوگیا اور حضور ﷺ کے بعد اللہ جل شانہ نے اپنی تمام مخلوق پر قیامت تک کے لئے رسالت ونبوت کو بند کردیا۔ مگر افسوس کہ باوجود اس زبردست دلیل اور قطعی فیصلہ کے کتنے مدعیان نبوت زمانہ گزشتہ اور موجودہ میں ہوئے اور ہورہے ہیں۔ زمانہ حال میں پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت اور مسیحیت وغیرہ کے دعوے کئے اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ کردیا۔ یہ بھی منجملہ آثار قیامت کے ایک بڑا نمونہ ہے۔ اب ان کے

پیرو سادہ لوح مسلمانوں کو ہر طرح کی شرمناک ترغیب وتحریص دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت ومسیحیت پر ایمان لانے میں ترقی کا راز مضمر ہے۔ حالانکہ ان کی ذات سے کسی قسم کا فائدہ اسلام کو اور مسلمانوں کو نہیں ہوا۔ بلکہ دنیا کو انہوں نے کفر سے بھر دیا۔ بھائیو! انہیں ایمان سوز اور گمراہ کن مرزائی تعلیمات اور خیالات کے رد میں خانقاہ رحمانیہ سے محض حسبۃً للہ ایک سلسلہ رسائل عرصہ سے جاری کیا گیا ہے تاکہ واقف مسلمان مرزائیوں کی کید سے محفوظ رہیں۔ یہ رسالہ بھی انہیں مقاصد اور اغراض کی تکمیل کے واسطے شائع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے مسلمان بھائیوں کو نفع بخشے اور زمانہ حال کی ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

خیر خواہ مسلمین محمد اسحٰق غفر اللہ الرزاق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس خدائے حکیم کی تعریف سے ہماری زبان تر اور دل مسرور ہونا چاہئے۔ جس کی حکمت بالغہ کی انتہاء نہیں ہے جس نے اپنے کرم سے ہماری ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے جن کے سردار حضرت محمد ﷺ ہیں۔ جن کا ایک خطاب ’’رحمۃ للعالمین‘‘ ہے اور دوسرا خطاب ’’خاتم النّبیین‘‘ یعنی تمام انبیاء کے آخر میں آنے والے، اس خطاب سے مقصد یہ ہے کہ اصل مقصود آپ ﷺ ہی کا بھیجنا تھا مگر اور تمام انبیاء بطور مقدمۃ الجیش بھیجے گئے تھے تاکہ عالم کو آراستہ کریں اور اس لائق کر دیں کہ آپ ﷺ کی شریعت کاملہ کے متحمل ہوسکیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہ رہے۔ جس طرح آفتاب نکلنے کے بعد تاروں کی حاجت نہیں رہتی خدائے تعالیٰ نے جو کتاب آپ کو عنایت کی جسے ہم قرآن مجید کہتے ہیں وہ قیامت تک عالم کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔ دنیا کے ہر حصہ کا ہر شخص بے تکلف اسے سمجھ کر اس پر عمل کر کے نجات کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اس کے معانی اور مطالب نہایت ظاہر ہیں۔ مگر یہ عجب قدرت خدا ہے کہ باوجود ظہور کے اس کے مطالب دقیقہ تک پہنچنا اور کامل طور سے اس کے اسرار غامضہ کا سمجھنا انسانی قدرت سے باہر ہے۔ یہاں یہ شعر مناسب حال ہے ؎

ملنا تیرا اگر نہیں آساں تو سہل ہے دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

یہی وجہ ہے کہ ہر ایک ذی علم اپنے علم فہم اور کوشش کے مطابق سمجھتا ہے اور اگر علم وفہم کے ساتھ نور قلب بھی اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا ہے تو اس پر سچے اور واقعی اسرار کھولے

جاتے ہیں اور جس قدر یہ نور خداداد زیادہ عنایت ہوتا ہے اسی قدر اس پر زیادہ انکشاف ہوتا ہے اور قرآن مجید کے معانی اور اسرار اس پر زیادہ کھلتے ہیں اور علم وفہم اگرچہ بہت کچھ ہو مگر اللہ تعالیٰ نے وہ نور قلب عنایت نہیں کیا جس کی نسبت کہا جائے کہ:''ینظر بنور اللہ''تو اب دو حالتیں ہوں گی یا تو معمولی ضروری باتیں سمجھے گا اور بیان کرے گا یا اس کا علم اس کا مصداق ہوگا۔''اے روشنی طبع تو برمن بلاشدی'' اللہ اس سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ان کاملین علماء پر بے انتہاء رحمت نازل کرے جنہوں نے اپنی ہمت اور کوشش کو قرآن مجید کے سمجھنے میں صرف کیا اور بقدر ان کی نور ایمانی کے، معانی قرآن اور اس کے حقائق ان پر منکشف ہوئے اور ہم تک ان کے انکشافات پہنچے۔ مگر یہ بھی معلوم کر لینا ضرور ہے کہ بعض نے قرآن دانی کا بہت کچھ دعویٰ کیا اور مسلمانوں پر اس بات کے ظاہر کرنے کی بڑی کوشش کی کہ ہم قرآن مجید کے معارف وحقائق سے اس قدر واقف ہیں کہ دوسرا نہیں۔ مگر میں نہایت سچائی اور مسلمانوں کی خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ ان کی تفسیر یا تو بالکل یہودیانہ تحریف معنوی ہے۔ قرآن مجید کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہے یا وہ تفسیر خوش کن باتیں ہیں جسے قرآن مجید کے الفاظ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اتفاقیہ کہیں صحیح تفسیر بھی ہو، مرزاغلام احمد قادیانی کی قرآن دانی کا یہی حال ہے۔ اب میں نمونہ کے طور پر قرآن مجید کے ایسے مضمون کا ذکر کرتا ہوں۔ جس سے اس کا اشکال اور خداتعالیٰ کی بے نیازی دونوں ظاہر ہوں گی۔ مرزاقادیانی نے چونکہ صادق اور کاذب کا معیار دنیاوی کامیابی اور ناکامی کو ٹھہرایا ہے اور قرآن شریف سے اسے ثابت بتایا ہے اس لئے میں اسی مضمون کی بعض آیتیں پیش کرتا ہوں۔ ذرا خوب متوجہ ہوکر اور دل کو طرفداری اور تعصب کے گردوغبار سے صاف کر کے ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی پہلی سورۂ کے پہلے ہی رکوع میں ایمانداروں کو بشارت دی اور فرمایا:''اولئک علٰی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون (البقرہ:۵)''یعنی یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے اور مراد کو پہنچنے والے ہیں جو حضرات عربیت سے واقف ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ایمانداروں کو فلاح کی بشارت ہی نہیں دی گئی بلکہ اس بشارت کو ان کے ساتھ مخصوص کر دیا۔ یعنی ایماندار ہی کامیاب ہوں گے اور جو نعمت ایمان سے محروم ہے وہ فلاح سے بھی محروم ہے۔ اس مطلب کو قرآن مجید میں متعدد جگہ مختلف طور سے بیان فرمایا ہے۔ کہیں''ھم المفلحون''فرمایا ہے۔ کہیں''ھم

الفائزون ‘‘ارشاد ہوا ہے۔ جس سے یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاح پانا اور فائز المرام ہونا مسلمانوں ہی سے مخصوص ہے۔ کوئی منکر کوئی کافر فلاح نہیں پاسکتا۔ اس مدعا کو دوسرے مقام پر نہایت صفائی سے فرمایا ہے۔ مثلاً سورۂ مومنون کے آخر میں ارشاد ہوا: ’’**انہ لا یفلح الکافرون**‘‘ یعنی اس میں شبہ نہیں ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔ یہ مدعا متعدد آیات سے ثابت ہے۔ یہ آیتیں نہایت صفائی سے بتاتی ہیں کہ کافر یہودی ہو یا عیسائی، مشرک ہندو ہو یا آریہ، کسی قسم کا ہو سب کے لئے ارشاد خداوندی یہی ہے کہ وہ فلاح نہ پائیں گے اور فائز المرام نہ ہوں گے۔ اب فلاح نہ پانے اور نقصان میں رہنے کو کسی خاص کافر سے مخصوص کرنا مثلاً یہ کہنا کہ وہ مفتری فلاح نہیں پائے گا جو الہام وحی (جیسا کہ مرزاقادیانی اوران کے پیرو کہتے ہیں) کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں نہایت صفائی سے مکرر ارشاد ہے کہ کوئی کافر کوئی مفتری فلاح نہیں پائے گا۔ آیت مذکورہ کے علاوہ ذیل کی آیت ملاحظہ کی جائے۔ اس میں وہی حکم دوسرے الفاظ میں انہیں عام منکرین کے لئے بیان ہوا ہے۔ ارشاد ہے: ’’**ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب باٰیتہ انہ لا یفلح الظالمون** (انعام:۲۱)‘‘

اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ظالم (نافرمان) فلاح نہیں پائیں گے۔ اس آیت سے پہلے مشرکین اور اہل کتاب کا ذکر ہے۔ یہاں انہیں کی مذمت میں ارشاد ہوا کہ مفتری علی اللہ اور مکذب سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔ یعنی مذکورہ دونوں گروہ مفتری بھی ہیں اور مکذب بھی ہیں۔ پھر ان سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔ مفتری اس لئے ہیں کہ بعض محض غلط باتوں کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں یا حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یا محرف شدہ باتوں کو کتاب الٰہی کا حکم بتاتے ہیں۔

الغرض اس آیت میں دو شخصوں کو بہت بڑا ظالم کہا ہے ایک وہ جو خدا پر افتراء کرے۔ دوسرا وہ جو خدائی آیتوں کو اس کی نشانیوں کو جھٹلائے اور انکار کرے۔ اس کے بعد عام ظالموں کے لئے باتاکید یہ ارشاد ہے کہ کوئی فلاح نہیں پائے گا۔ سب نامراد رہیں گے اور جب ہر ایک ظالم کے لئے یہی حکم ہے تو دنیا میں مسلمانوں کے سوا جس قدر فرقے خدا کے ماننے والے ہیں۔ مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرک، بت پرست، آریہ اور جو سرے سے خدا ہی کو

نہیں مانتے۔ جیسے اس وقت کے دہریہ سب کے لئے اس آیت میں یہی ارشاد ہے کہ فلاح نہیں پائیں گے۔ نامراد رہیں گے۔ غرضیکہ آیت میں مفتری علی اللہ کی خصوصیت ہرگز نہیں ہے۔ فلاح نہ پانے میں مفتری اور دوسرے مکذب کلام الٰہی اور معجزات محمدی ﷺ دونوں برابر ہیں۔ اب جو کوئی اس حکم خداوندی کو مفتری کے ساتھ خاص کرے اور مفتری کے معنی بھی ایسے کرے جس سے مشرکین اور اہل کتاب خارج ہوجائیں۔ وہ قرآن شریف کی صریح مخالفت کرتا ہے۔ ایک اور آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہے: ''**فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بایتہ انہ لا یفلح المجرمون** (یونس:۱۷)'' کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ، بہتان باندھا یا اس کی آیتوں کو جھٹلایا اس میں شک نہیں کہ ایسے گنہگار فلاح نہیں پائیں گے۔

ان دونوں آیتوں میں دو طرح سے عموم کو بیان کیا گیا ہے۔ پہلے تو یہ ارشاد ہوا کہ مفتری اور مکذب سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔ ان دو لفظوں میں سب کافر آ گئے۔ خواہ وہ یہود ونصاریٰ ہوں یا کوئی مفتری ہو فلاح نہیں پائیں گے۔ پھر ان سب کو مجرموں میں داخل کیا جو بہت عام لفظ ہے۔ ہر گنہگار کو مجرم کہتے ہیں۔ اس عموم کے ساتھ ارشاد ہوا کہ کوئی مجرم فلاح نہیں پائے گا۔ اس پر بھی نظر کی جائے کہ یہاں تین آیتیں نقل کی گئیں۔ تینوں میں تین طریقوں سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ پہلی آیت میں ارشاد ہوا کہ کوئی کافر فلاح نہیں پائے گا۔ یہاں تو مفتری کا لفظ ہی نہیں لایا گیا۔ عام منکرین خدا اور رسول کے لئے عدم فلاح کا حکم سنا دیا گیا۔ دوسری اور تیسری آیت میں مفتری کے ذکر کے ساتھ دوسرے عنوان سے عموم کو بیان فرمایا۔ مختلف طریقوں سے اس حکم کے بیان کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ فلاح نہ پانے کی تین وجہیں معلوم ہوئیں۔

اوّل...... یہ کہ اپنے پروردگار اور اپنے منعم حقیقی کے منکر ہیں۔

دوم...... یہ کہ ظالم ہیں۔

سوم...... یہ کہ مجرم ہیں۔ اپنے پروردگار حقیقی کا انہوں نے جرم کیا ہے۔ ان دو آیتوں کے طرز بیان سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ ہر ایک ظالم اور ہر ایک مجرم اس کا مستحق ہے کہ فلاح نہ پائے اور اپنی مراد کو نہ پہنچے۔ جب ہر ایک ظالم اور مجرم اس کا مستحق ہے تو جو شخص بہت بڑا ظالم ہے اور بہت بڑا مجرم ہے۔ وہ اس سزا کا بہت زیادہ مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں

آیتوں میں دوگروہ کو بہت بڑا ظالم فرمایا ہے ایک مفتری علی اللہ کو دوسرے اللہ تعالیٰ کے نشانیوں کے مکذب کو، ان دونوں گروہوں میں کوئی تفرقہ نہیں فرمایا۔ دونوں کو بہت بڑا ظالم ٹھہرا کر یہ وعید بیان فرمائی کہ فلاح نہیں پائیں گے۔ نامراد رہیں گے۔

الحاصل! آیات قرآنیہ اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہوا کہ ایمان لانے والے اور نیک کام کرنے والے فلاح پائیں گے اور کامیاب ہوں گے اور جو کافر ہیں یعنی خدا کے کسی رسول کے منکر ہیں اور خدا کی آیتوں کو نہیں مانتے یا خدا پر افتراء کرتے ہیں۔ وہ نامراد اور ناکام رہیں گے۔ انہیں فلاح ہرگز نہ ہوگی۔ اب جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل وفہم کے ساتھ علم کی نعمت دی ہے اور تحقیق حق ان کا شیوہ ہے اور وہ اس پر غور کریں کہ فلاح پانے اور فائز المرام ہونے سے کیا مقصد ہے؟ آیا دنیاوی مقاصد کا پورا ہونا، مثلاً قورمہ پلاؤ کھانے کو، اور مشک وزعفران استعمال کرنے کو بخوبی ملنے لگے۔ کسی نہ کسی عنوان سے روپیہ ہاتھ میں آنے لگے یا جائیداد اور ملک ہاتھ آجائے یا کہیں کا حاکم یا بادشاہ ہو جائے یا اولاد اور معتقدین زیادہ ہو جائیں۔ کیا قرآن شریف میں ایسے شخص کو فلاح پانے والا اور فائز المرام کہا ہے؟ ہرگز نہیں اور فلاح نہ پانے اور کامیاب نہ ہونے سے یہ غرض ہے کہ دنیا میں وہ ذلیل وخوار ہوں گے۔ ہر طرح کی تنگی ان پر آئے گی۔ یا ذلت سے تباہ وبرباد کے جائیں گے۔ یہ مطلب عوام خیال کر سکتے ہیں۔ مگر جنہیں قرآن مجید پر نظر ہے اور عقل ودانش کے ساتھ دنیا کے حالات پر ان کی نظر وسیع ہے اور نیکوں اور بدوں کے واقعات کو انہوں نے عبرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ وہ یقین کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں فائز المرام ہونے سے دنیا کی کامیابی مراد نہیں ہے۔ یعنی جسے دنیا کے لوگ دنیاوی چیزوں کے فریفتہ نفس پرست کامیابی سمجھتے ہیں۔ ان آیتوں میں یہ کامیابی مراد نہیں ہے اور دنیا کی مذمت جو قرآن وحدیث میں آئی ہے وہ بھی اس کی شاہد ہے کہ ایماندار کے فائز المرام ہونے سے دنیا کا مل جانا اور اس میں خوش ہو جانا مراد نہیں ہوسکتا۔ اب اس کے شواہد اور دلائل پر نظر کی جائے۔ اس کا ثبوت قرآن مجید کے نصوص صریحہ اور واقعات زمانہ سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے۔ پہلے قرآن مجید کی آیت ملاحظہ کیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے فرعون نے جس وقت جادوگروں اور اپنے درباریوں اور رعایا کا مجمع کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضرت موسیٰ نے فرعون

سے اور تمام حاضرین جلسہ سے فرمایا: ’’**قال لهم موسٰی ویلکم لاتفترون علی الله کذبا فیسحتکم بعذاب وقد خاب من افتریٰ** (طٰہٰ:۶۱)‘‘

تمہارے حال پر افسوس آتا ہے، تم خدائے تعالیٰ پر افتراء نہ کرو، اگر ایسا کرو گے تو خدائے تعالیٰ تمہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دے گا۔ (حضرت موسیٰ نے یہ پیش گوئی خاص فرعون اور اس کے لوگوں کے لئے کی پھر عام طور سے فرمایا) اور اس کا یقین کرلو کہ جس نے خدا تعالیٰ پر افتراء کیا وہ نامراد رہا، فائز المرام نہ ہوگا۔

اس آیت میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ اوّل! فرعون کو اور اس کے ماننے والوں کو مفتری علی اللہ کہا گیا۔ حالانکہ ان میں سے کوئی الہام یا وحی کا مدعی نہیں تھا۔ دوم! عام مفتری کے لئے یہ ارشاد ہے کہ جو افتراء کرے گا وہ یقیناً نامراد رہے گا۔ اب اس کا افتراء خواہ اس طریقے سے ہو کہ وہ الہام ووحی کا جھوٹا دعویٰ کرے یا دوسرے طریقے سے ہو۔ مثلاً یہود ونصاریٰ وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے مفتری کہا ہے۔ یہ بھی مفتری ہیں۔ مگر دوسرے طریقے سے ان کا افتراء ہے۔ سوم! ایک بڑی بات قابل لحاظ یہ ہے کہ فرعون جس نے چارسو برس تک حکومت کی اور اس کے عروج اور غرور کی یہ نوبت پہنچی کہ خدائی کا دعویٰ کیا اور ’’**انا ربکم الاعلیٰ** (نازعات:۲۴)‘‘ کہا اور باوجود اسی سرکشی اور افتراء پردازی کے ایسا کامیاب رہا کہ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اور اس دراز مدت میں کبھی اسے بخار بھی نہ آیا۔ اس کی نسبت بھی ارشاد ہے کہ خائب وخاسر رہا۔ فائز المرام نہ ہوا۔ جب فرعون کی نسبت ایسا کہا گیا جس نے چارسو برس حکومت کی اور دعویٰ خدائی کر کے مخلوق خدا سے اپنے آپ کو خدا منوایا تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ دنیا میں کوئی کیسا ہی خوشحال ہو جائے کسی بلند مرتبہ پر پہنچ جائے۔ ہر طرح کی مرادیں اس کی پوری ہوں۔ اس کو قرآن مجید فائز المرام نہیں کہتا۔ اس مقصد کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اس آیت کو متعدد جگہ پیش کیا ہے۔ مگر صرف آخر کا جملہ یعنی ’’**وقد خاب من افتریٰ**‘‘ نقل کیا ہے۔ پوری آیت نقل نہیں کی۔ چونکہ پوری آیت ان کے مدعا کے خلاف تھی۔ چہارم! اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا پر افتراء کرنے والا تین چارسو برس تک نہایت کامیابی سے زندہ رہ سکتا ہے۔ کیونکہ فرعون کو مفتری کہا گیا اور باوجود مفتری ہونے کے غالباً چارسو برس تک اس نے حکومت کی

اور بہت کچھ کامیاب رہا۔ اب یہ کہنا کہ جو الہام ووحی کا جھوٹا دعویٰ کر کے خدا پر افتراء کرے وہ جلد ہلاک ہوتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں، محض زبردستی ہے جسے تھوڑی بھی عقل دی گئی ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ جو خدائی کا دعویٰ کرے اور خدا تعالیٰ کا منکر ہو اور مخلوق سے اپنی خدائی کو منوائے اور خدا کے ماننے والوں کو سخت ایذا پہنچائے وہ تو جلد ہلاک نہ ہو اور جو خدا تعالیٰ کو مان کر اپنے نفس کے لئے الہام ووحی کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ جلد ہلاک کیا جائے۔ اسے نہ کوئی عقل باور کر سکتی ہے، نہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اربعین میں ایسے مفتری کی ہلاکت کی وجہ یہی لکھی ہے کہ وہ مخلوق کو ہلاکت کی راہ بتاتا ہے اس لئے وہ خود ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ مگر تأمل سے دیکھا جائے کہ یہ وجہ تو دونوں میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح مدعی وحی اپنی جھوٹی وحی کو منوا کر مخلوق کو گمراہ کرتا ہے۔ اسی طرح فرعون نے مخلوق سے اپنی خدائی منوا کر خلق کو گمراہ کیا اور فرعون کی گمراہی جھوٹے ملہم کی گمراہی سے لاکھ حصہ زیادہ ہے۔ کیونکہ یہاں سرے سے خدا تعالیٰ جو پروردگار اور منعم حقیقی ہے۔ اسی سے نہایت زور کے ساتھ غضب کا مشتعل کرنے والا اس کا دعویٰ خدائی ہے۔ مگر اس قہار کی آتش غضب نے ایسے مفتری کو چارسو برس کی مہلت دی۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ایسا سخت مجرم گمراہ کرنے والا تو جلد ہلاک نہ ہو اور جھوٹا مدعی الہام جلد ہلاک کیا جائے۔ اسے کوئی عقل سلیم باور نہیں کر سکتی۔ افسوس ہے کہ ان کی عقل پر جو قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے خلاف اور صریح عقل کے مخالف ایسی بدیہی حماقت کو الہامی بات خیال کرتے ہیں اور اہل علم سے کہتے ہیں کہ اسے مان کر گفتگو کرو۔ بہت اچھا! ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ مگر آپ کے راہ راست پر آنے کی امید نہیں ہے۔ البتہ سب ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم'' کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اس لئے میں ایسی مثالیں بھی پیش کر چکا ہوں اور اب زیادہ توضیح کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ جس سے بعض احمدی اہل علم کی بے خبری یا حق پوشی اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ جھوٹے مدعیان وحی والہام میں ایک صالح بن طریف بھی ہے۔ اس کی کامیابی اور حالت کو ملاحظہ کیا جائے۔ آئندہ میں صالح کے علاوہ اس کی اولاد کی کچھ حالت اور پھر بعض انبیاء کی حالت بھی دکھاؤں گا۔ تاکہ دنیا کے واقعات سے بھی فلاح اور عدم فلاح کے معنی پر روشنی پڑے اور ہمارے بیان کی صداقت ظاہر ہو۔

صالح بن طریف

انتہائے مغرب میں برغواطہ کا یہ عالم اور صلحائے قوم میں تھا یہ وہ شخص ہے جس کے واقعات اور حالات پر نظر کرنے سے مرزا غلام احمد قادیانی کا بہت بڑا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے اور پھر کسی منصف مزاج کو ان کے کاذب ہونے میں تأمل نہیں رہ سکتا۔ اس کی مختصر حالت ملاحظہ کی جائے۔ اس کا باپ طریف ایک غریب شخص تھا۔ مگر دوسری صدی کے شروع میں اپنی قوم کا بادشاہ اور سردار ہو گیا تھا اور نبوت کا دعویٰ بھی اس نے کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ نبوت کے بعد اسے ایسا فروغ ہوا اور اس قدر لوگ معتقد ہوئے کہ بادشاہ ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی سرداری اور حکومت اس کے بیٹے کو ملی۔ چونکہ یہ پہلے سے عالم اور نیک مشہور تھا۔ حکومت اور سرداری ملنے سے اس کی حالت پلٹی اور ایسے خیالات اس کے بلند ہوئے کہ نبوت کا دعویٰ اور زور سے کیا اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ مجھ پر قرآن نازل ہوتا ہے اور جس طرح ہمارے قرآن مجید میں سورتیں ہیں۔ اسی طرح اس نے بھی اپنے قرآن میں سورتیں بیان کیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

سورۃ الدیک، سورۃ الحمر، سورۃ الفیل، سورۃ آدم، سورۃ نوح۔ اس کے سوا بہت انبیاء وغیرہم کے نام پر سورتوں کے نام تھے۔ سورۃ ہارت وماروت وابلیس، سورۃ غرائب الدنیا۔ ان کے معتقدین کے گمان میں اس سورۃ میں بہت کچھ علم تھا اور کچھ احکامات حلال اور حرام کے متعلق بھی اس میں تھے۔ اس سورۃ کو اس کے مریدین نماز میں پڑھتے تھے۔

اب میں فہمیدہ حضرات کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مدعی اور اس کے پیرو قرآن مجید کو مان کر اور حضرت محمد ﷺ کو سچا جان کر یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد مستقل نبی آسکتا ہے اور اس پر ایسے الہامات اور وحی ہو سکتے ہیں کہ اس میں حلال وحرام کے احکام ہوں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ قادیانی جماعت جنہیں تشریعی نبی کہتے ہیں وہ بھی آسکتا ہے اور آیت: ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ بھی صحیح ودرست رہ سکتی ہے۔ کیونکہ یہ شخص اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی کہتا تھا۔ (جب اس نے اپنے قرآن کی سورۂ غرائب الدنیا میں حرام وحلال کے احکام بیان کئے تو معلوم ہوا

کہ اس کو صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ تھا) اور اس کے پیرو اس کی تصدیق کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایسا ہی دعویٰ کیا ہے اور نہایت صراحت کے ساتھ کیا ہے۔ مگر چونکہ ان کی باتیں نہایت پیچیدہ ہوتی ہیں اور ان کے کلام میں بہت تخالف ہے۔ ایک ہی دعویٰ کی نسبت کہیں اقرار ہے اور بہت زور کے ساتھ دعویٰ کیا ہے اور کہیں اس سے انکار ہے اور اس میں کوئی قید لگادی ہے اور اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے مختلف مواقع اور مختلف طبیعتوں کا خیال کر کے مختلف باتیں کہیں ہیں تاکہ ہر ایک موقع پر جو مناسب ہو وہ قول پیش کر دیا جائے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی نے نہایت شدومد سے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ (اس کے ثبوت میں خاص رسالہ لکھا گیا جس کا نام ''دعویٰ نبوت مرزا'' ہے اور صحیفہ رحمایہ نمبر۶، ۷ میں چھپا ہے۔ پہلے تو مرزائی اکثر یہی کہتے تھے کہ مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ اب دیکھئے کیا باتیں بتاتے ہیں) اور صاحب شریعت نبی ہونے کا انہیں دعویٰ ہے ان کا رسالہ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) دیکھا جائے۔ مگر ان کے مریدین چونکہ جانتے ہیں کہ یہ دعویٰ کرنا صریح آیت قرآنیہ مذکورہ سے انکار ہے۔ اس لئے عوام کے دھوکا دینے کو باتیں بناتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔ حالانکہ محض غلط ہے۔ تمام اہل لغت اور مفسرین خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے لکھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں۔ مگر جب مرزا قادیانی نے صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیا تو یہ جواب بھی غلط ہوگیا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی اپنے دعویٰ کے بموجب صاحب شریعت ہی ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض احکام بھی منسوخ کئے۔ مثلاً جہاد کو منسوخ کیا۔ حیثیت سے زیادہ دین کو منسوخ کیا۔ اس لئے نبوت کی کوئی قسم باقی نہیں رہی۔ جس کے خاتم جناب رسول اللہ ﷺ ٹھہریں اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کے بموجب آیت: ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' غلط ہوگئی۔ (نعوذ باللہ منہ) مگر جس طرح صالح باوجود دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کے امت محمدی ﷺ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا، اسی طرح مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کرتے ہیں اور عوام کے بہکانے کو کوئی بیہودہ بات بنا دیتے ہیں۔ مگر صالح مرزا قادیانی سے زیادہ سلطان القلم تھا۔ اس کی وجہ نہایت ظاہر ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے نزول قرآن کا دعویٰ کیا۔

اس نے بھی کیا اور اس ملک کے بہت اہل زبان اس پر ایمان لے آئے۔ یہاں تک کہ نماز میں اسے پڑھتے تھے۔ مرزا قادیانی نے اگرچہ معجز کلام کا دعویٰ کیا۔ مگر ایسا دعویٰ نہ کر سکے۔ جیسا صالح نے کیا تھا۔ صرف اتنا ہی کیا کہ چند آیات قرآنیہ کی نسبت یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ میرا الہام ہے اور بعض اپنے رسولوں کی نسبت اعجاز کا دعویٰ کیا۔ اسی سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جو جھوٹا بات بنانا چاہے اور الفاظ قرآنیہ میں عام کو خاص اور خاص کو عام کر کے اور نئے معنی تراش کر اپنے موافق کر سکتا ہے اور ماننے والے ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے ایران کی توران ملائیں اور آیات کے نئے معنی تراش کر سنائے تو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جدت پسند طبیعتیں نئی باتوں کو بہت پسند کرتی ہیں۔ ایسے ہی حضرات نے انہیں پسند کیا۔ صالح نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ مہدی اکبر میں ہوں۔ جن کی خبریں حدیثوں میں آئی ہیں۔ جن کا ظہور آخر زمانے میں ہوگا۔

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ جھوٹا مدعی جس نے وحی والہام کا اس زور سے دعویٰ کیا کہ دوسرے قرآن کا نزول اپنے اوپر بتایا۔ کس قدر کامیاب ہوا۔ تاریخ ابن خلدون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ چھیالیس برس یا اس سے بھی کچھ زائد دعویٰ نبوت کے ساتھ اس نے بادشاہت کی اور اس کی اولاد میں کئی سو برس تک بہت زور سے بادشاہت رہی۔ ملاحظہ کیا جائے۔ تاریخ مذکور کی (جلد۶ص۲۰۷) میں پہلے لکھا ہے کہ اس کا باپ مرا اور اس کی سلطنت کا یہ مالک ہوا۔ پھر اس کے دعویٰ نبوت اور نزول قرآن کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ صالح کا ظہور یعنی اس کے دعوے کی ابتداء یا اس کا شہرہ ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں ہوا۔

نوٹ: صالح بن طریف کے حالات (ائمہ تلبیس ج۱ص۱۹۱تا۱۹۴) میں مولانا رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ نے ’’الاستقصاء الاخبار الدول المغرب الاقصیٰ‘‘ مطبوعہ مصر کے حوالہ سے تحریر فرمائے ہیں جو قابل مطالعہ ہیں۔

ابن خلدون کی عبارت

’’وکان ظهور صالح هذا فی خلافة هشام بن عبدالملک سنة سبع وعشرین من المائة الثانية من الهجرة...... ثم زعم انه المهدی الاکبر الذی یخرج فی اٰخرالزمان وان عیسٰی یکون صاحبه ویصلی خلفه وان

اسمه فی العرب صالح وفی سریان مالک وفی العجمی عالم وفی العبرانی روبیا وفی البربری وربا ومعناه الذی لیس بعده نبی وخرج الی المشرق بعد ان ملک امرهم سبعا واربعین سنة ووعدهم انه یرجع الیهم فی دولة السابع منهم واوصٰی بدینه الٰی ابنه الیاس وعهد الیه بموالات صاحب الاندلس من بنی امیة وباظهار دینه اذا قوی امرهم. واقام بامره بعده ابنه الیاس ولم یزل مظهر الاسلام مسرا لما اوصابه ابوه من کلمة کفرهم وکان طاهراً عفیفا زاهداً وهلک خمسین سنة من ملکه وولی امرهم من بعده ابنه یونس فاظهر دینهم ودعا الٰی کفرهم وقتل من لم یدخل فی امرہٖ حتی حرق مدائن تامسنا وما والاها یقال انه حرق ثلث مائة وثمانین مدینة واستلحم اهلها بالسیف لمخا لفتهم ایاه...... قال زمور ورحل یونس الٰی المشرق وحج ولم یحج احد من اهل بیته قبله ولا بعده وهلک لا ربع واربعین سنة من ملکه وانتقل الامر عن بنیه وولی امرهم ابوغفیر محمد بن معاد بن الیسع بن صالح بن طریف فاستولی علی ملک برغواطه واخذ بدین اٰبائه واشتدت شوکته وعظم امره وکانت له فی البربر وقایع مشهورة وایام مذکورة...... واتخذ ابوغفیر من الزوجات اربعا واربعین وکان له من الولد مثلها اواکثر وهلک اخریات المائة الثالثة لتسع وعشرین سنة من ملکه وولی بعده ابنه ابوالانصار عبدالله فاقتفی سننه وکان کثیر الدعوة مهاباً عند ملوک عصره یها دونه ویدا فعونه بالمواصلة وکان حافظا للجار وفیا بالعهد وتوفّٰی سنة احدی واربعین من المائة الرابعه لا ربع واربعین سنة من ملکه ودفن بامسلاخت وبها قبره وولی بعده ابنه ابو منصور عیسٰی ابن اثنین وعشرین سنة فسار بسیرة آبائه وادعی النبوة والکهانة واشتد امره وعلی سلطانه ودانت له قبائل المغرب‘‘ (ابن خلدون ج۶ ص۲۰۷،۲۰۸)

’’یعنی ۱۲۷ہجری میں دعویٰ نبوت کے بعد اس نے یہ کہا کہ مہدی اکبر میں ہوں جو آخر وقت میں ظہور کریں گے اور عیسیٰ ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ چونکہ سلف میں یہ امر محقق اور سب کا مسلم تھا کہ مہدی اور عیسیٰ دو ہیں اور مہدی اکبر کے وقت مسیح کا نزول ہوگا اور امام مہدی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔ اس لئے وہ کہتا تھا کہ میں مہدی اکبر ہوں اور عیسیٰ میرے مصاحب ہوں گے۔ عرب کی زبان میں اس کا نام صالح تھا اور سریانی میں مالک اور فارسی میں عالم اور عبرانی میں، روبیا اور بربری میں دریا اس لفظ کے معنی خاتم النّبیین کے ہیں۔ غرضیکہ سینتالیس برس سلطنت اور نبوت کی وجہ سے اپنی قوم کے دینی اور دنیاوی امور کا حاکم رہ کر غالباً زہد کے غلبہ سے مشرق کی جانب کسی پہاڑ کی طرف یا مکہ معظّمہ چلا گیا اور اپنے لوگوں سے وعدہ کر گیا کہ تمہاری ساتویں پشت کا جو بادشاہ ہوگا اس وقت میں لوٹ کر آؤں گا۔ یہ وعدہ صاف شہادت دیتا ہے کہ اس پر زہد کا غلبہ ہوگیا تھا اور اس کی وجہ سے اس کے خیال میں سما گیا تھا کہ اس مدت تک میں زندہ رہوں گا۔ اس لئے پیش گوئی کرتا تھا کہ پھر آؤں گا اور اپنے بیٹے کو اپنے مذہب پر چلنے کی وصیت کی اور اس سے عہد لیا کہ اندلس کے حاکم سے دوستی رکھنا اور جب تمہاری حکومت کی حالت بمقابلہ اس کے خوب مضبوط ہو جائے۔ اپنے دین کا اظہار حاکم اندلس سے یا عام طور سے کرنا اس کے جانے کے بعد اس کا بیٹا اس کی حکومت کا مالک ہوا اور اپنے تمام عہد حکومت میں خالص اسلام کا پابند رہا اور جن عقائد کفریہ کی وصیت اس کے باپ نے کی تھی انہیں پوشیدہ رکھا۔ یہ شخص پاکباز اور زاہد تھا۔ شاید اسی وجہ سے اسے اپنے باپ کی نبوت میں تردد ہوگیا ہو اور اس نے اس کے مذہب کا اظہار نہ کیا ہو۔ الیاس پچاس برس حکومت کر کے مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا یونس بادشاہ ہوا۔ اس نے بادشاہ ہوتے ہی اپنے دادا کے مذہب کا اعلان کر دیا اور لوگوں کو اس کے ماننے پر مجبور کیا اور جس نے نہ مانا اسے قتل کیا۔ یہاں تک کہ بعض شہروں کو جلا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ تین سو اسی شہر جلا دیئے گئے اور ان کے باشندہ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد بقول رمون یونس حج کو گیا اور اس کے علم میں نہ اس سے پہلے اس کے گھر کے لوگوں میں کسی نے حج کیا تھا نہ اس کے بعد (الحاصل باوجود ایسے ظلم وتعدی کے اپنے دادا کی گمراہی کو پھیلاتا رہا۔ مگر چوالیس برس بادشاہت کر کے معمولی موت سے اس نے انتقال کیا اور اس عرصہ دراز تک خدائے قہار کے آتش غضب نے اسے نہیں کھایا)

اس کے بعد یونس کے بیٹے کو سلطنت نہیں ملی بلکہ ابوغفیر کو ملی جو اس کا بھتیجا اور صالح کے دوسرے بیٹے یسع کا پوتا تھا۔ غرضیکہ صالح کا دوسرا پوتا بادشاہ ہوا اور برغواطہ کے تمام ملک پر غالب ہوگیا اور اپنے باپ دادا کے مذہب کو اختیار کیا اور اس کی حکومت وشوکت بہت زور کی ہوئی۔ اس نے چوالیس بیبیاں کیں اور اسی قدر اس کے اولاد ہوئی اور ۲۹ برس بادشاہی کر کے مرا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ بادشاہ ہوا۔ اس نے بھی اپنے باپ ابوغفیر کا طریقہ اختیار کیا۔ یعنی اپنے دادا صالح کا مذہب اختیار کیا اور لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بہت بلاتا تھا۔ اس کے وقت میں دوسرے بادشاہ اس سے ڈرتے تھے اور اس سے میل کر کے اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ یہ شخص اپنے پڑوسی کے حقوق کا لحاظ رکھتا تھا اور اپنے عہد کو پورا کرتا تھا۔ (مگر افسوس ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک خدا تعالیٰ اپنے عہد کو پورا نہیں کرتا) ابوالانصار ۴۴ برس بادشاہت کر کے ۲۴۱ھ میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابومنصور عیسیٰ ۲۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا اور اپنے باپ دادا کا طریقہ اختیار کیا اور نبوت وکہانت کا مدعی ہوا اور اس کی سلطنت بہت زور کی ہوئی اور مغرب کے تمام قبیلے اس کے مطیع ومنقاد ہوگئے۔'' ابن خلدون کا مضمون ختم ہوا اس سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔

۱...... صالح نے وحی اور الہام کا دعویٰ کیا۔ اس کا ثبوت دو وجہ سے ہے۔ اوّل یہ کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ وحی والہام خداوندی کا دعویٰ کئے بغیر اس کے نبوت کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ دوسرے یہ کہ اس نے نزول قرآن کا دعویٰ کیا۔ اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ پر قرآن شریف نازل ہوتا رہا۔ اسی طرح صالح کہتا ہے کہ مجھ پر نازل ہوتا رہا۔ جس طرح قرآن مجید میں سورتیں ہیں۔ اسی طرح وہ بھی اپنے قرآن کی سورتوں کا نام بتاتا ہے۔ دعویٰ وحی کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے۔ اب اگر کوئی مرزائی کسی تاریخ میں ان سورتوں کو نہ دیکھے تو صالح کا دعویٰ وحی والہام غلط نہیں ہوسکتا۔

۲...... دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صالح کا چلا جانا کسی خوف کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ وہ نہایت اطمینان سے اپنے بیٹے کو بادشاہ بنا کر اور اسے وصیت کر کے گیا۔ جانے کی وجہ اوپر بیان کر دی گئی ہے۔ اب جن کی آنکھیں ہوں اور علم سے انہیں کچھ حصہ ملا ہو وہ ابن خلدون کے ص۲۰۷ کی سطر ۲۴ سے ۲۶ تک ملاحظہ کریں۔ جانے کے وقت صالح نے چار باتیں کہیں

اوّل اس نے اپنے سب متعلقین کے روبرو پیشین گوئی کی کہ جس وقت تم میں ساتواں بادشاہ ہوگا اس وقت میں آؤں گا۔ صالح نے پیشین گوئی اپنی قوم برغواطہ سے کی تھی۔ اس قوم میں اوّل بادشاہ طریف ہوا۔ دوسرا صالح اور ساتواں ابومنصور عیسیٰ ہوا جس نے بادشاہت کے ساتھ نبوت کا بھی دعویٰ کیا۔ اس پیشین گوئی سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ اسے اپنی قوم میں بلکہ خاص اپنی اولاد میں عرصہ تک سلطنت رہنے کا یقین تھا۔ اب جس طرح مرزاقادیانی کی پیشین گوئیوں میں باتیں بنائی جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ کیونکہ جس طرح یہ بادشاہ اور مدعی نبوت تھا اسی طرح اس کی اولاد میں برغواطہ قوم کا ساتواں بادشاہ نبوت ہوا۔ اس کی نسبت صالح کا یہ پیشین گوئی کرنا کہ میں ساتویں پشت میں آؤں گا، بے جا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی قوم کا ساتواں بادشاہ اس کی اولاد میں ہونا اور اس کے ساتھ اس کا دعویٰ نبوت کرنا گویا اسی کا لوٹ کر آنا ہے۔

ایک اور طریقے سے بھی اس پیشین گوئی کی صحت ہوسکتی ہے۔ وہ یہ کہ جس طرح مرزاقادیانی نے مخصوص عقائد اسلامیہ کے اصلی مقاصد کو بدل دیا۔ اسی طرح صالح اگر تناسخ کا قائل ہو تو عجب نہیں۔ اسی لئے ممکن ہے کہ اس کی قوم ابوالمنصور کے جون میں صالح کا آنا خیال کرتی ہو اور ابوالمنصور کے آنے کو صالح کا آنا سمجھتی ہو اور تناسخ کا مسئلہ ایسا ہے کہ بعض (خام خیال) مسلمان بھی اس کے قائل ہوگئے ہیں۔ مولوی قلندر علی پانی پتی جو راجہ کشمیر کے وزیر کرپارام اور اس کے بیٹے اننت رام کے استاذ تھے۔ وہ قرآن مجید کی آیات سے ثابت کرتے تھے۔ جس طرح مرزائی خداتعالیٰ کی وعدہ خلافی قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے خدائے قدوس پر جو سخت الزام آتا ہے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

الحاصل! جس طرح مرزائی مرزاقادیانی کی پیشین گوئیوں کو پیش کیا کرتے ہیں اسی طرح برغواطہ اس پیشین گوئی کو پیش کرتے ہوں گے یا پیش کر سکتے تھے۔

دوم...... جانے کے وقت خاص اپنے بیٹے سے اپنے مذہب کی وصیت کی یعنی اس پر قائم رہنا۔

سوم...... تاکید کے ساتھ یہ وصیت کی کہ اندلس کے حاکم سے دوستی رکھیو۔ (یہ حاکم بنی امیہ میں تھا)

چہارم...... یہ کہا کہ جب تمہاری سلطنت کے امور (بمقابلہ بنی امیہ کے) قوی ہوجائیں تو اپنا مذہب خاص اندلس کے حاکم پر یا عام بنی امیہ پر پیش کرنا۔ ایسی صراحتوں کے ساتھ کسی ذی علم کا یہ کہنا کہ صالح خوف کی وجہ سے بھاگ گیا۔

سوائے اس کے کہ وہ قصداً ناواقفوں کو دھوکا دیتا ہے۔ اپنے کسی نفع کے واسطے یا اللہ نے اس کے علم وفہم کو سلب کر لیا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔

۳...... تیسری بات یہ ثابت ہوئی کہ صالح نے ۴۷ برس دعویٰ نبوت کیا۔ اس کے بعد جب اس دراز مدت تک نبوت اور سلطنت کر چکا اور بوڑھا ہوگیا اس وقت وہ جانب مشرق یعنی مکہ معظّمہ کی طرف یا پہاڑوں میں چلا گیا۔ اگر حق طلبی ہے تو اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔ اس مقام پر ابن خلدون نے کئی پشتوں تک کسی کا سنہ وفات نہیں بیان کیا۔ بلکہ صرف تخت نشینی کی مدت بیان کی۔ البتہ ابوالانصار کا سنہ وفات اور اس کی سلطنت کی مدت دونوں بیان کی ہیں۔ اب حساب کرنے سے صالح کا دعویٰ نبوت کا زمانہ بخوبی معلوم ہوسکتا ہے۔ ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیا جائے۔ اس نقشہ سے صالح کی نبوت کا زمانہ اور اس کی اولاد کی سلطنت کا وقت معلوم ہوتا ہے۔

نام: ابوالانصار عبداللہ۔

کیفیت: اس کی وفات اور سلطنت کی مدت ابن خلدون نے لکھی ہے جس سے ظاہر ہے کہ ۲۹۷ھ میں یہ بادشاہ ہوا اور ۳۴۱ھ میں انتقال کر گیا۔

وفات: ۳۴۱ھ، زمانہ۔ سلطنت: ۴۴۔

حساب: ۳۴۱، ۴۴، ۲۹۷۔ سنہ جلوس: ۲۹۷ھ

نام: ابوغفیر محمد۔

کیفیت: یہ ابوالانصار کا باپ ہے۔

وفات: ۲۹۷ھ سلطنت: ۲۹ سال

حساب: ۲۹۷، ۲۹، ۲۶۸۔ سنہ جلوس: ۲۶۸ھ

نام: یونس

کیفیت: یہ صالح کا پوتا اور ابوغفیر کا چچا ہے۔ جب اس کے مرنے کے بعد اس کا بھتیجا اور ابوغفیر بادشاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ابوغفیر کا سنہ جلوس یونس کی وفات کا سنہ ہے۔

وفات: ۲۶۸ھ۔ سلطنت: ۴۴۔

حساب: ۲۶۸، ۴۴، ۲۲۴۔ سنہ جلوس: ۲۲۴ھ

نام: الیاس۔

کیفیت: یہ صالح مدعی نبوت کا بیٹا اور یونس کا باپ ہے۔ جب اس کے مرنے کے بعد ہی یونس بادشاہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ۲۲۴ھ میں اس کی وفات اور ۱۷۴ھ میں اپنے باپ صالح کے بعد بادشاہ ہوا۔

وفات: ۲۲۴ھ۔ سلطنت: ۵۰ سال

حساب: ۱۷۴،۵۰،۲۲۴۔ سنہ جلوس: ۱۷۴ھ

نام: صالح بن طریف۔

کیفیت: یہی مدعی نبوت ہے اس کے دعویٰ کا ظہور ۱۲۷ھ میں ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۷۴ھ میں سلطنت چھوڑ کر اپنے بیٹے الیاس کو اپنا قائم مقام کر کے چلا گیا۔

اس نقشہ سے یقینی طور سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ صالح بن طریف ۱۷۴ھ میں اپنے بیٹے الیاس کو سلطنت حوالہ کر کے گیا ہے۔ اب اس نقشہ کو سیدھے طور سے جانچ لیجئے اور ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

نام: صالح بن طریف۔

ابتداء ظہور دعویٰ یا ابتدائے سلطنت: ۱۲۷ھ۔

انتہاء: ۱۷۴ھ، مدت دعویٰ یا تخت نشینی: ۴۷ برس۔

نام: الیاس۔

ابتداء ظہور دعویٰ یا ابتدائے سلطنت: ۱۷۴ھ۔

انتہاء: ۲۲۴ھ، مدت دعویٰ یا تخت نشینی: ۵۰ برس۔

نام: یونس۔

ابتداء ظہور دعویٰ یا ابتدائے سلطنت: ۲۲۴ھ۔

انتہاء: ۲۶۸ھ، مدت دعویٰ یا تخت نشینی: ۴۴ برس۔

نام: ابوغفیر۔

ابتداء ظہور دعویٰ یا ابتدائے سلطنت: ۲۶۸ھ

انتہاء: ۲۹۷ھ، مدت دعویٰ یا تخت نشینی: ۲۹ برس۔

نام: ابوالانصار۔

ابتداء ظہور دعویٰ یا ابتدائے سلطنت: ۲۹۷ھ

انتہاء: ۳۴۱ھ، مدت دعویٰ یا تخت نشینی: ۴۴ برس۔

اس نقشہ سے بھی پہلے نقشہ کی صحت ظاہر ہوگئی۔ اب معلوم ہوا کہ صالح ۱۷۳ھ کو پورا کر کے ۱۷۴ھ میں گیا۔ کیونکہ مؤرخ نے ابوالانصار کی موت کا جو سنہ لکھا ہے وہ اسی حساب سے مطابق ہوتا ہے جو نقشہ میں لکھا گیا۔ اب اس کا ثبوت کہ ۴۷ برس تک صالح نے دعویٰ کیا۔ دو طور سے بخوبی ہوتا ہے۔ اوّل مؤرخ کے بیان سے کہ وہ طریف کے مرنے کا ذکر کر کے لکھتا ہے: ''**وولی مکانه ابنه صالح وکان من اهل العلم والخیر فیهم ثم انسلخ من آیات الله وانتحل دعویٰ النبوة**''

یعنی طریف کے مرنے کے بعد اس کی جگہ اس کا بیٹا صالح مالک ہوا۔ یہ شخص عالم اور صاحب خیر تھا۔ مگر بادشاہ ہونے کے بعد آیات خداوندی سے علیحدہ ہو کر جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے لگا اور دوسرے قرآن کے نزول کا دعویٰ کیا۔ یہ سب بیان کر کے مؤرخ اس کے ابتدائے دعویٰ نبوت یا اس کی شہرت کے وقت کو بیان کرتا ہے اور لکھتا ہے: ''**وکان ظهور صالح هذا من سنة سبع وعشرین من المائة الثانیة من الهجرة**'' یعنی صالح کے ظہور کا دعویٰ اور اس کی شہرت کی ابتداء ۱۲۷ھ سے ہوئی۔ کیونکہ دعویٰ کا ذکر مؤرخ پہلے بیان کر چکا ہے۔ اب بالضرور ظہور صالح سے یہی غرض ہوسکتی ہے کہ اس کے دعویٰ کا وقت یا دعویٰ کی شہرت کا وقت بیان کرتا ہے۔ اس عرصہ میں صالح کہیں پوشیدہ نہیں تھا، جس کے لئے ظہور کا وقت بیان کیا گیا۔ البتہ اس کا دعویٰ پوشیدہ تھا جس کا ظہور سنہ مذکور میں ہوا۔ اہل علم جن کو عربی عبارت کے سمجھنے کا ذوق ہے وہ یہی مطلب اس عبارت کا کریں گے جو میں نے بیان کیا۔ اس کا ثبوت بعد کی عبارت سے اور محاورہ اہل زبان سے بخوبی کر دیا گیا ہے۔ اب مؤرخ کا یہ قول: ''**وخرج الی المشرق بعد ان ملک امرهم سبعا واربعین سنة**'' یعنی بعد اس بات کے کہ سینتالیس برس رعایا کی تمام باتوں کا مالک رہا اور سیاسی اور مذہبی حکومت اس کے اختیار میں رہی۔ سلطنت چھوڑ کر مشرق کی طرف چلا گیا۔ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ صالح کا زمانہ سلطنت اور زمانہ نبوت ایک تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ تخت نشین

ہوتے ہی اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ظاہر حالت سے بھی یہی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا باپ پہلے سے بادشاہت حاصل کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے اس کی تعلیم میں پوری توجہ کی ہوگی اور چونکہ یہ خود بھی نیک تھا تو علم کا شائق بھی ہوگا اور اپنے باپ کے مرنے سے پہلے ہی علم کے کمال درجہ کو پہنچ چکا ہوگا اور مزاج میں علو اور تکبر سما گیا ہوگا۔ اس لئے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی اس کا خیال علو کمال مرتبہ کو پہنچ گیا اور یہی خیال دعویٰ نبوت کا باعث ہوا اور سینتالیس برس دعویٰ نبوت کے ساتھ بادشاہت کی۔ الغرض اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ صالح نے کامل چھیالیس برس دعویٰ نبوت کیا اور سینتالیسویں برس اپنے بیٹے کو بادشاہت دے کر چلا گیا۔ اس تاریخ میں اس کا کہیں اشارہ بھی نہیں ہے کہ کس خوف سے وہ چلا گیا۔ بلکہ چلنے کے وقت اس نے جو وصیتیں اپنے بیٹے کو کیں ان سے اظہر من الشمس ہے کہ اس نے پورے اطمینان کی حالت میں سلطنت چھوڑ کر جانے کا ارادہ کیا اور سلطنت چھوڑنے کی وجہ بجز اس کے کوئی سمجھ میں نہیں آتی کہ قلبی حالت نے اسے مجبور کیا۔ آخر ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ اسی وجہ سے بادشاہت سے علیحدہ ہوکر درویش ہوگئے۔ گو خیالات میں اور حالت میں نوعی اختلاف ہو۔ مگر غرض یہ ہے کہ قلبی حالت ایسی ہوسکتی ہے کہ انسان بادشاہت کو چھوڑ دے۔ جس وقت صالح نے جانے کا ارادہ کیا ہے اس وقت کوئی اس کا مخالف اس پر چڑھ کر نہیں آیا تھا۔ کسی بادشاہ نے اسے دھمکی بھی نہیں دی تھی۔ بلکہ مؤرخ نے کسی مخالف کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اس کے قریب ہی بنی امیہ کا جو بادشاہ تھا اس سے ایسی دوستی اور رابطہ تھا کہ جانے کے وقت اپنے بیٹے سے اس سے رابطہ رکھنے کی وصیت کر گیا۔ پھر خوف کس کا اسے ہوتا بلکہ جانے کے وقت اس کا یہ کہنا کہ ساتویں بادشاہ کے وقت میں میں پھر آؤں گا اور اپنے بیٹے کو سلطنت حوالہ کرنا اور اس کے جانے کے بعد اس کی اولاد میں زور شور کے ساتھ سلطنت رہنا نہایت بدیہی دلیل ہے کہ وہ کسی خوف وخطر کی وجہ سے سلطنت سے علیحدہ نہیں ہوا۔ ایسا خیال وہی کر سکتا ہے جس کی عقل وفہم نے جواب دے دیا ہو۔

اب جو حضرات خدا اور رسول کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں کتاب اللہ کے سمجھنے کا شوق ہے وہ غور سے ملاحظہ کریں کہ اس وقت میں نے سات بادشاہوں کا ذکر کیا۔ یعنی فرعون، صالح بن طریف، الیاس، یونس، ابوغفیر، ابوالانصار، ابوالمنصور عیسیٰ۔ یہ ساتوں

شخص باوجود کافر اور مفتری علی اللہ ہونے کے دنیا کے بادشاہ ہوگئے اور ۲۳برس سے زیادہ اور بعض بہت زیادہ نہایت شان سے بادشاہت کرتے رہے۔ ان میں سے سب سے اوّل فرعون ہے جس نے چار سو برس کی عمر پائی اور حکومت کرتا رہا اور اس وقت کے ایمانداروں کو یعنی بنی اسرائیل کو اقسام کی تکلیفیں دیتا رہا اور پھر بادشاہت کے ساتھ خدائی کا دعویٰ بھی کیا اور اس قوت اور فائز المرامی سے کہ کوئی اس کا مخالف نہیں ہوا جو اسے ضرر پہنچاتا اور اتنی مدت میں اسے بخار تک نہیں آیا۔ یہ وہ عظیم الشان کافر ہے جس نے مخلوق کو اپنی خدائی کی طرف بلایا اور خدائے برحق سے انکار کرایا۔ جس کی مذمت بار بار قرآن مجید میں کی گئی ہے اور خاص طور پر اسے مفتری علی اللہ ٹھہرا کر قرآن میں ارشاد ہوا: ’’وقد خاب من افترٰی (طٰہٰ:۶۱)‘‘ یعنی جس نے خدا پر افتراء کیا وہ ضرور خائب وخاسر رہا۔ فرعون خائب وخاسر ہوا مگر کئی سو برس کے بعد، دوسرا صالح یہ وہی مدعی نبوت ہے جس کا ذکر ابھی کیا گیا۔ جس نے ۴۷برس تک باوجود جھوٹے دعویٰ وحی والہام اور مفتری علی اللہ ہونے کے بادشاہت کی اور تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس مدت کے بعد بھی وہ نہ خود مرا اور نہ مارا گیا۔ بلکہ اپنے بیٹے کو بادشاہت حوالہ کر کے چلا گیا۔ تیسرا ان میں الیاس ہے۔ اس نے اگرچہ اپنے باپ کے دین کو فروغ نہیں دیا مگر اس نے انکار بھی نہیں کیا۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس کی گمراہی سے یہ راضی رہا۔ چوتھا ان میں یونس ہے جس نے بادشاہ ہوکر اپنے دادا صالح کی گمراہی کو نہایت ظلم وتعدی سے ترقی دی اور ہزاروں بلکہ لاکھوں مخلوق کو گمراہ کیا۔ مگر چوالیس برس بادشاہت کر کے اپنی طبعی موت سے مرا۔ یہ کامیابی صالح مفتری کی وراثت ہی سے ملی تھی۔ اس نے اس کے افتراء کو بہت کچھ ترقی دی۔ اس کی فائز المرامی اس کے دادا صالح کی فائز المرامی ہے۔ مرزاقادیانی کے کہنے کے بموجب صالح کو ۲۳برس کے اندر ذلت کی موت سے مرنا چاہئے۔ مگر یہ نہیں ہوا بلکہ وہ ہر طرح کی کامرانی سے ۴۷برس بادشاہت کر کے اپنے جگر گوشہ کو سلطنت دے گیا۔ پھر اس کے بیٹے اور پوتے نے ۹۵برس تک عیش وعشرت کی اور اپنے باپ دادے کی فائز المرامی کا ثبوت مخلوق کو دکھایا۔ پانچواں ان میں ابوغفیر ہے جس کی نسبت مؤرخ لکھتا ہے کہ اس نے اپنے باپ دادے کا مذہب اختیار کیا۔ یعنی صالح کا۔ ’’واشتدت شوکۃ وعظم امرہ‘‘ یعنی اس کی شوکت اور حکومت بہت سخت اور عظیم الشان ہوئی۔ الغرض باوجود مفتری ہونے کے ۲۹برس تک بادشاہ رہا اور پھر بھی کسی قسم کا زوال نہیں آیا اور سلطنت اپنے بیٹے کو دے

گیا۔ چھٹا ان میں ابوالانصار ہے جس نے اپنے باپ دادے کا طریقہ اختیار کیا اور جس طرح اس کے باپ دادا خدا پر افتراء کر کے کافر ہوئے تھے یہ بھی کافر ہوا۔ مگر اس کی عظمت شوکت ایسی ہوئی کہ اس کے وقت کے بادشاہ اس سے ڈرتے تھے اور تحفہ تحائف بھیج کر اسے راضی رکھتے تھے اور اس شوکت وعظمت کے ساتھ ۴۴ برس اس نے بادشاہت کی اور اپنے بیٹے کو بادشاہ کر گیا۔ ساتواں ان میں ابومنصور عیسیٰ ہے۔ یہ ساتواں بادشاہ ہے۔ براغواطہ قوم میں ۲۲ برس کی عمر میں ۳۴۱ھ میں اپنے باپ کی سلطنت کا مالک ہوا۔ اس نے سلطنت پر بیٹھتے ہی نبوت کا دعویٰ کیا اور بیان سابق کے لحاظ سے اس کی دادا صالح کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اس کی حکومت اور سلطنت بہت زور وشور کی ہوئی اور مغرب کی تمام قومیں اس کی مطیع ہوگئیں اور ایسی مطیع اور معتقد ہوئیں کہ تمام قبائل کے سردار اسے سجدہ کرتے تھے۔ اس شوکت وعظمت کے ساتھ ۲۷ برس تک یا اس سے بھی کچھ زیادہ اس نے بادشاہت کی۔ ۳۶۸ھ میں بلکین اس پر چڑھ آیا اور اس کی قوم پر جہاد کیا۔ اس میں یہ مارا گیا۔ مگر دعویٰ نبوت سے ۲۳ برس کے بعد مارا گیا۔ اس مدت کے اندر نہ اپنی موت سے مرا اور نہ کسی نے اسے قتل کیا۔

(تاریخ ابن خلدون ج۶ ص ۲۰۸،۲۰۹)

بغور دیکھا جائے مؤرخ مذکور اس کے والد ابوالانصار کی موت کو بیان کر کے لکھتا ہے: ’’**وولی بعده ابنه ابو منصور عیسیٰ ابن اثنین وعشرین سنة فسار سیر آبائه وادعی النبوة والکهانة واشتد امره وعلا سلطانه ودانت له قبائل المغرب**‘‘ ابوالانصار کے بعد اس کا بیٹا ابوالمنصور عیسیٰ ۲۲ برس کی عمر میں اپنے باپ کی سلطنت کا مالک ہوا اور اپنے باپ دادا کی روش اس نے اختیار کی اور نبوت اور کہانت کا دعویٰ کیا اور اس کی حکومت اور سطوت زبردست ہوئی اور مغرب کے تمام قبیلے اس کے مطیع ہوگئے۔

(اس جملہ کا عطف ولی پر ہے، یا سار پر اور واؤ عاطفہ کے ساتھ عطف ہے جس سے ولایت اور دعویٰ نبوت کی معیت اور جمعیت ظاہر ہوتی ہے۔ جو اس کے خلاف دعویٰ کرے وہ ثابت کرے)

یہ عبارت صاف طور سے شہادت دیتی ہے کہ ابومنصور جب بادشاہ ہوا ہے اسی وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور دعویٰ نبوت اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اس نے وحی

والہام الٰہی کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ کیونکہ نبوت کا علم مدعی نبوت کو وحی کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے جھوٹے مدعی کو بھی یہ دعویٰ کرنا ضرور ہے کہ مجھ پر وحی آئی اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ میں نبی ہوں اور دعویٰ نبوت کے ساتھ کہانت کا بھی دعویٰ تھا۔ اس لئے پیشین گوئی کرنا بھی ضرور ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ تمام مغرب کے قبیلے اس کے مطیع اور معتقد ہوگئے۔ یہاں تک کہ اسے سجدہ کرنے لگے۔ بالآخر بقول مشہور ہر کمالے راز والے یہ مارا گیا اس کے بعد بلکین نے اس کی قوم میں بہت خونریزی کی۔ اس کے بعد بھی صالح کی قوم پر جہاد ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ابوبکر نے ان کی بیخ وبنیاد اکھیڑ کر پھینک دی اور روئے زمین سے ان کا نشان مٹا دیا۔ اس قوم کا آخری بادشاہ ابوحفص عبداللہ تھا۔ ابومنصور عیسیٰ کی اولاد میں یہ آخری بادشاہ پانچویں صدی کے آخر میں تھا۔

ابن خلدون (ج۶ص۲۰۹) میں لکھتا ہے: ’’**فزحف الیھم ابوبکر بن عمر امیر ملتوئة فی المرابطین من قومه وکانت له فیھم وقائع استشھد فی بعضھا صاحب الدعوة عبداللہ بن یاسین الکبروی ۴۵۰ واستمر ابوبکر وقومه من بعده علی جھادھم حتی استاصلوا شافتھم ومحوا من الارض آثارھم**‘‘

الغرض جس طرح صالح بن طریف نے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو غلط کردیا تھا اسی طرح ابومنصور نے بھی ان کے دعوے کو ان کے خیال اور ان کے اقرار کے بموجب غلط کیا۔ یعنی ان کا دعویٰ تھا کہ کوئی جھوٹی وحی والہام کا دعویٰ کر کے تئیس برس زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ اس مدت کے اندر ذلت کی موت سے ہلاک کردیا جاتا ہے۔ ان دونوں مدعیان نبوت نے اس دعویٰ کو غلط ثابت کردیا۔ ان گزشتہ واقعات کو ذہن نشین کر کے اس زمانے کی حالت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھئے۔ کیا ہورہا ہے؟ یہود، نصاریٰ، آریہ، مشرکین وغیرہ کی دنیاوی کامیابی اہل اسلام کے مقابلہ میں کیسی ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مفتری علی اللہ کہا ہے اور ان میں سے بعض گمراہی بھی بہت کچھ پھیلا رہے ہیں۔ مگر دنیا کے لحاظ سے ہر طرح کامیاب ہیں۔ اب نہایت غور کے قابل یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کافر اور مفتری علی اللہ فلاح نہیں پاتے۔ مگر جن کا ذکر پیشتر کیا گیا یہ لوگ باوجود کافر اور مفتری ہونے کے ایسے کامیاب ہوئے کہ بعض بادشاہ ہوگئے اور بعض اگرچہ بادشاہ نہیں ہوئے۔ مگر بہت کچھ

کامیاب ہیں۔ دنیا میں بادشاہت سے زیادہ کامیابی کا مرتبہ نہیں ہوسکتا اور نہ اس سے زیادہ کوئی فلاح کی صورت ہوسکتی ہے۔ یہاں سے بالیقین دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ دنیا کی کامیابی اگرچہ کسی مرتبہ کی ہو صداقت اور برگزیدہ خدا ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ دوسرے یہ کہ کتاب اللہ جو ایمانداروں کے لئے فلاح کی بشارت دی اور کفار کے لئے نامراد ہونا اور فلاح نہ پانا مخصوص کیا۔ اس سے مقصود دنیا کی فلاح اور عدم فلاح نہیں ہے۔ کیونکہ کفار کو اور ان کو جنہوں نے خدا پر افتراء کیا ہر قسم کی فلاح ہوئی اور نہایت اعلیٰ مرتبہ کی فلاح ہوئی۔ بادشاہ ہوگئے۔ لوگوں کے اعتقاد کی یہ حالت ہوئی کہ سجدہ کرنے لگے اور سجدہ کرنے والے سو دو سو نہیں ملک مغرب کے تمام قبیلے سجدہ کرنے لگے۔ پھر ایک ملک کے تمام قبیلوں میں لاکھوں کی تعداد سے کم نہیں ہوسکتے۔ یہ بھی خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح جھوٹا مدعی نبوت والہام مفتری ہے اور خلقت کو گمراہ کرتا ہے اسی طرح جو اس کے پیرو ہیں وہ بھی مفتری ہیں۔ کیونکہ وہ مفتری کی تصدیق کرتے ہیں اور خدا پر یہ افتراء کرتے ہیں کہ خدا نے اسے اپنا رسول بنایا۔ خدا کی وحی اس پر اتری اور یہ کہہ کر مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں یہود کو، نصاریٰ کو، مشرکین کو، مفتری علی اللہ کہا ہے۔ کیونکہ بہت سی جھوٹی باتوں کو خدا کی طرف سے وہ بیان کرتے تھے اور اب بھی بیان کرتے ہیں۔ اب ان میں جس نے افتراء کے علاوہ اور عظیم الشان گناہ کیا ہے اسے زیادہ مستحق سزا ہونا چاہئے۔ مثلاً فرعون کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا یا صالح کا پوتا یونس کہ اس نے علاوہ کفر وافتراء کے نہایت ظلم سے مخلوق کو تباہ کیا اور جبر سے اپنے دادا کی نبوت کو منوایا۔

اس بیان سے نہایت روشن ہوگیا کہ یہ دعویٰ کہ مفتری ۲۳ برس یا بیس برس کے اندر ہلاک ہوجاتا ہے، محض غلط ہے۔ جن بادشاہوں کا ذکر کیا گیا ان کی کامرانی اور فائز المرامی اس غلطی کا روشن ثبوت ہے۔ ان میں ایک دعویٰ نبوت سے بڑھ کر دعویٰ خدائی کرتا رہا اور ایسا کامیاب رہا کہ اس کی نظیر دنیا میں ملنا مشکل ہے۔ (فرعون کے طویل العمر ہونے میں تو سب کا اتفاق ہے۔ البتہ بعض مجمل لکھ دیتے ہیں کہ طویل العمر تھا۔ جیسا کہ کامل ابن اثیر وغیرہ میں ہے اور بعض صاف طور سے اس کی عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ مثلاً تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے: ''وعمر فرعون اکثر من اربع مائة سنة '' یعنی فرعون کی عمر چارسو برس سے زیادہ ہوئی۔ بعینہٖ یہی مضمون تفسیر مظہری میں اور تفسیر خازن میں اور تفسیر

معالم التنزیل میں اور مراح البلید میں اور فتح البیان میں ہے اور معتبر مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ سلطنت اس کی خاندانی ہے۔ مگر یہ کہ خاص فرعون کتنے دنوں بادشاہ رہا۔اس کو میں پورے طور سے نہیں کہہ سکتا۔ اکثر کتب تواریخ سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت زمانہ دراز تک اس نے ظلم وتعدی کی ہے اور بنی اسرائیل کو ہر طرح تنگ کرتا رہا ہے۔مگر بادشاہ اپنے بھائی کے مرنے کے بعد ہوا ہے۔اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اس کی طرف بھیجے گئے ہیں۔اب ممکن ہے کہ جس وقت بھائی بادشاہ تھا اس کی طرف سے یہ گورنر ہو یا اس کا وزیر ہو اور ہر قسم کے ظلم وتعدی اور حکمرانی کا اسے موقع ہو اور جس طرح بادشاہ ہو کر مخلوق کو پریشان وگمراہ کرتا اس طرح گدی نشین ہونے کے پہلے سے گمراہ کرسکتا تھا اور کیا وہ گدی نشین ہونے کے بعد ہی کیا۔(دوسرے نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ خود ۴۷ برس بادشاہ رہا اور کئی سو برس اس کی اولاد میں بادشاہت رہی......اور اس کی اولاد اس مفتری کے پیرو اور خود مفتری رہے اور اس مفتری کی گمراہی کو اس سے بہت زیادہ پھیلایا اور باوجود مفتری ہونے اور گمراہی پھیلانے کے فائز المرام رہے اور سب نے ۲۳ برس سے زیادہ سلطنت کی جو فائز المرامی کا انتہائی مرتبہ ہے) جو حضرات، مرزاغلام احمد قادیانی پر آنکھیں بند کر کے ان کی ہر بات پر ایمان لائے ہیں وہ خدا کے لئے آنکھیں کھولیں اور اس روشن بیان کو دیکھیں۔کیسی عظیم الشان غلطی مرزا قادیانی کی آپ کو دکھائی گئی۔محض آپ کی خیرخواہی کے خیال سے، ذرا اس پر نظر کیجئے کہ کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ مفتری ۲۲ برس تک تو کامیاب رہ سکتا ہے اور گمراہی پھیلاسکتا ہے مگر ۲۳ برس تک نہیں۔اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ بہت سے مفتری اگر ۱۰ برس، ۱۵ برس، ۲۰ برس، ۲۲ برس گمراہی کو پھیلائیں اور مخلوق کو تباہ کریں اور اپنی معمولی موت سے مرجائیں اور میراث اپنی اولاد کو چھوڑ جائیں تو صادق اور کاذب میں اشتباہ نہ ہو۔مگر ۲۳ برس اگر زندہ رہے تو اشتباہ ہو جائے۔کیا یہ کامل بے عقلی نہیں ہے یا محض زبردستی اس کو نہ کہیں گے۔ذرا ہوش کر کے جواب دو اور اس قرآن شریف سے ثابت بتانا کلام خدا پر الزام لگانا ہے۔یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔یہ سات نظیریں تو میں نے ایسی پیش کیں جنہیں تمام دنیا کے مسلمان ان کی حالت دیکھ کر عبرت پکڑ سکتے ہیں اور مرزائیوں کے لئے خصوصاً ان مثالوں میں کمال عبرت ہے۔

اب میں جماعت مرزائیہ محمودیہ (یعنی جنہوں نے مرزامحمود کو خلیفہ اور اپنا مقتدیٰ

مانا ہے جن کا یہ اعتقاد ہے کہ جس نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں مانا وہ کافر ہے) سے خاص خطاب کرتا ہوں کہ وہ فرمائیں کہ جن اہل علم نے مرزا قادیانی کا سخت مقابلہ کیا اور ان کی آخری زندگی تک انہیں ہزیمت دیتے رہے اور ان کے مذہب کی اشاعت میں بہت ہی حارج ہوئے اور ساری مخلوق پر مرزا قادیانی کی برائیاں بہت کچھ ظاہر کیں۔ وہ اپنے مطالب میں کیوں کامیاب ہوئے۔ یعنی قرآن مجید میں تو خاص ایمانداروں ہی کے لئے فلاح اور فائز المرامی کو مخصوص کیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کے سخت مخالف کیسے کامیاب ہوئے؟ ان میں سب سے اوّل ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ہیں کہ برسوں ان کے خاص مریدوں میں رہ کر کیسے مخالف ہوئے اور الہام کا بھی دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کے خاص الہاموں میں شریک ہوئے اور مرزا قادیانی کے مقابلہ میں پیشین گوئیاں بھی کیں اور آخر میں وہ پیشین گوئی کی جس نے مرزا قادیانی کا خاتمہ ہی کر دیا اور مرزا قادیانی نے نہایت غیرت اور جوش کے ساتھ اس کے مقابلہ میں پیشین گوئی کی۔ مگر مرزا قادیانی بالکل ناکام رہے اور ڈاکٹر صاحب کے سامنے نہایت ذلت کی موت سے مرے۔ انہوں نے متعدد رسالے (ان کے رسالوں کے نام یہ ہیں: اعلان الحق، مسیح الدجال، اس میں ڈاکٹر صاحب نے وہ باتیں لکھی ہیں جن کی وجہ سے مرزا قادیانی کو انہوں نے چھوڑا اور ان کے مخالف ہوئے۔ پہلے بڑے صادق مرید تھے۔ بیس روپیہ ماہوار مرزا قادیانی کے پاس بھیجتے رہے اور ہزاروں روپیہ ان کی صداقت کے اظہار میں صرف کیا۔ پھر نہایت تحقیق اور حق طلبی نے انہیں مجبور کیا کہ انہیں جھوٹا اعتقاد کریں۔ ان کا تیسرا رسالہ الذکر الحکیم ہے۔ اس کے کئی نمبر ہیں نمبر۴، ۶ لائق دید ہے) مرزا قادیانی کے مقابلے میں لکھے۔ جن کا جواب نہ مرزا قادیانی دے سکا اور نہ کوئی ان کا مرید۔ دوسرے سخت مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ہیں جن سے مرزا قادیانی نے عاجز ہوکر ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء میں اعلان شائع کیا جس کا عنوان جلی قلم سے یہ تھا۔

مولوی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آخری فیصلہ

اس عنوان کے نیچے مولوی صاحب کی بہت شکایت ہر ایک بیان کر کے لکھتے ہیں:

”اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ

مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے۔ (مرزا قادیانی کا یہ قطعی حکم یاد رہے) اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔'' یہ تو مرزا قادیانی نے کذاب اور مفتری کے ہلاک ہوجانے کی خبر دی اور اس کی ہلاکت کی وجہ بھی بیان کردی۔ اس کے بعد دو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے بہت عاجزی سے دعا کی جس سے خوب ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ صاحب سے نہایت تنگ ہیں۔ پہلے دعا ملاحظہ ہو۔

''اے میرے مالک...... اگر میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین!'' (یہی پہلی دعا تھی، اب دوسری دعا بھی ملاحظہ کی جائے)

''اے میرے آقا...... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے...... اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین، ثم آمین!'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸،۵۷۹)

دیکھا جائے کہ کیسی عاجزانہ اور پرمغز دعا ہے۔ اس دعا کے کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ کی رحمت عامہ کا مقتضا یہ ہوا کہ مولوی صاحب کے سامنے مرزا قادیانی وبائی مرض میں مبتلا ہوکر بہت جلد اپنی دعا کے بموجب ہلاک ہوگئے اور اس دعا کی قبولیت میں تقریباً ایک سال کی دیر ہوئی۔ زیادہ نہیں ہوئی، اور خدا کے فضل سے مولوی صاحب اب تک زندہ ہیں۔ (پاکستان بننے کے بعد سرگودھا میں فوت ہوئے) اس دعا کی قبولیت کا نہایت عمدہ اور مفید نتیجہ یہ ہوا کہ نہایت صفائی سے امر حق ظاہر ہوگیا۔ یعنی مرزا قادیانی اپنے مکرر اقرار سے مفسد اور کذاب ٹھہرے اور جو علامت مفسد و کذاب کی انہوں نے بیان کی تھی وہ ان میں پائی گئی اور مرزا قادیانی کے مقدمہ میں گویا اقراری ڈگری ہوگئی۔ اب حق پسند حضرات ان دعاؤں کو اور ان کے انجام کو دیکھیں اور مرزا قادیانی کے ان الہاموں پر نظر کریں جو انہوں نے اپنی قرب خداوندی اور عالی مرتبہ ہونے میں بیان کی ہیں۔ مثلاً: ''تو بمنزلہ میرے توحید کے ہے اور تو میرے مثل ولد کے ہے۔'' مرزا قادیانی اپنے لئے یہ الہامات خداوندی بیان

کرتے ہیں۔ ہمارے بھائی انصاف فرمائیں کہ جو ایسا مقرب بارگاہ خداوندی ہو وہ اس عاجزی سے دعا کر کے مشتہر کرے اور پھر اس دعا کا یہ نتیجہ ہو کہ اپنے اقرار کے بموجب تمام دنیا کے سامنے مفسد وکذاب ٹھہرے۔ یہ ہوسکتا ہے۔ اس میں غور کر کے مرزا قادیانی کے بارے میں فیصلہ کیجئے۔ ان دونوں حضرات کے علاوہ اور بھی مرزا قادیانی کے مخالفین ہیں۔ مثلاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کہ تازندگی ان سے سخت مقابلہ رہا۔ بالآخر مرزا قادیانی ہی ان حضرات کے سامنے نہایت حسرت کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اب یہ دیکھا جائے کہ فلاح پانے والے کون ہوئے؟

جو قادیانی حضرات مسلمانوں کو ڈرایا کرتے ہیں کہ جو مرزا قادیانی کا مخالف ہوا، جس نے انہیں برے الفاظ سے یاد کیا وہ ضرور مرجائے گا یا مصیبت میں مبتلا ہوگا۔ وہ بتائیں کہ یہ حضرات جن کا ذکر کیا گیا ان سے زیادہ مرزا قادیانی کا مخالف کون ہے اور انہیں نہایت برا کہنے والا ان کے معائب کا ظاہر کرنے والا کون ہے۔ پھر دیکھئے کہ باوجود سخت مخالفت کیسے کامیاب رہے؟ اور صرف مرزا قادیانی ہی ان کے سامنے ہلاک نہیں ہوئے بلکہ ان کے خلیفہ اعظم اور جانشین اوّل بھی ان حضرات کے روبرو ہلاک ہوئے اور انہیں کے سامنے مرزا قادیانی کی جماعت میں نہایت تفرقہ پڑ گیا اور دو تین گروہ ہوگئے اور ہر ایک گروہ کے نصیحت کن حالات اخباروں میں شائع ہورہے ہیں۔ اخبار وطن وغیرہ ملاحظہ کیا جائے۔ اگر بقول بعض مرزائیاں انہیں ڈھیل دی گئی تو یہ فرمایئے کہ بعض مخالف جو مرزا قادیانی کے سامنے انتقال کر گئے تو مرزا قادیانی نے کیوں غل مچایا اور اپنی مخالفت کا نتیجہ ظاہر کیا۔ کیونکہ جس طرح یہاں ڈھیل دینے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے متبعین یہ کہیں گے کہ اس وقت مرزا قادیانی کو ڈھیل دی گئی تھی اور اس ڈھیل دینے کی عمدہ وجہ وہ یہ پیش کر سکتے ہیں کہ مشیت الٰہی نے یہ قرار دے رکھا تھا کہ وہ اپنے ایک سخت مخالف کی پیشین گوئی کے مطابق ہلاک ہوں اور کاذب قرار پائیں اور دوسرے مخالف کے مقابلہ میں اعلانیہ طور سے اپنے اقرار سے مفسد وکذاب ثابت ہوں۔ اگر اس سے پہلے مرتے تو اس امر حق کا ثبوت اس طور سے نہ ہوتا۔ ’’**فاعتبروا یا اولی الابصار**‘‘ اب میں پھر آپ کو اصلی مطلب کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ گزشتہ بیان سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ دنیا میں کسی قسم کی فلاح ایمان اور صداقت کی علامت نہیں ہے۔ کیونکہ منکر خدا اور منکر رسول اور ہر قسم کے مفتری اور جھوٹے بہت کچھ

کامیاب ہوئے اور ہورہے ہیں۔ (منکر خدا میں فرعون کی کامیابی دکھائی گئی اور مفتری اور جھوٹوں میں صالح بن طریف اوراس کی اولاد کی فیروزمندی اور بادشاہت دکھائی گئی اوراس وقت کی حالت مشاہدہ ہورہی ہے۔ دیکھا جائے کہ آریہ کس قدر مخالف اسلام ہیں۔ اسی طرح پادریوں کو دیکھا جائے۔ پھران کی ترقی اور کامیابی کو ملاحظہ کیا جائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس کامیاب جماعت میں وہ بھی ہیں جنہوں نے وحی والہام کا جھوٹا دعویٰ کیا جن کی کامیابی سے مرزاقادیانی انکار کرتے ہیں) بالتخصیص یہ بھی دکھادیا گیا کہ جھوٹے مدعی وحی والہام میں بھی بہت کچھ کامیاب ہوئے۔ یہاں تک کہ بادشاہ ہوگئے۔ بے شمار خلق نے انہیں نبی ورسول مانااوران کے اعتقاد کی یہ نوبت پہنچی کہ لاکھوں نے انہیں سجدہ کیااور سینکڑوں برس تک ان کی کامیابی کا آفتاب چمکتا رہااور دعویٰ نبوت ورسالت کا پھریرااڑتا رہا۔ان میں وہ لوگ بھی تھے جو بالاتفاق جھوٹے اور مفسد تھےاوران حضرات کی کامیابی کوبھی دکھایا جوخاص مرزاقادیانی کے مخالف تھے۔جن کی ناکامی اورموت کے لئے مرزاقادیانی نے ایڑی سے چوٹی تک زورلگایا۔مگران کا کچھ نہ ہوا۔ بلکہ مرزاقادیانی ہی ناکام رہےاور جنہیں وہ مفسد وکذاب کہتے تھے۔ وہ ہی کامیاب ہوئے۔ (اس کی نظیر میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب جوالہام کے بھی مدعی ہیں اور مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبدالحق صاحب غزنوی پیش کئے گئے۔آخرالذکر مولوی صاحب وہ ہیں جنہوں نے مرزاقادیانی سے مباہلہ کیا تھااور کامیاب ہوئے تھے)

(اعلان اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی برغلام احمد قادیانی مطبوعہ۱۳۱۲ء ملاحظہ ہو)

اب دوسرے پہلو پرنظر کیجئے اور بعض مؤمنین کاملین کی حالت ملاحظہ فرمایئے۔ اگرچہ قرآن مجید میں عام سچے مسلمانوں کے لئے فلاح کوخالص کیا ہے۔مگرہم بعض مؤمنین کاملین کی دنیاوی ناکامی دکھا کر یہ ثابت کریں گے کہ قرآن مجید میں فلاح سے مراد دنیا کی کامیابی نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کی ناکامی اگرچہ نہایت درجہ کی ہومگراس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے یا یہ مدعی جھوٹا ہے۔خوب متوجہ ہوکر دیکھئے۔کامل مسلمانوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے۔اس لئے میں بعض انبیاء کی حالت دکھاتا ہوں اوران میں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا اور حضرت ایوب علیہم السلام کی حالت پیش کرتا ہوں۔ ذراعبرت کی نگاہ سے دیکھئے۔ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام وہ ہیں جنہیں مرزاقادیانی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت افضل بتاتے ہیں۔

(رسالہ دافع البلاء ص آخر، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰ حاشیہ)

اور قرآن مجید میں ان کی فضیلت خاص طور سے بیان ہوئی ہے اور علمائے محققین نے انہیں سیدالشہداء کہا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماموں اور ہمسن تھے۔ صرف چھ مہینے بڑے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ تین برس آپ کی تعریف میں تفسیر درمنثور میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ اس کا نقل کردینا کافی ہے۔ جس سے حضور انور ﷺ کی حالت اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مرتبت ظاہر ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام کی فضیلت کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور انور ﷺ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا ذکر کر رہے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جن انبیاء کی فضیلت کا ذکر اس وقت آیا ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں تھا۔ ''**فقال اما انه لا ینبغی ان یکون احد خیرا من یحییٰ بن زکریا اما سمعتم اللہ کیف وصفه فی القرآن یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة**'' (درمنثور ج۴ ص۲۶۲، عن ابن عباس)

قرآن مجید میں جو اوصاف حضرت یحییٰ علیہ السلام کے آئے ہیں۔ اس کی بناء پر جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنا خیال صحابہ رضی اللہ عنہم سے ظاہر فرمایا کہ زیبا نہیں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام پر کسی کو فضیلت ہو، تم نے اللہ کا کلام نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ان کی کیسی تعریف کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے یحییٰ کتاب مضبوط پکڑ۔ آپ لڑکپن ہی سے بڑے عابد اور پرہیزگار اور اعلیٰ درجہ کی فہم رکھتے تھے۔ ایک روز لڑکوں نے آپ سے کھیلنے کو کہا تو فرمایا کہ ہم اس لئے نہیں بنائے گئے۔ آپ کی خوراک درختوں کے پتے اور جنگل کی گھاس تھی۔ آپ کے پاس دنیا کے مال ومتاع سے کچھ بھی نہ تھا اور نہ رہنے کو مکان تھا۔ کمبل پہنتے اور جہاں رات ہوتی پڑ رہتے۔ عبادت کرتے کرتے آپ بالکل نحیف ولاغر ہوگئے تھے اور خوف خدا سے روتے روتے آپ کے رخساروں کا گوشت جاتا رہا تھا۔ جس سے آپ کی داڑھیں معلوم ہوتی تھیں۔ جس پر آپ کی والدہ نے دو ٹکڑے سوتی کپڑے کے رکھ دیئے تھے تاکہ دانت کو ڈھانپ لیں۔ خدا تعالیٰ کی خشیت اور زہد ایسا غالب تھا کہ دنیا کی کسی شئے پر نظر نہیں پڑتی تھی اور نہ دنیا کی

کوئی خواہش آپ کے دل میں پیدا ہوتی تھی۔ اسی لئے تمام عمر آپ نے عورت کی صورت نہیں دیکھی۔ آپ کے والد حضرت زکریا علیہ السلام اگر وعظ فرماتے اور اس میں آپ ہوتے تو حضرت زکریا علیہ السلام آپ کے خیال سے دوزخ وجنت کا ذکر نہ فرماتے۔

یہاں آپ کی تمام عمر کی گزران پر نظر کی جائے کہ کس عسرت اور تنگی سے آپ نے اپنی زندگی بسر کی۔ اب اہل دنیا اور مرزا قادیانی ایسے سخت گزران کو کیا کہیں گے اور اس وقت جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مخالف تھے۔ وہ آپ کو کس قدر نامراد اور ناکام کہتے ہوں گے اور خصوصاً اس واقعے سے جو انجام کار آپ کے ساتھ پیش آیا اور باوجود نہایت عالی مرتبہ نبی ہونے کے کس مظلومانہ حالت سے شہید کئے گئے۔ تقریباً ۳۰ برس کی عمر میں بادشاہ نے آپ کو قید کیا اور دو برس تک قید میں رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی آسمان پر اٹھائے نہیں گئے تھے کہ آپ (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کا سر مبارک بادشاہ نے کٹوا کر آپ کے مخالف دشمن کے حوالہ کیا۔ غرضیکہ ۳۲ برس کا آپ کا سن تھا کہ آپ شہید کئے گئے۔ آپ کی پوری حالت بیان کرنے کے لئے تو ایک رسالہ ہونا چاہئے۔ اس مقام پر صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ آپ کے شہید ہونے کا ذکر کیا جائے۔ اس لئے میں نہایت معتبر شہادتوں سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں اور اس قدر کتب تفاسیر اور تواریخ وغیرہ کے حوالے آپ کو دکھاتا ہوں کہ آپ کو بجز سر تسلیم خم کرنے کے کچھ چارہ نہ ہوگا۔

کتب تفاسیر

۱...... <u>نام تفسیر:</u> تفسیر عزیزی۔

<u>اصل عبارت:</u> ’’ویقتلون النّبیین ‘‘یعنی’’وی گفتند پیغمبران راچنانچہ حضرت شعیا وزکریا ویحییٰ علیہم السلام راکشتند وحضرت عیسیٰ علیہ السلام رانیز بزعم خود بردار کشیدند۔‘‘

<u>حاصل مطلب:</u> یہود نے پیغمبروں کو شہید کیا۔ چنانچہ حضرت شعیا کو اور زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اپنے گمان میں سولی دے دی۔

۲...... <u>نام تفسیر:</u> بیضاوی ص۷۹۔

<u>اصل عبارت:</u> ’’وقتلھم الانبیاء فانھم قتلوا شعیاء زکریا ویحیٰی‘‘ وغیرہم علیہم السلام۔

حاصل مطلب: بلا شبہ یہود نے حضرت شعیا اور حضرت زکریا وحضرت یحییٰ وغیرہ کو قتل کیا۔ علیہم السلام

۳...... نام تفسیر: مدارک التنزیل جزص ۴۱۔

اصل عبارت: ’’وقد قتلت الیھود وشعیا وزکریا ویحیٰی صلٰوۃ اللہ علیھم‘‘

حاصل مطلب: یہود نے حضرت شعیا وحضرت زکریا وحضرت یحییٰ کو قتل کیا۔

۴...... نام تفسیر: جلالین مطبوعہ کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۴۔

اصل عبارت: ’’وفریقا تقتلون ای قتلتم زکریا ویحیٰی‘‘

حاصل مطلب: یعنی تم نے قتل کیا حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو۔

۵...... نام تفسیر: معالم التنزیل (مطبوعہ بمبئی) ج۱ ص ۳۸۔

اصل عبارت: ’’وفریقا تقتلون ای قتلتم مثل زکریا ویحیٰی وشعیا وسائر من قتلوا من الانبیاء علیہم السلام‘‘

حاصل مطلب: یہود سے خطاب ہے کہ تم نے قتل کیا زکریا کو یحییٰ کو اور شعیا کو اور سوا ان کے اور انبیاء علیہم السلام۔

۶...... نام تفسیر: مراح اللبید مطبوعہ مصر مصنفہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

اصل عبارت: ’’روی ان الیھود قتل سبعین نبیا فی اوّل النھار ولم یغتموا حتی قاموا فی اٰخر النھار یتسوقون مصالحا وقتلوا زکریا ویحیٰی وشعیا وغیرھم من الانبیاء علیہم السلام لم یجعل لہ من قبل سمیا ای شبیھا فی الفضل والکمال فانہ لم یعص ولم یھم بمعصیۃ من حال الصغر وانہ صار سید الشھداء علی الاطلاق‘‘

حاصل مطلب: امام نووی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہود نے ابتدائے دن میں ستر انبیاء کو قتل کیا اور اس کا کچھ غم والم انہیں نہ ہوا۔ یہاں تک کہ سہ پہر کو اپنے کام کے لئے بازار گئے اور حضرت زکریا اور یحییٰ اور شعیا علیہم السلام وغیرہ کو قتل کیا۔ حضرت یحییٰ کی تعریف میں اللہ کا ارشاد ہے کہ ہم نے اس کا سا صاحب فضل وکمال کسی کو نہیں کیا۔ انہوں نے بچپن سے آخر عمر تک گناہ کرنا تو کیسا گناہ کا خیال بھی نہیں کیا اور جتنے انبیاء واولیاء وغیرہ شہید ہوئے

مرتبہ شہادت میں سب کے سردار آپ ہوئے۔ اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی شہادت کا واقعہ نہایت ہی عبرت خیز ہے۔ جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

۷...... نام تفسیر: الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز۔

اصل عبارت: ’’ففریقاً کذبتم مثل عیسٰی ومحمد ﷺ وفریقاً تقتلون مثل یحیٰی وزکریا‘‘

حاصل مطلب: تم نے انبیاء کے ایک گروہ کی تکذیب کی جیسے عیسیٰ اور محمد ﷺ اور ایک گروہ کو قتل کیا۔ مثلاً یحییٰ اور زکریا علیہما السلام۔

۸...... نام تفسیر: نیشاپوری برحاشیہ طبری جلد اوّل۔

اصل عبارت: ’’وقتلھم الانبیاء وقد قتلوا الیھود یعنوا شعیا وزکریا ویحیٰی وغیرھم‘‘

حاصل مطلب: یہود ملعون نے شعیا اور زکریا اور یحییٰ علیہم السلام وغیرہ کو بلاشبہ قتل کیا۔

۹...... نام تفسیر: مظہری ج۱ ص۷۱۔

اصل عبارت: ’’روی ان الیھود قتلت سبعین نبیا فی یوم واحد اوّل النھار وقتلتم مثل زکریا ویحیٰی وشعیا وغیرھم‘‘

حاصل مطلب: مروی ہے کہ یہود نے ایک دن میں بیشتر انبیاء کو قتل کردیا۔ تم نے (یہود نے) حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت شعیا کو قتل کیا۔

۱۰...... نام تفسیر: کشاف جلد اوّل ص۱۴۶۔

اصل عبارت: ’’ذلک ای بسبب کفرھم وقتلھم الانبیاء وقد قتلو الیھود لعنو اشعیا وزکریا ویحیٰی وغیرھم‘‘

حاصل مطلب: یہود ملعون نے حضرت شعیا اور زکریا اور یحییٰ علیہم السلام وغیرہم کو قتل کیا۔

۱۱...... نام تفسیر: رحمانی ص۴۶۔

اصل عبارت: ’’ویقتلون النّبیین شعیا وزکریا ویحیٰی وغیرھم علیہم السلام‘‘

حاصل مطلب: یہود نے قتل کیا شعیب کو اور زکریا اور یحییٰ وغیرہ کو۔ علیہم السلام

۱۲...... نام تفسیر: تفسیر خازن جلد اوّل ص ۵۸۔

اصل عبارت: ''یروی ان الیھود قتل سبعین نبیا فی اوّل النھار وقامت الی السوق بقلھا فی آخرہ وقتلوا زکریا ویحیٰی وشعیا وغیرھم من الانبیاء''

حاصل مطلب: روایت ہے کہ یہود نے ابتداء دن میں ستر انبیاء کو قتل کیا اور دن کے آخر میں اپنے بازار کا کام کیا اور حضرت زکریا اور یحییٰ اور شعیا وغیرہ انبیاء کو قتل کیا۔

۱۳...... نام تفسیر: تفسیر علامہ ابی السعود جلد اوّل جز اوّل ص ۱۰۷۔

اصل عبارت: ''ویقتلون النبین بغیر الحق کشعیا وزکریا یحیٰی علیہم السلام''

حاصل مطلب: یہود نے انبیاء کو قتل کیا۔ مثلاً حضرت شعیا کو اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کو۔

۱۴...... نام تفسیر: درمنثور ج۴ ص۲۶۲، ایضاً ج۱ ص۷۳۔

اصل عبارت: ''قال النبی ﷺ ابن اشھید ابن اشھید یلبس الوبرو یاکل الشجر مخافة الذنب یحیٰی بن زکریا علیہم السلام''

حاصل مطلب: صحابہ رضی اللہ عنہم انبیاؤں علیہم السلام کی فضیلت کا ذکر کر رہے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہید کے بیٹے کہاں ہیں۔ ان کا ذکر نہیں کرتے جو کمبل پہنتے تھے اور پتے کھاتے تھے۔ یعنی یحییٰ، زکریا علیہما السلام کے بیٹے۔ یہاں صاف حدیث سے حضرت یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کا شہید ہونا ثابت ہوا۔ تفسیر درمنثور کے حوالے مرزا قادیانی نے اپنے دعوؤں کے اثبات میں بہت دیئے ہیں۔ اس لئے ان کے متبعین کو ضرور ہے کہ اس روایت کو تسلیم کریں۔ حدیث کا یہ ٹکڑا کنزالعمال میں ابن شہاب زہری سے مرسل مروی ہے اور اب مرزائیوں کے کنزالعمال کے حوالے دیکھے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ روایت بھی انہیں ماننا ہوگی۔ غرضیکہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کا شہید ہونا حدیث مرفوع اور حدیث مرسل دونوں سے ثابت ہوگیا۔

’’ویقتلون النبیین اخرج ابوداؤد الطیالسی عن ابن مسعود قال کانت بنو اسرائیل فی الیوم تقتل ثلث مائة نبی ثم یقیمون سوق بقلمھم فی اٰخر النھار‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ ایک روز میں تین سو انبیاء کو قتل کیا اور پھر دوسرے وقت بازار ہاٹ کا کام کیا۔ یعنی ایسے برگزیدگان خدا کے قتل کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اس روایت کو ابوداؤد طیالسی نے نقل کیا ہے۔

۱۵...... نام تفسیر: النہر الماد برحاشیہ بحرمحیط ج۱ ص۲۳۶۔

اصل عبارت: **’’ویقتلون النبیین یحیٰی وشعیا وزکریا قیل قتلوا ثلٰث مائة نبی اوسبعین‘‘**

حاصل مطلب: یہود نے انبیاء کو قتل کیا۔ یعنی حضرت یحییٰ اور شعیا اور حضرت زکریا کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ تین سو انبیاء کو بنی اسرائیل نے قتل کیا یا ستر کو یعنی دونوں روایتیں ہیں۔

۱۶...... نام تفسیر: بحرمحیط ج۱ ص۲۳۶۔

اصل عبارت: **’’ویقتلون النبیین قتلوا یحیٰی وشعیا وزکریا وروی عن ابن مسعود قتل بنو اسرائیل سبعین نبیا وفی روایة ثلث مائة نبی فی اوّل النھار وقامت سوق بقلھم فی آخرہ‘‘**

حاصل مطلب: یہود نے حضرت یحییٰ اور شعیا اور زکریا کو قتل کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے ستر نبیوں کو قتل کیا اور ایک روایت میں تین سو انبیاء کا قتل ہونا آیا ہے۔

۱۷...... نام تفسیر: تفسیر ابن عباس برحاشیہ درمنثور ج۱ ص۳۹۔

اصل عبارت: **’’وفریقا تقتلون وفریقا قتلھم یحیٰی وزکریا علیہما السلام‘‘**

حاصل مطلب: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تفسیر جو مشہور ہے اس میں بھی وہ فرماتے ہیں کہ یہود کے ایک گروہ نے حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا کو قتل کیا۔

۱۸...... نام تفسیر: جمل ج۱ ص۷۲۔

اصل عبارت: ’’روی ان الیھود قتلت سبعین نبیاً فی اوّل النھار ولم یبالوا ولم یغتموا حتی قاموا فی اٰخر النھار یتسوقون مصالحھم وقتلوا زکریا ویحیٰی وشعیا وغیرھم من الانبیاء‘‘

حاصل مطلب: مروی ہے کہ یہود نے ایک دن دو پہر سے پہلے ستر انبیاء کو قتل کیا اور کچھ پرواہ اس کی نہ کی کہ ہم نے خدا کے برگزیدہ رسولوں پر یہ ظلم کیا۔ یہاں تک کہ سہ پہر کو بازار ہاٹ کا کام بے تکلف کیا اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت شعیا وغیرہ انبیاء کو بھی قتل کیا۔

۱۹...... نام تفسیر: کبیر ج۲ ص۶۶۴۔

اصل عبارت: ’’قال ابن عباس ثم قتل یحیٰی قبل رفع عیسٰی علیہما السلام‘‘

حاصل مطلب: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے قبل یحییٰ علیہ السلام قتل کئے گئے۔

’’ویوم یبعث حیا وانما قال (حیا) تنبیھا علی کونہ من الشھداء لقولہ تعالٰی (بل احیاء عند ربھم یرزقون) ایضاً‘‘

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز حالت زندگی میں اٹھائے جائیں گے۔ امام رازی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ لفظ حیا نے متنبہ کر دیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہیدوں میں ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ شہیدوں کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں۔ جب حضرت یحییٰ کی نسبت خاص طور پر ارشاد خداوندی ہے کہ وہ قیامت کے روز زندہ میدان حشر میں لائے جائیں گے بغیر مر کر جلائے جانا اور میدان میں ان کا لانا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام مخلوق کا یہی حال ہوگا تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔ اسی غرض سے ہے کہ وہ شہید ہو کر اللہ کے پاس زندہ رہے اور اسی زندگی کی حالت میں میدان حشر میں آ کھڑے ہوں گے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے شہید ہونے پر امام رازی کا یہ عمدہ استدلال ہے۔ الحاصل حضرت

یحییٰ علیہ السلام کا شہید ہونا امام رازی قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور اس سے پہلے قول میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے ان کا شہید ہونا بیان کیا تھا۔ امام رازی کی تفسیر کا حوالہ مرزا قادیانی اپنے قول کے ثبوت میں شدومد سے پیش کرتے ہیں۔ انجام آتھم دیکھا جائے اسی سے معلوم ہوا کہ تفسیر کبیر بہت مستند تفسیر ہے۔

۲۰...... نام تفسیر: ابوالمسعود ج ا جز ثانی ص ۳۲۔

اصل عبارت: ''قال ابن عباس رضی اللہ عنہ ان یحیٰی کان اکبر من عیسٰی علیہما السلام بستة شهر وقیل به ثلث سنین وقتل قبل رفع عیسٰی علیہ السلام بمدة یسیرة''

حاصل مطلب: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے چھ مہینے بڑے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ تین برس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے کچھ دنوں پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل کئے گئے۔

۲۱...... نام تفسیر: روح المعانی جز۲ص ۱۲۹۔

اصل عبارت: ''سمی یحیٰی لانه علم الله سبحانه ان یستشهد والشهداء احیأ عند ربهم یرزقون''

حاصل مطلب: صاحب روح المعانی نے یحییٰ نام رکھنے کی کئی وجہ بیان کی ہیں۔ ایک وجہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کا نام اللہ تعالیٰ نے یحییٰ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں وہ شہید ہونے والے تھے اور شہداء اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ انہیں موت نہیں ہے اور یحییٰ کے معنی زندہ کے ہیں۔ اس لئے ان کا نام یحییٰ رکھا گیا۔ یعنی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

''ویحیٰی علیہ السلام انما قتل لقصة تلک الامن لعنها الله تعالٰی وکذلک زکریا'' ایضاً جز اوّل ص ۲۵۲۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام اس ملعونہ عورت کے قصہ کی وجہ سے قتل کئے گئے۔ (جس کا ذکر آئندہ آئے گا)

۲۲...... نام تفسیر: فتح البیان ج ا ص ۱۲۰۔

اصل عبارت: ’’لان الانبیاء لم یعارضوهم فی مال ولا جاه بل ارشد وهم الی مصالح الدین والدنیا کما کان من شعیا وزکریا ویحییٰ فانهم قتلوهم وهم یعلمون ویعتقدون انهم ظالمون وانما حملهم علی ذلک حب الدنیا واتباع الهوےٰ‘‘

حاصل مطلب: انبیاء علیہم السلام نے کسی کے مال وجاہ میں جھگڑا نہیں کیا۔ بلکہ دین اور دنیا کے مصالح کی طرف انہیں ہدایت کی۔ مثلاً حضرت شعیا اور زکریا اور یحییٰ (علیہم السلام) نے مگرانہوں نے ان انبیاء کو قتل کیا۔ حالانکہ جانتے تھے کہ ہم ظالم ہیں اور دنیا کی محبت اور نفس کی پیروی نے انہیں اس پر آمادہ کیا تھا۔ مرزائیوں کی حالت سے اس کا معائنہ ہو رہا ہے۔ قتل کرنے سے تو مجبور ہیں مگر اور سب کچھ کر رہے ہیں، جنہیں کوئی سچا مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

’’عن ابن مسعود قال کانت بنو اسرائیل فی الیوم تقتل ثلث مائة نبی ثم یقیمون سوق بقلهم فی آخر النهار‘‘

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ ایک دن میں انہوں نے تین سو انبیاء کو قتل کیا اور شام کو ترکاری کا بازار لگایا۔ یعنی کچھ پروہ نہیں کی۔

۲۳...... **نام تفسیر:** الفتوحات الٰہیہ ج۱ص۷۲۔

اصل عبارت: ’’قوله ویقتلون النبیین الخ روی عن الیهود قتلت سبعین نبیاً فی اوّل النهار ولم یبالوا ولم یغتموا حتی اقاموا فی اٰخر النهار یتسوقون مصالحهم وقتلوا زکریا‘‘

حاصل مطلب: روایت ہے کہ یہود نے ستر انبیاء کو سویرے شہید کر دیا اور کچھ پرواہ نہ کی اور ایسے بے پرواہ ہوئے کہ شام کو بازار کے کام کئے اور زکریا اور یحییٰ اور شعیا علیہم السلام وغیرہ کو قتل کیا۔

انبیاء کے قتل کی تعداد بعض روایتوں میں تین سو ہے اور بعض میں ستر ہے۔ اس کی ظاہر وجہ یہ ہے کہ قتل کا ایک واقعہ نہیں ہے۔ متعدد واقعے ہیں۔ کسی وقت ستر انبیاء کو قتل کیا اور کسی وقت تین سو کو۔ یہ دونوں واقعے علیحدہ علیحدہ روایت ہوتے چلے آتے ہیں۔

یہ ۲۳تفسیروں کی شہادتیں پیش کی گئی۔ اب چند مؤرخین کی گواہیاں بھی ملاحظہ ہوں۔

عبارات کتب تواریخ

نمبر شمار: ۲۴/۱

نام کتاب: تاریخ طبری جلد۲ص۱۳،۱۴۔

اصل عبارت: ''ان یحیٰی قتل قبل ان یرفع عیسٰی قال حاجتی ان تذبح لی یحیٰی بن زکریا فقال سلینی غیر ھذا قالت ماسئلک الاھذا قال فلما ابت علیہ دعا یحیٰی ودعا بطست فذبحہ انتھی ملتقطاً''

مطلب: علامہ مؤرخ طبری لکھتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے پہلے شہید کئے گئے اور مؤرخ ممدوح حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کی وجہ اس طرح روایت کرتا ہے کہ اس وقت کا بادشاہ اپنی بھتیجی پر فریفتہ تھا اور اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا اور بسبب ممنوع ہونے کے حضرت یحییٰ اسے منع کرتے تھے۔ایک روز وہ آئی اور بادشاہ نے اس سے کہا تو کیا مانگتی ہے۔اس (ملعونہ) نے کہا کہ حضرت یحییٰ کو ذبح کر کے مجھے دے دے۔بادشاہ نے کہا کچھ اور مانگ۔لڑکی نے کہا میں اور کچھ نہیں مانگتی۔ یہی مانگتی ہوں۔بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بلایا اور ایک طشت منگایا اور سر مبارک کاٹ کر اس میں رکھ دیا۔اس کے بعد مؤرخ نے حضرت یحییٰ کے قتل کرنے کی مفصل وجہ ص۱۴،۱۵ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نمبر شمار: ۲۵/۲

نام کتاب: ابن خلدون جلد۲۔

اصل عبارت: ''وقتل فیھم یحیٰی صلوٰۃ اللہ علیہ وقد ذکر فی قتلہ اسباب کثیرۃ ''ص۱۴۴۔اختصار کے خیال سے پوری عبارت نقل نہیں کی گئی۔ صرف حضرت یحییٰ کے قتل کے متعلق جملہ لکھ دیا گیا ہے۔

مطلب: ابن خلدون نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور ان کی نبوت اور آسمان پر اٹھا لئے جانے کے ذکر میں حضرت یحییٰ کی ولادت اور شہادت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت یہود کا بادشاہ ہیرودس تھا اور بڑا شریر اور فاسق تھا۔اس نے کتنے حقانی علماء کو قتل کیا اور حضرت یحییٰ کو بھی شہید کر دیا اور آپ کے شہید کر دینے کے مختلف وجوہ بیان کئے گئے ہیں۔

نمبر شمار: ۲۶/۳

نام کتاب: تاریخ طبری فارسی جلد۲ص ۲۴۵۔

اصل عبارت: پس ملک دراں مستی بفرمود کہ سر یحیٰی را بیارند و یحیٰی علیہ السلام را سر بریدند و در طشتی نہادہ بہ پیش ملک بردند و ملک آن طشت را با سر بریدۂ یحیٰی علیہ السلام پیش آن دخت نہاد۔

مطلب: تاریخ طبری فارسی میں علامہ ابو علی محمد نے حضرت مریم کے انتقال اور حضرت یحیٰی کے شہید ہونے کی نسبت خاص باب منعقد کر کے حضرت یحیٰی کے شہید ہونے کی حالت لکھی ہے کہ بادشاہ ہیرودس نے نشہ میں سرشار ہوکر اپنی محبوبہ کے کہنے سے حضرت یحیٰی علیہ السلام کے سر کاٹنے کا حکم دیا اور اس کے لوگ سر مبارک کاٹ کر لائے اور طشت میں رکھ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا اور بادشاہ نے وہ طشت معہ اس سر مبارک کے اپنی محبوبہ لڑکی کو دے دیا۔

نمبر شمار: ۲۷/۴

نام کتاب: تاریخ کامل ج۱ص ۲۳۰، ۲۳۱، باب ذکر المسیح عیسیٰ بن مریم و یحیٰی بن زکریا علیہم السلام۔

اصل عبارت: ’’وبعث اللہ عیسٰی رسولا نسخ بعض احکام التوراۃ فکان ممانسخ انہ حرم نکاح بنت الاخ وکان الملکھم واسمہ ھیرودس بنت اخ تعجبہ یرید ان یتزوجھا فنھاہ یحیٰی عنھا وکان بھا کل یوم حاجتہ یقضیھا لھا فلما بلغ ذلک امھا قالت لھا اذا سالک الملک ماحاجتک فقولی ان تذبح یحیٰی ابن زکریا فلما دخلت علیہ وسالھا ماحاجتک قالت ارید ان تذبح یحیٰی بن زکریا فقال سئل غیر ھذا قالت ماسالک غیرہ فلما ابت دعا یحیٰی ودعا بنطع بسطت فذبحہ فلما رات الراس قالت الیوم قرب عینی‘‘

مطلب: علامہ ابن اثیر اپنی مشہور تاریخ کامل میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول کہا۔ انہوں نے توریت کے بعض احکام منسوخ کئے جو احکام منسوخ کئے گئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے۔ پہلے حرام

نہ تھا۔اس وقت جو بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا اس کی ایک بھتیجی تھی وہ اسے بہت چاہتا تھا اور اس سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسے منع کیا وہ لڑکی اس بادشاہ کے پاس آیا کرتی تھی اور جو خواہش وہ کرتی تھی بادشاہ اسے پورا کرتا تھا۔ اتفاق سے لڑکی کی ماں کو خبر پہنچی کہ حضرت یحییٰ لڑکی کے نکاح کو منع کرتے ہیں۔اس نے اپنی لڑکی سے کہہ دیا کہ بادشاہ جس وقت پیار میں تجھ سے دریافت کرے کہ تو کیا چاہتی ہے تو کہیو کہ یحییٰ کو ذبح کردے۔اس کے بعد جو وہ لڑکی بادشاہ کے پاس گئی اور بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو کیا چاہتی ہے اس نے حضرت یحییٰ کا سر مانگا۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے سوا اور کچھ مانگ۔لڑکی نے کہا کہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں مانگتی۔ جب اس لڑکی نے انکار کیا تو بادشاہ نے حضرت یحییٰ کو بلایا اور ایک طشت منگایا اور حضرت یحییٰ کا سر مبارک کاٹ کر طشت میں رکھ دیا۔اس لڑکی نے جب سر مبارک کو طشت میں رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

نمبر شمار: ۴/۲۸

نام کتاب: الاخبار الطوال ص۴۲۔

اصل عبارت: ’’لما انبعث اللہ عیسیٰ بن مریم فاقبلت الیہود لقتلہ فرفعہ اللہ الیہ اتو یحییٰ بن زکریا فقتلوہ‘‘

مطلب: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو یہود ان کے قتل کے درپے ہوئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا۔ حضرت یحییٰ تشریف لائے۔ انہیں یہود نے قتل کردیا۔ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ کے رفع کے بعد قتل کئے گئے۔مگر اور کتب تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پہلے شہید کئے گئے ہیں۔شاید مؤرخ کا مقصود دونوں واقعوں کا بیان کرنا ہے۔ترتیب واقعہ کا ذکر مقصود نہیں ہے۔حاصل یہ کہ حضرت یحییٰ کا شہید ہونا جس طرح اور مؤرخین نے بیان کیا اسی طرح صاحب اخبار الطوال بھی بیان کرتا ہے۔

نمبر شمار: ۶/۲۹

نام کتاب: تاریخ الفدائج اص۳۴۔

مطلب: حضرت زکریا حضرت مریم کے خالو تھے۔اس لئے مریم انہیں کی کفالت میں تھیں۔قدرت خدا سے جب یہ حاملہ ہوئیں تو یہود نے حضرت زکریا پر تہمت لگائی اور انہیں پکڑنا چاہا۔ یہ بھاگے اور ایک بہت موٹے درخت میں پوشیدہ ہوگئے۔

یہود نے اس درخت کو کاٹ ڈالا۔ حضرت زکریا بھی اس میں کٹ گئے۔ حضرت یحییٰ کے قتل کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ ہیرودس بادشاہ اپنی بھتیجی سے نکاح کرنا چاہتا تھا۔ حضرت یحییٰ نے منع فرمایا۔ اس وجہ سے اس لڑکی کی ماں دشمن ہوگئی۔ اس لئے اس نے اور اس کی بیٹی نے بادشاہ سے بہت اصرار سے کہا کہ یحییٰ کو مار ڈال۔ بادشاہ نے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کے روبرو قتل کرائے گئے۔

نمبر شمار: ۷/۳۰

نام کتاب: انجیل متی باب:۱۴، آیت ۳ تا ۱۱ص ۲۰، ۲۱۔

مطلب: ہیرودس نے یوحنا (یحییٰ) کو ہیرودیاس کے سبب جو اس کے بھائی فیلبوس کی جورو تھی گرفتار کیا اور باندھ کے قید خانہ میں ڈال دیا تھا۔ (اس لئے کہ یوحنا نے اس سے کہا تھا کہ تجھے اس کو رکھنا روا نہیں) اور ہیرودس نے چاہا کہ اسے مار ڈالے پر عوام سے ڈرا۔ کیونکہ وہ اسے نبی جانتے تھے۔ پر جب ہیرودس کی سالگرہ لگی ہیرودیاس کی بیٹی ان کے درمیان ناچی اور ہیرودس کو خوش کیا۔ چنانچہ اس نے قسم کھا کے وعدہ کیا کہ جو کچھ تو مانگے گی میں تجھے دوں گا۔ تب وہ جیسا اس کی ماں نے اسے سکھا رکھا تھا بولی کہ یوحنا (یحییٰ) بپتسمہ دینے والے کا سر تھالی میں یہیں مجھے منگوا دے...... تب اس نے لوگوں کو بھیج کر قید خانہ میں یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) کا سر کٹوایا اور اس کا سر تھالی میں لا کے اس لڑکی کو دیا۔

نمبر شمار: ۷/۳۱

نام کتاب: انجیل مرقس باب:۶۔

مطلب: اس میں بھی وہی مضمون ہے جو ابھی انجیل متی سے نقل کیا گیا۔

یہ دونوں حوالے تاریخی حیثیت سے نقل کئے گئے ہیں۔ یعنی اگرچہ اس کتاب سے نقل کئے ہیں۔ جسے تمام نصاریٰ انیس سو برس سے آسمانی کتاب مقدس مانتے چلے آئے ہیں اور مرزا قادیانی نے بھی انہیں کتاب مقدس مانا ہے اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲، ۵۳ ملاحظہ کیا جائے) مگر میں اس وقت تاریخی حیثیت سے اس کا حوالہ دے رہا ہوں۔ عیسائیوں کا محقق اور طے شدہ قول ہے کہ پہلی انجیل حضرت مسیح علیہ السلام کے مقرب حواری کی لکھی ہے اور تمام عیسائی مانتے ہیں۔ یہ حواری حضرت یحییٰ کے

ہم عصر تھے اور دوسری انجیل حواری کے ایک شاگرد نے لکھی ہے۔ غرضیکہ یہ دونوں تاریخیں حضرت یحییٰ کی شہادت کے قریب لکھی گئیں اور ایک عظیم الشان گروہ اس کتاب کو مقدس اور آسمانی کتاب اعتقاد کر کے اس کی حفاظت کرتا رہا ہے اور کرتا ہے۔ اس لئے کم سے کم تاریخی حیثیت سے اسے معتبر ماننے میں کلام نہیں ہوسکتا۔ یہ ۳۱ شہادتیں تو معتبر مفسرین اور مؤرخین کی ناظرین ملاحظہ کر چکے۔ اب میں خاص ان کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ جن کے مرید حضرت یحییٰ کی شہادت کو جھوٹ بتاتے ہیں۔

(۳۲) شہادت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے شہید ہونے کی

بقول خود مجدد دوراں مسیح قادیان مرزاغلام احمد قادیانی اپنی مایہ فخر کتاب ازالۃ الاوہام کے حصہ اوّل میں فرماتے ہیں: ''حضرت یحییٰ نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کران کی شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا۔''

(ازالہ اوہام ص۱۶، خزائن ج۳ ص۱۱۰)

(حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کئے جانے کی وجہ ہم نے انجیل سے اور متعدد تاریخوں سے نقل کی ہے جو نہایت معقول وجہ ہے۔ مگر مرزاقادیانی ایسی معتبر وجہ کو نہیں لکھتے۔ چونکہ انبیاء کی عظمت مرزاقادیانی کے قلب میں نہیں ہے اور اپنی بدزبانی کے الزام کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ اس لئے حضرت یحییٰ کے شہید کئے جانے کی وجہ انجیل کے اور مؤرخین ومفسرین کے خلاف ایسی بیان کرتے ہیں جن سے ان کی تیز زبانی ثابت ہو)

اب مرزاقادیانی کے وہ مرید اور سلطان القلم کے شاگرد کہاں ہیں جو حضرت یحییٰ کے واقعہ شہادت کو جھوٹ بتاتے ہیں؟ اب انہیں چاہئے کہ اپنے مرشد کو جھوٹا کہیں۔ کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ حضرت یحییٰ نے سخت کلامی کر کے یہود سے اپنا سر کٹوایا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہود نے آپ کو شہید کیا۔

اب جماعت قادیانیہ مرزائیہ کی بے خبری اور بے علمی لائق ملاحظہ ہے کہ جس واقعہ کو تیرہ سو برس سے تمام علماء حقانی تسلیم کرتے رہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ علیہم کے اقوال سے اس کی تصدیق ہورہی ہے حدیث میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ بعض مفسرین نے قرآن مجید کے الفاظ کے تحت میں اسے ثابت کیا ہے۔ تمام علماء مفسرین اور محدثین اور مؤرخین ایک

زبان ہوکراس واقعہ کے مصدق ہیں۔ کسی کا اختلاف اس میں نہیں پایا جاتا۔ بایں ہمہ جماعت مرزائیہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شہادت سے انکار کرتی ہے اور بالخصوص اس واقعہ مذکورہ کو جھوٹا کہتی ہے۔ حالانکہ یہ وہ واقعہ ہے کہ اس کے سچے ہونے میں کسی مسلمان کو تأمل نہیں ہوسکتا۔ تیرہ سو برس سے تمام امت محمدیہ کا اس پر اتفاق چلا آتا ہے اور جب اس اتفاق کے ساتھ اس کی پوری تصدیق انجیل سے بھی ہوتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ ایسا سچا واقعہ ہے کہ انیس سو برس سے کسی کا اختلاف اس میں نہیں ہے۔ عیسائی اور مسلمان سب جانتے چلے آتے ہیں اور بلااختلاف سب کی کتابوں میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو فیصلہ آسمانی حصہ دوم کے (ص۶۷) میں لکھا گیا ہے اور مسیح کاذب (مرزاقادیانی) کے بعض ماننے والوں نے اس سے انکار کیا ہے اور جھوٹ بتایا ہے جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے لے کر اس وقت تک جس قدر کاملین گزرے ہیں اور اس واقعہ کی شہادت دے رہے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ) اور جتنی تفسیریں اور تاریخیں وغیرہ ہیں سب غیر معتبر ہیں۔ سب نے یہ واقعہ جھوٹ لکھا ہے جس شخص یا جس گروہ کا یہ قول ہو اس کے جھوٹے اور غیر معتبر ہونے میں کسی مسلمان کو تأمل نہیں ہوسکتا۔

برادران اسلام! اس پر غور کریں کہ جو بات ایسی محکم طور سے ثابت ہو کہ حدیث وتفسیر سے اس کا ثبوت ہو، تمام علماء متقدمین اور متأخرین کا اس پر اتفاق ہو، تیرہ سو برس کے عرصہ میں کسی کا اختلاف اس میں ثابت نہ ہو، اس کے ساتھ ایک دوسرے گروہ عظیم الشان کا اتفاق اس پر انیس سو برس سے پایا جائے۔ اگر ایسی محکم اور متفق علیہ بات جھوٹ اور غیر معتبر ہوجائے تو دین کی کسی بات پر اعتبار نہیں ہوسکتا۔ یہ شخص درپردہ دین کی بیخ کنی کے درپے ہے اور صرف عوام کے فریب دینے کو قرآن اور حدیث کا نام لیتا ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث کا ثبوت علماء کے روایت واتفاق ہی سے ہے اور یہ شخص اسی کو غیر معتبر کہہ رہا ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کی باتیں اسی طرز کی ہیں۔ اسی لئے ان کے پیرو بھی اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اب یہ ان کی جہالت ہو یا قصداً ایسا کرتے ہیں۔ دیکھا جائے کہ یہ گروہ اپنے آپ کو اہل سنت اور حنفی کہتا ہے۔ حالانکہ ان کے عقائد ان کے اعمال اہل سنت کے خصوصاً احناف کے بالکل خلاف ہیں۔ اس میں فریب یہ ہے کہ بظاہر عقیدوں کے بیان میں وہی الفاظ لاتے ہیں جو الفاظ اہل سنت نے لکھے ہیں۔ مگر ان کے معنی ایسے بنا رکھے ہیں جو کسی اہل سنت کے اعتقاد

میں کبھی نہیں آئے اور نہ آسکتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ اللہ پر ہمارا ایمان ہے۔ مگر اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات تمام صفات کمالیہ کی جامع ہے اور تمام عیوب سے پاک ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے نزدیک اس کی ذات صادق الوعد اور متین نہیں ہے۔ وعدہ کر کے محو کر دیتا ہے جو اس کے ثبوت میں ’’یمحو اللہ مایشاء‘‘ پیش کرتے ہیں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰،۵۷۱)

کبھی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے بعض وعدوں میں پوشیدہ شرطیں ہوتی ہیں کہ بندے کو اس کا علم نہیں ہوتا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اس کا کوئی وعدہ لائق اعتبار نہیں ہے۔ اہل سنت کے نزدیک خدا کے رسول معصوم ہیں۔ گناہ نہیں کرتے۔ وحی کے سمجھنے میں انہیں غلطی نہیں ہوسکتی۔ مرزا قادیانی کے نزدیک معصوم ہونا تو بہت بڑا مرتبہ ہے۔ یعنی انبیاء سے ایسے افعال بھی ہوتے ہیں جو کسی شریف دیندار سے بھی نہیں ہوسکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جو شرمناک باتیں مرزا قادیانی نے منسوب کی ہیں ان کا زبان قلم پر لانا دشوار ہے۔

(دافع البلاء ص آخر، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰، ضمیمہ انجام آتھم ص۵ تا۷، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ تا۲۹۱)

جب انبیاء کی یہ حالت ہے تو کسی فہمیدہ کے نزدیک ان کا کلام لائق اعتبار نہیں ہوسکتا۔ وحی کے غلط معنی سمجھنے کو خطائے اجتہادی کہتے ہیں۔ اس جماعت میں کسی کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ وہ سمجھے کہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کرنا اور بات ہے اور خطائے اجتہادی اور شئے ہے۔ اگر وحی کے معنی سمجھنے میں رسول غلطی کرے اور اپنی غلطی کو کلام خدا کہہ دے تو اس کا کسی قوم پر اعتبار نہ رہے۔ فرشتوں کی نسبت جو تیرہ سو برس سے مسلمانوں کا عقیدہ چلا آتا ہے مرزا قادیانی اس سے صاف انکار کرتے ہیں اور مشرکانہ اور ملحدانہ طریقہ ملا کر یہ کہتے ہیں کہ ستاروں کی روح کا نام فرشتہ اور جن ہے۔ (توضیح المرام ص۳۰ تا۳۴، خزائن ج۳ ص۶۶ تا۶۸)

غرضیکہ تمام اصول عقائد اسلامیہ مرزا قادیانی نے درہم وبرہم کر دیئے ہیں۔ مگر سخت دھوکا یہ دیا ہے کہ الفاظ وہی ہیں جو اہل سنت لکھتے ہیں۔ مگر جب حقیقت امر کو پردہ اٹھا کر دیکھا جائے اس وقت واقعی حالت معلوم ہوجاتی ہے۔

برادران اسلام! میں نہایت خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے کلام سے جو ان کے عقائد معلوم ہوتے ہیں اگر انہیں سچا مانا جائے تو مذہب اور دین الٰہی کوئی لائق اعتبار چیز نہیں رہتی جو ذی علم وسیع النظر ان کے رسالوں کو دیکھے گا وہ اس کا یقین کرے گا۔ یہ ایک ضمنی

بات تھی۔ اب مجھے حضرت ایوب علیہ السلام کے مصائب کو دکھانا ہے۔ تاکہ اہل اسلام عبرت پکڑیں اور مصیبت میں پریشان نہ ہوں۔ خدا کے برگزیدہ اور اعلیٰ مرتبہ کے برگزیدہ کی حالت کو پیش نظر رکھیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے داماد تھے اور بڑے مالدار صاحب جاہ اور صاحب اولاد تھے۔ مؤرخ ابوالفداء نے لکھا ہے: ''کان صاحب اموال عظیم'' (یعنی حضرت ایوب علیہ السلام بڑے مالدار تھے) ان کی مختصر حالت میں پہلے تفسیر مراح البید سے لکھتا ہوں۔ پھر کسی قدر تفصیل اور تفاسیر وکتب تواریخ سے لکھی جائے گی۔

''کان ایوب علیہ السلام رومیا من ولد عیص ابن اسحق وکان اللہ تعالیٰ قد جعله نبیا وقد اعطاه من الدنیا حظاً وافراً من النعم والدواب والبساطین واعطاه ولداً من رجال ونساء وکان رحیما بالمساکین وکان یکفل الایتام والا رامل ویکرم الضیف فابتلاه اللہ تعالیٰ بھلاک اولاده بھدم بیت علیھم وذھاب امواله والمرض فی بدنه ثمانی عشرة سنة فانه خرج من فرقه الی قدمه ثالیل وقد وقعت فی جسده حکة لایملکھا وکان یحک باظفاره حتی سقطت اظفاره حکھا بالمسوح الخشنة ثم حکھا بالفخار والحجارة ولم یزل یحکھا حتی تقطع لحمه واتنن فاخرجه اھل القریة وجعلوه علی کناسة وجعلوله عریشا وکان ملقی فی الکناسة لایقرب منه احدا'' (مراح البید ج۲ ص۴۳، علامہ نووی)

حضرت ایوب علیہ السلام روم کے رہنے والے تھے...... حضرت اسحٰق کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عنایت کی اور اس کے ساتھ دنیا کی نعمتیں بھی بہت کچھ دیں۔ گائے، بیل، بکریاں، زمین، زراعت وغیرہ تھیں۔ باغات تھے۔ اولاد بھی اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔ بیٹے تھے۔ بیٹیاں تھیں۔ حالت ان کی یہ تھی کہ مسکینوں پر بہت کچھ مہربانی کیا کرتے تھے۔ یتیموں کی اور بیواؤں کی کفالت کرتے تھے۔ مہمان نواز تھے۔ بایں ہمہ انہیں اللہ تعالیٰ نے

آزمائش میں ڈالا۔ مکان گرا۔ اس کے نیچے آپ کی سب اولاد دب کر مرگئی۔ جس قدر مال ومتاع تھا سب تباہ ہوگیا۔ پھر اٹھارہ برس برابر بیمار رہے۔ سر سے پیر تک تمام بدن پر دنبل نکل آئے اور تمام بدن میں کھجلی اس قدر ہوتی تھی کہ بے اختیار ہوجاتے تھے اور کھجلاتے کھجلاتے ناخن گر گئے۔ پھر ٹاٹ سے کھجلانے لگے۔ پھر کنکر پتھر سے۔ الغرض کھجلاتے کھجلاتے تمام بدن کا گوشت پھٹ گیا اور نہایت بدبو آنے لگی اور گاؤں کے لوگوں نے گاؤں سے نکال کر ایک گھوڑے (تھڑا) پر ڈال دیا اور وہیں ایک جھونپڑا بنادیا۔ اسی گھوڑے (تھڑے) پر پڑے رہتے تھے اور کوئی پاس نہ آتا تھا۔ غالباً یہی الفاظ تفسیر کبیر میں ہیں۔ اس کی تفصیل اور تفسیروں میں اور مؤرخین نے بہت کچھ لکھی ہے۔

الغرض حضرت ایوب علیہ السلام صاحب مال تھے۔ صاحب جائیداد تھے۔ پانچ سو ہل اور ایک ہزار بیل تھے۔ ہل چلانے والے اور ہر ایک ہل کے لئے ایک نوکر تھا۔ اسی قدر اونٹ اور بکریاں تھیں اور ان کے چرواہے۔ اب مشیت الٰہی کا تقاضا حضرت ممدوح کے امتحان کا ہوا اور صبر وتحمل کا سبق تمام عالم کے ایمانداروں کو دیا گیا تاکہ آئندہ کی نسلیں بھی عبرت پکڑیں اور اس دنیائے دنی کی حالت پر غور کریں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ایسے مقرب بارگاہ الٰہی پر بعض وقت ایسی مصیبتیں آیا کرتی ہیں۔ وہ مصیبتیں حضرت ایوب علیہ السلام پر آئی ہیں کہ ان کے سننے سے بدن کانپنے لگتا ہے اور عقل حیران ہوجاتی ہے۔ مسلمان خیال کریں کہ جس کے جاہ وثروت کا یہ حال ہو اس پر رفتہ رفتہ مشیت ایزدی سے ایسی بلائیں آئیں کہ تمام مال ومتاع اور زینت دنیا کے متعدد اسباب یکے بعد دیگرے تباہ ہونے شروع ہوئے اور انجام کار نہ وہ مال ومتاع رہا نہ وہ جاہ وثروت رہی۔ نہ اس جائیداد کا پتہ رہا جس کے لئے ہزار بیل اور ان کے لئے سینکڑوں نوکر تھے۔ یہاں تک کہ رہنے کے لئے مکان تک بھی نہ رہا۔ ساری اولاد مکان کے نیچے دب کر مرگئی۔ پھر اس عظیم الشان مصائب کے بعد جسمانی مصیبت شروع ہوئی اور سخت جذام ہوگیا اور بجز بیوی کے ان کے پاس کوئی نہ آتا تھا اور مختلف طور سے لوگ طعنہ دینے لگے اور اس مصیبت میں اٹھارہ برس تک رہے۔ سات برس خاص گھوڑے (تھڑے) پر پڑے رہے۔

’’فبقی مطروحاً علی الکناسۃ سبع سنین مایسال اللہ ان یکشف مابہ وما علی وجہ الارض اکرم علی اللہ منہ‘‘

(الکامل فی التاریخ ج۱ ص۹۹، قصہ ایوب علیہ السلام)

علامہ ابن اثیر کامل میں لکھتے ہیں کہ سات برس گھوڑے (تھڑے) پر پڑے رہے اوراس مدت میں کبھی دعا نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ہٹا دے۔ حالانکہ روئے زمین پر اس وقت اللہ کے نزدیک کوئی مکرم ان کے مثل نہ تھا۔

ابن اثیر کا یہ جملہ نہایت ہی عبرت انگیز ہے۔ جن کے دل میں کچھ بھی خوف خدا ہے وہ یہاں دو باتوں پر غور کریں گے۔ ایک یہ کہ حضرت ایوب علیہ السلام اس وقت ایسے خدا کے پیارے اور معظم تھے کہ اس وقت ان کی مثل کوئی دوسرا دنیا میں نہ تھا اور ایسا برگزیدہ ایسی سخت مصیبتوں میں اتنی دراز مدت تک مبتلا رہا اور اس وقت کے مرزائی صفت لوگوں سے کیسے کیسے طعن وتشنیع سنتا رہا؟ وہ دوسری اس مقبول خدا کی ہمت اور تحمل وصبر کو دیکھنا چاہئے کہ اللہ کی رضا پر ایسے راضی رہے کہ اس کے خلاف دعا مانگنا بھی پسند نہیں۔ (اللہ اکبر جل جلالہ) آپ پر تین شخص ایمان لائے تھے۔ وہ بھی بدگمانی کرنے لگے تھے اور بعض وقت طعنہ دیتے تھے۔ اگرچہ مرتد نہیں ہوگئے تھے۔ مگر حضرت ایوب علیہ السلام ان کے لئے بھی کوئی سخت لفظ نہیں کہتے تھے۔ اب خیال کیجئے کہ جب کچھ پاس نہیں ہے اور کوئی پاس بھی نہیں جاتا۔ سب بدگمان بھی ہوگئے ہیں تو کھانے پینے کی کیا سبیل تھی۔ اتنی مدت تک جیتے کیسے رہے؟ یہی لکھتے ہیں کہ وہی نیک بیوی جس کا نام رحمت تھا اس نازک وقت میں رحمت الٰہی تھی وہ کچھ مزدوری کر کے لاتی تھی اور کھلاتی تھی۔ بالآخر اس دراز مدت کے بعد ایک امتی کے طعنے سے یا کسی دوسرے کے ناشائستہ کلمات سے ان کی زبان سے عاجزانہ نکلا۔ ''رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین (الانبیاء:۸۳)'' اس دعا کے کرتے ہی دریائے رحمت جوش زن ہوا اور اللہ نے صحت دی اور اولاد وغیرہ بھی عنایت کی۔ اللہ کے رسولوں کی اور برگزیدہ بندوں کی یہ شان ہوتی ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کی طرح نہیں کہ سخت مخالف سے عاجز ہوکر اپنی صداقت ظاہر کرنے کے لئے نہایت ہی عاجزانہ دعا کی ہے۔ (مولوی ثناء اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب میں کیسی عاجزانہ دعا کی ہے۔ مگر دونوں جگہ معاملہ برعکس ہوا جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کاذب تھا۔ ان دعاؤں کو مرزا قادیانی نے خود چھپوا کر مشتہر کیا ہے) مگر ایک شنوائی نہیں ہوئی اور مخالف کے روبرو نہایت ذلیل ہوئے۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸ نیز مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۱،۵۹۲)

الغرض ہمارے بھائی خوب معلوم کریں اور یقین کرلیں کہ دنیا کی مصیبت کسی پر آنا اس کے کافر یا مرتد ہونے کی یا کسی کے مخالف ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ البتہ احادیث صحیحہ اور دنیا کے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ دنیا میں ایمانداروں کو زیادہ مصیبتیں آتی ہیں۔ اب میں مسلمانوں کو اس امر پر خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعات کو پیش نظر رکھ کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عبرت خیز واقعہ کو ایک تیسری نظیر سمجھیں اور پھر مرزاغلام احمد قادیانی کے بےباکانہ اور بےادبانہ جملوں کو دیکھیں کہ قرۃ العین رسول الثقلین ﷺ کی نسبت کیا کہہ رہے ہیں۔ ان کے رسالہ اعجاز احمدی کے یہ اشعار ہیں۔

’’وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ اقول نعم واللّٰہ ربی سیظھر‘‘

(اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ص۱۶۳)

لوگوں نے کہا کہ اس شخص نے (مرزاغلام احمد قادیانی) امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔ یعنی میری فضیلت ظاہر ہوجائے گی۔ مگر مرزائی افسوس کریں کہ کچھ نہ ہوا اور مرزاقادیانی جھوٹے ٹھہرے۔

’’وشتان مابینی وبین حسینکم فانی اؤید کل اٰن وانصر واما حسین فاذکر وادشت کربلا الی ھذہ الایام تبکون فانظروا‘‘

(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

مرزاقادیانی کے اس شعر کو برادران اسلام عبرت کی نظر سے ملاحظہ کریں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے قرۃ العینین نواسہ ہیں۔ جس کی نسبت وہ اصدق الصادقین اپنی امت کی نجات کے لئے کشتی نوح سے تشبیہ دے چکے ہیں۔ ان کی مصیبت کو دکھا کر اپنی عیش وکامرانی پر مرزاقادیانی فخر کرتے ہیں۔ کیا سچے مسلمان کا دل اس سے شق نہ ہوتا ہوگا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ عاشق رسول الثقلین ﷺ کی زبان پر ایسے الفاظ آسکیں؟ کیا ایسے ہی مدعی کو خادم رسول اللہ اور فنافی الرسول کوئی کہہ سکتا ہے۔ دنیا میں اگر ایمان ہے تو کوئی ایماندار ایسے مدعی کو سچا مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائیکہ اسے عاشق رسول اور فنافی الرسول سمجھے۔

جس طرح کے کلمات مرزا قادیانی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت ہمارے مقابلہ میں کہے ہیں اسی طرح فرعون حضرت ایوب علیہ السلام کے مصائب دکھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اوران کی امت کے مقابلہ کہہ سکتا تھا۔’’**وشتان مابینی وبین نبیکم فانی اؤید کل اٰن وانصروا**‘‘(یعنی جس طرح مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے مقابلہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مصیبت کو دکھایا ہے اور پھر اپنی عیش وعشرت کو تائید الٰہی بتایا ہے۔اس طرح فرعون حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کے مصائب کو دکھا کر اپنی عیش وکامرانی پر فخر کرسکتا تھا اور وہی مرزا قادیانی والا شعر پڑھ سکتا تھا۔صرف ایک لفظ بدل کر یعنی حسین کی جگہ نبی کہہ دیتا) اور فرعون پر کیا ہے جو منکرین انبیاء دنیا میں کامران رہتے ہیں۔وہ اکثر انبیاء کی نسبت ایسا ہی فخر کرسکتے ہیں اور مقبولان خدا کی مصیبتوں کو دکھا کر اور اپنی کامرانی پیش کر کے اپنا مؤید من اللہ ہونا بیان کرسکتے ہیں۔’’**فاعتبروا یا اولی الابصار**‘‘

شاید اس قسم کے حالات بعض مرزائیوں نے دیکھے اس لئے فائز المرامی اور کامیابی کی یہ صورت بتاتے ہیں کہ مخلوق اسے زیادہ ماننے لگی۔مگر یہ جواب بھی ان کی بے خبری اور کم علمی کو ظاہر کرتا ہے۔کیونکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی حالت تو ابھی ذکر کی گئی۔حضرت نوح علیہ السلام کا حال بھی اس کی غلطی کی شہادت کے لئے نہایت کافی ہے۔یہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو برس دعوت دی۔مگر اب دیکھا جائے کہ اس دراز مدت میں کتنی مخلوق آپ پر ایمان لائی۔قرآن مجید میں مجمل طور پر ارشاد ہے:’’**وما اٰمن معہ الا قلیل** (ہود:۴۰)‘‘یعنی حضرت نوح علیہ السلام پر بہت تھوڑے ایمان لئے تھے۔مفسرین نے اس تھوڑے کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے۔صاحب مدارک التنزیل لکھتے ہیں کہ آٹھ شخص ایمان لائے اور زیادہ سے ۷۸آدمیوں کا ایمان لانا لکھتے ہیں۔بعض محققین اسی کی تعداد بیان کرتے ہیں۔الغرض وہ سچے رسول ہیں جن کی اولاد میں عظیم الشان سلسلہ رسولوں کا ہے۔ان کی دعوت سے نوسو پچاس برس کے عرصہ میں اس قدر قلیل مقدار مخلوق کی ان پر ایمان لائی جو کسی شمار میں نہیں ہوسکتی۔اب اس کے مقابل صالح اور ابوعیسیٰ مدعیان کاذب کی جماعت کو خیال کیجئے کہ تمام قبائل مغرب ان پر ایمان لے آئے تھے۔تھوڑی مدت میں اس لئے جماعت مرزائیہ کے قاعدے کے بموجب ان جھوٹے مدعیوں کو صادق ہونا چاہئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو کاذب (نعوذ باللہ منہ) الغرض دنیا کی کسی قسم کی کامیابی یا ناکامی صداقت یا عدم صداقت کی دلیل نہیں

ہوسکتی۔ ہاں! بعض وقت اس کامیابی کے ساتھ ایسے قرائن اور وجوہ پیش آتے ہیں کہ عقلی طور سے ایسی کامیابی کو صداقت کی دلیل کہتے ہیں اور ناکامی کو کذب کی علامت، اب میں اس دعوے کی تصدیق صحیح حدیثوں سے آپ کو دکھاتا ہوں۔

۱...... ''لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء یصدقه من امة الرجل واحد'' (مسلم ج۱ ص۱۱۲، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار)

جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس قدر لوگوں نے مجھے مانا کسی نبی کو نہیں مانا۔بعض انبیاء ایسے گزرے جنہیں ایک ہی شخص نے مانا اوران کی دعوت کا ثمرہ اسی قدر رہوا۔

۲...... ''عرضت علی الامم فرأیت النبی ومعه الرهیط والنبی ومعه الرجل والرجلان والنبی لیس معه احد''(مسلم ج۱ ص۱۱۷، باب الدلیل علی دخول طوائف المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب مسند احمد بن حنبل ج۱ ص۲۷۱)

دوسری حدیث میں حضور انور ﷺ کا یہ مقولہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی امتیں حالت کشفی میں میرے سامنے پیش کی گئیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض انبیاء کے ہمراہ چند آدمی ہیں یعنی تین چار آدمی بعض کے ہمراہ دوایک شخص ہیں۔بعض ایسے ہیں کہ ان کے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں ہے۔

ایک متفق علیہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔

۳...... ''خرج رسول اللہ ﷺ یوماً فقال عرضت علی الامم فجعل یمر البنی ومعه الرجل والنبی ومعه الرجلان والنبی ومعه الرهط والنبی ولیس معه احد. الخ!''(بخاری ومسلم ج۱ ص۱۱۷، باب الدلیل علماء دخول طوائف کنز العمال ج۳ ص۱۰۰، حدیث نمبر۵۶۸۲، من المسلمین الجنة بغیر حساب ولا عذاب)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ انبیاء کی امتوں کی حالت مجھے معلوم کرائی گئی۔ میرے سامنے سے ایک نبی گزرے ان کے ہمراہ ایک ہی امتی تھا دوسرے نبی گزرے ان کے ہمراہ دو امتی تھے۔ایک اور گزرے ان کے ہمراہ چند امتی تھے۔بعض نبی ایسے گزرے جن کے ہمراہ ایک امتی بھی نہیں تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ معلوم کر کے اوران حدیثوں کے مضمون میں غور کر کے مسلمانوں کو عبرت پکڑنا چاہئے کہ بہت سے خدا کے پیارے اس کے سچے رسول جو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ان کی سینکڑوں برس کی محنت اور مشقت کا نتیجہ کیا ہوا۔حضرت نوح علیہ السلام کچھ کم ایک ہزار برس تک خلق کو ہدایت کرتے رہے اوران کے ہاتھوں سے ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں اوراس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ دس یا ستر، اسی شخص ایمان لائے اور بعض کی محنت کا نتیجہ یہ کہ دوایک شخص مسلمان ہوئے اور بعض برگزیدہ ایسے ہوئے کہ ان کی برسوں کی محنت دنیا کی نظر میں بیکار ہی گئی۔

اس وقت کے مرزائیوں کی طرح اس وقت کے منکرین ان انبیاء سے کیسا مضحکہ کرتے ہوں گے؟ کہ یہ حضرات اس قدر غل مچا رہے ہیں۔مگر کوئی نہیں سنتا۔ پھر کیا قادیانی حضرات ان انبیاء کے الہام کو غلط بتائیں گے۔ذرا ہوش کر کے جواب دیں۔

حاصل کلام عبرت کا مقام

الغرض! سچے مسلمانوں کو مجھے یہ دکھانا ہے کہ خدا کے برگزیدہ حضرات پر دنیا میں کیسے کیسے معاملے گزرے ہیں اور ہر قسم کی دینوی انہیں ناکامی ہوئی ہے۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تمام گزران کو دیکھو کہ کس تنگی سے ان کی عمر بسر ہوئی اورانجام کار دشمن کے ہاتھ سے شہید کر دیئے گئے۔ یہ ان کے عشق الٰہی کو کمال مرتبہ تک پہنچا کر عاشقوں کو دکھانا تھا۔حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبتوں پر نظر کرو کہ خوشحالی کے بعد اٹھارہ برس تک کیسی مصیبتوں کو برداشت کیا اوردم نہیں مارا۔ یہ ان کی محبت کا امتحان اور گزشتہ مدتوں راحت میں رہنے کا کفارہ تھا اور جن انبیاء کی ہدایت کا نتیجہ کچھ نہ ہوا یا بہت ہی کم ہوا۔ یہاں یہ دکھانا تھا کہ دنیا دارالابتلاء ہے۔ یہاں بعض جھوٹے مفتری علی اللہ دنیا میں بہت کچھ کامیاب ہوئے اور ہوتے ہیں۔اس لئے نہایت عبرت کا مقام ہے۔ یہاں بہت سے ذی علم بھی بہک جاتے ہیں۔ ہمارے بھائی اس بیان سے یقینی طور سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ دنیا میں کسی قسم کی کامیابی صداقت اور برگزیدہ خدا ہونے کی معیار نہیں ہے۔اس سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کا اوران کے مریدوں کا دنیاوی کامیابی کو اپنی صداقت میں پیش کرنا ان کی عظیم الشان غلطی ہے۔اوّل تو وہ یہی بتائیں کہ انہیں دنیاوی کامیابی کیا ہوئی۔جس قدرانہوں نے

اپنی شہرت اور اپنی خودستائی میں محنت کی ہے اور کاغذی گھوڑے دوڑائے ہیں اس کے مقابلہ میں انہیں کچھ بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس زمانے میں بعض بعض تاجر اپنے اشتہاروں کے ذریعہ سے لکھ پتی، کروڑ پتی ہوگئے۔ مرزاقادیانی کی خودستائی اور مدح سرائی کا صرف اس قدر نتیجہ سنا جاتا ہے کہ عمدہ کھانے کو اور مشک وزعفران استعمال کرنے کو ملے اور کچھ زمین ہاتھ آ گئی اور کچھ مکانات بھی بن گئے۔ پھر یہ تو ان تاجروں کے مثل بھی کامیابی نہ ہوئی جو جھوٹے اشتہاروں سے کما لیتے ہیں۔ باقی رہا مریدوں کا زیادہ ہونا محض زبانی دعویٰ ہے۔ پہلے لوگوں کو جانے دیجئے۔ اس وقت کے لحاظ سے کہتا ہوں کہ ایک حاجی وارث علی صاحب تھے۔ باوجودیکہ انہوں نے اپنی مدح سرائی میں ایک اشتہار بھی نہیں دیا۔ مگر لاکھوں مریدان کے ہوگئے۔ اسی طرح اور بھی حضرات ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے کارخانہ الٰہی اور دنیا کی حالت میں غور نہیں کیا اور اس کے واقعات پر نظر نہیں ڈالی کہ کیسے کیسے لوگ کامیاب ہوتے ہیں یا جان کر مخلوق کو دھوکا دیا اور دے رہے ہیں۔ کیونکہ ناواقف اور عوام کے خیال میں دنیا کی کامیابی صداقت کی دلیل ہوسکتی ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے مسلمان بہک گئے۔ اب میں دنیا کا مقام ابتلاء اور محل امتحان ہونا کلام خدا اور اقوال واحوال حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختصراً بیان کرتا ہوں۔ خوب متوجہ ہوکر ملاحظہ کرنا چاہئے۔

حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گزران کا نمونہ دیکھا جائے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم ج۲ ص۴۰۹، فصل فی صبر علی قلۃ مایجد ودخول الفقرا المهاجرین الجنة) میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''ماشبع اٰل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ ﷺ'' کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل وعیال نے آپ ﷺ کی وفات تک دو دن برابر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے تمام عمر کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

ایک اور حدیث متفق علیہ ہے: ''عن عمر رضی اللہ عنہ قال دخلت علیٰ رسول اللہ ﷺ فاذا هو مضطجع علی رومال حصیر. الخ! متفق علیه''

(مشکوٰۃ المصابیح ص۴۴۷، باب فصل الفقراء وماکان من عیش النبی ﷺ)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر بچھونا نہ تھا۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کے دونوں جانب چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے اور چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائی تھی۔ اس تکیہ میں میں کھجور کا چھلکا بھرا تھا۔ (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ آپ ﷺ کی امت سے تنگی دور ہو، فراخی ہو، فارس اور روم کیسے خوشحال ہیں۔ باوجودیکہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عمرؓ! تم اس خیال میں ہو۔ (یعنی جو اللہ کی عبادت کریں وہ دنیا میں خوشحال رہیں اور جو اس کی عبادت نہ کریں وہ خوشحال نہ رہیں) ایسا خیال نہیں چاہئے کیونکہ ان کی کمائی یا مقررہ عیش وآرام دنیا ہی میں دے دیا گیا۔ آخرت میں سوائے تکلیف کے کچھ ان کے لئے نہیں ہے۔

دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد اس طرح ہے کہ کیا تم اس میں خوش نہیں ہو کہ انہیں دنیا ملی اور ہمیں آخرت، ان حدیثوں سے آپ ﷺ کی تنگی گزران کا نمونہ معلوم ہوا۔ مگر دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی گزران آپ ﷺ نے بخوشی منظور کی تھی اور اللہ سے ایسی ہی گزران کی آپ ﷺ خواہش کرتے تھے۔ چنانچہ متفق علیہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ ’’اللھم اجعل رزق اٰل محمد قوتا‘‘

(ابن ماجہ ص۳۰۵، باب القناعۃ مسلم ج۲ ص۴۰۸، فصل فی صبر قلۃ)

’’یعنی اے اللہ! محمد ﷺ کے اہل وعیال کو بقدر قوت لا یموت کے روزی عنایت فرما۔‘‘

دنیا کی گزران میں اس قدر تنگی اختیار کرنا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اگرچہ بے دین نافہم اسے نہ سمجھیں اور طعنہ کریں۔ تنگی اختیار کرنے کی مصلحتیں پوری طور پر تو خدا اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔ مگر یہ نہایت ظاہر ہے کہ اس حالت میں رہنا غربائے امت کی کمال دل دہی ہے۔ کیونکہ جب وہ سردار دوجہاں ﷺ کی یہ حالت معلوم کریں گے تو اپنی غربت کو بھول جائیں گے اور خوشی کے مارے پھولے نہ سمائیں گے۔ اس کے علاوہ اللہ کے نزدیک دنیا نہایت بے حقیقت چیز ہے بلکہ ملعون اور مردود ہے۔ اس لئے اللہ والے اسے کبھی پسند نہیں کرتے۔ مگر کسی وقت کسی مصلحت سے اللہ تعالیٰ انہیں دیتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ

ماسقی کافر منها شربة‘‘

(ابن ماجہ ص۳۰۲، باب مثل الدنیا، ترمذی ج۲ص ۵٦، باب ماجاء فی هوان الدنیا علی الله)

کہ اللہ کے نزدیک دنیا کی حقیقت اگر مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی دنیا میں نہ ملتا۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’الا ان الدنیا ملعونة وملعون مافیها الاذکر الله وما والاه وعالم اومتعلم‘‘

(ترمذی ج۲ص ۵۸، باب ماجاء فی هوان الدنیا علی الله، ابن ماجہ ص۳۰۲،۳۰۳، باب مثل الدنیا)

کہ خبردار ہو جاؤ دنیا پر اللہ کی لعنت ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب پر خدا کی پھٹکار ہے۔ البتہ دنیا میں اللہ کی یاد اور وہ اعمال صالحہ جنہیں اللہ پسند کرے اور علم دین کے جاننے والے ہوں۔ سیکھنے والے یہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

ان دونوں حدیثوں پر غور کیا جائے۔ پہلی حدیث سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا نہایت بے حقیقت ہونا اور دوسری حدیث سے اس کا ملعون و مردود ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ پھر برگزیدگان خدا جو اس ذات پاک کے عاشق ہیں اور نہایت عالی خیال بلند حوصلہ ہیں۔ وہ ایسی بے حقیقت چیز کو کیونکر پسند کر سکتے ہیں اور پھر یہ کہ وہ شئے اس ذات مقدس کے ایسی ناپسند ہو کہ اس نے اس پر لعنت بھیجی ہو۔ وہ کبھی اس کو پسند نہیں کر سکتے۔ پسند کیا اس طرف توجہ کرنا بھی انہیں ناگوار ہوگا۔ قرآن مجید میں بھی دنیا کی حقارت بہت آئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مصلحت اور دینی فائدے کے لئے اپنے کسی برگزیدہ کو بھی دنیا کا مال ومتاع دیا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دنیا کی کامیابی صداقت کی دلیل ہے یا اس بے حقیقت کامیابی کو فلاح کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اب ہم قرآن شریف کی آیت پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دنیا میں عزت وآبرو کا ہونا، مال ودولت کا ملنا خدا کی خوشنودی اور صاحب مال کی صداقت فلاح کی دلیل نہیں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ’’فاما الانسان اذاما بتله ربه فاکرمه ونعمه فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتله فقدر علیه رزقه فیقول ربی اهانن (الفجر:۱۵،۱٦)‘‘

پروردگار جب انسان کی اس طرح آزمائش کرتا ہے کہ اس کو عزت ونعمت دیتا ہے تو بندہ اپنے دل میں خوش ہوکر یا گھمنڈ کر کے کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت کی اور جب پروردگار اس طرح آزماتا ہے کہ اس کی روزی اس پر تنگ کرتا ہے تو بندہ تنگ دل ہوکر کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا۔

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ فراخی اور تنگی دونوں صدق یا کذب کی علامت نہیں ہے بلکہ یہ دونوں کسی وقت صرف امتحان کی غرض سے ہوتے ہیں اور امتحان مسلمان اور کافر دونوں کا ہوتا ہے۔ کسی کا مال ودولت، عزت وجاہ کے ساتھ ''**انما اموالکم واولادکم فتنة**'' ارشاد خداوندی ہے۔ کسی کا فقر واحتیاج کے ساتھ کسی وقت مسلمان بھی مال ودولت سے بہک جاتا ہے اور کسی وقت فقر واحتیاج سے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''**کادالفقران یکون کفرا**'' اور کافر تو بہکتا ہی ہے۔ البتہ دنیا کی کامیابی اکثر کفار ہی کے حصہ میں رہی ہے۔ اس کی حکمت بالغہ تو وہی حکیم مطلق جانتا ہے مگر ہماری عقل کی رسائی جہاں تک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت مال ودولت کی ترقی اور اس کی حفاظت میں وہ ایسا پریشان وسرگرداں رہتا ہے اور بہت لوگ اس کے دشمن ہوجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مال اس کے لئے وبال ہوتا ہے اور دنیا ہی میں ایک صورت عذاب کی اس کے لئے ہوتی ہے۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی صاف طور سے موجود ہے۔ سورۂ الفجر ملاحظہ ہو کسی وقت میں منکر کے اعمال حسنہ کا بدلہ اسے دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا: ''**اعطیت لهم طیباتهم**'' یہ ایک ضمنی بات تھی اصل مدعا یہ تھا کہ دنیا کی کامیابی کو فلاح نہیں کہہ سکتے۔ اس کا ثبوت تین دلیلوں سے دیا گیا۔ ان میں ہر ایک دلیل نہایت روشن اور ایسی قوی ہے کہ کسی فہمیدہ حق پسند کو اس کے ماننے میں تأمل نہیں ہوسکتا۔

پہلی دلیل: بعض کفار اور مفتری علی اللہ جن کا ذکر شروع رسالہ میں کیا گیا۔ ان کے حالات سے ظاہر ہے کہ باوجود مفتری علی اللہ ہونے کے ایسے کامیاب ہوئے کہ دنیا میں اس سے زیادہ کامیابی اور فلاح نہیں ہوسکتی۔ اس سے بالیقین ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جس فلاح کو ایمانداروں سے مخصوص کیا ہے۔ وہ دنیا کی کامیابی نہیں ہے۔ اب مرزاقادیانی کی کامیابی کو دکھا کر ان کی صداقت ثابت کرنا ایسا ہی ہے جیسا فرعون اور صالح وغیرہ کا معتقدان کی کامیابی دکھا کر ان کی صداقت ثابت کرے۔

دوسری دلیل: بعض انبیائے کرام کی دنیاوی حالت دکھائی گئی۔اس سے بھی بخوبی واضح ہوا کہ جس فلاح کی بشارت ایمانداروں سے مخصوص ہے وہ دنیا کی کامیابی نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا توان انبیاؤں کی دنیامیں یہ حالت ہرگز نہ ہوتی جواس رسالہ میں دکھائی گئی ہے۔

تیسری دلیل: تین حدیثیں پیش کی گئیں جن سے پوری تصدیق ہوگئی کہ دنیا ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کی کامیابی کو اللہ تعالیٰ فلاح کہے اس سے اظہر من الشّمس ہوا کہ جو فلاح ایمانداروں کے لئے مخصوص ہے اور منکرین اور مفتری اس سے محروم ہیں وہ عالم آخرت کی فلاح ہے جہاں انسان کے لئے دائمی راحت یا ہمیشہ کی تکلیف ہے۔یہ بھی حدیث سے ثابت کردیا گیا کہ بہت سے لوگوں کا مطیع ہوجانا بھی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔کیونکہ بعض انبیاء ایسے گزرے ہیں کہ ان کا ایک بھی امتی نہیں ہوا اور بعض کے دوایک ہوئے جو مثل نہ ہونے کے ہے۔اب اگر مریدوں کی کثرت کوصداقت کا معیار قرار دیا جائے گا تو بہت سے انبیاء کی نبوت سے انکار کرنا ہوگا۔حضرت نوح علیہ السلام کو ملاحظہ کیجئے کہ ابوالانبیاء ہیں۔مگر ساڑھے نو سوبرس کی کوشش میں آٹھ دس یا ۷۰،۸۰ اشخاص ان پر ایمان لائے تھے۔

قابل توجہ ہے دیکھا جائے

حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا زیادہ ہونا اور حضور ﷺ کا ارشاد فرمایا: ''انی اباھی بکم الامم'' ایک خاص فضیلت آنحضرت ﷺ کی ہے۔اسے صداقت کا معیار ٹھہرانا جاہلانہ خیال ہے۔البتہ وہ مدعی نبوت جسے بہت سے انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ ہو اس کی وجہ سے کوئی جہنمی جنت کا مستحق نہ ہو اور کروڑوں جنتی جو جنت کے مستحق ہوچکے تھے وہ جہنم کے مستحق ہوجائیں۔اس کے جھوٹے ہونے میں کوئی عقل سلیم تأمل نہیں کرسکتی۔اب یہاں نہایت غور کے قابل یہ امر جو کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضور سرور انبیاء ﷺ کا ظل کہتے ہیں اور جس طرح حضور ﷺ کی بعثت عام تھی۔اسی طرح مرزا قادیانی اپنی بعثت کو عام کہتے ہیں یعنی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ میں تمام خلق کے لئے مبعوث ہوا ہوں میرے ماننے پر نجات موقوف ہے۔ (رسالہ دعویٰ نبوت)

اور ''صلیب پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں۔''

(اخبار بدر قادیان ج۲ نمبر۲۹ ص۴ تا۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

مگراب کامل غوراورانصاف پسندی سے اس دعویٰ کوملحوظ خاطر رکھ کر دیکھا جائے کہ مرزاقادیانی نے کیا کہااوران کے بعثت کا نتیجہ کیا ہوا۔ساری دنیا دیکھ چکی کہ غالباً پچیس برس تک انہوں نے بہت کچھ غل مچایااوراپنی شہرت اورخلق کواپنی طرف متوجہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہیں رکھا۔اشتہاروں،اوررسالوں اورخطوط کی انتہاء کردی۔ بایں ہمہ ان کی ذات سے کوئی جہنم کا مستحق جنتی نہیں ہوا۔یعنی کوئی ممتاز عیسائی،کوئی آریہ،کوئی بت پرست،کوئی یہود، مسلمان نہ ہوااورتیس چالیس کروڑ مسلمان جومردم شماری کے لحاظ سے دنیا میں کہے جاتے ہیں جنہیں مرزاقادیانی بھی اپنے اس دعویٰ کے قبل مسلمان اور جنت کا مستحق کہتے تھے اورمتعدد رسالوں میں لکھ چکے تھے کہ کوئی اہل قبلہ کافرنہیں ہے۔آخرمیں انہیں کی نسبت کہا کہ جس نے مجھےنہیں مانا وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا خدااوررسول کو نہ ماننے والا۔غرضیکہ ان کا آخری قول یہی ہے کہ جنہوں نے مجھےنہیں مانا وہ سب کافر ہوکر جہنم کے مستحق ہوگئے۔

مرزاقادیانی کے اقوال دعویٰ نبوت مرزامیں نقل ہوچکے ہیں۔ان کے بیٹے جواب ان کے دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں وہ اپنے رسالہ (تشہیذ الاذہان ج۶ نمبر۴ ص۱۲۲، بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء) میں تحریر فرماتے ہیں۔ان کا قول یہ ہے:’’جب تبت اورسوئٹزرلینڈ کے باشندے رسول اللہ کے نہ ماننے پر کافر ہیں تو ہندوستان کے باشندے مسیح موعود کو نہ ماننے سے کیونکر مومن ٹھہر سکتے ہیں......(الی ان قال) جب حضرت (مرزاقادیانی) کی مخالفت کے باوجودانسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے تو پھر آپ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہوا۔(یعنی مرزاقادیانی)‘‘

برادران اسلام! ملاحظہ کریں کہ مرزاقادیانی کے خلیفہ اور فرزندار جمند تمام ہندوستان بلکہ ساری دنیا کے غیرقادیانی مسلمان کوکس صراحت سے کافر بتاتے ہیں اور مرزاقادیانی کی بعثت کا بھی فائدہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا کے غیرقادیانی مسلمان مسلمان نہ رہے۔یعنی مرزاقادیانی اسی لئے بھیجے گئے تھے کہ مسلمانوں سے دنیا کوخالی کردیں۔

حاصل یہ کہ جنہوں نےنہیں مانا انہیں تو مرزاقادیانی نے جہنم کا مستحق کردیا اور جنہوں نے مانا وہ تو پہلے سے مسلمان اور جنت کے مستحق تھے۔خودمرزاقادیانی کے قول سے مرزاقادیانی کی وجہ سے کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔اس لئے ان کی بعثت کا نتیجہ یہی ہوا کہ بجز معدودے چند مسلمانوں کے ساری دنیا کے مسلمان کافرہوگئے اوردوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے خاندانی ثروت وعزت جوزمینداری کے جاتے رہنے کی وجہ سے چلی گئی تھی یا اس میں بہت

کچھ کمی ہوگئی تھی۔ وہ دنیاوی عزت وثروت انہیں اور ان کی خاص اولاد کو مل گئی۔ بلکہ شہرت اور ثروت اس سے بہت زیادہ ہوگئی۔

اب برادران اسلام اس پر غور کریں کہ مرزا قادیانی کی وجہ سے مسلمانوں کو اور اسلام کو کس قدر مضرت ہوئی کہ اسلام دنیا سے گویا مفقود ہوگیا اور ۳۰،۴۰ کروڑ مسلمان جو جنت کے مستحق تھے وہ جہنمی ہوگئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے وقت میں آپ ﷺ کی ذات مبارک سے غالباً دولاکھ یا کچھ کم وبیش مسلمان ہوئے تھے۔ یعنی یہ تعداد جو قطعاً جہنم کی مستحق ہوچکی تھی۔ وہ جنتی ہوگئی اور کوئی جنت کا مستحق جہنمی نہیں ہوا۔ کیونکہ اس وقت عرب میں تین گروہ تھے، یہود، نصاریٰ، مشرکین ان میں سے کوئی مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار سے اور نصاریٰ تثلیث پرستی اور مشرکین بت پرستی سے کافر تھے۔ غرضیکہ آپ ﷺ کے دعویٰ کے وقت میں کوئی جنت کا مستحق نہ تھا۔ اس لئے جس قدر مشرکین یہود ونصاریٰ جناب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے وہ وہی تھے جو پہلے جہنم کے مستحق ہوچکے تھے اور ایمان لانے کی وجہ سے جہنم سے علیحدہ ہوکر جنت کے مستحق ہوئے۔ یہ اسلامی جماعت ایسی عالی ہمت وجاں نثار اسلام ہوئی کہ بہت جلد دنیا میں اسلام کو پھیلا دیا اور کروڑوں جہنم کے جانے والوں کو جنت کا مستحق بنادیا۔ مرزا قادیانی کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ یعنی ان اقرار کے بموجب تیئس کروڑ اور واقعی مردم شماری کے لحاظ سے ۳۰،۴۰ کروڑ مسلمان مستحق جنت تھے۔ مرزا قادیانی نے انہیں میں سے بہت تھوڑی جماعت کو علیحدہ کر کے باقی سب کو جہنم میں دھکیل دیا۔ کس قدر حیرت خیز معاملہ ہے کہ ایسے شخص کو خاتم النّبیین، رحمت اللعالمین کا ظل مانا جاتا ہے اور اس پر مزید یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہام کی رو سے اپنے آپ کو رحمۃ اللعالمین بھی کہتے ہیں۔ یہ عجیب رحمت ہے جس کی وجہ سے کروڑوں مستحق جنت، جہنمی ہوگئے اور جنتی ایک بھی نہ ہوا۔ بایں ہمہ ماننے والے انہیں رحمت مان رہے ہیں اور باعث نجات جانتے ہیں۔ دوچار صلیب پرستوں کو بھی مسلمان نہیں بنایا۔ مگر ان کے ماننے والوں نے مان لیا کہ مرزا قادیانی نے صلیب پرستی کا ستون توڑ دیا۔ مرزا پرستی کا جب یہ اثر ہے تو ان کے سمجھنے اور راہ راست پر آنے کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے۔

عالم کے واقعات سے تو اظہر من الشّمس ہو گیا اور ہو رہا ہے کہ تمام کفار اور خاص خدا پر افتراء کرنے والے اور وحی والہام کے مدعی دنیا میں بہت کچھ کامیاب رہ چکے ہیں اور ان کے فلاح نہ پانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا میں وہ ذلیل ورسوا ہوں گے۔ اب بعض آیات قرآنیہ سے بھی ثابت کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے مفتری اور مکذب کی سزا کا وقت موت کے بعد ہے اور کامل سزا کا زمانہ عالم آخرت ہے۔ دنیا اس کا وقت نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ مفتری دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے۔ محض غلط ہے۔ واقعات عالم اور نصوص قرآنیہ دونوں اسے غلط بتارہے ہیں۔

پہلی آیت اس کو معہ تفسیر علامہ نووی اور ترجمہ کے نقل کیا جاتا ہے: ''**فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا و کذب بآیتہٖ اولئک ینالھم (فی الدنیا) نصیبھم من الکتاب (ای مما کتب لھم من الارزاق والاعمار) حتّٰی اذا جاء تھم رسلنا (ای ملک الموت واعو انہ) یتوفونھم (ای حال کونھم قابضین ارواحھم) قالوا (لھم) اینما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا (ای غابوا) عنا وشھدوا علٰی انفسھم انھم کانو کٰفرین قل (تعالٰی یوم القیمۃ) ادخلوا فی امم قدخلت من قبلکم من الجن والانس فی النار (ای ادخلوا فی النار فیما بین الامم الکٰفرین)**''

اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر افتراء کرے یا اس کی نشانیوں کو جھٹلاوے۔ ان دونوں گروہ کا حصہ جو روز ازل میں مقرر ہو چکا ہے، یا لوح محفوظ میں لکھا جاچکا ہے۔ یعنی ان کی روزی ان کی مقرر کردہ عمروہ انہیں دنیا میں ملے گی اور اس وقت تک ملے گی جس وقت ملک الموت اور اس کے مددگار اس کی جان قبض کرنے کو آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم پکارا کرتے تھے وہ کہاں ہیں۔ یہ جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے پوشیدہ ہوگئے اور اپنے کفر کا اقرار کریں گے۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ تم سے پہلے جو کفار جہنم میں جاچکے ہیں۔ انہیں کے پاس تم بھی جہنم میں جاؤ۔

(سورۂ اعراف:۳۷،۳۸، مراح البید ج۱ ص۲۷۸)

(تفسیر روح المعانی ج۸ ص۱۰۰) میں جملہ ''**اولئک ینالھم نصیبھم من**

الکتاب‘‘ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:’’ای مما کتب لھم وقدر من الارزاق والاجال مع ظلمھم وافترائھم لایجرمون ماقدر لھم من ذلک الی انقضاء اجلھم فالکتاب بمعنی المکتوب‘‘ان مفتریوں اور مکذبوں کے لئے جس قدر رزق ان کا مقدر ہو چکا ہے اور ان کی عمر کی مدت مقرر ہو چکی ہے وہ انہیں ضرور ملے گی۔ یہ دونوں گروہ اپنے ظلم اور افتراء کی وجہ سے اس سے محروم نہ رہیں گے۔

جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ عقل وفہم بھی عنایت کی ہے وہ اس آیت سے کئی باتوں کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اوّل: یہ آیت کسی اصل مفتری یا مکذب کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ عام ہے اس آیت کے جملہ’’من افتریٰ‘‘میں جولفظ’’من‘‘ ہے وہ عموم پر دلالت کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں ہر قسم کے مفتری کا حکم بیان کیا گیا ہے اور آیت کا ماسبق بھی اس عموم کا شاہد ہے۔

دوم: ہر قسم کا افتراء کرنے والا اور اس کی آیتوں سے انکار کرنے والا ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی حکم میں ہے۔ان دونوں کے لئے نہ دنیا میں کوئی فرق ہے نہ آخرت میں۔

سوم: ان کی افتراء پردازی اور تکذیب کی وجہ سے دنیا میں ان دونوں گروہوں کی مقدار راحت وآرام اور معینہ رزق اور مقررہ عمر میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اگر اس کا رزق بہت وسعت اور آرام وراحت کے ساتھ لکھا گیا ہے وہ اسے ضرور پہنچے گا اور جس قدر ان کے عمر کے ایام زیادہ یا کم مقرر ہو چکے ہیں ان ایام کو وہ ضرور پورا کرے گا۔ان میں کمی نہیں ہوسکتی۔ اس مدعا کا ثبوت قرآن مجید کے الفاظ سے ظاہر ہے۔مگر میں نے پانچ تفسیروں کے حوالے بھی دے دیئے ہیں۔جن سے ان کا ثبوت ظاہر ہورہا ہے۔اب دیکھا جائے کہ اس آیت سے مرزا قادیانی کے کتنے اقوال غلط ہوگئے۔ ان کا یہ کہنا کہ مفتری دست بدست سزا پالیتا ہے۔ خدا کی آتش غضب اسے جلد ہلاک کرتی ہے۔ کیسا غلط اور خدا پر افتراء ثابت ہوا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے:’’قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر وغیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۴۹)

دوسری آیت (فیصلہ آسمانی حصہ دوم ص۵۹) میں بھی لکھی گئی ہے۔ اس میں اس کی تفصیل دیکھنا چاہئے۔ یہاں اس آیت کے خاص مضمون کا ذکر کیا جائے گا۔

’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ ولوتریٰ اذا لظلمون فی غمرات الموت والملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیتہ تستکبرون (انعام:۹۳)‘‘

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افتراء کیا یا یہ کہا کہ مجھ پر وحی کی گئی۔ حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں کی گئی۔ (محض جھوٹا دعویٰ وحی کرتا ہے) یا کوئی اپنے کمال کے غرور پر یہ کہے کہ جیسی باتیں خدا کی طرف سے اس رسول پر اتری ہیں ایسی ہم بھی اپنی طرف سے اتار سکتے ہیں۔ یعنی اپنے ذہن اور دماغی قوت سے بیان کر سکتے ہیں۔ ان تینوں گروہوں کو بڑا ظالم فرما کر ظالموں کی حالت اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ اے مخاطب! اگر تو ان ظالموں کی حالت کو دیکھے تو تیرا عجب حال ہو کہ موت کی بیہوشی میں پڑے ہیں۔ (جانکنی ہورہی ہے) اور فرشتے جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اپنی جانیں نکالو۔ (اب تک تو تم نے چین کیا، یا جس طرح رہے مگر) اب تمہارے کئے کا بدلہ تم پر عذاب کیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے تم ذلیل ورسوا ہوگے۔ یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ تم خدا پر افتراء کرتے تھے اور جھوٹی بات اس کی طرف منسوب کرتے تھے۔ آیت کا پورا ترجمہ اور مطلب فیصلہ آسمانی میں بیان کیا گیا ہے۔

یہاں آیت کا مطلب معلوم کرنے کے بعد اس پر نظر کرنا چاہئے کہ اس آیت کے نازل کرنے سے اصل مقصود کیا ہے۔ اس کو فہمیدہ حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اصل مقصود اس آیت میں مفتری علی اللہ کی حالت بیان کرنا ہے۔ وہ حالت یہ ہے کہ ایسا شخص بہت بڑا ظالم ہے۔ اس سے زیادہ کوئی ظالم نہیں ہوسکتا اور اس ظالم کی سزا کا وقت اس کے مرنے کے بعد ہے۔ اس کی حالت سے ہر ایک مخاطب کو عبرت پکڑنا اور خوف کرنا چاہئے۔ غرضیکہ اس آیت میں چار باتوں کا بیان کرنا مقصود ہے۔ ایک یہ کہ مفتری علی اللہ بہت بڑا ظالم ہے۔ دوسرے یہ کہ جانکنی کے وقت اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ظاہر میں کسی کو اس کا نمونہ معلوم ہو

یا نہ ہو۔ تیسری یہ کہ موت کے وقت اسے ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ اگر انسان اس کا معائنہ کرے تو بہت بری اس کی حالت ہو۔ یعنی بہت کچھ اس کو عبرت ہو اور ممکن ہے کہ ظاہری حالت میں بھی اس کی تغیر ہو۔ چوتھے یہ کہ اس کے افتراء کی سزا مرنے کے بعد ہے۔ اب اگر کسی مفتری کو دنیا میں بھی کسی قسم کی سزا ملی تو وہ کسی شمار میں نہیں ہے۔ اصل سزا جو دنیاوی سزا سے بہت زیادہ اور نہایت سخت اور ہمیشہ کے لئے ہے وہ مرنے کے بعد ہے۔ اس کے مقابلہ میں دنیاوی سزا کوئی چیز نہیں ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مفتری علی اللہ کی کئی قسمیں ہیں۔ ان سب کا یہی ایک حکم ہے یا کسی قسم کا مفتری اس سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً کسی حکم کو یا کسی عقیدہ کو اپنے خیال سے تراش کر یا کسی کی تقلید کر کے یہ کہے کہ یہ حکم خدا ہے۔ جیسا کہ تثلیث پرست اور مشرکین کہتے ہیں یا یہ کہ نزول وحی کا دعویٰ کرے۔ اب اس وحی کے ذریعہ سے کسی کتاب یا رسالہ کے نازل ہونے کو بیان کرے یا متعدد اور مختلف مضمون کی وحی پیش کرے۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے مفتری کہا ہے۔

ناظرین! آیت کے صریح الفاظ نہایت صفائی سے شہادت دے رہے ہیں کہ اس میں ہر قسم کے مفتری کی حالت کو بیان کیا ہے۔ مفتری کی کوئی قسم اس سے مستثنیٰ نہیں ہے اور بالخصوص وہ مفتری جو جھوٹی وحی کا دعویٰ کرے۔ اس کا ذکر مکرر اور نہایت وضاحت سے بیان ہوا ہے۔ ملاحظہ کیا جائے۔ پہلے ارشاد ہوا: ’’**ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً**‘‘ جن کو عربی میں متوسط درجہ کا علم ہے وہ بھی جانتے ہیں کہ لفظ من الفاظ عموم میں ہے۔ جس جملہ پر یہ لفظ آئے گا معنی کے اعتبار سے اس صفت میں جتنے شریک ہوں گے سب کو شامل ہوگا۔ اس لئے ’’**ممن افتریٰ علی اللہ کذباً**‘‘ ہر اس شخص کو کہیں گے جو اللہ پر افتراء کرے، اب وہ افتراء کسی قسم کا ہو، اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہوسکتی۔ اس عام بیان میں وہ مفتری بھی شامل ہے جو وحی الٰہی کا مدعی ہو...... اور کسی رسالہ یا کتاب کے نزول کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ’’**اوقال اوحی الیّ ولم یوحی الیہ شئ**‘‘ پہلے ارشاد ہوا تھا کہ جس نے افتراء کیا اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جس نے یہ کہا کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کوئی وحی نہیں کی یہ دونوں گروہ بڑے ظالم ہیں۔ یہاں صاحب علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ جس طرح پہلے جملے میں عموم ہے اور ہر قسم کے مفتری اس سے سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس جملے کا مضمون بھی عام ہے۔ (اس کی وجہ

یہ ہے کہ جس طرح من افتریٰ آیا ہے اور اس وجہ سے اس جملہ کا مضمون بھی عام ہوگیا۔ اسی طرح عطف کی وجہ سے قال پر من آیا اور اس نے اس جملہ کے مضمون کو عام کردیا) اور ہر ایسے شخص کا ذکر ہے جو جھوٹی وحی کا دعویٰ کرے۔ اب اس میں وہ کوئی رسالہ یا کتاب پیش کرے یا چند جملے پیش کر کے کہے کہ یہ مجھ پر وحی کئے گئے۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایسا جھوٹا دعویٰ کرنا بھی دو طرح سے ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ کسی وجہ سے کسی امر کی خواہش میں اسے غلبہ ہوا اور پختہ خیال ہوگیا کہ ایسا ہوگا اور اس پختہ خیال کو یہ وحی الٰہی سمجھا۔ دوسرے یہ کہ بغیر ایسے خیال کے یونہی اپنی بزرگی جتانے کو ایسا دعویٰ کردیا۔ مگر یہ دونوں اللہ کے نزدیک مفتری ہیں۔ بعض کم علم حضرات کو یہاں یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب یہ گروہ بھی مفتری ہے تو پہلے جملہ میں اس کا بیان ہولیا۔ اس کے بعد اسے علیحدہ بیان کرنا بیکار ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک اس گروہ کا بیان بھی پہلے جملہ میں ہو چکا ہے۔ مگر اہل علم اس کو خوب سمجھتے ہیں کہ بعض وقت ایسی ضرورت پیش آتی ہے کہ پہلے ایک حکم کو بطور عموم بیان کیا جائے۔ پھر اسی بات کو کسی خاص گروہ یا خاص شخص کے لئے بیان کیا جائے۔ اس کو تخصیص بعد تعمیم کہتے ہیں۔ اس طرز بیان سے اس کا اظہار منظور ہوتا ہے کہ اس وقت اس گروہ یا اس شخص کی طرف توجہ زیادہ ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس کی مذمت یا تعریف مدنظر ہے۔

الحاصل! اس آیت میں ایسے جھوٹے کی حالت بیان کرنا زیادہ مدنظر ہے جو وحی کا جھوٹا دعویٰ کرے اور دعویٰ کرنے کا کوئی وقت بیان نہیں کیا اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ آیت میں جرم کا بیان ہے وہ جرم افتراء کرنا ہے۔ اس کے بعد اس کی سزا کا بیان ہے۔ پھر اس کے لئے وقت کی تعیین نہیں ہوسکتی۔ حاکم نے جب کسی جرم کی سزا مقرر کردی۔ وہ سزا جرم کے بعد ہر وقت ہوگی۔ اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اب اس جرم کا وقوع جناب رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ہو یا آپ ﷺ کے بعد بارہ تیرہ سو برس کے بعد ہو۔ اس آیت میں سب کا بیان ہے۔ جس طرح روزے اور نماز کا حکم ہے کہ اس وقت کے اصحاب پر بھی تھا اور اس کے بعد قیامت تک ہے۔ ایسا ہی جس نیک کام کے لئے وعدہ اور برے کام کے لئے وعید کی گئی ہے وہ اس وقت کے لئے بھی تھی اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے ہے۔ اہل علم اس کا یقین کرتے ہیں۔ جہلاء کا ذکر نہیں ہے۔

الغرض ان سب گروہوں کی نسبت وہ وعید بیان کی گئی ہے جس کا ذکر اس کے بعد

کی آیت میں ہے اور جو وقت اس وعید کا ہے اسی وقت اس کا ظہور ہوگا۔ یعنی مرنے کے بعد دنیا میں اس کا وقت بتانا محض غلط ہے۔ اس آیت میں جس مفتری کو خاص طور سے بیان کیا ہے یہ وہی مفتری ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا میں دست بدست سزا پاتا ہے اور یہ غلط اور جھوٹا دعویٰ بار بار انہوں نے کتب الٰہیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

اب یہاں یہ بھی معلوم کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید میں اور احادیث میں اکثر احکام یا وعدہ ووعید کا نزول ظاہر میں کسی خاص سبب سے ہوا ہے۔ مگر اس سے یہ سمجھنا کہ یہ حکم یا یہ وعدہ یا وعید اسی سبب سے مخصوص ہے۔ کسی فہمیدہ ذی علم کا کام نہیں ہے بلکہ ہر ایک ذی علم یہی سمجھتا ہے کہ اس وعید یا وعدہ کے نزول کا سبب اگرچہ کوئی شخص ہوا ہے۔ مگر یہ وعید یا وعدہ اس سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ عام ہے جو شخص جس وقت اس جرم کو کرے گا وہ اس سزا کا مستحق ہوگا۔ اسی طرح وعدہ میں جزا کا مستحق ہوگا۔ اب میں اس کی تائید اور تشریح میں بعض تفسیروں کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ جس سے ناواقف حضرات اپنے جہل مرکب پر متنبہ ہوں۔ تفسیر فتح البیان کی جلد سوم ص۱۹۲ میں پہلی آیت کا اوّل جملہ لکھا ہے، جو یہ ہے۔

’’ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شئ انما ھذا شان الکذابین رئیس الضلال المسلیمۃ الکذاب (ثم قال) اھل العلم وقد دخل فی حکم ھذہ الایۃ کل من افتریٰ علی اللہ کذباً فی ذٰلک الزمان وبعدہ لانہ لایمنع خصوص السبب من عموم الحکم‘‘

جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا نزول وحی کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ (پھر اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں) اس میں شبہ نہیں کہ یہ شان ان جھوٹوں کی ہے جو گمراہوں کے سردار ہیں۔ جیسے مسیلمہ کذاب (اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں عام مفتریوں کا ذکر ہے اور مسیلمہ کذاب کو ان کی مثال میں پیش کیا ہے۔ پھر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں) کہ اہل علم کہتے ہیں کہ آیت کے اس بیان میں ہر وہ شخص داخل ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ اس زمانہ میں (یعنی رسول اللہ ﷺ کے وقت میں) یا اس کے بعد کیونکہ سبب کا خاص ہونا حکم کے عام ہونے کو منع نہیں کرتا۔

قادیانی مؤلف القاء اس تفسیر کو ملاحظہ کریں اور اپنی غلطی پر متنبہ ہوں۔ علامہ طبری اپنی تفسیر (جامع البیان ج۷ ص۲۷۴) میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ’’فقد دخل فی

ھذہ الایۃ کل من کان مختلقاً علی اللہ کذبا وقائلاً فی ذٰلک الزمان وفی غیرہ اوحی اللہ الی اوھو فی قبلہ کاذب لم یوح اللہ الیہ شیئا فاما التنزیل فانہ جائز ان یکون نزل بسبب بعضھم وجائز ان یکون نزل بسبب جمیعھم‘‘

اس میں شبہ نہیں کہ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور وحی الٰہی کے نزول کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اب یہ دعویٰ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہویا دوسرے وقت میں۔ (یعنی اس میں نہ وقت کی تخصیص ہے نہ کسی مدعی کی اس میں پہلی اور دوسری صدی اور چودھویں صدی سب برابر ہیں) اب رہا آیت کے نازل ہونے کا سبب اس میں ہوسکتا ہے کہ نزول کا سبب بعض جھوٹے ہوں، مثلاً مسیلمہ کذاب اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام جھوٹوں کے لئے آیت کا نزول ہوا۔ اگرچہ اس وقت مسیلمہ کذاب وغیرہ جھوٹے بطور اتفاق موجود تھے۔

علامہ طبری نے نہایت عمدہ فیصلہ کر دیا۔ یعنی یہ فرمایا کہ آیت میں جو حکم جھوٹے مدعی کے لئے بیان ہوا ہے وہ تو ہر طرح عام ہے۔ کسی خاص جھوٹے مدعی سے مخصوص نہیں ہے۔ البتہ آیت کے نزول کا سبب خاص بھی ہوسکتا ہے اور عام بھی ہوسکتا ہے اور جنہوں نے اس کے نزول کا خاص ہی سبب بیان کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت مسیلمہ وغیرہ جھوٹے موجود تھے۔ اس لئے اس وقت بعض حضرات کے خیال میں یہ آیا کہ اسی کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔ غرضیکہ یہ کوئی پختہ بات نہیں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب مسیلمہ اور عنسی ہی ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس قسم کے جھوٹے مدعی ہونے والے تھے۔ اس لئے اس نے یہ وعید نازل فرمائی۔ البتہ جس وقت یہ وعید نازل ہوئی اس وقت بعض ایسے جھوٹے موجود تھے اور عقل سلیم جب اس پر غور کرے گی تو اس کو ترجیح دے گی۔ کیونکہ علم الٰہی میں مسیلمہ کے سوا بہت سے جھوٹے مدعی تھے جن کا ظہور اس وقت تک ہوا۔ پھر ان کی حالت کا بیان ہونا قرآن مجید میں ضرور تھا۔ اس لئے آیت مذکورہ میں ان کا بیان ہوا۔ مسیلمہ کی خصوصیت کی وجہ نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ نزول کے وقت یہ موجود تھا اور اسی وجہ سے بعض نے اسے نزول کا سبب خیال کیا اور بالفرض اگر نزول کا سبب ہو تو بھی آیت کا حکم اور اس کی وعید اس سے مخصوص کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ بعض مفسرین

نے مسیلمہ کو باعث نزول آیت قرار دیا ہے اور بعض نے اسے بطور مثال پیش کیا ہے۔ اس سے آیت کے حکم کو اس سے مخصوص سمجھنا کمال درجہ کی نافہمی ہے۔ مؤلف القاء اس تحقیق میں غور کریں اور اپنی نافہمی اور غلطی پر متأسف ہوں۔ علم اصول فقہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے توضیح کا یہ جملہ اہل علم کے زبان پر مشہور ہے۔

’’العبرة لعموم اللفظ لالخصوص السبب لان التمسک انما هو باللفظ وهو عام وخصوص السبب لاینا فی عموم اللفظ ولا یقتضی اقتضاءه علیه ولانه قد اشتهر من الصحابة ومن بعدهم التمسک بالعمومات الواردة فی حوادث واسباب خاصة من غیر قصرلها علی تلک الاسباب فیکون اجماعاً علی ان العبرة لعموم اللفظ‘‘ (توضیح ص۱۲۱)

یعنی قرآن وحدیث میں لفظ کے عموم کا اعتبار ہے۔ اگرچہ اس کے نزول کا سبب خاص ہو۔ (علامہ تفتازانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ لفظ کے عموم کا اعتبار اس لئے ہے) تمسک اور دلیل تو (قرآن وحدیث کے) الفاظ سے ہوتی ہے اور سبب نزول کا خاص ہونا عموم لفظ کے منافی نہیں ہے۔ (ممکن ہے کہ سبب نزول خاص ہو اور کلام الٰہی کے الفاظ عام ہوں اور اس وجہ سے اس کلام الٰہی کا حکم عام ہو) سبب کا خاص ہونا اس کا مقتضی نہیں ہے کہ کلام الٰہی کا حکم اس سے خاص کر دیا جائے (اور ایسے کلام کے عام رکھنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ) صحابہ اور تابعین وغیرہم سے یہ بات درجہ شہرت کو پہنچ چکی ہے کہ جس کلام الٰہی کے لفظ عام ہیں اور اس کے نزول کا سبب خاص ہے۔ اس سے ان تمام بزرگوں نے عام حکم ثابت کیا ہے۔ خاص اس سبب پر منحصر نہیں رکھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہے۔ (جیسا کہ مذکورہ آیت میں لفظ من ہے) سب کے خاص ہونے کا لحاظ نہیں ہے۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کلام الٰہی میں کسی حکم کو ایسے لفظ سے بیان کیا ہے کہ اس کے معنی عام ہیں تو بالاتفاق اس سے عام حکم ثابت ہوگا۔ اگرچہ اس کے نزول کا سبب خاص ہو یہ دونوں کتابیں کتب درسیہ میں متوسط درجہ کے طالب علم پڑھتے ہیں۔ پھر کیا مؤلف القا کے مطالعہ میں یہ کتابیں نہیں آئیں۔ اگر ان کتابوں پر ان کی نظر نہ ہو تو نورالانوار ہی کو ملاحظہ کریں۔ اسے تو ادنیٰ مرتبہ کے طلباء پڑھتے ہیں۔ اس میں اس مسئلہ کو متعدد جگہ مختلف طور سے بیان کیا ہے۔ اس کی عبارت لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قادیانی مربی نے پڑھا ہے وہ نکال

کر دیکھ سکتے ہیں۔ البتہ اگر مرزا قادیانی کی بیعت نے تمام علوم کو اور حقانی باتوں کو ان کے سینہ سے محو کر دیا ہے تو اس کا علاج انسانی اختیار سے باہر ہے۔ کیونکہ ’’**انک لا تھدی من احببت**‘‘ ارشاد خداوندی ہے۔

الغرض یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ ان دونوں آیتوں کی وعید تمام مفتریوں کے لئے ہے۔ مفتری کی کوئی قسم اس سے علیحدہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جو وعید ان آیتوں میں بیان ہوئی ہے وہ دنیا کی وعید نہیں ہے بلکہ دوسرے عالم کے لئے ہے جس میں انسان مرنے کے بعد جاتا ہے۔ پہلی آیت سے تو اس کا ثبوت ہولیا۔ اب دوسری آیت کو ملاحظہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے تو افتراء پردازوں کو بہت بڑا ظالم ٹھہرا کر اجمالی طور سے ہر قسم کے مفتریوں کو ڈرایا۔ اس کے بعد کسی قدر اس کی تفصیل کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ سے یا عام مخاطبین سے ارشاد ہوتا ہے۔

’’ولو تریٰ اذا الظالمون فی غمرات الموت الظالمون عام اندراج فیہ الیہود والمتنبئۃ وغیرھم والملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق القول علی اللہ غیر الحق یشتمل کل نوع من الکفر ویدخل فیہ دخولاً اولیاً من تقدم ذکرہ من المفترین علی اللہ الکذاب‘‘

(آیت قرآن مع تفسیر بحر محیط ج۴ ص۱۸۱ سورۂ انعام)

اگر ان ظالموں کی حالت موت کے وقت تو دیکھے کہ کس سختی سے ان کی جان نکلتی ہے اور عذاب کے فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور ان کے اظہار عجز کے لئے کہہ رہے ہیں کہ اپنی جانوں کو اپنے جسم سے نکالو یا اس عذاب سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اب تمہاری افتراء پردازی اور ہر قسم کے کفریات کی تمہیں سزا دی جائے گی۔ اب یہاں غور کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ظالموں کو مفتری کہہ کر انہیں بہت بڑا ظالم فرمایا۔ اس کے بعد اس ظلم کی سزا ذلت کا عذاب قرار دیا اور اس عذاب کی ابتداء موت کے وقت سے بتائی۔ چنانچہ ارشاد ہوا: ’’**الیوم تجزون**‘‘ یعنی جس وقت فرشتے جان نکال رہے ہیں۔ اس وقت وہ کہتے ہیں کہ اب تمہارے افتراء پردازی کی سزا دی جائے گی۔ یہ ارشاد ایسا ہے کہ دنیا میں

کوئی بدمعاش مدت دراز تک پکڑا نہ جائے اور چین سے بدمعاشی کرتا پھرے اور جب وہ پکڑا جائے اور حاکم کا پیادہ اس کی مشکین کسے اور لات جوتا بھی رسید کرے اور یہ کہے کہ بہت بدمعاشی کرتے رہے۔اب تمہاری خبر لی جائے گی اور پوری سزا کی جائے گی۔ یہ مشکیں کسی جانا اور کسی قدر جوتے اور لات سے اس کی خبر لینا سزا میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔سزا کا مقام تو جیل ہے۔اس میں جانے کے وقت سے اس کی سزا کی ابتداء ہے۔اس سے پیشتر جو کچھ اس کی گت بنائی گئی وہ سزا کی تمہید تھی۔مجرم انسان کی جان نکالنے کے لئے فرشتوں کا آنا اور اس کی روح کو نکالنا ایسا ہے جیسا کہ دنیوی مجرم کی مشکیں کسی گئیں۔قرآن مجید کے اس جملہ نے یقینی طور سے ثابت کر دیا کہ مفتری کی سزا کا وقت مرنے کے بعد ہے اور جانکنی کے وقت جو کچھ تکلیف ہے وہ اس کی تمہید ہے۔جس طرح بدمعاشوں کو جیل میں جانے کے پہلے کچھ مار پیٹ ہو جاتی ہے۔اس آیت میں مفتری کے دنیاوی گزران کا کچھ ذکر نہیں ہے۔مگر اس وقت اس آیت کو پہلی آیت سے ملا کر دیکھا جائے تو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔کیونکہ اس آیت میں انہیں مفتری علی اللہ کی نسبت ارشاد ہے۔’’**اولئک ینالهم نصیبهم من الکتاب حتی اذا جاء تهم رسلنا یتوفونهم**‘‘ان مفتریوں کا مقدرہ رزق وغیرہ انہیں پہنچتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ان کی جان لینے کے لئے ہمارے رسول یعنی ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے پہنچیں۔

اور جب دنیا کے تاریخی واقعات پر نظر کی جاتی ہے تو مسلمان اور غیر مسلمان سب ہی کو اس کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ عالم دنیا مفتری کی سزا کا مقام نہیں ہے اور نہ ان کی گرفت کے لئے کوئی میعاد مقرر ہے۔

حاصل کلام! یہ ہے کہ مفتریوں اور صادقوں کے واقعات اور قرآن مجید کی متعدد آیات سے یہ ثابت ہوگیا کہ مسلمانوں کے لئے جو کامیابی اور فلاح کی بشارت دی گئی ہے اور مفریوں اور کافروں کے لئے ناکامی اور عدم فلاح کی وعید سنائی گئی ہے۔ان دونوں کا وقت مرنے کے بعد ہے۔آیت:’’**لو تقول علینا بعض الاقاویل**‘‘ سے مرزا قادیانی کا یہ استدلال کرنا محض غلط ہے کہ مفتری کو بیس برس یا تئیس سے زیادہ مہلت نہیں دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو جلد کھاتی رہی ہے۔اس لمبے عرصے تک اس جھوٹے کو (یعنی مرزا قادیانی کو) چھوڑ دے۔

کیونکہ آیت سورۂ الحاقہ جو بالاتفاق مکی ہے اور کوئی آیت اس کی مدنی نہیں ہے۔

اس میں ارشاد ہے: ’’**تنزیل من رب العالمین ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احدٍ عنہ حاجزین** (الحاقہ:۴۳تا۴۷)‘‘

یعنی پورا قرآن پروردگار کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ (کسی دوسرے کا بنایا ہوا نہیں ہے) اگر (ہمارا رسول محمد ﷺ سچے الہاموں کے ساتھ) بعض جھوٹی باتیں ملا دیتا تو ہم اسے مضبوط پکڑتے یا اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ (اور وہ بری حالت کرتے کہ تم دیکھ لیتے) اس کے بعد اسے ہلاک کر دیتے یا ایسی مصیبت میں مبتلا کرتے کہ زندہ درگور ہو جاتا۔ اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ اس آیت میں جو بعض کا لفظ آیا ہے وہ جھوٹے ملہم کو سزا سے خارج کر دیتا ہے۔ کیونکہ مطلب یہ ہے کہ سچا ملہم اگر اپنے سچے الہاموں کے ساتھ بعض جھوٹے الہام بیان کر دے تو اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کی ہے۔ غرض بعض الاقاویل کی قید نے نہایت صفائی سے جھوٹے ملہم کو اس آیت سے نکال دیا۔ چونکہ یہ آیت مکی ہے۔ یعنی اس وقت نازل ہوئی ہے جس وقت تھوڑا سا قرآن شریف نازل ہوا تھا۔ اس لئے بعض کے معنی کل کے کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ بعض مرزائیوں نے اپنی نافہمی سے لکھا ہے۔ پوری بحث (فیصلہ آسمانی حصہ دوم) میں دیکھو۔ (ص۶۸ تا ۷۸) تک ملاحظہ ہو۔

پس اگر کسی صادق کو دنیا میں کچھ کامیابی اور خوشحالی ہو اور کسی کافر کو کیسی ہی بدحالی ہو تو اس جزا اور سزا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ جو اپنے وقت اور موقع پر انہیں ملنے والی ہے۔ اس لئے وہ کسی شمار میں نہیں ہو سکتی۔ اب اس کے خلاف جو دعویٰ کرتا ہے اور قرآن مجید کی آیت سے اس کا ثبوت بتاتا ہے وہ محض جاہل اور قرآن مجید سے بالکل بے بہرہ ہے یا کلام الٰہی میں وہ سخت عیب لگانا چاہتا ہے۔ یعنی درپردہ دہریہ یا منکر اسلام ہے اور یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں ایسے مضامین بھی ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں اور اس کی باتوں میں تعارض اور تخالف ہے۔ چنانچہ اس رسالے کے مضامین بالا سے کامل طور سے اس کا ثبوت ہوگیا۔‘‘ **وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین**‘‘

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۰)

مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس میں نہایت متانت اور کامل سنجیدگی سے مسیح قادیان
کی نسبت اپنے پاکیزہ خیالات بیان کئے ہیں۔
جس میں مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت ورسالت کے
ذکر میں عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری کے رسالہ القائے ربانی کی
چندسطروں میں عظیم الشان دس غلطیاں دکھا کرانہیں متنبہ کیا ہے۔

اطلاع خاص

عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری نے اپنے رسالہ القائے ربانی کے آخر میں مرزاقادیانی کی نبوت ورسالت کو اپنے خیال فاسد میں اس طرح ثابت کرنا چاہا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے منافی اور معارض نہ ہو۔ مگر ’’ایں خیال است ومحال است وجنوں‘‘ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔ چونکہ نہایت غلط دعویٰ کے اثبات میں بے سروپا باتیں بنائی ہیں اور امرحق پر پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ اس لئے ان سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ اس نمبر میں صرف دس غلطیاں دکھائی گئی ہیں۔ ان شاء اللہ! آئندہ کے نمبر میں المضائف بلکہ اس سے بھی زیادہ دکھائی جائیں گی تاکہ انہیں تنبیہ ہو۔ والسلام!

خاکسار: محمد یعسوب غفراللہ لہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزاغلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت اور عبدالماجد قادیانی کی فاش غلطیاں

اس میں شبہ نہیں کہ رسالہ فیصلہ آسمانی مؤلفہ حضرت مونگیری رحمۃ اللہ علیہ مرزاقادیانی کے باب میں واقعی آسمانی فیصلہ ہے جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے وہ نہایت صحیح ہے۔ اس کا کچھ جواب

نہیں ہوسکتا۔ اس رسالہ نادرہ میں ضمناً مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی یہ دلیل بھی لکھی ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور قرآن مجید کے نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت سرورانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی امتی یا غیرامتی نبوت کا دعویٰ کرے وہ بموجب صریح آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کذاب ودجال ہے۔ جن قادیانی مربی کا نام میں نے عنوان پر لکھا ہے یہ بھاگلپور کے مشہور قادیانی مربی ہیں۔ مگر یہ مذہبی حالت ہمیشہ بدلتے رہے۔ کچھ دنوں سے مرزائی احمدی ہوگئے ہیں اور قادیان کے خلیفۃ المسیح کی فرمائش سے فیصلہ آسمانی حصہ دوم کا جواب لکھا ہے۔ مگر اہل علم کو ان کا جواب دیکھ کر ان کی حالت پر افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ ذی علم حضرات ان کے رسالہ میں صریح غلطیاں اور کھلی بددیانتیاں اور بے سروپا باتیں دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا مشہور علم وفضل کیا ہوگیا۔ علم کے سوا ان میں تو دیانت وتہذیب کا بھی پتہ نہیں لگتا۔ اس کے اظہار کے لئے ایک رسالہ انوار ایمانی مؤلفہ مولانا ابوالخیر محمد انور حسین صاحب مونگیری کا چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا رسالہ ''محکمات ربانی'' جو ان کے نہایت اخص عزیز مولوی حکیم ولی الدین صاحب بھاگلپوری نے لکھا ہے وہ زیرطبع ہے۔ بنظر خیرخواہی مسلمانان، محرر سطور کا بھی خیال ہوا کہ قادیانی مربی کی بعض غلطیوں کو اظہر من الشمس کر کے مسلمانوں کو واقف کرے تاکہ ان کی باتوں سے ناواقف حضرات بچیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت کرے۔ آمین! میں اس مضمون میں صرف انہیں غلطیوں کا نمونہ دکھاؤں گا جو انہوں نے دعویٰ نبوت مرزاقادیانی کے بیان میں کی ہیں۔

معزز ناظرین! آپ کو خوب یاد ہوگا کہ ایک زمانہ میں مونگیر بھاگلپور میں قادیانی جماعت کا کس قدر زور تھا۔ علماء اسلام کی صلح کن حکمت عملی نے ان کو اس قدر جری کر دیا کہ ان کا جاہل، اجہل بھی بازاروں میں سڑکوں پر چیلنج دیتا پھرتا تھا اور ذرا بھی ہوشیار ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ بلکہ خدائی ڈھیل پر ان کی جرأت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ جب یہ بہت بڑھ چڑھ گئے تو موافق سنت الٰہی کے ایک بارگی خداوند ذوالجلال کی غیرت جوش میں آئی اور ایک باخدا مقدس انسان کے دل میں القاء فرمایا کہ اٹھو اور ان کی بیخ وبنیاد کو متزلزل کردو۔ چنانچہ یہ باخدا شخص خدا کا نام لے کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مرزائی فتنہ کے فرو کرنے پر متوجہ ہوگئے۔ جن کے ادنیٰ فیوضات وبرکات کا نتیجہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ

فوراً بساط مناظرہ قائم ہوگئی۔ جس میں بیچارے مرزائیوں کو اپنے ہی مقرر کردہ شرائط کو نامعقول کہہ کر سر پر الٹی کرسیاں لے کر بھاگنا پڑا اور دوسری طرف اس مقدس انسان کا فیض دائمی یہ ہوا کہ فیصلہ آسمانی حصہ اوّل، دوم، سوم وشہادت آسمانی وحقیقت المسیح ودیگر بیش بہار سالجات کی میگزین تیار فرمائی۔ جس سے نہ صرف مرزا قادیانی کا مصنوعی قلعہ ''ھباء منثورا'' ہوگیا۔ بلکہ مونگیر بھاگلپور کے مقامی مرزائیوں پر بھی ایسا گولہ پڑا کہ بالکل بے پناہ ہوگئے۔ مثل فراری چوروں کے منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ اس طرف مردان خدا اظہار حق کے لئے ہر طرح موجود ہیں۔ ان کے صدر انجمن سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح چاہے مناظرہ کر لیجئے۔ مباہلہ کر لیجئے۔ عام جلسہ میں کیجئے۔ خاص میں کیجئے۔ سامنے آنے میں اگر آپ کو شرم آتی ہے تو اپنی طرف سے اپنے کسی شاگرد کو یا کسی دوسرے کو پیش کیجئے۔ مگر صدائے برنہ خاست کا مضمون ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی نفسانی غرض یا طعنہ دہی کی شرم نے ان کو پکڑ رکھا ہے۔ نہیں تو کب کے مسلمان ہو جاتے۔

معزز ناظرین! مذکورہ رسالے ایسی تحقیق اور لاجواب طریقے سے لکھے گئے ہیں کہ کوئی حق پسند ان کے مضامین سے انکار نہیں کر سکتا اور کوئی معاہد ان کا صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ مگر عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری نے اتنے عرصہ میں صرف فیصلہ آسمانی حصہ دوم کا جواب دینا چاہا ہے۔ بلکہ بزعم خود دے بھی دیا ہے اور ایک کتاب بنام ''القاء ربانی'' پبلک میں پیش کر دی ہے۔ جسے القاء نفسانی کہنا نہایت صحیح ہے۔ اس سے اور کچھ تو نہیں ہو سکتا ہے۔ صرف اس جنرل کے مشابہ ضرور ہو گئے ہیں جو جنگ میں شکست فاش کھایا ہوا اور نوک دم بھاگ کر گرتے پڑتے۔ اپنی جان بچائی ہو۔ اس کے بعد پھر اپنی شرم مٹانے کے لئے اپنے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کو جمع کر کے انہیں ٹوٹے پھوٹے ہوئے ہتھیاروں سے ایک مرتبہ مقابلہ کے لئے اور بھی ٹھان لی ہو، لیکن ہر شخص آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ بھگوڑے سپاہی نکمّے ہتھیاروں سے ایک جرار حوصلہ مند یا حربہ وہتھیار فوج کا کیونکر مقابلہ کر سکتے ہیں؟ غور سے نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ قادیانی مربی نے جواب لکھ کر صرف مناظرہ ہونے کی شرم مٹانی چاہی ہے یا خلیفۃ المسیح قادیانی کی شرم رکھنے کے لئے قلم فرسائی کی ہے۔ کیونکہ فیصلہ آسمانی کے جواب کے لئے اوّل انہیں سے درخواست کی گئی تھی اور ان سے کچھ نہ ہو سکا اور قادیانی مربی کو اپنے جواب کا ضعف اچھی طرح معلوم ہے۔ نہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ فیصلہ آسمانی کے جواب کے لئے جو

ایک ہزار نقد جھنا جھن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے حاصل کرنے کی ذرہ بھی کوشش نہیں فرماتے اور اشتہار دینے والے کو ایک پرزہ تک نہیں لکھا۔ ہم اس کو نہیں تسلیم کر سکتے کہ قادیانی مربی روپیہ سے بے پرواہ ہیں۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک قلیل ماہانہ تنخواہ کے واسطے روزانہ سر مغزی کرتے ہیں اور بنچ اور کرسیوں پر سر پٹختے ہیں۔ ایک ہزار تو بہت بڑی رقم ہے اور اگر قادیانی مربی یہ عذر پیش کریں کہ ایسے ایسے اشتہارات ایفاء وعدہ کے خیال سے نہیں دیئے جاتے ہیں تو پھر ان سے یہ سوال ہوگا کہ مرزا قادیانی بھی تو بہت اشتہار چار ہزاری و پنج ہزاری دیا کرتے تھے۔ کیا ان کا خیال بھی آپ نے اسی ذیل میں شمار کیا ہے؟ مگر ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے اشتہاروں کو آپ جو کچھ خیال کریں یہ آپ کو اختیار ہے۔ مگر یہاں اسلامی وعدہ ہے ایک سچے مسلمان نے کیا ہے۔ اس میں خلاف نہیں ہوسکتا۔ بھاگلپوری، مونگیری، لکھنوی قادیانی وغیرہ جہاں قادیانی جماعتیں ہیں جلسہ کر کے فیصلہ کرلیں۔ اشتہاری شرائط میں حکیم نورالدین قادیانی کا بھی ذکر ہے۔ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ اگر کوئی قادیانی فیصلہ کے لئے تیار ہو تو مشتہر منشی ابراہیم حسین صاحب رتن پوری سے طے کر سکتا ہے اور راقم سے بھی طے کر سکتا ہے۔ مگر ہم یقینی طور سے کہتے ہیں کہ کوئی قادیانی یہ ہمت نہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ ان کا دل رسائل مذکورہ کی قوت دلائل کو مان چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مناظرہ مونگیر کے زمانہ یعنی ۱۹۱۱ء سے اس وقت تک (پچیس رسالے شائع ہو چکے ہیں اور پانچ رسالے زیر طبع ہیں۔ ان سب کے نام یہ ہیں: (۱) فیصلہ آسمانی حصہ اوّل۔ (۲) فیصلہ آسمانی حصہ دوم۔ (۳) فیصلہ آسمانی حصہ سوم۔ (۴) تتمہ فیصلہ آسمانی۔ (۵) شہادت آسمانی۔ (۶) حقیقت المسیح۔ (۷) معیار المسیح۔ (۸) تنزیہہ ربانی۔ (۹) معیار صداقت۔ (۱۰) حق نما۔ (۱۱) آئینہ قادیانی۔ (۱۲) تکذیب قادیانی۔ (۱۳) اہل حق کو بشارت۔ (۱۴) انوار ایمانی۔ (۱۵) ادّعا مرزا۔ (۱۶) مسیح کاذب۔ (۱۷) تائید ربانی بر ہزیمت قادیانی۔ (۱۸) مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ۔ (۱۹) مسیح قادیانی کا فیصلہ۔ (۲۰) صحیفہ رحمانیہ نمبر:۱۔ (۲۱) صحیفہ نمبر:۲۔ (۲۲) صحیفہ نمبر:۳۔ (۲۳) صحیفہ نمبر:۴۔ (۲۴) صحیفہ نمبر:۵۔ (۲۵) صحیفہ نمبر:۶۔ (۲۶) صحیفہ نمبر:۷۔ (۲۷) رسالہ دعویٰ نبوت مرزا نمبر:۶،۷ میں چھپا ہے۔ مگر ہر ایک نمبر مستقل رسالہ ہے۔ مندرجہ ذیل کتابیں زیر طبع ہیں۔ (۲۸) عبرت خیز۔ (۲۹) النجم ثاقب۔ (۳۰) محکمات ربانی۔ (۳۱) صواعق ربانی۔

بعض مرزائی حضرات ان رسائل کا بے سود اور فضول ہونا اس جملہ سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ’’مونگیر سے رسالہ پر رسالہ نکل رہا ہے۔ مگر قادیانی ہیں کہ کچھ خیال نہیں کرتے۔‘‘ یعنی ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ رسالے بے سود ہیں۔ اس کا تفصیلی جواب تو دوسرے مقام پر دیا جائے گا مگر قادیانی یہ بتائیں کہ مرزا قادیانی نے آریوں کے مقابلہ میں کتاب لکھی۔ پیشین گوئیاں کیں۔ مگر کوئی آریہ ایمان لایا؟ پادریوں کے مقابلے میں کتاب لکھی۔ بہت غل مچایا۔ مگر کسی پادری نے اس پر توجہ بھی کی؟ پھر آپ کے خیال کے بموجب مرزا قادیانی باوجود مامور من اللہ ہونے کے کیا حاصل کیا؟

اس وقت ہمارے پچیس رسالے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اس میں مطول اور مختصر اور متوسط ہر قسم کے رسالے ہیں اور متعدد طریقہ سے سمجھایا گیا ہے اور مرزا قادیانی کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے۔ مگر نہ راہ مستقیم کو قادیانی جماعت اختیار کرتی ہے اور نہ رسالوں کا جواب دے سکتی ہے۔ اس چار برس کے عرصہ میں صرف فیصلہ آسمانی حصہ دوم کے مقابلے میں دو رسالے لکھے گئے ہیں۔ ایک برق آسمانی جس کا دندان شکن جواب صواعق ربانی زیر طبع ہے۔ دوسرا القاء ربانی ہے۔ جس پر دور یمارک ہو چکے ہیں۔ ایک انوار ایمانی (یہ رسالہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور مؤلف القاء کو پہنچ چکا ہے۔ دوسرا زیر طبع ہے اور یہ تیسرا رسالہ ہے جن حضرات کو قادیانی مربی کے علم ودیانت پر بڑا اعتماد ہے۔ وہ برائے خدا ان رسالوں کو ملاحظہ فرمائیں اور جب القاء کا پورا جواب لکھا جائے۔ اس کو بنظر انصاف وتحقیق دیکھیں۔ اگر کچھ بھی انصاف اور حق طلبی ہو تو قادیانی مربی کے علم ودیانت دونوں کی قلعی کھل جائے گی) دوسرا رسالہ محکمات ربانی ہے۔ قادیانیوں کا رسالہ ماسٹر عبدالمجید قادیانی کا ہے۔ ’’حق طلب کی فریاد‘‘ اس میں ماسٹر عبدالمجید قادیانی نے کہیں کہیں اپنی نافہمی سے چوٹ کی ہے۔ فیصلہ آسمانی حصہ دوم پر اور اپنے خیال میں مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرنا چاہی ہے۔ مگر الحمدللہ! اس مختصر رسالے کے جواب میں ان کے مسلمان دوست نے ایک بے نظیر اور محققانہ مبسوط رسالہ لکھا ہے جس کا نام ’’النجم الثاقب‘‘ ہے۔ اس کے دو یا تین حصے ہیں۔ میں نے پہلا حصہ دیکھا ہے جو ایک سو چوبیس صفحوں پر چھپا ہے۔ ان رسالوں کے ذخیرہ میں سے عبدالماجد قادیانی نے ایک رسالہ کا جواب لکھا ہے۔ اس سے صاف روشن ہو رہا ہے کہ قادیانی مربی نے سکوت محض مناسب نہیں سمجھا۔ اپنے ساتھیوں کے رکھ رکھاؤ کے لئے ایک

رسالہ پر کچھ لکھ کر اپنی قابلیت اور دیانت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جناب مؤلف کو اتنی خبر نہیں ہے کہ اس رسالہ نے تو ان کی فضیحت کن حالت کو طشت از بام کر دیا۔ مگر جہل مرکب کا علاج نہیں ہے۔ خیر ان سب باتوں میں بالتفصیل بحث کرنا اس شخص کا فرض ہے جو اوّل سے آخر تک کتاب پر ریویو کرے۔ میں ناظرین کی توجہ کتاب القاء ربانی کے صرف ایک باب کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں جس میں قادیانی مربی نے اپنے امام کی پردہ داری کرتے ہوئے اپنی قابلیت اور دیانت کی پوری حالت دکھلائی ہے۔ اس لئے جماعت قادیانی کی خیرخواہی نے مجھ کو مجبور کیا کہ یہ پردہ فاش کر کے ان کو دکھایا جائے کہ یکے دزد باشد یکے پردہ دار۔ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتا۔ قادیانی مربی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ میں مسیح موعود (مرزاقادیانی) کی رسالت ونبوت کی سرخی قائم کر کے تحریر فرماتے ہیں: ''ابواحمد صاحب نے چونکہ اپنے اس فیصلہ نفسانی میں کئی ایک جگہ حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) کی نبوت کا ذکر کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے اور حصہ اوّل کے ضمیمہ میں بھی خاتم النّبیین کی تھوڑی بحث کرنے کے علاوہ اپنی علمی پردہ داری کے اس بات کی کوشش کی ہے کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ نے مسیح موعود کو نبی اللہ کا خطاب دیا ہے۔ اس پر پردہ ڈال کر مسلمانوں میں بدظنی پھیلائیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزاقادیانی) نے معاذ اللہ کوئی ایسا دعویٰ کیا ہے جو منافی ختم رسالت اور ختم نبوت حضور پرنور ختمی مآب محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔'' اس عبارت کے چندسطروں کے بعد قادیانی مربی نے نبی ورسول کے چند معنی بیان فرمائے ہیں اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ معنی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ''(۱) صاحب شریعت۔ (۲) غیرصاحب شریعت۔ گو ان کو بھی براہ راست وحی الٰہی ہوتی ہو جیسے حضرت ہارون علیہ السلام۔ (۳) نائب رسول۔''

اب اس معنی کے بیان کے بعد قادیانی مربی نتیجہ نکالتے ہیں۔ ''اب قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق حضرت مسیح موعود مرزاغلام احمد قادیانی چونکہ نائب رسول اکرم نبی معظم احمد مجتبیٰ ﷺ اور اس معنی کی رو سے بھی نبی ورسول ہیں تو مضائقہ کی بات نہیں۔ چہ جائیکہ خاتم النّبیین، افضل مرسلین نے مسلم کی حدیث میں ایک بار نہیں تین تین بار ان کو نبی اللہ کا خطاب دیا ہے اور ۲۳ برس کی متواتر وحی نے بھی حضور ختمی مآب ﷺ کے اس نبی اللہ کے خطاب کی تصدیق کی ہے کہ آپ (مرزاقادیانی) کو رسول ونبی کے لفظ سے اس وحی میں مخاطب کیا گیا ہے اور اس میں کوئی معذور شرعی بھی نہیں ہے۔''

معزز ناظرین! قادیانی مربی کی یہ اردو عبارت کس صفائی سے شہادت دے رہی ہے کہ انہیں اردو لکھنا نہیں آتا۔ وہ اپنے مطلب کو صاف طور سے خوبی کے ساتھ بیان نہیں کرسکتے۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض لفظ محض غلط لکھتے ہیں مگر میں اس وقت لفظی غلطی دکھانا نہیں چاہتا۔ جنہیں اردو نویسی سے مذاق ہے وہ اس عبارت کو دیکھ کر میرے قول کی بلاتأمل تصدیق کریں گے۔ میں ان کے مطالب کی غلطیاں ظاہر کردینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ معزز ناظرین! مرزاقادیانی نے نہایت زور کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ افضل الانبیاء ہونے کے مدعی ہیں جس سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت سیدالمرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ مگر اس انکار پر پردہ ڈالنے کے لئے عجیب عجیب طرح کی باتیں بنائی ہیں۔ حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی نے آسمانی فیصلہ میں مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔ مؤلف القاء اپنے دجل کو چھپانے کے لئے اپنی قابلیت اور دیانت کا خون کر کے متعدد دعوے کرتے ہیں۔

__پہلا دعویٰ:__ قرآن مجید سے انبیاء کی تین قسمیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک صاحب شریعت، دوسرا غیر صاحب کتاب وشریعت۔ تیسرا نائب رسول۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ ان تینوں قسموں کا ثبوت قرآن مجید سے ہرگز نہیں ہوتا۔ آئندہ معلوم ہو جائے گا۔ اس لئے یہ دعویٰ غلط ہے۔

__دوسرا دعویٰ:__ مرزاقادیانی نے ایسے رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جو منافی ختم رسالت ہو بلکہ نائب رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ بھی غلط اور محض غلط ہے۔ کیونکہ اس دعویٰ کا ثبوت اوّل تو اس پر موقوف ہے کہ قرآن مجید میں نبوت اور رسالت کی کوئی ایسی قسم بیان کی ہو جو رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہ ہو۔ مگر اس قسم کے نبی کا ثبوت نہ قران مجید میں ہے نہ کسی صحیح حدیث میں۔ اس لئے یہ دعویٰ غلط ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزاقادیانی نے ہر طرح کی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں خاص رسالہ لکھا گیا ہے۔ جس کا نام: ''دعویٰ نبوت مرزا'' ہے۔ میں مرزاقادیانی کا ایک قول نقل کرتا ہوں جسے اہل حق دیکھ کر قادیانی مربی کی حق پوشی اور غلط بیانی کی تصدیق کریں گے۔ مرزاقادیانی صاف کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سے چودھویں صدی تک میرے سوا کوئی نبی کا خطاب پانے کا مستحق نہیں ہے۔ میں ہی مستحق ہوں۔ پھر کیا جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد

سے کوئی نائب رسول نہیں ہوا؟ کیا حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور دیگر خلفائے راشدین ؓ نائب رسول نہ تھے؟ گزشتہ تیرہ صدی میں جو مجددین گزرے یہ نائب رسول نہ تھے؟ نہیں ضرور تھے۔ مرزاقادیانی اوران کے پیرو اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ اس سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مرزاقادیانی ایسی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں جس کا مرتبہ نائب رسول سے بہت اعلیٰ ہے۔ یہی وہ دعویٰ ہے جو حضرت سرور انبیاء ﷺ کی ختم نبوت کے منافی ہے۔ اب مرزاقادیانی کا قول ملاحظہ ہو: ’’اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خداتعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ (چونکہ مرزاقادیانی کو محض غلط اور جھوٹے دعوے کرنے کا شوق ہے اس لئے ہر جگہ ان کے غلط دعوے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ دعویٰ ہے حضرت محی الدین ابن عربی نے ایک خاص کتاب اپنے مکاشفات کی لکھی ہے اور قیامت تک کے مکاشفات لکھے ہیں۔ مثلاً سلطنت ترک کے متعلق مکاشفات لکھے ہیں۔ قسطنطنیہ کے تمام بادشاہوں کے نام اور ان کی حالت اور مدت سلطنت لکھی ہے۔ مگر خاص اصطلاحات میں بیان ہے۔ اس لئے ہر ذی علم اسے نہیں سمجھ سکتا۔ علمائے مغرب اس سے واقف ہیں۔ مرزاقادیانی نے جو پیشین گوئیاں صاف وصریح کیں وہ تو بالکل غلط ثابت ہوئیں۔ پھر وہ کون سے مکاشفات ہیں جن کی نسب یہ دعویٰ ہورہا ہے اور تمام صحابہ کرام ؓ اور اولیاء عظام پر فضیلت بیان کی جاتی ہے۔ کوئی مرزائی سامنے آئے اور ان مکاشفات کو دیکھائے۔) تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷)

کہئے قادیانی مربی اب تو آنکھیں کھلیں اب فرمایئے کہ آپ کے مرشد کس نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جب تیرہ سو برس میں کوئی بزرگ اس مرتبہ کو نہیں پہنچا یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت فاروق ؓ بھی نہیں پہنچے تو اب نائب رسالت اور ولایت کا

مرتبہ تو ختم ہولیا۔ مرتبہ صدیقیت کے اوپر نبوت مستقلہ کا ہی مرتبہ ہے جو بلا شک وشبہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ مکتوبات امام ربانی دیکھئے جسے آپ نے سند میں پیش کیا ہے۔ غرضیکہ مذکورہ عبارت سے نہایت صفائی سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی مستقل نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہایت صاف طور سے صاحب شریعت نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ الغرض قادیانی مربی کے دعوے کی غلطی دوشاہدوں سے تو ثابت ہوگئی۔ تیسرا شاہد جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ یعنی ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر رضی اللہ عنہ‘‘ (مکتوب بست وچہارم دفتر دوم حصہ ہشتم ص۳۲۷)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔ اگر شریعت میں نبی کے معنی نائب رسول کے ہوتے تو آنحضرت ﷺ کبھی یہ نہ فرماتے جو میں نے ابھی نقل کیا۔ کیونکہ اس میں تو شک نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نائب رسول تھے۔ اس حدیث نے فیصلہ کردیا کہ شریعت محمدیہ میں نائب رسول کو نبی نہیں کہتے۔

تیسرا دعویٰ: ’’حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب اور صاحب شریعت تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام اور بہت سے انبیاء صاحب کتاب اور صاحب شریعت نہ تھے۔‘‘ اس دعویٰ کے ثبوت میں مؤلف القاء لکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیات: ’’ان الیاس لمن المرسلین (الصٰفٰت:۱۲۳) وان یونس لمن المرسلین (الصٰفٰت:۱۳۹) وان لوطا لمن المرسلین (الصٰفٰت:۱۳۳) ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا (مریم:۵۳) واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقا نبیا (مریم:۵۶)‘‘ اس پر شاہد ہیں مؤلف القاء نے یہاں پانچ آیتیں نقل کی ہیں جن میں پانچ انبیاء کا ذکر ہے۔ (۱) حضرت الیاس علیہ السلام۔ (۲) حضرت یونس علیہ السلام۔ (۳) حضرت لوط علیہ السلام۔ (۴) حضرت ہارون علیہ السلام۔ (۵) حضرت ادریس علیہ السلام۔

ان پانچوں آیتوں کی نسبت یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ آیتیں ہمارے دعویٰ کی شاہد ہیں کہ یہ پانچ انبیاء صاحب شریعت نہ تھے۔ اس سے غرض یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ انبیاء صاحب شریعت نہ تھے۔ ویسا ہی مرزا قادیانی نبی تھے۔ مگر صاحب شریعت نہ تھے۔ اکثر صاف طور سے یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ ایسا صریح غلط دعویٰ ہے کہ کسی کم علم پر بھی اس کی غلطی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ ان آیتوں کا صرف یہ مطلب ہے کہ یہ

حضرات جن کا ذکر کیا گیا رسول اور نبی ہیں۔ ان آیتوں میں اس کا اشارہ بھی کسی طرح میں نہیں ہے کہ یہ انبیاء صاحب شریعت تھے یا صاحب شریعت نہ تھے۔ اب ان کو اپنے دعویٰ کا شاہد بتانا کیسا صریح غلط ہے؟

اس کے بعد مرزائی رسالہ القائے ربانی ص ۱۵۸ میں دوسرا غلط دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ باوجود رسول اور نبی ہونے کے یہ لوگ صاحب شریعت نہ تھے۔ اب میں دریافت کرتا ہوں کہ مؤلف کا یہ قول دلیل سابق کا تتمہ ہے یا مستقل ایک دلیل ہے۔ یعنی ان کی یہ غرض ہے کہ آیتوں سے انبیائے مذکورہ کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس اتفاق واجماع سے ان کا صاحب شریعت نہ ہونا۔ اگر ان کا ایسا خیال ہے تو مذکورہ آیات کو اپنے دعوے کا شاہد کہنا محض غلط ہے۔ وہ آیتیں صرف اس کی شاہد ہیں کہ یہ پانچ حضرات خدا کے رسول تھے۔ اب یہ قول خواہ پہلی دلیل کا تتمہ ہو یا علیحدہ دلیل ہو جو کچھ ہو مگر غلط ہے اور محض غلط ہے۔ قادیانی مربی کو کسی کتاب کا حوالہ دیتے شرم آئی۔ یہ اتفاقی مسئلہ کس معتبر کتاب میں لکھا ہے؟ مگر خوب خیال رہے کہ ان انبیاء کا صاحب شریعت نہ ہونا دکھائیں۔ لفظ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی صوفیائے کرام کی کتابوں میں تو مرزائیوں نے دیکھ لیا۔ مگر اس کے معنی جو ان کی اصطلاح میں ہیں اس سے بے خبر ہیں۔ ہمیں تفصیل کی ضرورت نہیں ہے اس قدر کہنا کافی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء آئے سب صاحب شریعت تھے۔ سب کی نبوت تشریعی تھی۔ شیخ اکبر فصوص الحکم میں لکھتے ہیں: ''**اما نبوة التشریعی والرسالة ممتنعة فی نبیا ﷺ فلا نبی بعده مشرعا او مشرعاً**'' مولانا حاجی صاحب اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ''**مشرعاً ای آتیا بالاحکام الشریعة غیر متابعة لنبی اخر قبله کموسیٰ وعیسیٰ ومحمد علیہم الصلوٰۃ والسلام اوشرعا له ای فتبعاً لما شرعه النبی المتقدم کانبیاء بنی اسرائیل**'' اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ مؤلف اس کا غالباً کرسکیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ جتنے انبیاء گزرے سب صاحب شریعت تھے اور نبوت ورسالت منقطع ہوگئی۔ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اب نہ کوئی ایسی نبی آسکتا ہے کہ کوئی جدید شریعت لائے نہ ایسا نبی کہ آپ ﷺ کی شریعت کا پابند ہوکر نبوت کا دعویٰ کرے۔ الغرض اس مقام پر قادیانی مربی نے تین غلط دعوے کئے۔ (۱) قرآن کی اصطلاح میں دو قسم کے حضرات کو نبی کہا ہے ایک صاحب شریعت

دوسرے غیر صاحب شریعت قرآن مجید میں یہ تقسیم ہرگز نہیں ہے۔(۲) مذکورہ آیتوں کو اس دعوے کا شاہد بتایا حالانکہ وہ آیتیں اس کی شاہد ہرگز نہیں ہیں۔(۳) مذکورہ انبیاء کا صاحب شریعت نہ ہونا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ بتایا۔اس دعویٰ کی غلطی کے ثبوت میں شیخ اکبراور مولانا حاجی کا قول پیش کردیا۔اب میں ان دعووں کی غلطی آیات قرآنیہ اور دوسرے اقوال صحیحہ سے بیان کرتا ہوں۔ناظرین ملاحظہ کریں۔تین غلط دعویٰ پہلے گزر چکے ہیں۔تین یہ ہیں۔تو یہ کل چھ غلط دعویٰ ہوئے۔

سورۂ انعام کا دسواں رکوع ملاحظہ کیا جائے۔اس رکوع میں اٹھارہ انبیاء کا ذکر آیا ہے۔یعنی (۱) حضرت ابراہیم۔(۲) حضرت اسحٰق۔(۳) حضرت یعقوب۔(۴) حضرت نوح۔(۵) حضرت داؤد۔(۶) حضرت سلیمان۔(۷) حضرت ایوب۔(۸) حضرت یوسف۔(۹) حضرت موسیٰ۔(۱۰) حضرت ہارون۔(۱۱) حضرت زکریا۔(۱۲) حضرت یحییٰ۔(۱۳) حضرت عیسیٰ۔(۱۴) حضرت الیاس۔(۱۵) حضرت اسماعیل۔(۱۶) حضرت الیسع۔(۱۷) حضرت یونس۔(۱۸) حضرت لوط۔(علیہم الصلوٰۃ والسلام)

ان انبیاء کا صریح نام بیان کرکے ارشاد ہوتا ہے۔’’**اولئک الذین اتیناهم الکتاب والحکم والنبوة** (الانعام:۸۹)‘‘ ﴿یہ ہی ہیں جنہیں ہم نے کتاب دی اور شریعت دی اور نبوت دی۔﴾

اس آیت میں ان چار انبیاء کا بھی ذکر ہے۔جنہیں قادیانی مؤلف القائغیر صاحب شریعت بتا چکے ہیں۔یعنی (۱) حضرت الیاس علیہ السلام۔(۲) حضرت یونس علیہ السلام۔(۳) حضرت لوط علیہ السلام۔(۴) حضرت ہارون علیہ السلام۔ان چاروں کو اسی طرح صاحب کتاب اور صاحب شریعت کہا ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔غرضیکہ اس آیت سے نہایت صفائی سے ان بہت سے انبیاء کا صاحب شریعت ہونا ثابت ہوگیا۔جنہیں قادیانی مربی اپنے معمولی علم کے مطابق سمجھے ہوئے تھے کہ یہ صاحب شریعت نہیں ہیں۔البتہ اس آیت میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے۔ان کا ذکر سورۂ مریم میں ہے۔یہ صاحب حضرت نوح علیہ السلام کے دادا ہیں۔ان کا صاحب شریعت ہونا اوّل تو اس طرح ثابت ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر انبیاء کا ذکر ہے ان میں کوئی تفریق صاحب شریعت اور غیر صاحب شریعت کی کسی مقام پر نہیں کی گئی۔اس سے ظاہر ہے کہ جن انبیاء کا ذکر قرآن مجید

میں آیا ہے وہ سب صاحب شریعت ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ادریس علیہ السلام بھی صاحب شریعت ہیں۔ اب جو اس کے خلاف کا مدعی ہے وہ ثابت کرے قرآن شریف سے۔ اس کے علاوہ مفسرین محققین لکھتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل ہوئے۔ تفسیر مدارک التنزیل اور تفسیر کبیر وغیرہ ملاحظہ ہو۔ پھر جس پر تیس صحیفے نازل ہوں۔ انہیں یہ کہنا کہ صاحب شریعت نہ تھے۔ کسی ذی علم کا کام نہیں ہے۔

اب چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر خاص طور سے کیا گیا ہے۔ اس لئے میں خاص ان کے باب میں دو آیتیں اور پیش کرتا ہوں تاکہ قادیانی مربی کی اور ان کی جماعت کی بے خبری قرآن مجید سے خوب روشن ہو جائے۔ سورۂ والصّٰفّٰت کے چوتھے رکوع میں اوّل ارشاد خداوندی ہے۔ ’’**ولقد مننا علٰی موسٰی وھارون** (الصّٰفّٰت:۱۱۴)‘‘ ﴿ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا۔﴾ پھر ان احسانات کے بیان میں ارشاد ہے: ’’**واتینھما الکتاب المستبین** (الصّٰفّٰت:۱۱۷)‘‘ ﴿اور ہم نے دی ان دونوں کو واضح کتاب۔﴾

دیکھا جائے کہ کس صفائی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں کا صاحب شریعت اور صاحب کتاب ہونا اس آیت میں بیان ہوا ہے۔ اب تیسری آیت ملاحظہ ہو، جس میں خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ’’**ولقد اتینا موسٰی وھٰرون الفرقان وضیاء وذکرا للمتقین** (الانبیاء:۴۸)‘‘

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرقان دیا یعنی وہ چیز جس سے حق وباطل میں تمیز ہو سکے۔ وہ کتاب اللہ توریت تھی اور قلب میں روشنی جس سے صراط مستقیم اور راہ نجات نہایت صفائی سے نظر آنے لگے اور نصیحت خدا سے ڈرنے والوں کو۔

غرضیکہ تینوں باتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام یکساں قرار دیئے گئے۔ کوئی فرق اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں فرمایا۔ اب اس کے مقابلہ میں فرق کرنا اور ایک کو تشریعی اور دوسرے کو غیر تشریعی کہنا ایجاد بندہ ہے اور صریح قرآن مجید کی مخالفت ہے۔

الغرض قادیانی جماعت نے جو انبیاء میں تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق نکالا ہے۔ یہ محض غلط ہے جن انبیاء کو اس جماعت نے غیر تشریعی سمجھا ہے وہ بموجب نص قرآنی صاحب شریعت ہیں۔ اس کے ثبوت میں تین آیتیں اور بعض کاملین صوفیائے کرام کے اقوال یہاں پیش کئے گئے۔ یہاں تک جو کچھ غلطیاں اور بے خبریاں دکھائی گئیں۔ وہ صرف اس وجہ سے

کہ انہیں اپنی واقعی حالت کی خبر نہیں ہے۔ بمقتضائے جہل مرکب اپنے آپ کو بڑا واقف خیال کرتے ہیں۔ اب میں ان کی خاص عظیم الشان غلطی اصل مطلب کے متعلق دکھاتا ہوں۔ اسے بغور وانصاف دیکھا جائے۔ قادیانی مؤلف القاء کا اصل مدعا یہ ہے کہ جس قسم کی نبوت کا دعویٰ مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ کیوں منافی نہیں ہے؟ آپ نے بڑی قابلیت صرف کر کے انبیاء کی دو قسمیں بیان کیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی ہم محض آپ کی خاطر سے آیات قرآنیہ اور تحقیق مذکورہ سے آنکھ بند کئے لیتے ہیں اور آپ کے دعوے کو تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء کی دو قسمیں ہیں۔

اب قرآن شریف کے پہلے پارہ سے لے کر ۲۲ تک دیکھا جائے کہ ان دونوں قسم کے انبیاء کا ذکر ہے جنہیں قادیانی تشریعی اور غیر تشریعی کہتے ہیں۔ ان سب کے بعد سورۂ احزاب میں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی نسبت ارشاد ہے: ''**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین** (الاحزاب:۴۰)'' یعنی آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔ یعنی سب نبیوں کے آخر میں آنے والے اب جنہیں اللہ نے عقل وفہم دیا ہے۔ وہ ملاحظہ کریں کہ طرز بیان بتارہا ہے کہ آپ ﷺ دونوں قسم کے انبیاء کے خاتم ہیں۔ یعنی دونوں قسم کے انبیاء کا ذکر کر کے حضور ﷺ کا خاص نام لے کر آپ ﷺ کی یہ صفت بیان کی کہ آپ ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ اس سے ہر ایک صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اس بیان سے پہلے جو دو قسم کے انبیاء ذکر کئے گئے ہیں سب کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔ اس کے بعد جب عربی الفاظ کے قاعدے پر نظر کی جائے کہ لفظ النّبیین جمع ہے اور اس پر الف ولام آیا ہے جس سے ثابت ہورہا ہے کہ حضور ﷺ تمام انبیاء کے آخر میں آئے۔ خواہ تشریعی ہوں یا غیر تشریعی۔ اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ لفظ خاتم النّبیین پر مضاف کیا گیا جس کے معنی محاورہ عرب کے لحاظ سے آخر النّبیین کے ہیں کہ سب نبیوں کے آخر میں آنے والے۔ اب اس قرینہ سباق وسیاق اور محاورہ عرب سے جو معنی ثابت ہوتے ہیں وہی معنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمادیئے اور اس طرح بیان فرمائے کہ قرآنی الفاظ کی کامل توضیح ہوگئی۔ یعنی صحیح حدیثوں میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ ہیں۔ ''**انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی**'' یعنی میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے

بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یعنی اگرچہ خاتم النّبیین سے سمجھا جاتا تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مگر جب خاتم النّبیین کے بعد ’’لا نبی بعدی ‘‘فرمادیا تو آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ کوئی نبی کسی طرح کا آپ ﷺ کے بعد نہیں ہے۔ یعنی کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔ اہل علم جانتے ہیں کہ یہاں لفظ نبی نکرہ ہے اور اس پر لائے نفی لایا گیا۔ اس لئے قاعدے کی رو سے ہر قسم کے نبی کی نفی ہوگئی۔ یعنی کسی قسم کا کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد نہ ہوگا۔

الغرض قرآن مجید کا سیاق وسباق اور محاورہ عرب اور حدیث نبوی کی تفسیر سب متفق ہوکر شہادت دے رہے ہیں کہ مرزاقادیانی کا دعویٰ نبوت بلاشک وشبہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ختم رسالت کے منافی ہے۔ یہی علمی باتیں حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے پیش نظر ہیں۔ اس لئے بہ نظر خیرخواہی مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ مگر قادیانی مؤلف القاء کو ان علمی باتوں کی خبر نہیں۔ باطل کی پیروی نے دینی علوم کو ان کے قلب سے محو کر دیا۔ افسوس کہ باوجود ایسی بے خبری کے قادیانی مربی ایک علامہ حقانی کی لاجواب کتاب ہدایت مآب کا جواب دینے بیٹھے ہیں اور اپنے آپ کو بڑا عالم خیال کرتے ہیں۔ ذرا ہوش کیجئے اور راہ حق چھوڑ کر اور ایک علامہ ہادی خلق پر بدزبانی کر کے اپنے آپ کو ’’خسر الدنیا والآخرۃ‘‘ کا مصداق نہ بنائیں۔

یہ تو آپ کی غلطیاں اور جہالتیں تھیں۔ اب اپنی دیانت بھی ملاحظہ کیجئے کہ کیسا صریح ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور نبوت تشریعی اور غیرتشریعی کا خواہ مخواہ تفرقہ پیش کر کے مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔ آپ کے مرزاقادیانی تو اعلانیہ نہایت زور سے تشریعی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا رسالہ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵،۴۳۶) ملاحظہ ہو۔ ’’اگر کہو کہ صاحب شریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امرونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ’’قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی

مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ امر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ '' یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔''

اربعین کا یہ تو متن تھا اب اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ ''واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم '' یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح علیہ السلام کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔''

(اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵ حاشیہ)

کہئے مربی صاحب! اب تو آپ کے تمام تار و پود کے بخیہ آپ کے مرشد نے ادھیڑ دیئے۔ دیکھئے کس صفائی سے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور اپنی بیعت کو مدار نجات قرار دے رہے ہیں۔ اب بتائیے کہ کس نائب رسول نے ایسا دعویٰ کیا ہے اور کس ظلی اور بروزی نے اپنی بیعت کو مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ اب کون سی نبوت رہ گئی جس کے خاتم جناب رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اب سوائے بغلیں جھانکنے کے آپ کوئی جواب دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ناظرین! یہ بھی معلوم کرلیں کہ مرزا قادیانی منقولہ عبارت میں نبوت تشریعی کا دعویٰ کر کے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔

بھائیو! یہ کیسا صریح دجل اور عوام کو دھوکہ دینا ہے۔ جب نبوت مستقلہ تشریعی کا دعویٰ کررہے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ مرزا قادیانی

اپنے معتقدین کی بے وقوفی معلوم کر چکے ہیں۔ اس لئے سب کچھ کہہ کر ختم نبوت پر اپنا ایمان ظاہر کر دیا تاکہ عوام کے سامنے کہنے کو ہو کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کا انکار نہیں کرتے۔

ذرا آنکھیں کھول کر ہوش کو سنبھال کر ملاحظہ کیجئے۔ اب فرمائیے کہ کون سی نبوت باقی رہ گئی جس کے خاتم جناب سرور انبیاء ﷺ ہیں۔ آپ کے امام جس طرح پہلے مثیل مسیح تھے اور مسیح موعود ہونے سے صاف انکار کرتے تھے، اسی طرح پہلے ظلی اور بروزی اور غیرتشریعی اور نائب رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اسے لوگ مان گئے تو اعلانیہ نبوت مستقلہ شرعیہ کا دعویٰ کر دیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین نہیں ہیں۔ مگر ابھی صاف طور سے اس کہنے کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لئے صاف طور سے زبان قلم سے اسے نہیں نکالا اور جس طرح مسیح موعود ہونے سے انکار کر کے پھر اس کا دعویٰ کیا۔ اسی طرح سے یہاں بھی کسی وقت ہوتا۔ مگر ان کے خیال میں اس کا وقت نہیں آیا تھا۔ اگرچہ دعویٰ تو نہایت صراحت سے کیا۔ مگر باتیں بنانے کی گنجائش چھوڑ گئے اور اپنے مریدوں کو بھی دھوکہ دے گئے۔

اب فرمائیے کہ حضرت علامہ مؤلف فیصلہ آسمانی بدظنی پھیلاتے ہیں یا آپ اور آپ کے مرشد مرزا قادیانی اعلانیہ مسلمانوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ کے مسیح کی تصانیف اور ان کے سلسلہ کے رسائل سراسر دجل وفریب سے بھرے ہیں اور متناقض اور جھوٹے دعوؤں کا انبار ہے۔ سامنے آیئے تو ہم آپ کو دکھائیں اور آپ کو شرمائیں قلم کی گھس گھس سے پورا کام نہیں چلتا اور عوام نہیں سمجھتے۔ اب آپ اچھی طرح دیکھیں ایک دعویٰ آپ کا یہ بھی کہ مرزا قادیانی کو نائب رسول ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس کا غلط ہونا تو ہم آپ کے دوسرے دعوے کی غلطی میں بیان کر آئے ہیں۔ خود مرزا قادیانی کے قول سے اب غیرتشریعی نبوت آپ ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اس کا غلط ہونا بھی آپ کے امام ہی کے قول سے ثابت کر دیا گیا اور دکھا دیا گیا کہ مرزا قادیانی ضرور حضرت سرور عالم ﷺ کی ختم رسالت کے منکر ہیں۔ اگرچہ زبان سے نہ کہیں لوگوں کو دام میں لانے کے خیال سے۔ اب خوب آنکھیں کھول کر دیکھئے۔ اس دعوے کے بیان میں پانچ غلطیاں آپ نے کیں۔ تین غلطیاں تو میں نے شمار کر کے بتادی ہیں۔

چوتھے یہ ہے کہ آپ آیت:’’ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین ‘‘کے معنی نہیں سمجھے اور لفظ النّبیین جو عام ہے اس کے خاص معنی لیتے ہیں۔ پانچویں آپ کو یہ خبر نہیں کہ اس محل پر نبوت کی دو قسمیں تشریعی اور غیرتشریعی بتا کر مرزا قادیانی کی پردہ پوشی کرنا بے کار ہے۔ وہ تو اعلانیہ نبوت تشریعی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ الحاصل یہاں تک آپ کی سات غلطیاں عظیم الشان بیان ہوئی ہیں۔

آٹھواں غلط دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید میں نائب رسول کو بھی رسول کہا ہے۔ یہ دعویٰ اسی وقت ثابت ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں کسی کو صاف طور سے نائب رسول کہہ کر اسے رسول خدا کا خطاب دیا ہو۔ مگر جن کی نظر قرآن مجید پر ہے وہ یقین کر سکتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یعنی قرآن مجید میں کسی کو نائب رسول کہہ کر اسے رسول کا خطاب نہیں دیا اور جب تک یہ دونوں باتیں قرآن مجید سے ثابت نہ ہوں اس وقت تک کسی ذی علم کے نزدیک قرآن مجید کی یہ اصطلاح نہیں ہوسکتی اور انطاکیہ والے رسولوں کو نائب رسول کہنا قادیانی مربی کی ویسی ہی ناواقفی ہے جیسی پہلے ان کے دعوؤں میں بیان کی گئی۔ اس پر مزید یہ ہے کہ جو صحیح حدیث دوسرے دعویٰ کی غلطی میں پیش کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ میں نائب رسول کو نبی نہیں کہتے اور آئندہ ایک حدیث پانچویں دعویٰ کے بیان میں آئے گی۔ جس سے ظاہر ہوگا کہ حدیث وقرآن میں نائب رسول کو رسول یا نبی نہیں کہا۔ اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ صاحب انطاکیہ نائب رسول نہ تھے بلکہ رسول تھے۔

حیرت ہے اس پر نظر نہیں کرتے کہ جب خداوند تعالیٰ ہی نے انہیں نہایت صراحت سے مکرر سہ کرر رسول فرمایا ہے تو دوسرے کو نائب رسول کہنے کا کیا حق ہے۔ ممکن ہے کہ پہلے وہ نائب رسول ہوں۔ پھر اللہ کا فضل ان پر ہوا اور اس نے انہیں رسالت مستقلہ کا مرتبہ عنایت کیا۔ جس کسی نے انہیں نائب رسول کہا وہ پہلی حالت کے خیال سے کہا۔ مگر جنہیں صاف طور سے خداوند تعالیٰ نے مکرر رسول فرمایا ہے اور ان کے بھیجنے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور صاف فرمایا ہے۔:’’اذ ارسلنا الیھم اثنین ‘‘(یعنی اللہ تعالیٰ انہیں انطاکیہ کے رسولوں کی نسبت فرماتا ہے کہ انہیں ہم نے بھیجا) اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے کہ انہیں رسول خدا نہ کہا جائے۔ بالخصوص جب کہ احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ نائب رسول کو نبی نہیں کہتے۔

اب اگر چہ اس کی تائید میں کوئی اور روایت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر قادیانی مربی کی بے خبری کے علاوہ ان کی ایک دوسری حالت پر بھی روشنی ڈالنا منظور ہے۔ اس لئے لکھتا ہوں کہ امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباسؓ انطا کیہ والے رسولوں کو نائب رسول نہیں کہتے، بلکہ رسول اللہ کہتے ہیں۔ قادیانی مربی نے تفسیر فتح البیان کے اکثر حوالے دیئے ہیں۔ یہ مقام بھی انہوں نے دیکھا ہوگا۔ مگر اس کا ذکر نہیں کرتے جو روایت حدیث وقرآن کے مطابق ہے۔ اسے دبا کر اس کے خلاف پر زور دے رہے ہیں۔ کیا دیانت ہے اور کیا علم ہے؟ اہل علم کو اگر میرے قول کی تصدیق منظور ہے تو تفسیر فتح البیان میں سورۂ یٰسین کی تفسیر ص۹ ملاحظہ فرمائیں۔

نواں غلط دعویٰ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلم کی حدیث میں تین مرتبہ مرزا قادیانی کو نبی اللہ کا خطاب دیا ہے۔ مربی صاحب ناواقفوں کو کس قدر دھوکا دیتے ہیں۔ اس حدیث کا بیان آگے آئے گا۔ یہاں اس قدر کہتا ہوں کہ اس حدیث میں مرزا قادیانی کو نبی اللہ ہرگز نہیں کہا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح موعود کا ذکر ہے اور مرزا قادیانی مسیح موعود ہرگز نہیں ہیں جو علامتیں، اس حدیث میں مسیح موعود کی بیان ہوئی ہیں وہ مرزا قادیانی میں ہرگز پائی نہیں گئیں۔ اب کوئی قادیانی مربی سے دریافت کرے کہ آپ نے یا آپ کے پیرومرشد نے کس سچی دلیل سے یہ ثابت کیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور ان کے مخالفین نے اسے مان لیا۔ یہ تو ہرگز نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ جب ان سے یہ نہیں ہوسکا تو کس منہ سے ہمارے سامنے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو حضرت سرور انبیاء ﷺ نے نبی کہا ہے۔ پھر ان علماء کے مقابلہ میں جنہوں نے مرزا قادیانی کا کاذب ہونا دلائل بیّنہ سے ثابت کر دیا ہے اور اظہر من الشّمس ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہرگز نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے اقرار سے کاذب تھے۔ البتہ ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مرزا قادیانی کو دجال اور جھوٹا فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم ج۲ ص۳۹۷) وغیرہ میں حضور پرنور ﷺ کا ارشاد ہے: ’’**سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلّھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی** ‘‘اس حدیث کو مسلم کے سوا (ترمذی ج۲ ص۴۵، ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، کتاب الفتن) وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ خبر دیتے ہیں کہ میری امت میں

تیس جھوٹے پیدا ہوں گے اور ان کے جھوٹے ہونے کی علامت اس حدیث میں یہ بیان ہوئی کہ امتی ہونے کا دعویٰ کر کے نبی ہونے کے مدعی ہوں گے اور ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لئے جو کوئی میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔ ''لا نبی بعدی'' میں پورے عموم کے ساتھ نفی کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی سچا نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ اس حدیث نے پورا فیصلہ کر دیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور خاص کر وہ جو امتی ہو کر دعویٰ کرے۔ اب نہ تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق کام دیتا ہے اور نہ نبی کے معنی نائب رسول کے ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ شریعت محمدیہ میں نائب رسول کو نبی نہیں کہتے۔ ورنہ جناب رسول اللہ ﷺ اس مدعی کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں عام طور سے یہ نہ فرماتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے بعد نائب رسول اور ورثۃ الانبیاء کا ہونا تو ضرور تھا اور ہوئے۔ اگر انہیں نبی کہنا صحیح ہوتا تو اس طرح عام طور سے نبی ہونے کا انکار آنحضرت ﷺ نہ فرماتے۔ خوب خیال رہے کہ مربی صاحب کا دوسرا دعویٰ صحیح حدیثوں سے غلط ثابت ہوا۔ ایک یہ حدیث اور دوسری اسی دعویٰ کے بیان میں مذکور ہوئی۔ یعنی ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ شریعت محمدیہ میں نبی کے معنی نائب رسول کے نہیں ہیں۔

دسواں غلط دعویٰ یہ ہے کہ تیئس برس کی متواتر وحی نے نبی اللہ کے خطاب کی تصدیق کی ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کی وحی نے۔ اس دعوے کے غلط ہونے کے متعدد وجوہ ہو سکتے ہیں۔ پہلی وجہ مرزا قادیانی کی وہ وحی ہے جس کو انہوں نے اپنی صداقت میں پیش کیا تھا جس کے سچے ہونے پر مرزا قادیانی کو آخر وقت تک وثوق رہا۔ یہاں تک کہ کچہری میں حاکم کے سامنے اپنا یقین ظاہر کیا اور ایسی پختہ وحی جس کا بار بار نزول برسوں ہوتا رہا جس میں کسی طرح کی غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ بالآخر وہ وحی غلط ثابت ہوئی۔ (یعنی منکوحہ آسمانی والی وحی) اور غلطی کا ثبوت بھی اس طرح ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے کاذب اور ہر بد سے بدتر ٹھہرے۔ (اس کی تفصیل فیصلہ آسانی حصہ اوّل، حصہ سوم میں ملاحظہ ہو) جب

ایسی موثق وحی جس پر برسوں مرزا قادیانی کو اصرار رہا وہ غلط نکلی تو کوئی صاحب عقل مرزا قادیانی کی وحی کو وحی الٰہی نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ شیطانی وحی کہے گا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ (۱) اس کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے خدائے قدوس پر خلاف وعدگی کا الزام آیا۔ (۲) اور اس دراز مدت تک مرزا قادیانی اس غلطی کی وجہ سے مخلوق میں مطعون ہوتے رہے۔ (۳) اور آخرکار جسے انہوں نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا وہ غلط نکلا۔ (۴) اور اللہ تعالیٰ نے اس غلطی پر کسی وقت متنبہ نہ کیا۔ حالانکہ متنبہ کرنا ضرور تھا تاکہ مخلوق بدگمانی سے بچے اور سچے کو جھوٹا نہ سمجھ لے۔ جس کی وحی کا یہ حال ہو۔ اس سے سند پکڑنا اور تصدیق میں پیش کرنا کسی فہمیدہ دیندار کا کام نہیں ہوسکتا۔

دوسری وجہ جب قرآن مجید کے نص قطعی سے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت سرور انبیاءﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اب جس کسی کو یہ وحی ہو کہ میں نبی اللہ ہوں وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ اس وحی کے جھوٹے ہونے پر قرآن وحدیث دونوں شاہد ہیں۔ ایسے شخص کی وحی کو کوئی مسلمان لائق توجہ نہیں خیال کرسکتا۔ چہ جائیکہ اسے سند میں پیش کرے۔

تیسری وجہ یہ کہ امت محمدیہ کا اس پر اجماع ہے کہ جناب رسول اللہﷺ کے بعد کسی پر وحی نہ آئے گی جو کوئی اس کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ شفاء قاضی عیاض ملاحظہ ہو۔

’’ومن ادعی النبوۃ لنفس اوجوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا وکذالک من ادعیٰ منہ انہ یوحیٰ الیہ وان لم یدع النبوۃ فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبیﷺ لانہ اخبرانہ خاتم النّبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علٰی حمل ھذا لکلام علٰی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلاشک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعاً واجماعاً وسمعاً‘‘ (الشفاء فی حقوق المصطفٰی ج۲ ص۲۴)

شفائے قاضی عیاض کی یہ عبارت ہے جس سے نہایت صفائی سے ثابت ہورہا ہے کہ جناب رسول اللہﷺ کے بعد جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے یا نزول وحی کا مدعی ہو یعنی کہے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے وہ کافر ہے اور اس کا کفر قطعی ہے۔ قرآن وحدیث سے اور اجماع امت سے اس کا کفر ثابت ہے۔ مربی صاحب کی عقل پر سخت افسوس ہے کہ علوم دینیہ کی

کتابوں سے بے خبر ہیں اور مسلمانوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی وحی کو سند میں پیش کرتے ہیں۔ ’’تلک عشرۃ کاملۃ‘‘

یہ پوری دس غلطیاں ہیں جو مربی صاحب نے چند سطروں میں کی ہیں۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کی ۲۳برس کی وحی کو ماننا اور اسے لائق تصدیق سمجھنا کسی ایماندار کا کام نہیں ہوسکتا۔ اب مربی صاحب کی علمیت کوملاحظہ کیا جائے کہ جو دعویٰ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہو جسے بالاتفاق امت محمدیہ نے کفر ٹھہرایا ہواس کی نسبت مربی صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی محذور شرعی نہیں ہے۔ (قادیانی مربی نے اپنے لئے قابلیت کی وجہ سے اس لفظ کو معذور شرعی لکھا تھا۔ مگر پرانی تحقیق اور محاورہ سے غلط بتاتا ہے۔ اس لئے میں نے صحیح لفظ لکھا جو موقع کے مناسب ہے)

جناب مربی فرمائیں کیا مرزا قادیانی پر ایمان لانے سے آپ ایسے ہی عالم ہوگئے ہیں کہ چند سطروں میں دس جھوٹے دعوے کئے۔ کیا اسی قابلیت پر فیصلہ آسمانی کے جواب لکھنے کا دعویٰ ہے اور اس میں غلطیاں دکھانے بیٹھے ہیں۔ میں نے نہایت اختصار کے ساتھ یہ غلطیاں دکھائی ہیں۔ اگر اس کے جواب کی ہمت قادیانی مربی کو ہوگی اس وقت ان بیانوں کی تشریح اچھی طرح کی جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مربی صاحب جو غلطیاں میں نے آپ کو دکھائیں ہیں یہ ایسی قطعی اور تحقیقی ہیں کہ آپ یا آپ کی جماعت کا کوئی ذی علم (اگر کوئی ہے) ان غلطیوں کا جواب نہیں دے سکتا۔

آپ کو یا آپ کی جماعت کو اگر طلب حق ہے تو چند اہل علم کے مجمع میں یا عام جلسہ میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیجئے۔ میں ہر وقت حاضر ہوں۔ مگر آپ سے اور آپ کی جماعت سے ہرگز امید نہیں۔ نو مہینے کئی روز ہوتے ہیں کہ جناب استاذی مولانا مفتی محمد عبداللطیف صاحب نے بنظر خیر خواہی کے اعلان دیا تھا کہ مربی صاحب جس طرح چاہیں جلسہ خاص میں یا جلسہ عام میں امر حق کو سمجھ لیں یا ہمیں سمجھا دیں۔ فیصلہ ہو جائے۔ رسالے اور بلٹنوں کی ضرورت نہ رہے۔ مگر مربی صاحب اور ان کی تمام جماعت ایسے خاموش ہوئے کہ گویا شہر خاموشاں میں چلے گئے۔ پہلے اعلان کا نہایت مہمل جواب دیا تھا۔ پھر اس کے جواب میں اہل حق کی طرف سے صحیفہ رحمانیہ نکلا اور ان کی بات کو تسلیم کر کے مستعدی ظاہر کی گئی۔ مگر پھر تو قادیانی مربی ایسے دم بخود ہوئے کہ اب تک سانس نہیں لیتے۔ (باقی وارد) خادم اطباء: محمد یعسوب

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۱،۱۲)

مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیرویؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تشریح اور قادیانی مربی عبدالماجد بھاگلپوری مرزائی کی چند غلطیوں کو خوب روشن کر کے دکھایا ہے جن سے حیرت ہوتی ہے کہ مربی صاحب کیا سے کیا ہوگئے۔ ان کی مشہور قابلیت ان کی دیانت کہاں چلی گئی؟ عبارتوں کے نقل کرنے میں کیسی کیسی بددیانتیاں کی ہیں۔ اس کا مطلب سمجھنے میں کیسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ خدا کی پناہ۔

ہواخواہان اسلام! اس وقت کے فتنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ بھی بڑا فتنہ ہوا۔ مگر الحمدللہ! کہ مونگیر کے ایک مقدس اہل فضل وکمال کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی طرف متوجہ کر دیا اور ان کے فیضان توجہ سے یہ فتنہ کم ہوا اور زوال پذیر ہو رہا ہے۔ دردمندان اسلام اس پر غور فرمائیں کہ اس نازک وقت میں مرزا قادیانی نے کیسا تفرقہ مسلمانوں میں ڈالا اور مناظرہ اور مباہلہ کرنے کا کس قدر غل مچایا اور تمام علماء اور مشائخین ہند کے نام لکھ کر اپنے رسالوں میں شائع کئے اور سب کو اپنے مقابلے کے لئے بلایا۔ مگر جب کوئی مقابلے کے لئے کھڑا ہوگیا تو حیلے حوالے کر کے بھاگتے نظر آئے۔ ان کے بعد بھی ان کے چیلے زبانی اور اشتہاروں میں مناظرے کے لئے بلاتے رہے۔ مگر جب سے حضرت ابواحمد رحمانی عم فیضہم نے اس طرف ہمت فرما کر پہلے مناظرے کا جلسہ کرایا جس میں مرزائیوں کو نہایت فاش شکست ہوئی۔ اس کے بعد بیش بہا فیصلہ کن تحریر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت تک آپ کے اور آپ کے خدام کے تقریباً تیس بتیس رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں بڑا رسالہ فیصلہ آسمانی ہے۔ یعنی اس رسالے میں مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کی وہ دلیلیں پیش کی گئی ہیں جن کا فیصلہ منجانب خدا ہوا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ ایک مستقل رسالہ ہے اور علیحدہ علیحدہ چھپا ہے۔

پہلا حصہ سوا پانچ جز میں دوسری مرتبہ امرتسر میں چھپا ہے۔ دوسرا حصہ پہلی مرتبہ چار جز دو ورق مطبع مجیدی کانپور میں چھپا ہے۔ تیسرا حصہ پونے نو جز میں امرتسر میں چھپا

ہے۔ان میں سب سے اوّل دوسرا حصہ چھپا۔جس وقت یہ شائع ہوا تو مرزائیوں میں کھلبلی مچی اورخلیفۃ المسیح قادیانی سے جواب لکھنے کی درخواست کی گئی۔قادیانی خلیفہ حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کے علم وفضل سے کسی قدر واقف تھے۔اس لئے وہ تو دم بخود ہوگئے۔ان کی ہمت تو سامنے آنے کی نہ ہوئی۔مگر مریدوں کے پھنسا رہنے کے لئے قادیانی مربی عبدالماجد بھاگل پوری کو جواب کے لئے آمادہ کیا۔تاکہ جواب میں جوکچھ ذلت ہو وہ انہیں کی ہو ہم بدنام نہ ہوں۔قادیانی مربی نے خلیفہ صاحب کے حکم کی تعمیل کسی خاص وجہ سے کسی مگر اس جواب نے قادیانی مربی کا بھرم کھول دیا اور جس قدر ان کی ناواقفی اور کم علمی اور بددیانتی اس رسالے سے ظاہر ہوئی۔اس کا وہم وگمان بھی اس سے پہلے نہ تھا۔اس رسالہ کی اصل باتوں کا جواب تو حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی (مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ) کے رسالوں میں موجود ہے۔جسے حق کی طلب ہو وہ رسالہ تنزیہہ ربانی، معیار صداقت اور فیصلہ آسمانی حصہ سوم غور سے ملاحظہ کرے۔اس پر آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوجائے گا کہ مرزاغلام احمد اپنے پختہ اقرار سے کاذب ہیں۔اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔مرزائیوں نے جوکچھ اس کے جواب میں ہرزہ سرائی کی تھی۔اس کا قلع وقمع پورے طور سے تین رسالوں میں ہے اور چوتھا رسالہ عبرت خیز ہے۔جس سے مرزا قادیانی کی کامیابی والی دلیل محض غلط ہوجاتی ہے جسے وہ عظیم الشان دلیل خیال کرتے ہیں۔اس محققانہ تحریر میں فیصلہ آسمانی حصہ دوم کے آخر مضمون کی شرح ہے۔جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا کی کامیابی صداقت کی دلیل نہیں ہے۔ان چاروں رسالوں سے عبدالماجد قادیانی کے القاء کا کامل جواب ہوجاتا ہے۔مگر حضرت مؤلف نے انہیں لائق خطاب نہیں سمجھا۔اس لئے انہیں مخاطب نہیں بنایا۔اپنے رسالہ فیصلہ آسمانی کے اصل مدعا کو نہایت خوبی سے ثابت کردیا ہے۔اب رہیں ان کی غلطیاں اور بددیانتیاں ان کے اظہار کرنے کے لئے بھی متعدد رسالے لکھے گئے ہیں۔میرے علم میں رسائل ذیل میں ان کا اظہار کیا گیا ہے۔

۱...... انوار ایمانی عرصہ ہوا یہ رسالہ چھپ کر شائع ہوچکا ہے۔

۲...... محکمات ربانیہ رسالہ سات جز کا مطبع الپنچ بانکے پور میں چھپا ہے۔اس کے شائع ہونے سے بھاگلپور کے مرزائیوں میں عجب بے چینی اور کھلبلی مچی ہے۔

۳...... نمونہ القائے قادیانی جو صحیفہ رحمانیہ کے تین نمبروں میں یعنی نمبر۱۰،۱۱،۱۲میں آپ دیکھ رہے ہیں۔

۴...... القاء کی ایک غلطی میں تیس غلطیاں۔

یہ چار رسالے اس وقت تک ہوئے ہیں اور مستقل کامل رسالہ کے جواب کا جماعت مرزائیہ انتظار کرے۔ چونکہ اس جماعت کو خدا سے واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے جواب سے عاجز ہوکر فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کر کے حضرت مخدوم بہاری (مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں کو درپردہ اور حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی کو اعلانیہ گالیاں دینا اور عوام کو بہکانا شروع کیا ہے اور ایک رسالہ چھپ کر شائع کر چکے ہیں اور سنا جاتا ہے کہ کچھ اور لکھ رہے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ اگر حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی ناخوش نہ ہوئے تو ان کے خدام اس قسم کے رسالوں کا جواب بھی ترکی بہ ترکی ایسا دیں گے کہ مرزاقادیانی کی ہڈیاں بھی قبر میں سلگ اٹھیں گی اور بزبان حال اپنے چیلوں کا اندرون دل سے کوسیں گی۔ الحمدللہ! اسی وقت اس کے نمونے کا ظہور ہورہا ہے۔ اب جو قادیانی جماعت میں تہذیب وشائستگی کے مدعی ہیں وہ اپنے گروہ اہل علموں کی شائستگی کو دیکھیں اور فرمائیں کہ مرزاقادیانی کی حقانیت کا یہی نمونہ ہے کہ جو ایسے عاجز ہوکر ایسی بیہودہ گوئی کریں اور بزرگوں سے ایسی بے ادبی سے پیش آئیں۔ مرزائیوں میں یہ بھی نبوت کا معیار ہوگا جس طرح پیشین گوئیوں کا غلط ہونا ان کے خیال میں معیار نبوت ہے۔

اے عزیزو! ہوش کرو۔ اپنی عاقبت برباد نہ کرو اپنی قبر میں آگ نہ سلگاؤ۔ میں نہایت خیرخواہی سے کہتا ہوں۔ خاکسار: محمد یعسوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

بقیہ عبدالماجد قادیانی کی فاش غلطیاں

مؤلف القاء نے مرزاقادیانی کے دعویٰ نبوت میں عجب طرح سے دام تزویر پھیلایا ہے اور اس پر زور لگایا ہے کہ مرزاقادیانی کی نبوت بھی قائم رہے اور عوام کی نظروں

میں حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النّبیین بھی رہیں۔ مگر باوجود کئی ورق سیاہ کر دینے کے صاف طریقے سے یہ نہیں بیان کر سکے کہ مرزا قادیانی کو کس قسم کا دعویٰ نبوت تھا اور قرآن مجید میں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفت میں خاتم النّبیین آیا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ باوجودیکہ اس کے معنی کی تشریح حدیث کے صریح الفاظ سے کر دی گئی ہے۔ (فیصلہ آسمانی کا حصہ سوم، صحیفہ رحمانیہ نمبر۶ دیکھا جائے) گر مؤلف القاء چونکہ صریح امر حق اور علمائے حقانی کے مخالف اور مقابل ہوگئے ہیں اس لئے کچھ بدحواس سے معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی بات ٹھکانے کی نہیں کہتے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک طولانی تقریر کر کے اور متعدد کتابوں کے حوالے دے کر عوام پر اپنی قابلیت ثابت کریں اور دکھائیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت حضرت سرور انبیاء کے خاتم النّبیین ہونے کے منافی نہیں تھا اور اس کے ساتھ حضرت مونگیری رحمۃ اللہ علیہ مؤلف فیصلہ آسمانی کی نسبت بیہودہ گوئی کر کے مسلمانوں کو بدگمان کرنا چاہا ہے۔ مگر خوب یاد رکھیں کہ پہلے گمراہوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور مقدس بزرگوں کو تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ مگر بمقتضائے ارشاد خداوندی (واللہ متم نورہ. الخ!) کے ان بزرگوں کی شان میں کچھ کمی نہیں ہوئی اور ان کے تقدس کی روشنی کو چھپانے والے ہی خائب وخاسر ہوئے۔ چنانچہ ان لاجواب رسالوں کا نکلنا اور مؤلف القاء اور ان کی جماعت کا دم بخود رہنا ان کے خائب وخاسر ہونے کی کیسی بیّن دلیل ہے۔ میں نے اس مضمون کے پہلے حصہ میں مؤلف القاء کی قرآن دانی پر روشنی ڈالی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت جناب رسول اللہ ﷺ کی ختم رسالت کے منافی ہے اور چند سطروں میں دس غلطیاں عبدالماجد قادیانی کی دکھائی ہیں۔ اس حصہ میں ان الزامات کا جواب دیا جائے گا جو مؤلف القاء حضرت مؤلف فیصلہ آسمانی پر لگانا چاہتے ہیں اور اس ضمن میں ان کی تصوف دانی کی حالت بھی دکھائی جائے گی۔ نیز ان کے ان دلائل کا قلع وقمع کیا جائے گا جو اقوال بزرگان کے پردے میں ظاہر کئے ہیں اور ان کے ساتھ جس حدیث شریف کو مرزا قادیانی کی نبوت میں پیش کیا ہے اسی حدیث سے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا جائے گا۔

غرضیکہ پہلے حصہ میں عبدالماجد قادیانی کی دس غلطیاں دکھائی گئی تھیں اور اس حصہ کے شروع میں اٹھارہ غلطیاں مختلف عنوان سے دکھائی ہیں اور ۲۸ غلطیاں اس حدیث کے سمجھنے میں کی ہیں جس سے وہ مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ اس کے سوا بھی

غلطیاں ہیں۔ غرض کہ اس مختصر تحریر میں پچاس غلطیوں سے کم نہ ہوں گی جو میں نے دکھائی ہیں۔ اس غرض سے کہ انہیں اپنی حالت پر تنبیہ ہو اور ناواقف حضرات بھی واقف ہوں۔

مؤلف القاء اپنے رسالہ کے ص ۱۸۷ میں گستاخانہ طور سے حضرت مولانا ابواحمد رحمانی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کو ناواقف اور غافل ٹھہرا کر اپنی قابلیت ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''ابواحمد صاحب کے مریدین ذرا سوچیں کہ مسیح موعود کی مخالفت میں ابواحمد صاحب کہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ باوجود شیخ بن بیٹھنے اور تقویٰ کے دعویٰ کے اپنے بزرگان سلسلہ کی تحقیقات سے بھی کس قدر غافل ہیں یا عمداً مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔'' حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ یہاں مؤلف القاء چھ دعوے کرتے ہیں۔ بعض اشارۃً اور بعض صراحۃً!

اوّل: حضرت قبلہ کے مریدین کو یہ دکھاتے ہیں کہ حضرت مولانا ابواحمد صاحب عم فیضہم مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف ہیں۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ صرف عوام کے دھوکا دینے کو ایسا لکھا گیا ہے۔ ہمارے حضرت، حضرت مسیح علیہ السلام کے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ جھوٹے مدعی مرزاقادیانی کے مخالف ہیں۔ جس نے محض غلط اور جھوٹا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا کیا ہے اور اس کا جھوٹا ہونا نہایت قوی دلائل سے ثابت کر کے تمام مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا۔ آپ کے رسائل محققانہ شہادت آسمانی اور حقیقت المسیح اور فیصلہ آسمانی وغیرہ ملاحظہ کئے جائیں۔ ان میں سے صرف ایک ہی رسالہ یعنی حصہ سوم فیصلہ آسمانی ملاحظہ کیا جائے۔ کس محققانہ طور سے مرزاقادیانی کا کاذب ہونا قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے اور صحیح حدیثوں سے اور خود مرزاقادیانی کے اقوال سے اس طرح ثابت کیا ہے کہ اب جائے دم زدن نہیں رہی۔ حضرات مرزائی جو جوابات دیا کرتے تھے ان کی دھجیاں اڑادی ہیں۔ وعدہ الٰہی اور وعید کی بحث ایسی نفیس اور محققانہ اس رسالہ میں کی گئی ہے کہ اس وقت تک اس روشن طریقے سے متقدمین اور متاخرین کی کسی کتاب میں نہیں دیکھی گئی۔ اہل علم ضرور ملاحظہ کریں۔ ان کے جواب سے تمام قادیانی مشن عاجز ہے۔ مگر آنکھ بند کئے مرزاقادیانی کو مسیح موعود مان رہے ہیں۔ یہ بجز نفس پرستی یا زرپرستی کے سوا اور کیا ہے کہ بلادلیل ایک جھوٹے مدعی کو مسیح موعود مان رکھا ہے اور علماء کاملین کو عوام کے سامنے مسیح موعود کا مخالف بنا کر انہیں بدظن کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہم نہایت خیرخواہانہ اور کامل یقین سے کہتے ہیں کہ حضرت اقدس

مولانا ابواحمد صاحب عم فیضہم اسی کے مخالف ہیں جن کی مخالفت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضرت مولانا وہی کام کررہے ہیں جو علمائے کاملین اور ہادیان امت کو کرنا چاہئے۔ ہم مؤلف القاء کو ہدایت کرتے ہیں کہ پہلے مذکورہ رسالوں کا جواب دیں اور مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ثابت کریں (جواز قبیل محالات ہے) اس کے بعد مسلمانوں کے روبرو انہیں مسیح موعود کہیں۔

دوم وسوم: حضرت اقدس مولانا کی نسبت گستاخانہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ بن بیٹھے اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ وہ اس قابل تو نہ تھے مگر ایسا دعویٰ کیا اس میں دو دعویٰ ہیں۔ پہلے یہ کہ حضرت شیخ بننے کے لائق نہ تھے مگر بن بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا۔ مگر یہ دونوں دعویٰ غلط ہیں۔ اگر حضرت کے خاندان کو دیکھا جائے تو آپ علاوہ سید آل رسول حسنی حسینی ہونے کے حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں جن کے شیخ اور مقتدیٰ ہونے پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے جن کے زیر قدم رہنا تمام اولیاء اللہ اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کہ آپ کا سلسلہ آبائی صوری ومعنوی دونوں حیثیت سے آپ سے لے کر حضرت غوث پاک بلکہ حضور پرنور سید کونین حضرت رسول اللہ ﷺ تک آفتاب کی طرح روشن وہادی شریعت وطریقت رہا ہے۔ آپ کے سلسلہ نسب کا ہر رکن تاج ہدایت کا درخشاں ہیرا رہا ہے۔ آپ کے پیرومرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ ہیں جن کی بزرگی کا شہرہ چاردانگ عالم میں ہے۔ جس کے لئے نہ اشتہار بازی ہوئی نہ رسالے شائع ہوئے۔ صرف کمال روحانیت سے مقبول ومخدوم عالم ہوگئے اور ہزاروں کو ولی اللہ بنادیا۔ انہیں برگزیدہ خدا ومقبول انام نے حضرت اقدس مولانا ابواحمد صاحب کو شیخ طریقت بنادیا ہے اور اپنی زبان مبارک سے آپ کے جدامجد حضرت غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف فرمایا کرتے تھے جو کانپور ونواح کانپور میں ایک مشہور مقتدیٰ وبزرگ تھے۔

غرض کہ آپ کا سلسلہ آبائی اور پیران طریقت دونوں اس بات کی پوری شہادت دیتے ہیں کہ آپ شیخ ہونے کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس مرتبہ پر پہنچنے کی شہادت مؤلف القاء کے اوّل مرشد حضرت اقدس مولانا فضل الرحمٰن علیہ الرحمۃ دے چکے ہیں۔ ان خوبیوں کے ساتھ جب آپ کی ذات اطہر کی طرف نظر کی جائے تو آپ کے مقدس بزرگ ہونے پر اور بھی کامل شہادت ہوجاتی ہے کہ اللہ پاک نے جیسا آپ کو اعلیٰ علمی فضل وکمال سے مالا مال بنایا ہے ویسا

ہی تقویٰ شعار بھی بنایا ہے۔ آپ کے تقویٰ کی یہ حالت ہے کہ باوجود اس ضعف ونقاہت کے ایک سنت ومستحب چھوٹنے نہیں پاتا ہے۔ چلنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن نماز تراویح عمدہ قاری کے پیچھے اور تہجد وتمام اوراد مسنونہ ترک نہیں ہوتے۔ آپ کی سخاوت بھی اللہ اللہ بے مثل ہے۔ میں نے خود بارہا دیکھا ہے کہ جو کچھ تحویل میں رہا کوڑی کوڑی غربا ومساکین وچندوں میں دے دیا ہے۔ حالانکہ نہ کوئی ذاتی آمدنی ہے نہ مریدین سے آمدنی کا دسواں حصہ وصول کیا جاتا ہے۔ نہ بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے۔ نہ منارے کے نام سے وصول کیا جاتا ہے اور باوجود اس علم وفضل داد ہش ذاتی وصفاتی تقدس کے کسی قسم کا دعویٰ نہیں ہے اور نہ اشتہار ہے لیکن خلق اللہ ہر چہار طرف سے جوق در جوق چلی آتی ہے اور شرف بیعت حاصل کرتی ہے اس کو بن بیٹھنا نہیں کہتے ہیں۔ البتہ بن بیٹھنا یہ ہے کہ نہ سید آل رسول ہیں نہ شیخ صدیقی نہ فاروقی ہیں بلکہ مرزا کہلاتے ہیں اور محض اپنی زبان درازی سے اور قلم فرسائی کی بدولت سید آل رسول بنی فاطمہ، امام مہدی کی گدی پر بیٹھنے کے مدعی ہوگئے اور اس کا غل دنیا میں مچادیا۔ بن بیٹھنا اسے کہتے ہیں۔

پیشتر افغاں بودم بعد ازاں مرزا شدم غلہ چوں ارزان شود امسال سیدمی شوم

چہارم: اس کا دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت اقدس تقویٰ کے مدعی ہیں مگر تمام وہ حضرات جو برابر حضوری کا شرف رکھتے ہیں یا کبھی کبھی حاضر خدمت ہوتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ قول محض غلط ہے اور حضرت اقدس نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے بلکہ ہمیشہ انکساری ہی کے الفاظ فرمایا کرتے ہیں۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہدایت کی غرض سے جھوٹوں اور مخالفین اسلام کے مقابل میں ان کے غلط دعویٰ کے اظہار میں بعض ایسے جملے لکھے گئے ہوں جنہیں جھوٹوں کے پیرو ناجائز دعویٰ خیال کرتے ہوں مگر درحقیقت وہ ناجائز دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے بلکہ مناسب طریقے سے مخالفین اسلام کو عاجز کرنا ہے۔

پنجم وششم: مؤلف القاء کا یہ دعویٰ ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تحقیقات سے حضرت اقدس غافل ہیں اور ہم اس سے واقف ہیں۔ یہاں درحقیقت دو دعوے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرات نقشبندیہ کی تحقیقات سے حضرت مولانا ناواقف ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہم واقف ہیں مگر یہ دونوں دعوے بھی سرتاپا غلط ہیں۔ ان دونوں دعوؤں کے ثبوت میں مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر اور مولانا اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول منصب امامت سے اور حضرت مجدد

الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دوقول سند میں لائے ہیں۔ میں نہایت سچائی سے کہتا ہوں کہ عبدالماجد قادیانی کو ان بزرگوں کی اصطلاحات سمجھنے سے کیا واسطہ ہے جو بزرگوں کی صحبت میں نہ رہا ہو۔ تقویٰ شعاری سے وہ بالکلیہ علیحدہ ہو اور کچہری کی مقدمہ بازی کا اسے شوق ہو جو منظر عام پر حاکم کے روبرو جاہلوں کی سی بے سروپا بلکہ محض جھوٹ باتیں کہے وہ صوفیائے کرام کی غامض باتوں اور ان کی اصطلاحات کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ اب اپنی ناواقفی مؤلف القاء ملاحظہ کریں۔ میں بالاختصار کہتا ہوں کہ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں جو اولیاء کرام اپنے اپنے وقت میں عالی مرتبہ ہوتے ہیں۔ انہیں یہ حضرات نبی وقت اور پیغمبر وقت کہتے ہیں۔ نبوت رسالت شرعی اور چیز ہے شرعی نبی کا تمام خلق کو جس کے لئے وہ بھیجا گیا ہے اس کا ماننا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے اور جو اس سے انکار کرے کافر ہے اور حضرات صوفیائے کرام کے اصطلاحی نبی (ولی) کا نہ یہ دعویٰ ہوتا ہے اور نہ ان کا ماننا ہر ایک پر فرض ہے نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہوتا ہے۔ آج تک کسی بزرگ صاحب ولایت نے ہوش وحواس کی حالت میں ایسا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ مولانا روم جنہیں نبی وقت کہہ رہے ہیں انہیں ایسا نبی نہیں کہتے ہیں جس پر ایمان لانا فرض ہو یا جس کا منکر کافر ہو بلکہ وہ اصطلاحی نبی (ولی) وقت ہیں اور مرزا قادیانی تو اعلانیہ اپنے آپ کو شرعی نبی کہتے ہیں۔ سارے خلق پر اپنا ماننا فرض بتاتے ہیں اور اپنے نہ ماننے والے کو کافر کہتے ہیں۔ آنکھ کھول کر رسالہ دعویٰ نبوت مرزا دیکھو۔ اس لئے اصطلاحی نبی کے ہونے سے حضور پرنور خاتم النّبیین ﷺ کی ختم رسالت سے انکار لازم نہیں آتا ہے۔ تمام صوفیائے کرام کے نزدیک آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جس کو قرآن وحدیث نے نبی کہا ہو بلکہ جو نبوت کا دعویٰ کرے گا کذاب ودجال ہے۔ مثنوی کے حوالے کی حالت تو معلوم ہوگئی۔ اب مکتوبات امام ربانی کا حال بھی معلوم کیجئے جس کو قادیانی مربی نے بڑی تلاش ومحنت سے نکالا ہوگا۔ الزام دینے کی غرض سے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ایں ہر دو بزرگوار از بزرگی وکلانی در انبیاء معدود اند وبہ فضائل انبیاء محفوف تا آخر۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر ۲۵۱ ص ۶۴، ۶۵، دفتر اوّل حصہ چہارم ترکی)

جو عبارت عبدالماجد قادیانی نے یہاں نقل کی ہے اس سے حضرت مولانا مؤلف

فیصلہ کوتو غافل بتاتے ہیں اور اپنے آپ کو واقف وہوشیار جانتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کی واقفیت اور ہوشیاری کی قلعی کھولتے ہیں اور ان کی غفلت کو دکھاتے ہیں۔

پہلی غفلت: وہ یہ تو بتائیں کہ آپ نے حضرت شیخ احمد ؒ کو مجدد الف ثانی تحریر فرمایا ہے۔ آپ کا یہ لکھنا صداقت کے طور سے ہے؟ اور آپ کا عقیدہ بھی ایسا ہی ہے تو مرزا قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد ماننا غلط ہے۔ کیونکہ جب حضرت مجدد ؒ کو الف ثانی یعنی دوسرے ہزار کا مجدد مان چکے ہیں تو ضرور ہے کہ اس دوسرے ہزار میں دوسرا مجدد نہ ہوگا۔ ورنہ انہیں مجدد الف ثانی کہنا غلط ہوگا اور اگر ہر صدی میں مجدد ہونے اور چودھویں صدی میں مرزا قادیانی آئے تو حضرت شیخ احمد ؒ کو مجدد الف ثانی کہنا صحیح نہ ہوا بلکہ مجدد مائۃ احدی عشر کہنا چاہئے۔ اس قول میں مؤلف القاء کی یہ پہلی غلطی یا غفلت ہوئی۔

دوسری غفلت: حضرت مجدد ؒ کا یہ ارشاد ہے کہ ایں ہر دو بزرگوار در بزرگی وکلانی در انبیاء معدود اند۔ اس کے کیا معنی ہیں۔ آیا جس طرح مرزا قادیانی نبی ہیں یہ دونوں بزرگوار بھی نبی تھے تو اس قول سے آپ کے مرشد ہی جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس رسالے کے پہلے حصہ میں مرزا قادیانی کا قول نقل کر آئے ہیں۔ جس میں مرزا قادیانی نے نہایت صراحت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی کے نام پانے کا مستحق نہیں ہے۔ میں ہی ہوں۔

اور قول مذکور سے اور اس کے بعد کے قول سے تین نبی اور بھی نکل آئے ہیں۔ یعنی حضرات شیخین اور حضرت مجدد الف ثانی۔ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں میں ہی نبی کے نام کا مستحق ہوں محض غلط ثابت ہوا۔ مؤلف القاء قادیانی یہ کیسی غفلت آپ کے مرشد کے قول سے ثابت ہوئی۔

تیسری غفلت: حضرت مجدد ؒ کے کلام کے یہ معنی سمجھنا کہ وہ حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق ؓ کو شرعی نبی کہتے ہیں جیسا مرزا قادیانی اپنے آپ کو سمجھتے ہیں تو آپ کی صریح بددیانتی ہے۔ جس صفحہ کی عبارت آپ نے نقل کی ہے۔ اس صفحہ کی پانچویں سطر میں یہ عبارت ہے۔ ’’کمالات حضرات شیخین ؓ شبیہ کمالات انبیاء است علیہم الصلوات والتسلیمات۔‘‘

اس عبارت میں صاف طور سے ان دونوں کے نبی ہونے سے انکار ہے بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ ان کے کمالات انبیاء کے مشابہ ہیں۔ مثلاً انبیاء میں صفت ہدایت اور مخلوق پر مہربانی کامل درجہ کی ہوتی ہے۔ اس کے مشابہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں یہ صفت اور یہ کمال ہے اس کو نبوت سے کیا واسطہ۔ مگر قادیانی عبدالماجد صاحب کی دیانت ہے کہ اس عبارت کو ظاہر نہیں کیا۔ عوام کے فریب دینے کو ایک جملہ لکھ دیا تاکہ ناواقف سمجھ لیں کہ جس طرح حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو حضرت مجدد صاحب نبی کہتے ہیں اسی طرح مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے۔

دوسری بددیانتی اور ملاحظہ ہو۔ جو جملہ قادیانی عبدالماجد نے لکھا ہے اس کے بعد اس سے ملا ہوا یہ جملہ ہے۔ ''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر رضی اللہ عنہ''

(مشکوٰۃ ص۵۵، باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل حصہ چہارم ص۶۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی نہیں تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملہ کو غالباً اس لئے زیادہ کیا کہ کم علم حضرات جملہ درانبیاء معدود اند۔ سے یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ حضرات مرتبہ نبوت کو پہنچ گئے اور نبی ہوگئے۔ مگر بددیانتی کا کیا علاج ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ذی علم بھی ایسے بددیانت ہوتے ہیں۔ اب اس کی تشریح دوسرے مکتوب سے دیکھئے۔ مکتوبات کی جلد۳ حصہ ہشتم مکتوب۲۴ ص۳۲۷ میں فرماتے ہیں: ''درشان حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام لو کان بعدی نبی لکان عمر رضی اللہ عنہ یعنی لوازم وکمالاتیکہ درنبوت درکار است ہمہ راعمر رضی اللہ عنہ دارد اما چوں منصب نبوت نجاتم الرسل ختم شدہ است (علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام) بدولت منصب نبوت مشرف نگشت۔''

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی نہ ہونا اور مقام نبوت پر نہ پہنچنا حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ کمالات نبوت اور چیز ہیں اور منصب نبوت اور مقام نبوت اور چیز ہے۔ مؤلف القاء ان دونوں باتوں سے غافل ہیں۔ اس کلام سے یہ تو بخوبی ثابت ہوگیا کہ عبارت درانبیاء معدود اند کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما نبی ہیں۔ کیونکہ حضرت ممدوح صاف طور سے لکھتے ہیں کہ منصب نبوت بخاتم الرسل ختم شدہ است اور حدیث میں تو اس سے بھی زیادہ

صراحت ہے۔اس غفلت میں دو بددیانتیاں بھی مؤلف القاء کی ثابت ہوئیں۔ مذکورہ مکتوب میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

’’مقرر است کہ ہیچ ولی امتی بمرتبہ صحابی آن است نرسد فلیف بہ نبی ان امت‘‘

(مکتوبات امام ربانی مکتوب بست وچہارم دفتر دوم حصہ ہشتم ص ۳۲۷)

اب اگر مؤلف القاء حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو صحیح اعتقاد کرتے ہیں اور انہیں مجدد الف ثانی سمجھتے ہیں تو ضرور ہے کہ اپنے مرشد قادیانی کو اپنے دعویٰ میں کاذب سمجھیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو باوجود امتی ہونے کے یہ دعویٰ ہے کہ میں تمام صحابہ سے بلکہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہوں اور اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی امتی کیسا ہی مرتبہ عالی رکھتا ہومگر کسی نبی کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔اس لئے مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ میں حضرت مسیح سے ہر شان میں بڑھ کر ہوں۔عقائد اہل سنت کے بالکل خلاف ہے کسی ظلی اور بروزی نبی کی یہ شان نہیں ہوسکتی۔مرزا قادیانی کا بعض انبیاء سے افضلیت کا دعویٰ تو صاف لفظوں میں ہے اور اگر غور سے ان کے کلام کو دیکھا جائے تو انہیں افضل سمجھتے ہیں۔ان کا الہام: ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘ (تذکرہ ص۶۱۲، طبع سوم، حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

اس کا شاہد ہے اس کی تفصیل دعویٰ نبوت مرزا قادیانی میں دیکھئے۔مؤلف القاء کی یہ کیسی بھاری غفلت ہے کہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کی بلکہ اپنے مرشد کے کلام کی بھی خبر نہیں ہے۔ مؤلف القاء کی یہ چوتھی غفلت ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کی پہلی جلد کے ۱۸ مکتوب ص ۱۴۱ میں لکھتے ہیں۔’’فوق مقام شہادت مقام صدیقیت است ...... وفوق آں مقامے نیست الا النبوۃ علی اہلہا الصلوٰۃ والتسلیمات‘‘

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرتبہ نبوت اور مقام نبی، صدیقیت کے مقام سے بلند ہے اور صدیق رضی اللہ عنہ مقام صدیقیت میں تھے۔اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی نہیں تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ در انبیاء معدود اند کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضرات شیخین نبی ہیں اور مرزا قادیانی تو صاف طور سے نبوت کا دعویٰ کررہے ہیں۔انتہاء یہ کہ بعض اولوالعزم انبیاء سے اپنے آپ کو ہر شان میں افضل بتاتے ہیں۔اپنے تئیں تشریعی نبی کہتے ہیں۔ پھر وہ کون سا مرتبہ نبوت ہے جو حضرت سرور انبیاء کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

یہ پانچویں غفلت ہے جس سے ظاہر ہے کہ مؤلف القاء حضرت مجدد ﷫ کے کلام کو نہیں سمجھتے اور اپنے جہل مرکب سے ایک علامہ نقشبندی مجددی کو غافل سمجھتے ہیں۔ غرض کہ اس قسم کی غلطیاں اور غفلتیں مؤلف القاء کی بہت ہیں۔ اب ناظرین کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ مؤلف القاء نے ص۱۵۹ میں حضرت مجدد کے چند جملوں کا ترجمہ کیا ہے۔ اس سے ان کی قابلیت اور اردو نویسی کی حالت کو ملاحظہ فرمائیں۔ اسی اردو نویسی اور قابلیت پر فیصلہ آسمانی کا جواب لکھنے بیٹھے ہیں۔ طوالت اور سمع خراشی کا خوف نہ ہوتا تو اس کی تفصیل کر دیتا۔ مگر قارئین حضرات صفحہ مذکور کو دیکھ کر میرے بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ مذکورہ اقبال کے سوا بھی مؤلف القاء نے اپنی کوشش کو دکھایا ہے اور چند علماء کے اقوال نقل کئے ہیں اور مامور من اللہ کی مخالفت میں بڑی سرگرمی ظاہر کی اور وہ جواب بھی ایسا ہے کہ مؤلف القاء کا پسندیدہ ہے۔ اس لئے میں انہیں کی کتاب سے نقل کرتا ہوں۔ القاء کے صفحہ۹ میں لکھے ہیں:

ابواحمد صاحب حضرت مجدد صاحب کی اس عبارت کو بھول گئے۔

''قائل آں سخناں شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی ﷺ درکار است نہ کلام محی الدین عربی ونہ صدرالدین قونوی۔''

اب میں کہتا ہوں کہ حضرت علامہ ابواحمد صاحب تو اس کلام کو نہیں بھولے۔ اس مقام پر آپ کا یہ الزام آپ کی خوش فہمی پر پوری روشنی ڈالتا ہے۔ جس مقام پر آپ نے یہ الزام نقل کیا ہے۔ وہاں اس الزام کا موقعہ ہرگز نہیں ہے۔ البتہ اس الزام کا یہ موقعہ ہے کہ آپ نے متعدد علماء کے اقوال کو اپنے مطالب کے لئے سند پکڑ کے الزام دینا چاہا ہے اور کوئی حدیث نہیں پیش کی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ برائے سند کلام محمد عربی ﷺ درکار است نہ کلام دہلوی ولکھنوی ونانوتوی وغیرہ۔ اس لئے بہت سی عبارتیں نقل کرنا فضول بلکہ نہایت ناسمجھی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ فیصلہ آسمانی میں جو اعتراض کیا گیا ہے اس کا جواب کسی صحیح حدیث یا قرآن کی آیت سے دیں۔ بہت سی عبارتیں نقل کر کے عوام کو دھوکا نہ دیں۔ الغرض اپنے مسلمہ اور منقولہ قاعدے کی پابندی سے غافل نہ ہو جائیے۔ مگر یہاں آپ غافل ہوئے اور بڑی غفلت کی۔ یہ آپ کی چھٹی غفلت ہے اور اگر آپ کو ان حضرات کے اقوال پر ایسا اعتماد ہے کہ قرآن وحدیث کی طرف توجہ دشوار ہے تو ہم اس کے لئے بھی حاضر ہیں اور نہایت

استحکام سے کہتے ہیں کہ آپ کے مرشد کی عیسویت اور مہدویت کی بنیاد انہیں کے اقوال سے اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔ ان سب اقوال میں زیادہ مستند اور لائق اعتبار حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہونا چاہئے۔ کیونکہ انہیں آپ مجدد الف ثانی لکھ چکے ہیں اور کچہری میں آپ نے انہیں نبی مانا ہے اور آپ اور آپ کے خلیفۃ المسیح اپنے آپ کو اس خاندان میں منسلک بتاتے ہیں۔ اس لئے میں ان کا قول پیش کرتا ہوں۔

مؤلف القاء کی عظیم الشان غفلت

مکاتیب کی جلد۲ مکتوب ۶۷ ص ۱۳۲ میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عبارت مکتوب

''جماعۃ از قاوانی گمان کنند شخصے را کہ دعویٰ مہدویت نمودہ بود۔''

از اہل ہند مہدی موعود بودہ است پس بزعم ایناں مہدی گزشتہ است وفوت شدہ ونشان مید ہند کہ قبرش درفرہ است۔ دراحادیث صحاح کہ بحد شہرت بلکہ بحد تواتر معنی رسیدہ اند تکذیب ایں طائفہ است چناچہ آں سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مہدی را علامات فرمودہ است دراحادیث کہ درحق آں شخص کہ معتقد ایشان است آں علامات مفقود اند۔ دراحادیث نبوی آمدہ است۔ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

۱...... کہ مہدی موعود بیرون آید وبرسروے پارہ ابر کہ بود وراں ابر فرشتہ باشد کہ ندا کند کہ ایں شخص مہدی است اورا متابعت کنید۔

۲...... وفرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ تمام زمین را مالک شدند چارکس دوکس از مؤمنان ودوکس از کافران ذوالقرنین وسلیمان از مؤمناں ونمرود وبخت نصر از کافران ومالک خواہد شد آں زمین را شخص پنجم از اہل بیت من یعنی مہدی۔

۳...... فرمود علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام دنیا نرود تا آنکہ بعث کند خدا تعالیٰ مردے را از اہل بیت من کہ نام اوموافق نام من بود ونام پدر اوموافق پدر من باشد پس پرسازد زمین را بداد وعدل چنانچہ پرشدہ بود بجور وظلم۔

۴...... ودرحدیث آمدہ است کہ اصحاب کہف اعوان حضرت مہدی خواہند بود۔

۵ ...... وحضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام درزمان وے نزول خواہد کرد وموافقت خواہد کرد با حضرت عیسیٰ علیہ السلام در قتال دجال۔

۶ ...... ودرزمان ظہور سلطنت او در چہاردہم شہر رمضان کسوف شمس خواہش شد ودر اوّل آں ماہ خسوف قمر برخلاف عادت زماں وبرخلاف حساب منجمان۔

(مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر۶۷، دفتر دوم ص۱۹۰،۱۹۱، طبع ترکی)

مطلب: ہندوستان میں ایک شخص نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ بعض اہل ہند نے اس کے دعویٰ کو مانا تھا۔ ان کے گمان میں مہدی موعود گزر گئے۔ (جس طرح اب مرزائی کہتے ہیں) اور اس کی قبر مقام فرہ میں ہے۔ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ صحیح اور مشہور حدیثیں جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئیں اس جماعت کو جھوٹا بتاتی ہیں۔ کیونکہ ان حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے مہدی کی علامتیں بیان فرمائی ہیں اور وہ علامتیں اس شخص میں نہ تھیں جس کے یہ لوگ معتقد ہیں۔ (اب وہ علامتیں شمار کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔ انہیں غور کے ساتھ ملحوظ رکھئے)

پہلی علامت: مہدی موعود جب ظاہر ہوں گے تو ان کے سر پر ابر کا ٹکڑا ہوگا اور اس میں فرشتہ ہوگا۔ وہ بآواز بلند کہتا ہوگا کہ یہ مہدی ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ (اس سے معلوم ہوا کہ مہدی موعود کو اپنی زبان سے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہ ہوگی)

دوسری علامت: جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ چار شخص تمام دنیا کے بادشاہ ہو چکے ہیں۔ دو مسلمان اور دو کافر۔ مسلمانوں میں ذوالقرنین اور حضرت سلیمان اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر اور پانچواں شخص جو تمام روئے زمین کا مالک ہوگا وہ میرے اہل بیت سے ہوگا۔ یعنی مہدی (مرزاغلام احمد قادیانی تو ایک شہر کے بھی مالک نہیں ہوئے)

تیسری علامت: یہ فرمایا کہ دنیا کا خاتمہ نہ ہوگا جب تک کہ میرے خاندان سے ایک ایسا شخص پیدا نہ ہو کہ اس کا نام میرے نام پر ہو اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہو۔ اس کے ظہور کے وقت دنیا جور وظلم سے بھری ہوگی۔ یہ شخص داد و دہش اور عدل وانصاف سے دنیا کو بھر دے گا۔

چوتھی علامت: یہ فرمایا کہ حضرت مہدی کے مددگار اصحاب کہف ہوں گے۔

پانچویں علامت: یہ کہ امام مہدی کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کریں گے اور امام مہدی آپ کے ہمراہ ہوکر دجال سے لڑیں گے۔

چھٹی علامت: یہ فرمایا کہ امام مہدی کے ظہور کے وقت میں رمضان کی چودہ تاریخ کو سورج گہن اور پہلی تاریخ کو چاند گہن ہوگا۔ یعنی زمانے کی عادت اور منجموں کے حساب کے خلاف یہ دونوں گہن ہوں گے۔

اب مؤلف القاء سنبھل کر بیٹھیں اور بتائیں کہ مکتوبات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے (جنہیں آپ بھی مجدد الف ثانی کہتے ہیں اور ان کے کلام کو سند میں پیش کر رہے ہیں) یہ چھ علامتیں امام مہدی کی بیان فرمائیں۔ ان میں سے ایک بھی مرزا قادیانی میں پائی گئی؟ یہ تو دنیا دیکھ رہی ہے کہ ان میں سے ایک علامت بھی ان میں نہ پائی گئی۔ پھر اب حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف انہیں مہدی مان کر اپنا ایمان کیوں تباہ کر رہے ہیں؟ یہ آپ کی ساتویں غفلت ہے اور بہت ہی بڑی غفلت ہے۔ اب تو آپ کو یقین کرنا چاہئے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جھوٹے ہونے کی چھ علامتیں یا چھ دلیلیں بیان فرمائیں۔ اس پر بھی آپ نے غور نہیں کیا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں ایسا ہی مدعی مہدویت گزرا ہے جیسا آپ کے وقت میں مرزا قادیانی۔ حضرت ممدوح اسی کے رد میں یہ دلیلیں بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد اس کے ماننے والے سے کہتے ہیں کہ:

عبارت مکتوب: بنظر انصاف باید دید کہ ایں علامات درآں شخص میت بودہ است یا نہ وعلامات دیگر بسیار ست کہ مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام شیخ ابن حجر رسالہ نوشتہ است درعلامات مہدی منتظر کہ بدویست ۲۰۰ علامت می کشد۔ نہایت جہل است کہ باوجود وضوح امر مہدی موعود جمعی درضلالت مانند ہداہم اللہ سبحانہ سواء الصراط

(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم نمبر۶۷، ص۱۹۱، طبع ترکی) (ص۱۳۲ ج۲)

انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ یہ علامتیں اس مردہ مہدی میں تھیں یا نہ تھیں۔ ان علامتوں کے سوا اور بھی بہت سی علامتیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔ شیخ ابن حجر نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ لکھا ہے اور ان علامتوں کو دوسو تک پہنچایا ہے۔ نہایت جہالت ہے کہ باوجود مہدی موعود کی حالت واضح ہونے کی ایک جماعت گمراہی میں پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔

یہاں یہ بات بھی لائق دیکھنے کے ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے ظاہر ہے کہ مہدی موعود کے وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہدی اور مسیح دو ہیں ایک نہیں ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس وقت میں معمول کے خلاف نہایت عجیب طور سے سورج گہن اور چاند گہن کا اجتماع رمضان شریف میں ہوگا۔ یعنی پہلی تاریخ میں چاند گہن اور چودھویں تاریخ میں سورج گہن ہوگا۔ یہ تین باتیں وہ ہیں جن کے انکار میں مرزا قادیانی نے رسالے لکھے ہیں اور اپنے نزدیک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ استغفر اللہ!

اب عبدالماجد قادیانی فرمائیں کہ وہ کسے جھوٹا سمجھیں گے۔ ایک کو مجدد الف ثانی اور نبی مان چکے ہیں اور دوسرے کو مسیح موعود تسلیم کر چکے ہیں۔ ذرا ہوش سنبھال کر جواب دیں۔ مگر عبدالماجد قادیانی کیا جواب دیں گے۔ کاذب کی پیروی اور اہل حق کے مقابلہ نے عقل وفہم اور علم سب سلب کر دیا ہے۔

افسوس یہ ہے کہ قادیانی مربی کے تو ظاہری علم کا بھی اس مقابلہ میں پتہ نہیں ہے۔ اگر دعویٰ تصوف دانی کا بھی ہورہا ہے اور حضرات صوفیہ کے کلام پیش ہورہے ہیں۔

بایں خواری امید ملک داری

سچ ہے جہل مرکب بری بلا ہے۔ اس کا علاج نہایت دشوار ہے۔ خاتم النّبیین کے معنی حدیث میں اور لغت عرب میں نہایت وضاحت سے مصرح ہیں۔ مگر قادیانی مربی کو خبر نہیں اپنے جہل مرکب کی بنیاد پر لکھتے ہیں: ’’مولانا واستاذنا ابوالحسنات عبدالحئی صاحب محدث لکھنوی کی کتاب دافع الوسواس یا تو دیکھی نہیں۔ الخ! (ص۱۶۱)‘‘

قادیانی عبدالماجد کو اس کی خبر نہیں کہ حضرت اقدس مولانا ابواحمد مدظلہم کو مولانا عبدالحئی صاحب سے کیا تعلق تھا۔ حضرت اقدس کو علمی مسائل کی تحقیق کا شوق تھا اور خاص اسی غرض سے لکھنؤ میں تشریف لے جاتے تھے اور اپنے پیر بھائی مولوی یحییٰ صاحب کے پاس قیام فرماتے تھے اور فرنگی محل میں آکر کتابیں ملاحظہ کیا کرتے تھے۔ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم سے دوستی تھی۔ اکثر مسائل میں محبانہ گفتگو ہوتی تھی۔ آپ مولانا مرحوم کی یاد اور کتب بینی کی بہت تعریف کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب کسی مسئلہ میں گفتگو شروع ہوتی تو

کتابوں کے حوالے دینا شروع کرتے کہ فلاں نے یہ لکھا ہے اوراس نے یہ لکھا ہے۔ مگر جب حضرت نے یہ کہا کہ ہاں! لکھا تو ہے مگراس پر یہ اعتراض ہوتا ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔ اس کے بعد مولانا خاموش ہو جاتے تھے اور عمر میں بھی برس دو برس چھوٹے تھے۔ اسی لئے اپنی تصانیف وتالیفات برابر حضرت مولانا کی خدمت اقدس میں پیش کیا کرتے تھے اور عنوان تحریر ہمیشہ ویسا ہی ہوا کرتا تھا جیسا چھوٹا بڑے کے ساتھ یا کم سے کم برابر والوں کے ساتھ کرتا ہے۔ جیسے لفظ بخدمت کہ یہ اپنے سے چھوٹے کو ہرگز نہیں لکھ سکتے ہیں۔ مولانا عبدالحئ صاحب مرحوم کے ہاتھ کا میں نے خود دو رسالوں (الکلام المبرور اور دافع الوسواس) پر لکھا ہوا دیکھا ہے جو حضرت مولانا کی خدمت میں مولانا عبدالحئ صاحب مرحوم نے بھیجے تھے۔ پھر حضرت کے روبرو دافع الوسواس کو پیش کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالماجد قادیانی نے مولانا عبدالحئ صاحب مرحوم کے نہ کلام کو سمجھا اور نہ ان کی اور تصانیف کو دیکھا ہے۔ نہیں تو اس قسم کی نادانی کی باتیں نہ بناتے۔ جب قرآن مجید اس پر ناطق ہے اور تمام امت کا اجماع ہے کہ حضرت پرنور رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی ہے۔ اس اجماعی مسئلہ کی کسی فرد امت نے تاویل بھی نہیں کی تو مولانا عبدالحئ صاحب مرحوم کیسے جرأت کر سکتے ہیں۔ اس کے خلاف کہیں افسوس ہے کہ عبدالماجد قادیانی کو خلاف عقل ونقل عقیدہ کو اپنے استاد کی طرف منسوب کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ مولانا عبدالحئ صاحب مرحوم زجرالناس میں لکھ رہے ہیں۔

__عبارت:__ ’’لکن ختم نبینا ﷺ الی جمیع الانبیاء جمیع الطبقات بمعنی انه لم یعط النبوة لا حد فی طبقة‘‘

’’لا شبهة فی بطلان الاحتمال الثانی وهو ان یکون وجود الخواتم فی ملک الطبقات بعده بماورد انه لا نبی بعده وثبت فی مقره انه خاتم الانبیاء علی الاطلاق والاستغراق‘‘

یہاں مولانا کے لفظ علی الاطلاق والاستغراق پر اہل علم خوب غور کریں۔ اس سے بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ عبدالماجد قادیانی اپنے استاد کے کلام کو نہیں سمجھے۔ دو لفظوں کے بڑھانے کا یہی مقصد ہے جو میں نے بیان کیا۔ ناظرین! یہاں پر مؤلف قادیانی القاء کی دو

بھاری غلطیاں ہیں۔اوّل تو دافع الوسواس کی سند کو پیش کرنا محض بے موقعہ ہے۔دوسرے یہ ہے کہ اس کے مطلب کو نہیں سمجھے۔

مطلب: کل طبقات کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا حقیقی ہے۔اس اعتبار سے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو کسی طبقہ میں نبوت نہیں دی گئی۔

اس احتمال کے باطل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ دیگر طبقات میں آنحضرت ﷺ کے بعد خواتم کا وجود ہو۔اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مطلقاً یعنی جس کو نبی کہا جاسکے چاہے ظلی ہو یا بروزی یا کسی قسم کا نبی ہو سب کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔مگر اس ختم نبوت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آپ ﷺ کا فیض روحی بند ہوگیا۔آپ ﷺ کے فیض ہی کی وجہ سے تو ابدال اقطاب اولیاء ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔البتہ مرتبہ نبوت کسی کو نہیں مل سکتا ہے۔جس کی نہایت معقول وجہ فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں لکھی گئی ہے۔

قادیانی عبدالماجد نے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم کی جو آڑ پکڑی تھی ناظرین پر اس کا حال ظاہر ہوگیا۔اب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کے توسل سے اپنے مسیح کی نبوت کو جو ثابت کرنا چاہا ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔قادیانی عبدالماجد نے تحذیر کے حوالے سے اپنی کتاب القاء کے ص۱۶۱ سطر۹ سے سطر۱۷ تک ایک عبارت نقل کی ہے جس سے آپ نے اپنی فہم کامل کے زور سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بعد حضور ﷺ کے نبی آسکتا ہے۔خاتمیت آنحضرت ﷺ کے منافی نہیں ہے۔

قادیانیو! تم ہمیشہ شور مچایا کرتے ہو کہ مرزا قادیانی کو کیوں لوگ دجال، مفتری، کذاب وغیرہ وغیرہ سخت الفاظ سے یاد کیا کرتے ہیں تو گوش ہوش سے سن لو کہ ان سب الفاظ کے ذمہ دار تمہارے مرزا قادیانی اور خود تم ہو۔خود اپنے قول وفعل سے اس کو ثابت کر رہے ہو تو دوسروں کو اس کے کہنے میں کیا تأمل ہوسکتا ہے۔مرزا قادیانی کے اقوال وپیشین گوئیوں میں کچھ کذب بیانی وافتراء لوگوں نے ظاہر کیا۔اس کو تو تم کہہ دیا کرتے ہو کہ یہی منہاج نبوت ہے اور یہی سنت اللہ ہے۔لیکن عبدالماجد قادیانی کون سے منہاج نبوت پر ہیں۔ جو

مولانا، مولوی، مقتداء وغیرہ وغیرہ ضخیم وفہیم القابوں کے باوجود مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں دجل کرنے سے ذرا بھی نہیں شرمائے۔ بلکہ ڈھٹائی سے اس کو پیش کر دیا۔

مولانا محمد قاسم مرحوم کے کلام میں عبدالماجد قادیانی کا فریب

مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں یہ ثابت کیا ہے کہ صرف یہی نہیں کہ حضور پرنور ﷺ (روحی فداہ) سب سے آخر میں آنے والے نبی ہیں۔ یعنی صرف خاتم زمانی ہی نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ جیسے خاتم زمانی ہیں خاتم ذاتی بھی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ پر تمام کمالات نبوت بالذات ختم ہیں۔ اس مضمون کو ثابت کرنے کے لئے مولانا مرحوم نے ایک طولانی علمی تحریر کی ہے جس میں عبدالماجد قادیانی نے جو مرزا قادیانی کے خاص پیروکاروں میں سے ہیں یہ دجل کیا ہے کہ چند جگہوں سے کلمات تراش کر ایک عبارت بنائی ہے اور پبلک کے سامنے پیش کر کے حضرت رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت سے مولانا مرحوم کا انکار ثابت کرنا چاہا ہے اور لطف یہ کہ مولانا مرحوم نے انہیں صفحات پر جس صراحت سے خاتمیت زمانی کا اقرار بلکہ اس کے منکر کو کافر کہا ہے اس کو ایک دم ہضم کر گئے۔

قادیانیو! نوحہ کرو بلکہ دھاڑیں مار مار کر رؤو۔ چلاؤ کہ تمہارا مقتداء بھاگلپوری قادیانیوں کا امام اس قدر دجل صریح سے کام لیتا ہے جس کو لوگ ضرور مرزا قادیانی کے پیروکار ہونے کا اثر سمجھیں گے۔ جو کو سمجھتے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلا اور صحبت اور پیروی کے اثر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ناظرین! عبدالماجد قادیانی نے اپنی کتاب القاء ربانی میں جو عبارت پیش کی ہے وہ تحذیر الناس کے ص۳،۱۴،۲۸ سے تراش خراش کر کے پیش کی ہے۔ میں یہاں نقل کرتا ہوں۔

عبدالماجد قادیانی نے جو عبارت بنائی ہے وہ یہ ہے:

۱...... عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ ﷺ سب میں آخر ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیر یا تأخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

۲...... غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا خاتم

ہونا انبیائے گزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا کہ بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

۳...... بلکہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی پیدا ہوتو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اس کے نمبروار میں نے تین ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جو مختلف تین صفحات ص۳،۱۴،۲۸ سے لئے گئے ہیں۔ آپ ان کی کتاب اٹھا کر دیکھیں کس چالاکی سے اس کو ایک مضمون بنا کر پیش کیا ہے اور کہیں پر اس کا نشان بھی نہیں ہے کہ یہ تین جگہوں سے لیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو اس کا وہم وگمان بھی نہ ہو کہ یہ دراصل تین عبارتیں ہیں۔ جن کو ایک بنادیا گیا ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس واسطے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم پر انکار خاتمیت کا الزام لگا کر مرزا قادیانی کا بوجھ ہلکا کیا جائے۔ لیکن افسوس کہ عبدالماجد قادیانی کا یہ فریب تحذیر کے دیکھ لینے سے نہ چل سکا اور مرزا قادیانی کا بوجھ ہلکا ہونے کے بجائے ان کی قبر پر اور لاکھ من مٹی پڑ گئی۔ فالحمدللہ!

اس قدر بیان سے عبدالماجد قادیانی کا فریب تو ظاہر وروشن ہوگیا لیکن اب دیکھنا چاہئے کہ یہ فریب عبدالماجد قادیانی کے لئے مفید مطلب بھی ہوسکتا ہے یا نہیں؟ یعنی بالفرض اگر یہ تین عبارتیں ایک ہی عبارت مان لی جائیں تو کیا اس سے مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کا یہ عقیدہ ظاہر ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نبی ہو سکتے ہیں؟ میں نہایت زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ ایک عامی شخص بھی عبدالماجد قادیانی کی پیش کردہ عبارت سے ایک منٹ کے لئے بھی مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کسی دوسرے نبی کا قائل ومجوز نہیں مان سکتا۔ عبدالماجد قادیانی کو تو ذی علم ہونے کا دعویٰ ہے۔ معلوم نہیں یہ کیسے نتیجہ نکالا؟ عبدالماجد قادیانی نے مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم کی جو عبارت پیش کی ہے اس میں تو صاف صاف اگر ''بالفرض'' کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ جس کے تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ ایسی بات نہیں ہوسکتی۔ مگر ہم فرضی مان رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ابھی چار سطر اوپر لکھا ہے کہ اگر بالفرض یہ عبارت ایک مان لی جائیں تو کیا اس سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ ہم نے واقعی مان بھی لیا۔ اس کے علاوہ عام طور سے لوگ۔ فرضی نام، فرضی بیع، فرضی ہبہ، فرضی قبالہ وغیرہ بولتے ہیں۔ جس کے ہمیشہ معنی غیر واقع ہوتے ہیں۔

اوّل تو اس پھلانگ کو ملاحظہ فرماویں کہ ص۳ کے بعد ص۱۴ پر جا بیٹھے اور وہاں سے کودے تو چودہ دونی ۲۸ پر۔

ماشاء اللہ! واہ رے رست خیز۔ کیوں قادیانیو! کیا کسی عبارت کے پیش کرنے کا یہی طریقہ ہے؟ اگر یہ تحریف ہے تو تحذیر الناس کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن مجید سے جو مطلب چاہتے ثابت کر دیتے۔ قرآن مجید میں غلام اور احمد اور رسول اللہ وخاتم النّبیین سب کچھ الفاظ آئے ہیں۔ ان سب کو ملا کر کہہ دیتے کہ قرآن میں غلام احمد رسول اللہ وخاتم النّبیین آیا ہے۔ بس پھر کیا تھا مرزا قادیانی کی رسالت بلکہ خدائی بھی ثابت ہو جاتی۔

مرزائیو! تم سے سچ کہتا ہوں ماتم کرو ماتم۔ کیونکہ اس کے ساتھ دوسرا دجل بھی ہے۔ جس صفحہ۳ کی عبارت عبدالماجد قادیانی نے اپنی موافقت میں نقل کی ہے اسی صفحہ پر یہ عبارت بھی ہے۔ بلکہ بناء خاتمیت اور بات ہے جس سے تأخر زمانی اور سدباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ (تحذیر ص۳)

اس عبارت سے حضرت مولانا مرحوم اس بات کی صراحت کیسے روشن طریقے سے فرماتے ہیں کہ بناء خاتمیت ایسی بات پر ہے جس سے آپ ﷺ کا نبی آخرالزمان ہونا خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ص۱۰ میں تو آنحضرت ﷺ کو نبی آخرالزمان نہ ماننے والے اور آپ ﷺ کے بعد دوسرے نبی پیدا ہونے کے قائل کو کافر قرار دیتے ہیں۔ قادیانی جماعت آنکھوں سے پردہ اٹھا کر غور سے دیکھے۔ لیکن حیا کا پردہ نہ اٹھ جائے۔ مولانا فرماتے ہیں: ’’سو اگر اطلاق عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل: ’’انت منی بمنزلۃ ھارن من موسٰی الّا انہ لا نبی بعدی او کما قال ‘‘ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النّبیین سے ماخوذ ہے۔ کافی کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا۔ گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جیسا تواتر اعداد رکعت فرائض وغیرہ، وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اس کا منکر کافر ہے۔ ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہے۔‘‘ (تحذیر الناس ص۱۰)

ان دو اقتباسوں کے متعلق ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ عبدالماجد قادیانی نے ان عبارتوں کو دیکھا اور ضرور دیکھا۔ لیکن اپنی کتاب کے ناظرین کو فریب دینا مقصود تھا۔ اس لئے قصداً قلم انداز کر دیا۔ یہ دو اقتباس تو خاص تحذیر کے تھے۔ ان کے علاوہ مولانا مرحوم کے اور اقوال بھی نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ دروغ گو بخانہ بایدرسانید صحیح ہو جائے اور کسی قادیانی اور غیر قادیانی کو آئندہ لب کشائی کا موقعہ نہ ملے۔

۱...... ''مولانا! حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ ﷺ اوّل المخلوقات ہیں۔'' (مناظرہ عجیبہ ص۳)
پھر ملاحظہ ہو ص ۲۷۔

۲...... ''مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے توجیہ اور تائید کی ہے، تغلیط نہیں کی۔ مگر ہاں! گوشہ عنایت وتوجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔'' انتہی ایضاً ص ۳۹۔

۳...... ''مولانا! خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔ سو اگر ایسی باتیں جائز ہو، تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے۔'' (ایضاً ص۱۰۳)

۴...... ''مولانا! امتناع بالغیر میں کسے کلام ہے۔ اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کے کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔''

اس قدر حوالہ جات کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ عبدالماجد قادیانی موافق قول حضرت مولانا مرحوم کے وہ بھی بعد رسول اللہ ﷺ کے مجوز نبی کو کافر سمجھیں گے اور آئندہ سے ہمیشہ کے لئے اپنے منہ پر مہر کر لیں گے۔ اتنے بیان کے بعد اب عبدالماجد قادیانی اپنے قول کو دیکھیں جو اسی صفحہ میں ہے۔ اگر دیکھی ہے تو دیدہ ودانستہ مریدین کے خوش کرنے اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے خیال سے خاتم النّبیین ﷺ کی بحث میں اس قدر غلط بیانات کرتے ہیں جس سے اہل علم کو تعجب ہوتا ہے۔ قادیانی مربی ایمان سے فرمائیے یہ آپ راستی اور سچے دل سے کہہ رہے ہیں یا خلیفۃ المسیح اور چند نوگرفتاروں کے خوش کرنے کو کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ آپ سمجھتے ہیں کہ پہلے معتقدین کی نظروں میں تو ذلیل وخوار ہوگئے۔ اب قادیانی خلیفہ اور ان کی قلیل ہی جماعت میں کچھ اوراق سیاہ کر کے اپنی سرخ روئی دکھا کر کچھ فائدہ اٹھائیں۔ یہ الزام آپ پر خوب چسپاں ہے اور حضرت اقدس مؤلف فیصلہ آسمانی تو پہلے سکوت ہی میں زیادہ آرام میں تھے۔ سب آپ سے خوش تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ صاحب

بھی راضی تھے اور آپ بھی۔ اب جس وقت سے مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کو فتنہ عظیم سے بچانے کے لئے دردسری مول لی ہے اس وقت سے گمراہ جماعت گویا دشمن ہوگئی ہے۔

مؤلف القاء اپنی ہستی کو خیال کریں اور ان ناشائستہ کلمات کو دیکھیں جوانہوں نے اپنے مہمل رسالے القائے شیطانی میں لکھے ہیں جو جہالتوں اور جھوٹی باتوں کا انبار ہے جس کے چند صفحات کا نمونہ میں نے دکھایا ہے۔ یہ تو فرمائیے کہ وہ اہل علم کون ہیں جنہیں واقعی اور سچی بات پر تعجب ہوتا ہے۔ خدا کے لئے کسی کا نام لیجئے جھوٹی ترنگ نہ ہانکئے۔ آپ کی جماعت میں کوئی اہل علم ہے؟ جسے تعجب ہے۔

خاتم النّبیین کے معنی پہلے تو اجمالی طور سے بیان کئے گئے تھے۔ اس کے بعد فیصلہ آسمانی کے حصہ سوم میں اور رسالہ دعویٰ نبوت مرزا میں تو ایسے عمدہ مضامین لکھے ہیں کہ ہر ایک ذی علم اور ذی فہم دیکھ کر سبحان اللہ کہتا ہے۔ عبدالماجد قادیانی تو کیا ان کے گرو مرزاقادیانی کا ذہن بھی ایسے مضامین حقہ سے خالی ہوگا۔ قرآن وحدیث کے الفاظ سے عرب کے محاورہ سے نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد امتی، غیرامتی، تشریعی، غیرتشریعی، کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا اور امت محمدیہ کی فضیلت اس میں دکھائی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہ ملے۔ نہایت ہی عمدہ تقریر ہے اور مرزاقادیانی کے اقوال سے یہ دکھایا ہے کہ انہوں نے ہر قسم کا نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ افضل الانبیاء ہونے کے مدعی ہیں۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر۶، ۷ کو دیکھئے اور خوف خدا بھی دل میں رکھئے۔ آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں تین قسم کے حضرات کو رسول کہا ہے۔ اس کا غلط ہونا اس مضمون کے پہلے حصہ میں ثابت کر چکا ہوں اور یہ جو آپ نے بزرگوں کے کلام سے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کا ہونا ثابت کرنا چاہا ہے یہ آپ کی بے خبری ہے۔ صوفیائے کرام کے کلام کا مطلب سمجھنا آپ حضرات کا کام نہیں ہے۔ جنہوں نے برسوں بزرگوں کی خدمت کی ہے دنیا کے سب کام چھوڑ کر یاد الٰہی میں مشغول رہ کر ایک خاص حالت پیدا کی ہے۔ وہی ان کی باتوں کا پورے طور سے مطلب سمجھ سکتا ہے۔ اگر یہ بات اسے نصیب نہیں ہوئی تو ان بزرگوں کے رسائل دیکھنے کے بعد بھی ایران کو توران سمجھے گا اور بے تکی باتیں بولے گا۔ جیسے آپ بول رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں۔ اگر آپ کو خوف خدا اور حق طلبی ہے تو رسالہ ختم نبوت دیکھئے۔ اس میں مختصر طور سے بزرگوں کے کلام کے معنی بیان کر دیئے ہیں اور کچھ میں نے بھی پہلے حصہ میں

لکھا ہے۔ میں مختصر بات کہتا ہوں کہ کوئی بزرگ اس کا قائل نہیں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ ملے گا اور کوئی ایسا نبی ہوگا جس پر تمام مخلوق کو ایمان لانا فرض ہو اور ان پر ایمان لانا نجات کا مدار ہو۔ ایسا کوئی نبی کسی صوفی کے نزدیک بھی اس تیرہ سو بتیس برس کے عرصہ میں نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی ایسے ہی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ (اربعین نمبر۴، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵، مع حاشیہ ۴۳۶) کو آنکھیں کھول کر دیکھا جائے جو بالیقین حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ختم رسالت کے منافی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ نے یہاں کئی غلطیاں کیں۔

پہلی غلطی: نبوت شرعی اور اصطلاحی میں آپ نے فرق نہیں کیا۔ یعنی صوفیائے کرام کے اصطلاح میں نبی کسے کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ میں کسے کہتے ہیں۔ میں اس فرق کا حاصل بیان کرتا ہوں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ولایت کے ایک مرتبہ خاص کا نام ہے مگر اس کا ماننا اور اس پر ایمان لانا کسی پر ضروری نہیں اور نہ اس کے انکار سے کوئی کافر و جہنمی ہوسکتا ہے اسی وجہ سے کسی عالی مرتبہ صاحب ولایت نے اپنے منکر کو کافر نہیں کہا باوجودیکہ مخلوق نے ان میں سے بعض کو کافر کہا۔

دوسری غلطی: نبی حکمی اور نبی حقیقی میں فرق نہیں کیا۔ جو صلاح وتقویٰ کے ساتھ ہدایت خلق اور رفاہ خلق کرے اس نے وہ کام کیا جو نبی کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں حکمی نبی کہہ دیتے ہیں۔ اس کو منصب نبوت سے کیا واسطہ؟ عبدالماجد قادیانی کو اتنا بھی نہیں معلوم اور ایک حقانی علامہ کا مقابلہ کرنے چلے ہیں۔

تیسری غلطی: کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو چھوڑ کر علماء کے اقوال پیش کئے مگر اتنا نہیں معلوم کہ اس مقابلہ میں علماء کے اقوال لائق توجہ ہوسکتے ہیں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام پر اپنی قابلیت اور وسعت نظر جتانا منظور ہے تاکہ عوام سمجھیں کہ عبدالماجد قادیانی نے اتنی کتابیں دیکھ لی ہیں۔ اتنا انہیں علم کہاں کہ یہ کتاب کس کی تالیف ہے۔ وہ کس پایۂ کے عالم تھے۔

چوتھی غلطی: یہ نہیں سمجھے کہ کمالات نبوت پر پہنچنا اور بات ہے اور منصب نبوت پر فائز ہونا اور بات ہے۔ کمالات نبوت میں ایک کمال یہ ہے کہ مثلاً مخلوق خدا پر شفقت اور ہدایت خلق کا شوق ہونا۔ اب اس شفقت اور شوق کے مراتب ہیں جو ان دونوں صفتوں کے

مرتبہ عالی کو پہنچا وہ بعض کمالات نبوت پر پہنچا اس پایہ کے علمائے امت ہوئے اور ورثۃ الانبیاء کہلائے۔ نبی نہیں کہلائے منصب نبوت اس سے بہت عالی ہے۔ مرزا قادیانی کو تو یہاں تک پہنچنا بھی نصیب نہ ہوا۔ وہ ہمیشہ خلق کے لئے بددعا کرتے رہے اور ان کے لئے طاعون اور زلزلوں اور سخت آفتوں کو بلاتے رہے اور خلق کی مصیبتوں پر خوش ہوتے رہے اور علمائے امت کے ساتھ نہایت سختی اور بدزبانی سے پیش آتے رہے۔

شان شفقت اور شوق ہدایت اسے کہتے ہیں کہ منکرین رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے اور آپ ﷺ کے شہید کر دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مگر اس خاص جنگ کی حالت میں اس رحمت للعالمین ﷺ کی شان رحمت نے یہ جلوہ دکھایا کہ کوئی سخت لفظ زبان مبارک پر نہیں آیا۔ بلکہ یہی ارشاد ہوا کہ: ''**اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون**'' (درمنثور ج۲ ص۲۹۸)

یعنی اے خدا میری قوم کو تو ہدایت کر یہ واقف نہیں ہیں نادان ہیں۔ شوق ہدایت اور شفقت خلق کی یہ شان ہے۔ پھر ایسے شفیق امت اور رحمت خلق کے ظل ہونے کا دعویٰ اور یہ سختیاں پھر یہ دعویٰ جھوٹا نہیں تو اور کیا ہے؟

پانچویں غلطی: مؤلف القاء اپنے مرزا قادیانی کا وہ قول یاد کریں جو میں نے اس تحریر کے پہلے حصہ میں ان کے دعویٰ کی غلطی میں پیش کیا ہے۔ وہ قول تو ان بزرگوں کے قول کو غلط بتا رہا ہے۔ وہ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں میرے سوا کوئی نبی نہیں ہوا اور کسی کو مرتبہ نبوت نہیں ملا اور قادیانی مربی کے خیال کے بموجب مذکورہ عبارتیں یہ بتاتی ہیں کہ اور بھی انبیاء ہوئے اس لئے قادیانی مربی کو چاہئے کہ پہلے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو غلط مان لیں۔ اس کے بعد صوفیائے کرام کی وہ عبارتیں پیش کریں۔ ورنہ ان کا پیش کرنا محض بیکار رہے۔ میں ایک اور سچی بات کہنا چاہتا ہوں۔ قادیانی مربی معاف فرمائیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ بزرگوں کے اقوال کو سند میں پیش کریں۔ کیونکہ ان حضرات کی اصطلاحات اور اقوال سمجھنے کے لئے وسعت نظر کے علاوہ نہایت قابلیت اور روحانیت کی ضرورت ہے۔ جس سے قادیانی جماعت محروم ہے۔ کیونکہ روحانیت بغیر تقویٰ اور یاد خدا کے اور کسی بزرگ کی صحبت کے نہیں ہوسکتی اور اظہر من الشمس ہو رہا ہے کہ قادیانی جماعت اس سے کوسوں دور ہے۔ انہیں تو سوائے وظیفہ مرزا کے اور کچھ نہیں ہے جس طرح پادری کفارہ پر

ایمان لانا نجات کے لئے کافی سمجھتے ہیں، اسی طرح قادیانی جماعت مرزا قادیانی پر ایمان لانے کو کافی خیال کرتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ صوفیائے کرام جناب رسول اللہ ﷺ کو خاتم المرسلین اور آخرالنّبیین سمجھتے ہیں اور صراحت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی تشریعی غیرتشریعی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔

اس کے علاوہ قادیانی مربی و دیگر قادیانی حضرات صرف اسی بات پر غور کرلیں کہ مذکورہ بالا عبارتوں سے جن بزرگوں کی نبوت کو قادیانی مربی سمجھتے ہیں (جیسے حضرت مجدد صاحب وغیرہ) ان میں سے کسی کے نبی ہونے کا کوئی فرقہ اہل اسلام کا قائل نہیں ہے اور نہ ان کے منکر کو کافر، جہنمی، یہودی کا خطاب دیتے ہیں۔ بخلاف مرزا قادیانی کے کہ وہ اپنے منکر کو جہنمی یہودی قابل مواخذہ سب کچھ خطابات دیتے ہیں۔

(دیکھو حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص۱۶۷ وغیرہ) میں مرزا قادیانی کیا فرماتے ہیں۔

معزز ناظرین! ہماری اس قدر تحریر نے ضرور ثابت کردیا کہ قادیانی مربی نے قرآن مجید وقول بزرگان کی جو آڑ پکڑی تھی وہ محض دھوکہ تھا۔ قادیانی مربی کی نظر نہ قرآن مجید پر ہے اور نہ بزرگوں کے کلام کو وہ سمجھ سکتے ہیں۔ میں نے دلائل سے، پہلے حصہ میں اور اس حصہ میں دکھادیا کہ قرآن مجید میں نبوت کی تین قسمیں ہرگز نہیں ہیں۔ اس کو قادیانی مربی کبھی نہیں ثابت کرسکتے ہیں اور نہ اس کو ثابت کرسکتے ہیں کہ قرآن مجید میں نائب رسول کو رسول کہا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی فقط نائب رسول ہونے کی وجہ سے اپنے کو رسول نہیں کہتے ہیں بلکہ ان کا دعویٰ نبوت مستقلہ کا ہے جو آیت ختم رسالت کے صریح خلاف ہے۔ قادیانی مربی باتیں بناکر اس کو چھپانا چاہتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے اگرچہ اپنے آپ کو خادم آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ ہی کی نبوت کا فیض یافتہ لکھا ہے۔ لیکن اگر ان کے تمام اقوال پر نظر کی جائے تو ان کی تصنیفیں بآواز دہل پکار رہی ہیں کہ صرف یہی نہیں کہ مرزا قادیانی مستقلہ نبوت کے دعویدار ہیں بلکہ ہر قسم کے کمال نبوت کے مرجع ہیں۔ افضل الانبیاء ہیں۔ تمام کمالات نبوت انہیں کی وجہ سے انبیاء کو پہنچے ہیں۔ (معاذ اللہ)

رسالہ دعویٰ نبوت مرزا قادیانی ملاحظہ کیا جائے۔ بااین ہمہ کہیں پر اپنے کو ظلی وبروزی نبی کہتے ہیں۔ یہ متعارض اقوال ان کی طرف سے بدگمان کرتے ہیں اور اس بھاری اختلاف کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔ بجز اس کے کہ مسلمانوں کے متوجہ کرنے کو خادم اور

فیض یافتہ ہونے کا دعویٰ ہے اور ان کا ظل اپنے آپ کو کہتے ہیں۔لیکن جب موقعہ ہاتھ آتا ہے تو اپنا مقصود اصل بھی صاف صاف آواز کے ساتھ ظاہر کر دیتے ہیں۔ دیکھئے۔آپ حضرات تو جانتے ہی ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے کو ظلی نبی، متبع نبی، غیر صاحب شریعت نبی کہا کرتے ہیں اور عبدالماجد قادیانی نے بھی ابھی اسی کا اقرار کیا ہے۔لیکن خود مرزا قادیانی (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵) میں لکھتے ہیں:''اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو دعویٰ بے دلیل ہے۔خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔اس کے ماسوا یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔مثلاً یہ الہام: **قل للمؤمنین یغضون من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکٰی لھم**''

یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔اس پر تیئس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔

یہ تو متن ہے اب اس کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔اس لئے خدا نے میری وحی، تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔''**واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیھم**''یعنی اس تعلیم وتجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا۔جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔'' (حاشیہ اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵)

اب یہاں عبدالماجد قادیانی کیا تاویل کریں گے؟ مرزا قادیانی کی اس تحریر نے تو قادیانی مربی کا صاحب شریعت وغیرہ کی قسمیں نکالنے کی مٹی پلید کر دی جب خود بدولت ہی اپنی

شریعت منوار ہے ہیں تو حاشیہ نشین کا راز پنہاں بتانا فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ کسی نائب رسول اورظلی نبی نے کہا ہے کہ میری بیعت کو خدا نے مدار نجات ٹھہرایا ہے؟ یعنی جس نے مجھ سے بیعت نہ کی اس نے نجات نہیں پائی وہ کافر جہنمی ہے۔ اس قول کے بعد بھی قادیانی مربی یہ کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں ہے؟ وہ اپنے منکر کو کافر نہیں سمجھتے۔ ذرا خوف خدا دل میں کر کے اس کا جواب دیں۔ میں جانتا ہوں کہ میرے اس قدر بیان سے قادیانی مربی کا نبوت کی تین قسمیں نکال کر مرزا قادیانی کو نائب رسول کے زمرہ میں شامل کر کے نبی کا خطاب دینا باطل ہوگیا اور مرزا قادیانی کا نبی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ آفتاب کی طرح ظاہر ہوگیا اور یہی میرا مقصود تھا جو حاصل ہوگیا۔ لیکن تابخانہ باید رسانید کے مصداق سے میں صرف یہی نہیں دکھلاؤں گا کہ مرزا قادیانی مستقلہ نبوت کے دعویدار ہیں بلکہ ان کی تصنیفیں اس سے بھی بھری پڑی ہیں کہ وہ اپنے کو تمام انبیاء سے افضل اور حضور انور ﷺ سے برتر سمجھتے ہیں۔ وھو ھذا!

انبیاء پر فضیلت

’’صرف میں یہ ہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

’’ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

’’پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخر زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۳، خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

ناظرین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بہت کم ایسے نبی ہیں جن سے مرزا قادیانی کے معجزات زیادہ نہ ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ معجزہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ سچے نبی کی صداقت کے اظہار میں، اور جس قدر اس نبی کا مرتبہ زیادہ ہے۔ اسی قدر

اس کی صداقت کے اظہار میں معجزات کا ظہور زیادہ ہوگا۔غرض کہ اس قول کا حاصل یہ ہوا کہ میں اکثر انبیاء سے افضل ہوں۔قادیانی مربی یہ تو میں نے پوشیدہ راز آپ کے روبرو پیش کیا۔مگر مرزا قادیانی نے تو صاف طور سے ایک نبی اولوالعزم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت کا دعویٰ کیا اور جوش میں آ کے اس کی تصدیق خدا اور رسول اور تمام انبیاء کے ذمہ لگا دی۔ اب ان کے مستقل نبی ہونے میں قادیانی مربی کو کیا عذر ہوسکتا ہے؟ کوئی نائب رسول کسی ادنیٰ نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ چہ جائیکہ اس کے ایک اولوالعزم رسول سے افضل ہو جائے۔ اب تو مرزا قادیانی کی نبوت مستقلہ اور بعض انبیاء بلکہ اکثر انبیاء سے ان کا افضل ہونا ان کے کلام سے ایسا ظاہر ہوگیا کہ قادیانی مربی کو کہنا چاہئے کہ اگر کسے شک آرد کافر گردد۔ مگر قادیانی مربی کا صاف طور سے یہ نہ کہنا اور نائب رسول کی رٹ لگانا صرف عوام کا دھوکا دینے کی غرض سے ہے۔قادیانی مربی دیانتاً فرماویں کہ کیا کوئی نائب رسول انبیاء سے افضل ہوسکتا ہے؟ قادیانی مربی یہ فرمائیں کہ آخر زمانے کے مسیح کو خدا اور رسول نے اور تمام انبیاء نے افضل کہاں فرمایا ہے۔کیا روئے زمین پر کوئی کتاب ہے جس میں خدا اور رسول کا یہ قول لکھا ہے؟ قرآن وحدیث میں تو یہ مقولہ نہیں ہے۔سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کی غلامی کا بظاہر دم بھرتے ہیں اگر ان کے مریدوں کی عقل صحیح وسالم ہے تو وہ دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے حضور پرنور ﷺ سے بھی مساوات کا دعویٰ کیا ہے اور خوب زوروں سے کیا ہے۔لیکن ان کے دام افتادوں کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھی گئی ہے جو اس قسم کی باتوں پر ان کی نظر نہیں پڑتی۔قادیانی مربی نے قصداً اگر دھوکا نہیں دیا ہے تو مرزا قادیانی کی محبت میں ایسے کوتاہ نظر ہو گئے ہیں کہ اس قسم کی باتیں ان کی آنکھوں سے نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیجئے! میں بتاتا ہوں آنحضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاص فضیلت ہے کہ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہوکر تشریف لائے ہیں۔ یہ کسی نبی کو نہیں فرمایا گیا ہے۔لیکن مرزا قادیانی کو بھی بعینہ بلفظہ یہی الہام ہوا کہ:''**وما ارسلنک الا رحمة للعالمین**''

(تذکرہ ص۸۱ طبع سوم، حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

نمبر۲: مقام محمود صرف آنحضور ﷺ کے لئے خاص ہے۔لیکن مرزا قادیانی کو بھی الہام ہوا۔''**اراد اللہ ان یبعثک مقاماً محموداً**''

(تذکرہ ص۶۰۹ طبع سوم، حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

اورحضرت حضور ﷺ ختمی مآب کی فضیلت میں نازل ہوا۔’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اللہ کی وہ ذات ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ تمام دینوں پر اسے غالب کرے۔ جب کہ اس آیت کا نزول مرزا قادیانی اپنے لئے بیان کرتے ہیں۔ (تذکرہ ص۴۵، طبع سوم، حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ ص۷۴) تو اب اس میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ انہیں صاحب شریعت بننے کا دعویٰ ہے؟

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ خاص میری شان میں ہے ان کے اس الہام سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ وہ صاحب شریعت ہونے کے مدعی تھے۔ جیسے آنخضور ﷺ صاحب شریعت تھے۔ معزز ناظرین! آپ نے دیکھ لیا کہ ایک غلام نے اپنے آقا ﷺ سے مساوات کا کس الفاظ میں ادّعاء کیا ہے؟ لیکن غلامان باوفا کے لئے اس سے بھی زیادہ سخت تعجب وتکلیف میں ڈالنے والی یہ بات ہے کہ اس غلام نے آقا ﷺ کی صرف مساوات ہی کا دعویٰ نہیں کیا ہے بلکہ جابجا افضلیت کا دعویٰ کر کے بھی اپنی تہذیب ووفاداری کا ثبوت دیا ہے؟

افضلیت آنحضرت ﷺ

۱…… قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں کہیں اشارتاً وکنایۃً بھی اس کا ذکر نہیں ہے کہ حضور سرورکونین ﷺ کو خدائی صفت یا اس کا ایک حصہ بھی ملا ہو۔ بلکہ قرآن مجید میں صاف صاف ارشاد ہے کہ ’’انک لا تھدی من احببت (القصص:۵۶)‘‘ ہر اس شخص کو جس سے تم کو محبت ہو تم ہدایت نہیں دے سکتے ہو۔

پھر دوسری جگہ ہے کہ مشرکین کے لئے تم اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کرو تو خدا نہیں بخشے گا۔ اللہ اللہ حضور ﷺ تو اپنی تمام خواہشوں میں روکے جاتے ہیں لیکن ایک غلام دعویٰ کرے کہ:

۱…… ’’انما امرک اذا اردت شئیا ان تقول لہ کن فیکون‘‘ (تذکرہ ص۵۱۷، حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸) جس کے معنی یہ ہوئے بس تیرا (مرزا قادیانی) مرتبہ یہ ہے کہ جب تو ارادہ کرے کسی چیز کا اور فرمادے کہ ہو جا پس ہو

جائیں گے۔ یہ خاص خداوندی صفت ہے جو رسول اللہ کو نہ ملے اور مرزا قادیانی پیٹ بھر کر حصہ پائیں۔ اس کے جواب میں مرزائیوں نے لکھا ہے کہ حضرت غوث پاک کو بھی یہ الہام ہوا تھا اور فتوح الغیب کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ افسوس ہے کہ جو پہلے نیک تھے۔ مگر مرزا قادیانی نے انہیں بھی ایسا کر دیا کہ صاف طور سے جھوٹ بولنے لگے اور پھر یہ بھی شرم نہیں کہ یہ ایسا جھوٹ ہے کہ پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ یعنی یہ کہنا کہ یہ الہام حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر ہوا تھا۔ محض غلط ہے۔ فتوح الغیب موجود ہے اس میں ہرگز یہ نہیں ہے جس کا دعویٰ ہو وہ دکھائے کہاں ہے؟

۲...... رسول اللہ ﷺ کو تو ''لولاک لما خلقت الافلاک'' نہیں ارشاد ہوا لیکن مرزا قادیانی اپنے خودساختہ قرآن میں اپنے بارہ میں فرما رہے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

۳...... رسول اکرم کو خداوند تعالیٰ نے سوائے رسول وغیرہ الفاظ کے بیٹا نہیں کہا۔ لیکن مرزا قادیانی کو ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی انت منی بمنزلة ولدی'' کا الہام ہوا۔ (تذکرہ ص۵۲۶، طبع سوم، حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

جس کے معنی یہ ہوئے کہ ''اے مرزا تو ہمارے نزدیک بمنزلہ ہماری توحید کے ہے اور تو بجائے بیٹا کے ہے۔'' اب مرزا قادیانی کو یہ مرتبہ ہوگیا کہ خدا کا بیٹا کہے جانے لگے اور جن کی غلامی کا ہمیشہ بظاہر دم بھرتے ہیں۔ یعنی آقائے دوجہاں آنحضرت ﷺ ہمیشہ اپنے کو خدا کا غلام ہی ظاہر کرتے رہے۔ ایک مرتبہ بھی بیٹا کے لفظ سے نہ پکارے گئے۔ مرزا قادیانی جابجا اپنے کو حضور ﷺ کا غلام کہہ دیا کرتے ہیں اور قادیانی مست ہیں کہ دیکھو وہ تو غلام کہتے ہیں۔ دعویٰ ہمسری نہیں کرتے ہیں۔ لیکن یہ چال نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ مرزا قادیانی باوفا غلام اسی وقت تصور کئے جاسکتے ہیں۔ جب آقا ﷺ کے اعزازی وتمیزی خطابات میں اپنے کو برابر کا شریک نہ ثابت کرتے اور ان سے فوقیت کا خیال نہ کرتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اپنے خطابات ودعویٰ نبوت ورسالت کا انہیں زوردار الفاظ میں اظہار کیا ہے جو آنحضرت ﷺ کو دربار احدیت سے پروانہ تقرری میں ملے ہیں۔ یعنی ''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله'' اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی بادشاہ اپنے دو معتمدوں کو ایک ہی قسم کے الفاظ میں پروانہ تحریری دے کر اپنے ممالک محروسہ کا

یکے بادیگرے والی بنا کر بھیجے توان دونوں کا مرتبہ ایک ہی خیال کیا جائے گا۔ ایک دوسرے کا نائب وغلام نہیں ہوسکتا۔ جیسے ہندوستان کے جتنے گورنر جنرل آئے یا آتے رہیں گے سب کا مرتبہ بہ اعتبار عہدے کے ایک ہی ہے۔ ان میں سے اگر کوئی اپنے کو پیشرو کا غلام کہے تو کسی پالیسی یا انکسار پر محمول ہوگا۔ اسی طور سے مرزا قادیانی کا باوجود حضور ﷺ کے پروانہ تقری میں برابر کا شریک ہونے کے امتی امتی کی رٹ لگانا کسی مذموم پالیسی پر محمول ہوگا۔ جو ان کو ایک مرد باخدا بھی ثابت نہیں ہونے دیتی ہے۔ نبوت تو ایک بڑی چیز ہے۔

عیسیٰ نبی اللہ

ناظرین! قادیانی مربی کی تمام دلیلوں کی بفضلہٖ قلعی کھل گئی اور ان کا بطلان اظہر من الشّمس ہوگیا۔ البتہ ایک بات رہ گئی جس کے متعلق میں نے ابھی تک کچھ نہیں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیانی مربی نے تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ نے بھی مسلم شریف کی حدیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ کا خطاب دیا ہے۔ ملخصاً! اب قطع نظر اس کے کہ انہیں یہ دعویٰ کرنا اس وقت زیبا ہوسکتا تھا کہ پہلے کسی ایسی دلیل سے مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرتے کہ مخالفین بھی مان لیتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ کر سکتے ہیں۔ مگر اس سے ہم قطع نظر کر کے اسی حدیث سے ان کے دعویٰ کی غلطی ثابت کرتے ہیں۔

اب حضرات اس دلیل کا بھی رنگ ملاحظہ کرلیں۔ یہ بحول اللہ آپ کو دکھلاتا ہوں کہ قادیانی مربی نے بھی سخت دھوکا دیا ہے۔

۱...... میں قادیانی مربی سے دریافت کرتا ہوں کہ کیوں مربی صاحب۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اللہ کا خطاب دیا ہے۔ وہ حقیقی نبی کا یا مجازی کا؟ اگر حقیقی نبوت مراد ہے تو ہیر پھیر کر وہی بات آ گئی کہ مرزا قادیانی نے حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور امتی امتی کی رٹ دھوکہ کی چال ہے۔ دوسرے خود مرزا قادیانی نے جہاں پر حضرت عیسیٰ ناصری علیہ السلام کے دوبارہ دنیا پر تشریف لانے کو رد کیا ہے۔ بڑے زوروں میں حقیقی نبوت کو بعد خاتم النّبیین کے ناجائز قرار دیا ہے بلکہ (کتاب البریہ ص۱۹۹،۲۰۰، خزائن ج۱۳ص ۲۱۷،۲۱۸) میں مرزا قادیانی آیت خاتم النّبیین کے معنی اس قدر سخت مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے قبل کے انبیاء علیہم السلام کا بھی بعد آپ ﷺ کے دوبارہ آنا سخت ناجائز ہے بلکہ مرزا قادیانی کی عبارت محولہ بالا نے

آسانی سے اس کا بھی فیصلہ کر دیا ہے کہ بعد حضور ﷺ کے امتی وظلی نبی کا آنا بھی ویسا ہی حرام ہے۔ جیسا کہ صاحب شریعت نبی کا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت امتی نبی ہی کہتے ہیں اور باوجود امتی نبی کے ان کا آنا آیت خاتم النّبیین کے خلاف وسخت خلاف کہتے ہیں تو اب دوسرے امتی نبی کا آنا کیونکر جائز ہوگیا؟ یہ مرزا قادیانی کی عین ہوشیاری ہے کہ ایک جگہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کو اس وجہ سے ناجائز قرار دیا کہ بعد آنحضرت ﷺ کے نبی اللہ کا آنا آیت قرآنی کے خلاف ہے اور جہاں پر اپنی نبوت دکھلائی ہے وہاں پر یہ کہہ دیا کہ بعد آپ ﷺ کے نبی اللہ کے آنے میں کوئی معذور شرعی نہیں ہے۔ (یہ لفظ اس مقام پر غلط ہے مگر عبدالماجد قادیانی کے باوجود دعویٰ قابلیت کے اپنے رسالہ میں اسی طرح لکھا ہے اس لئے میں نے ان کی قابلیت کے اظہار کے لئے اسی طرح رہنے دیا تاکہ اہل علم دیکھیں کہ اس قابلیت پر فیصلہ آسمانی کا جواب دینے بیٹھے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے بایں خواری امید ملک داری) اور نہ کسی آیت کے خلاف ہے۔ یہ تو مرزا قادیانی کا فعل ہے۔ اس کے جواب دہ قادیانی مولوی نہیں ہوسکتے ہیں۔ لیکن ان کی چالاکی یہاں پر یہ ہوئی ہے کہ دلیل پیش کی حقیقی نبوت کی اور تمغہ دیا مستقلہ رسالت کا۔ لیکن جب آیت ختم رسالت کا تذکرہ کیا گیا تو فوراً فرمانے لگے کہ نائب رسول ہونے کے سبب سے مرزا قادیانی کو رسول کہتے ہیں اور اس کو ایک قلم بھلا دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حقیقی نبوت سے کہیں بڑھ چڑھ کر دعویٰ کیا ہے اور اپنے کو صاحب شریعت انبیاء سے بھی بلند تر کہا ہے۔

کیا اب بھی کسی قادیانی کا منہ ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے حقیقی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے؟ اور ان کی نبوت مجازی ہے کیا مجازی نبوت کی یہ شان ہوسکتی ہے کہ وہ تمام حقیقی انبیاء سے بھی بالاتر ہو۔ غرض کہ اس حدیث میں اگر نبی اللہ کا خطاب مرزا قادیانی کو مل رہا ہے تو دونوں صورت میں مرزا قادیانی ملزم ہوتے ہیں۔ اگر حقیقی نبوت مراد ہے تو خود بدولت ہی اس کو بعد آنحضرت ﷺ کے ہونے کو روک چکے ہیں اور مجازی نبوت لیں گے تو وہی اعتراض ہوگا کہ اس سے بڑھ چڑھ کر دعویٰ مرزا قادیانی نے کیا ہے۔

۲...... اوپر کی چالاکی تو خیر ایک معمولی چالاکی تھی۔ ہاں! اصل یہ دوسری چالاکی ہے۔ جو اس کو ہم فریب وسخت فریب کہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔

قادیانی مربی نے جب مسلم کی حدیث سے استدلال کیا ہے تو ان کو چاہئے تھا کہ حدیث معہ ترجمہ نقل کر دیتے تا کہ ہر شخص کو غور کرنے کا موقعہ ملتا لیکن افسوس قادیانی مربی نے ایسا نہیں کیا بلکہ صرف اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اس کا راز یہ ہے کہ حدیث شریف اوّل سے آخر تک مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت ''مہدویت'' مسیحیت کی سخت مخالف ہے اور صرف لفظ نبی اللہ کا ان کے حسب خواہ ہے۔ اب حدیث نقل کرنے میں تو یہ خوف ہوا کہ چلے ہیں۔ مرزا قادیانی کی رسالت ثابت کرنے کہیں ان کی مہدویت ورسالت ہی کے نہ لالے پڑ جائیں اور واقعہ بھی یہی ہے لیکن صرف اشارہ کرنے میں پوری حدیث پر پردہ پڑا رہا اور لوگ سمجھے کہ ماشاء اللہ! مرزا قادیانی کی نبوت کا استدلال حدیث شریف سے کیا گیا ہے۔ بس پھر کیا چوپڑی اور دو، دو۔

افسوس ہے قادیانی مربی یہ عذر بھی نہیں پیش کر سکتے ہیں کہ طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا۔ کیونکہ اس سے بڑی بڑی عبارت اپنی کتاب میں نقل کی ہے اس کے علاوہ زیادہ نہیں تو صرف ترجمہ ہی نقل کر دیتے۔

۳...... قادیانی مربی نے حدیث کو نقل نہ کرنے کے علاوہ ایک چالاکی یہ بھی کی ہے کہ اس کا پتہ مطلق نہیں دیا ہے کہ کس جلد اور کس صفحہ میں ہے۔ سمجھتے ہیں کہ کس کو غرض پڑی ہے جو اتنی بڑی کتاب کی دو جلدوں میں تلاش کرنے کی تکلیف اٹھائے گا اور ہمارے استدلال کے جانچنے کی فکر کرے گا۔ لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ تاڑنے والے غضب کے ہوتے ہیں وہ گہری پردہ داری تک کو جان جائیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے حدیث کو تلاش ہی کر لیا ہے اور بآواز بلند کہتا ہوں کہ:

ہمارا اور قادیانی مربی عبدالماجد کا فیصلہ

صرف اسی حدیث پر ہو جائے۔ جتنی باتوں کو یہ حدیث بتاتی ہے ہم اور قادیانی مربی بلاچون وچرا تسلیم کر لیں۔ اب زیادہ قصہ وقضایا کی ضرورت نہیں ہے اور نہ زیادہ کاغذ سیاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک روز ہم اور وہ مع دس بیس آدمیوں کے مونگیر میں یا بھاگلپور میں بیٹھ جائیں اور سامنے حدیث رکھ دی جائے اور میں یا خود قادیانی مربی ترجمہ کر کے سنائیں میرا ان کا فیصلہ ہے۔ ترجمہ لغت اور محاورہ عرب کے مطابق ہوگا اور مطلب وہی جو

حدیث کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے اس بات کو قادیانی مربی سرسری نہ خیال فرمائیں بلکہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں مربی قادیانی عبدالماجد کو چیلنج ہے۔

قادیانی مربی نے ثنائی چکر وغیرہ میں علماء اسلام کو جو غیرت وحیاء وغیرہ کے الفاظ لکھے تھے یا لکھوائے تھے۔ انہیں سامنے رکھ کر ہمت کریں۔ اب میں قادیانی عبدالماجد کی غیرت کو جنبش دیتا ہوں اگر وہ مرزا قادیانی کو واقعی نبی اللہ مانتے ہیں تو ضرور سامنے آ کر اس حدیث سے ثابت کر کے فیصلہ کر لیں گے۔

عبدالماجد قادیانی سے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر وہ ڈر کر سامنے نہ آنا چاہیں اور علمی تکبر کا حیلہ کر لیں تو ہماری دوست فضیلت مآب قادیانی حکیم خلیل احمد ہی کو ہمارے سامنے کر دیں۔ ہم دونوں سے فیصلہ کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن غیرت کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے کہ خود عبدالماجد قادیانی سامنے آ جائیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ قادیانی حکیم کو اس قدر قابلیت نہیں ہے کہ حدیث میں گفتگو کر سکیں۔

میں عبدالماجد قادیانی کی خاطر اتنی آسانی اور دیتا ہوں کہ اگر حدیث شریف کو اپنے خلاف سمجھ کر فیصلہ کے لئے نہ آنا چاہیں اور کوئی بہانہ کرنا چاہیں تو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سے بھی قادیانی مربی اپنے موافق دلیل لائے ہیں۔ بس مکتوبات حضرت مجدد ہی پر فیصلہ ہو جائے۔

معزز ناظرین! اس قدر خطاب تو میاں عبدالماجد قادیانی سے تھا۔ اب میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ عبدالماجد قادیانی کا حکیم خلیل احمد قادیانی کا صحیح مسلم کی حدیث سے فیصلہ کرنے کے لئے آنا معلوم۔ ان کا اگر حدیث کے مطابق ایمان ہوتا تو جیسے دوسری کتابوں سے لمبی لمبی عبارتیں نقل کی ہیں ضرور اس کو بھی نقل کرتے یا کم سے کم نشان وحوالہ ہی بتاتے پورے طور سے۔ غرض کہ حدیث شریف کا مضمون وترجمہ آپ کے کانوں تک پہنچنا بہت مشکل تھا۔ اس واسطے میں آپ کے دیکھنے کے خیال سے اور ان بھولے بھالے قادیانیوں کی خیرخواہی کے واسطے جو قادیانی عبدالماجد کے واسطے اگر آخرت کا خیال فرمائیں۔ اس حدیث شریف سے جتنی باتیں نکلتی ہیں نقل کرتا ہوں۔ جس میں ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر فیصلہ کر لے۔ حدیث شریف یا اس کے لفظی ترجمہ کو اس وقت میں اس وجہ سے نہیں نقل

کرتا ہوں کہ قادیانی عبدالماجد کی ہمت ومردانگی کو آزماؤں۔ اگر انہوں نے مردانگی کے ساتھ اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور ان کو اس حدیث سے کچھ خوف نہیں ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس قدر غیرت دلانے والے الفاظ کو دیکھ کر ضرور اپنے کسی آئندہ رسالہ میں حدیث شریف مع ترجمہ کے نقل کر کے داد مردانگی لیں گے۔ اس وقت میں قادیانی حضرات ودیگر ناظرین کے لئے صرف اس حدیث شریف کے مضامین کو نمبروار بیان کرتا ہوں اور اس کے مقابل میں نفس مضمون حدیث کے متعلق مرزاقادیانی وعبدالماجد قادیانی کا خیال اعتقاد لکھتا ہوں۔

آپ حضرات خود دیکھ لیں کہ قادیانی مربی اس حدیث کے مضامین کو کہاں تک اور کس حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں اور کس منہ سے اس حدیث کو مرزاقادیانی کی نبوت کی دلیل میں لائے ہیں۔

نمبر شمار	مضمون حدیث	مرزاقادیانی کا خیال
۱	دجال ایک شخص واحد ہوگا۔	دجال پادریوں کی ایک جماعت ہے۔
۲	دجال جوان ہوگا۔	دجال زیادہ تر بوڑھے ہوں گے (کیونکہ پادری کا خطاب زیادہ تر بڑھاپے میں ملتا ہے)
۳	اس کے بال بہت گھونگروالے ہوں گے۔	مطلق گھونگروالے نہیں ہوں گے (پادریوں کو ملاحظہ کرلیں)
۴	اس کی ایک آنکھ مثل انگور کے ابھری ہوگی۔	ایسا نہیں ہوگا۔ (پادریوں کو ملاحظہ کرلیجئے)
۵	وہ شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا۔	وہ یورپ سے نکلیں گے۔ (کیونکہ پادری زیادہ وہیں سے آتے ہیں)
۶	وہ بہت فساد برپا کرے گا۔	وہ بہت امن کے ساتھ سلطنت کریں گے (کیونکہ انگریز بہت امن پسند ہوتے ہیں) خودمرزاقادیانی نے بھی انگریزوں کی سلطنت کی بڑی تعریف کی ہے۔

۷	وہ زمین پر چالیس دن رہے گا۔	وہ زمین پر سینکڑوں برس رہیں گے۔
۸	دجال کے وقت ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام مثل معمولی دنوں کے ہوں گے۔	یہ کیونکر ممکن ہے نظام قانون کے خلاف ہے۔
۹	وہ زمین پر بادل کی طرح تیز چلے گا۔	ان کی چال معمولی ہوگی۔ (اور ریل گاڑی کے ذریعہ سے تیز چلیں گے تو دجال، عیسیٰ، کافر، مسلمان، سب کے سب چلتے ہیں دجال کی خصوصیت نہیں ہے)
۱۰	وہ ایک جوان شخص کو تلوار سے دو ٹکڑے کر کے دوبارہ زندہ کرے گا۔	یہ غلط ہے مرکر کسی کا زندہ ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ (دہریہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں)
۱۱	ایسے ہی زمانہ میں حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے۔	نزول عیسیٰ کے وقت میں ایسی ایسی دوراز عقل باتیں نہ ہوگی۔
۱۲	حضرت عیسیٰ دمشق کے منارہ شرقی سے نزول فرمائیں گے۔	قادیان میں نازل ہوں گے اور منارہ ادھورا بنوا کر چھوڑ جائیں گے۔
۱۳	دو زرد چادر اوڑھے ہوں گے۔	جسم کا اعلیٰ و اسفل حصہ بیماری کی وجہ سے زرد ہوگا۔ زرد چادر نہیں ہوگی۔
۱۴	دو فرشتوں کے بازو پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔	دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھنا کافی ہے۔
۱۵	سر سے صاف قطرے پانی کے ٹپکیں گے۔	اس کی ضرورت نہیں۔
۱۶	ان کی سانس سے کافر مریں گے۔	نہیں بددعا سے۔
۱۷	ان کی سانس ان کے منتہائے نظر تک جائے گی۔	قانون قدرت کے خلاف ہے۔

۱۸	حضرت عیسیٰ دجال کو تلاش کرتے ہوئے باب لد پر پکڑیں گے اور وہیں قتل کر ڈالیں گے۔ (باب لد بیت المقدس کے قریب شہر ہے)	قتل کا مضمون غلط ہے۔ بلکہ دجال کے سامنے حضرت عیسیٰ ہی تشریف لے جائیں گے۔ ہاں! لدھیانہ میں مناظرہ ہوگا اور متعدد مناظروں سے مرزا قادیانی فرار کریں گے۔
۱۹	اللہ پاک حضرت عیسیٰ کے پاس وحی بھیجے گا کہ ہم نے تمہارے واسطے ایک ایسی جماعت تیار کر رکھی ہے جس کو دنیا کی کوئی طاقت فنا نہیں کر سکتی۔	مرزائی جماعت کو تو ہندوستان کا ایک رئیس چاہے تو تباہ کر دے۔ چنانچہ امیر کابل نے ایک مرزائی کو تربیت کی غرض سے ذلت سے مارا اور کسی مرزائی سے کچھ نہ ہوسکا۔
۲۰	حضرت عیسیٰ کے وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے اور بحیرۂ طبریہ کا پانی ان کا ایک گروہ پی جائے گا۔	یاجوج ماموج بھی یورپ کے معمولی انسان ہوں گے۔
۲۱	حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی محصور ہو جائیں گے۔	مرزا قادیانی کبھی محصور نہیں ہوئے۔
۲۲	اس وقت میں گائے کا سرا اشرفیوں سے زیادہ پیارا ہوگا۔	براہین احمدیہ کی قیمت ہی پیاری ہوگی۔
۲۳	یاجوج ماجوج پر خدا کیڑا برسائے گا اور ایک ہی رات میں سب کے سب مر جائیں گے۔	یاجوج ماجوج پر کم اور حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں پر اور ہندوؤں اور منکر مکذب مسلمانوں پر (طاعونی) کیڑے زیادہ گریں گے اور ایک رات میں مرنے کی ضرورت نہیں۔
۲۴	ایک بالشت زمین بھی لاشوں کی بدبو سے خالی نہ ہوگی۔	یہ کہاں؟ مبالغہ بلکہ غلط ہے۔
۲۵	اس کے بعد ایک ایسی عام بارش ہوگی کہ زمین کو دھو کر صاف کر ڈالے گی۔	ایسا نہیں ہوگا۔
۲۶	حضرت عیسیٰ کے وقت ہر چیز بڑھ جائے گی۔ ایک انار کے چھلکے سے چھتری تیار ہو سکے گی اور ایک بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہوگا۔	گرانی زیادہ ہو جائے گی۔ لوگ دانوں کو ترسیں گے۔ دودھ گراں ہو جائے گا۔

۲۷	اس کے بعد ایک ایسی خوشبودار ہوا چلے گی کہ سب مسلمان ایک ہی مرتبہ مرجائیں گے۔	سب غلط ہے۔ (یہ ستائیس غلط خیالات مرزاقادیانی اوران کی جماعت کے ہیں جن کو عبدالماجد قادیانی بھی مان رہے ہیں اور پھر جہل مرکب یہ ہے کہ اس حدیث سے مرزاقادیانی کی نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں جو ۲۷باتوں میں مرزاقادیانی کے دعویٰ کوغلط بتارہی ہے)
۲۸	حضرت عیسیٰ نبی اللہ ہوں گے۔(مگر وہ عیسیٰ جن کے نزول کی ۲۷علامتیں اسی حدیث میں بیان کی گئیں)	ہاں ہاں ضرور ہوں گے۔(مگر یہ بھی ضرور کہنا ہوگا کہ مرزاقادیانی وہ نہیں ہیں)

حدیث میں یہ ستائیس علامتیں مسیح موعود کی بیان ہوئیں۔اٹھائیسویں بات یہ ہے کہ وہ عیسیٰ جونزول کریں گے وہ نبی ہوں گے۔افسوس ان کی عقل پر ہے کہ اس سے مرزاقادیانی کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ یہ کیسی عظیم الشان غلطی ہے کہ جس حدیث کی ۲۷باتیں صاف صاف بتارہی ہیں کہ مرزاقادیانی مسیح موعود نہیں ہیں۔اس حدیث سے مرزاقادیانی کا نبی اللہ ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔الحاصل اس حدیث کے بیان سے ۲۸غلطیاں قادیانی عبدالماجد کی معلوم ہوئیں۔

اس موقع پر قادیانی مربی کی ایک ہوشیاری مجھ کو یاد آئی کہ شروع باب میں تو نائب رسول، مرزاقادیانی کو کہا اور نبوت سے انکار تھا۔لیکن حدیث سے دلیل دی تو نبوت کی دی۔ جس میں لوگ ان کی شروع تحریر دیکھ کر خیال کریں کہ نبوت، نبوت، لوگ غلط الزام دیتے ہیں۔لیکن حدیث کے مضمون پر پہنچ کر ان کی نبوت سے کچھ مانوس ہوجائیں گے اور آہستہ آہستہ قائل بھی ہوجائیں گے۔لیکن افسوس ہے کہ ہماری اس تحریر سے مرزاقادیانی نہ نائب رسول رہے اور نہ رسول، بلکہ حدیث شریف کے مندرجہ بالا مضامین کو اور مرزاقادیانی کے خیال کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے سمجھ لے گا کہ حدیث میں جو لفظ نبی اللہ ہے۔وہ مرزاقادیانی کی شان میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا ہے بلکہ ان کے سخت مخالف ہے۔قادیانی مربی کی یا ناقہمی یا حدیث سے بے علمی ہے جو اس کو اپنے موافق خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں نبی اللہ

کا لفظ ہے اور قادیانی مربی نے مرزا قادیانی کے نائب رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میں اوپر حدیث سے ثابت کر چکا ہوں کہ شریعت غرّاء میں نائب رسول کو نبی اللہ کہنا کسی صورت سے جائز نہیں ہوسکتا۔ پس صاف ظاہر ہوگیا کہ حدیث کا خطاب مرزا قادیانی کو (جو بزعم خود نائب نبی اللہ ہیں) نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ اس حدیث کے لفظ نبی اللہ کا خطاب اسی شخص کو مل سکتا ہے۔ جس کے وقت میں حدیث کی باقی ۲۷ علامتیں پائی جائیں اور ظاہر ہے کہ یہی شخص مسیح موعود بھی ہوگا۔ اب دیکھ لو کہ مرزا قادیانی میں ۲۷ میں سے ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی ہے تو صرف نبی اللہ کے خوبصورت لفظ کو اختیار کر لینا کیا قرین دیانت ہوسکتا ہے؟ اور اگر یہ کہو کہ نبی اللہ کے علاوہ جو ۲۷ علامتیں ہیں ان کی تاویل کی گئی ہے۔ جیسا کہ قادیانی کہہ دیا کرتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ پھر مسیح موعود کا کیا ثبوت ہے؟ اگر اس قسم کی نصوص قطعیہ کی تاویل ہو جایا کرے تو نہ خدا باقی رہتا ہے نہ رسول، نہ کتاب اللہ اور جس بے تکا پن سے ان ۲۷ علامتوں کی تاویل کی گئی ہے۔ دوسرا شخص بھی نبی اللہ کے معنی عدو اللہ بیان کر دے گا اور ثابت کر دے گا۔ پھر نہ مسیح موعود کا ثبوت ہے اور نہ مہدی کا۔

دیکھو حقیقت المسیح میں مسیح کے آنے کی کیا اچھی تاویل کی گئی ہے۔ جو نہ لغت کے خلاف ہے اور نہ عقل کے۔ مرزا قادیانی کے لفظ نبی اللہ کو چن لینے سے اس واقعہ کے مشابہ ہو جاتا ہے کہ ایک آریہ کے گھر گرو مہاراج آئے اور عورتوں سے کہا کہ آج کوئی لیلا (ڈرامہ) ہونا چاہئے۔ عورتوں نے کہا بہت اچھا مہاراج۔ آپ ہی مقرر بھی کر دیجئے کہ کون سا ڈرامہ ہو۔ پنڈت جی نے وہ ڈرامہ کی شکل اختیار کی جس میں مہاراجہ کرشن عورتوں کے نہاتے وقت ساڑھیاں اٹھا کر درخت پر لے بھاگا اور اس شرط پر واپس کیں کہ سب پانی سے نکل کر ننگی میرے پاس ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوں۔ غرض کہ مردوں کو باہر نکال دیا گیا کہ عورتیں پوجا کریں گی اور رات یہ ڈرامہ ہوا۔ آریہ کے دل میں کھٹکا ہوا تو اس نے چھپ کر سب ماجرا دیکھا۔ بہت غصہ ہوا اور صبح کو اپنے کو بنا کر کہا کہ مہاراج آج رات کو وہ ڈرامہ کیجئے جس میں مہاراج کرشن جی نے ایک انگلی پر پہاڑ کو اٹھا لیا تھا۔ گرو جی بولے تم عجیب بے وقوف آدمی معلوم ہوتے ہو۔ سوائے مہاراج کے کس میں یہ طاقت ہے؟ اتنا کہنے پر آریہ لاٹھی لے کر اٹھا یہ تم کو کرنا ہوگا۔ مزے والا ڈرامہ تو تم کرو پھر زور و طاقت والا ڈرامہ

کون کرے؟ لوگ کہتے ہیں بعینہ یہی حالت مرزا قادیانی کی ہے جن باتوں میں کام کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً قتل دجال وغیرہ اس کو تو قبول کیا نہیں تاویل کردی اور خطاب کے لئے دعویٰ ہے۔ ضد ہے شور ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی نبوت کے خواہش مند حضرات یاد رکھیں کہ اس حدیث سے مرزا قادیانی کی نبوت کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔ بلکہ انہیں اچھے لوگوں کے شمول میں بھی نہیں رہنے دیتی ہے۔ نبی اللہ کا خطاب ملنا تو بڑی بات ہے جس کو یہ خطاب ملنا تھا مل چکا۔ یعنی کلمۃ اللہ، روح اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں یہ لفظ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی اللہ ہونا آیت ختم رسالت کے منافی نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلے سے نبی اللہ ہیں۔ بخلاف اس کے مرزا قادیانی جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ دعویٰ ضرور ختم رسالت کے منافی ہوگا اور وہی دوبارہ دنیا پر مشرقی بیت المقدس سے نزول فرمائیں گے اور وہی دجال کو حقیقت میں قتل فرمائیں گے اور مرزا قادیانی کی طرح صرف مناظرہ وگالی گلوچ کا نام قتل نہ رکھیں گے۔ انہیں کے وقت میں مفسد اور کانا دجال پیدا ہوگا۔ اس لئے یہ حدیث بھی کافی طریقے سے ثابت کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں اور ہرگز ہرگز نہیں مرے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کا تذکرہ

قادیانی مربی کا یہ کہنا محض غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرنا قادیانیوں نے قرآن مجید سے ثابت کیا ہے اور علمائے اسلام نے اس کا جواب نہیں دیا ہے۔ مربی کہلا کر ایسی غلط بات کہتے ہیں۔ جس کے صریح جھوٹ ہونے میں کسی منصف کو تأمل نہیں ہوسکتا۔ اس مسئلہ کے متعلق جو ہمارے علماء کے رسالے ہیں اور میں نے دیکھے ہیں۔ ان کا تذکرہ کرتا ہوں۔

۱...... شمس الہدایہ ۱۳۲۲ھ میں مطبع مصطفائی لاہور میں چھپا ہے۔ اس کے مؤلف مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲...... سیف چشتیائی۔ اس کا جواب مرزا قادیانی سے نہیں ہوسکا۔ اس رسالہ کے مؤلف بھی پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳...... الفتح الربانی۔ یہ رسالہ اصل عربی زبان میں ہے اور اس کا ترجمہ اردو میں ۱۳۱۱ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔

۴...... ’’الحق الصریح فی حیات المسیح‘‘ ۱۳۰۹ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپا ہے۔ یہ وہ رسالہ ہے جس کے دلائل کے جواب بالمقابل مرزا قادیانی نہ دے سکے اور دہلی چھوڑ کر قادیان بھاگ گئے تھے۔ اس کے مؤلف مولانا محمد بشیر صاحب سہسوانی ہیں۔

۵...... ’’البیان الصحیح فی حیاۃ المسیح‘‘ یہ رسالہ عمدۃ المطابق لکھنؤ میں چھپا ہے۔

۶...... ’’حصر الشارد فی ردھفوات المولوی عبدالواحد الملقب تشنید المبانی لردالقادیانی‘‘ اس کے مؤلف جناب مولانا حافظ ابومحمد عبداللہ صاحب چھپراوی مقیم کلکتہ ہیں۔ آپ سے اور عبدالواحد مرزائی سے تحریری مناظرہ ہوا ہے اور مرزائی بالکل ساکت ہوگئے اور مولانا نے خوب تفصیل سے جناب مسیح کی حیات کو ثابت کیا ہے۔ بسیط رسالہ ہے مگر اس وقت تک طبع نہیں ہوا۔

۷...... شہادۃ القرآن اس کے دو باب ہیں اور علیحدہ علیحدہ چھپے ہیں۔

پہلے باب میں آیات قرآنیہ سے حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت کی ہیں اور دوسرے باب میں مرزا قادیانی کی دلیلوں کا جواب دیا ہے۔ یہ رسالہ دوبارہ لاہور میں ۱۳۳۰ھ میں چھپا ہے۔ اس کے مؤلف مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ مولوی صاحب نے قادیانیوں کے تمام دلائل کو رد کر کے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کا خزانہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ اب تک نہ مرزا قادیانی سے اور نہ کسی قادیانی سے اس کا جواب ہوسکا۔ اس کے علاوہ مولوی ابراہیم صاحب مناظرہ مونگیر میں آئے تو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل کو شیروں کی طرح للکار للکار کر بیان فرمایا۔ قادیانیوں کو اصرار کر کے نکتہ چینی کے لئے بلایا اور تو اور خود عبدالماجد قادیانی باوجود شہرت قابلیت کے سامنے نہ آسکے۔ اسی طور سے تھوڑا عرصہ ہوتا ہے کہ بھاگل پور میں جناب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے حیات مسیح پر خوب خوب بیان فرمایا اور عبدالماجد قادیانی کو ان کی جماعت نے خاص طور سے اس موقع کی مدد کے لئے بلایا اور بہت کچھ ہمت بندھانا چاہا۔ مگر سامنے نہ آئے۔

۸...... رسالہ مذاہب الاسلام مطبوعہ ۱۹۰۴ء آخر میں حیات مسیح پر عمدہ تقریر کی ہے اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔

۹...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۵ میں جناب مولوی انور حسین صاحب نے لفظ توفی پر خوب اچھی بحث لکھی ہے۔ جس سے ممات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنے والوں کی کمر ٹوٹ گئی۔

۱۰...... کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ غلام سرور شاہ قادیانی مفتی صادق قادیانی لکھنؤ آئے تھے۔ علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کی مہدویت ومسیحیت کے دلائل طلب کئے۔ ان دونوں نے انکار کیا اور حیات وممات کے مسئلہ پر بحث کرنے پر راضی ہوئے اور مدعی بھی علماء اسلام ہی کو بنایا۔ علمائے کرام نے دلائل لکھ کر قادیان بھیجے لیکن جواب ندارد۔ اس پر تقاضے کئے گئے لیکن صدائے برنہ خاست۔ مولوی عبدالشکور صاحب نے اس تحریر کو شائع بھی کر دیا۔

(دیکھو النجم لکھنؤ ج۱۰ نمبر۱۳)

یہ نو رسالے اور تحریریں اثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام پر میں نے دیکھی ہیں جو مونگیر میں موجود ہیں۔ اب کوئی قادیانی بتائے کہ ان کے جواب میں کسی قادیانی نے لب کشائی یا قلم فرسائی کی ہے؟ پھر کس منہ سے ممات مسیح کا دعویٰ ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے حضرت مولانا ابواحمد صاحب مدظلہم نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی اور فضول سمجھا۔

اس کے علاوہ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حضرت مسیح مرگئے اور دوسرے مسیح آئیں گے مگر اب اس کا ثبوت کہ وہ دوسرے مسیح مرزا قادیانی ہیں نہ خود مرزا قادیانی دے سکے اور نہ ان کا کوئی چیلہ اس پر قلم اٹھا سکا اور نہ کوئی اسے ثابت کر سکتا ہے۔ پھر مسیح کی حیات وممات پر گفتگو فضول ہے۔ اس لئے حضرت مولانا بلکہ اکثر دوسرے اہل کمال اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ الحمدللہ! کہ ہماری مختصر تقریر سے ثابت واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی نہ سچے رسول ہیں اور نہ نائب رسول ہیں۔ مگر انہیں رسالت ونبوت کا دعویٰ ہے جو بالیقین ختم رسالت کے منافی ہے۔ اس لئے وہ ضرور یقینی طور سے حدیث ’’سیکون فی امتی دجالون کذابون‘‘ کے مصداق ہیں جس کو ابوداؤد ومسلم وغیرہ کی روایت سے نقل کر چکا ہوں۔

قادیانی عبدالماجد اس پر غور کریں اور راہ باطل کو چھوڑیں۔ واللہ الموفق والمعین!

مسلمانوں کا خیرخواہ: محمد یعسوب

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۳)

خواجہ غلام الثقلینؒ (ایڈیٹر عصر جدید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار عصر جدید ۱۹۰۴ء

جس میں قابل مضمون نویس نے نہایت عمدگی سے یہ دکھایا ہے کہ نبوت وتقدس کی جو شان ہے، اس کے مطابق مرزا قادیانی کی باتیں ہرگز نہیں تھیں اور مسلمانوں کو ان کی ذات سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس لئے وہ مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مونگیر اور بھاگلپور کے مرزائی، علمائے حقانی کے تو دشمن ہو گئے ہیں اور جواب سے عاجز آ کر گالیاں دینی شروع کر دی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارے مذہب مقدس اسلام میں دوسروں کی خیرخواہی ایک بہت بڑا اسلامی فرض ہے۔ اس لئے ہمیں کسی وقت اس کو چھوڑنا نہ چاہئے اور جس وقت جو طریقہ مناسب ہو اسی طریقہ سے خیرخواہی کرنی چاہئے۔ اس وقت ایک نہایت عمدہ مضمون جو نہایت تہذیب سے لکھا گیا ہے اور مسیح قادیانی کی حالت کو عمدگی سے ظاہر کیا ہے اور اس کے لکھنے والے مشہور علماء سے نہیں ہیں بلکہ ایک اخبار کے ایڈیٹر اور قوم کے سچے خیرخواہ ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اس لئے وہ دردمندی سے سمجھانے کے لئے لکھتے ہیں۔

ہم کو نئے انبیاء سے کوئی بغض نہیں

مرزا قادیانی اور ان کے حواری اور واعظ اور اخبار نویس اس بات کو دہراتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت سقیم ہے۔ اس لئے ایک جدید رسول اور مجدد اور ہادی اور مرسل یزدانی کی ضرورت ہے۔ اس دعویٰ کے پہلے حصہ سے ہم کو پورا اتفاق ہے اور جس شخص نے ہمارے گروہ کے رسالے اور لیکچر اور کتابیں ملاحظہ کی ہوں گی اس کو قبول کرنا ہوگا کہ اس قومی اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرنے میں ہم ایک قدم پیچھے نہیں رہنا چاہتے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہم کو ملے تو ہم بے تأمل ایک ہادی اور ایک رسول کو لینے

کے لئے آمادہ ہیں۔ خواہ وہ ہادی مستقل رسول ہو یا کسی رسول کا اوتار یا بروز۔ خواہ اپنے الہامات سے اصلاح عالم کرے یا بابیوں اور دوسرے فرقوں کے انتخابات کو اپنی طرف سے شائع کرے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حق رسول مل جائے تو ہم اس کے سامنے اپنی پرانی احادیث اور روایات کو بھول جانے پر آمادہ ہیں۔ ہم پیغمبر اسلام ﷺ کی اس متواتر اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا اس کی تاویل پر آمادہ ہو جائیں گے۔ جہاں آپ ﷺ نے غزوہ تبوک میں جاتے وقت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے فرمایا تھا: ''قال علیہ السلام لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الّا انہ لا نبی بعدی''

(مشکوٰۃ ص۵۶۳، باب مناقب علی بن ابی طالب)

اے علی رضی اللہ عنہ! تو میرے ساتھ میں ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام نبی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس سے بھی زیادہ ہم قرآن شریف کی اس آیت کے معنی وہی لے لیں گے جو مرزا قادیانی لیتے ہیں کہ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ پہلے انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں۔ نبیوں کے مہر کے بھی معنی سہی اور یہ بھی سہی کہ مہر آخر میں نہیں ہوتی بلکہ مہر کے بعد عبارت ہوتی ہے۔ مگر قرآن وحدیث کے ان معنوں سے جو تیرہ سو برس سے مسلم ہیں اور اجماع امت محمدی کے چھوڑتے وقت کم ازکم یہ ضرور کہیں گے کہ ہم کو دین ودنیا کے فائدہ کی کوئی ایسی چیز ضرور دو جس کی وجہ سے ہم اپنا یقین واعتقاد قربان کر ڈالیں۔

ہدایت ہر جگہ سے لینے پر آمادہ ہیں

ہاں! ہم بیمار ہیں، کمزور ہیں۔ ہم کو شفاء چاہئے اور ہم کو طاقت کی حاجت ہے۔ ہم نے کوئی عہد نہیں کیا کہ انگریزی طب یا یونانی طب یا ویدک ہی ہم کو اچھا کرے تو اچھے ہوں گے۔ اگر حکیم صاحب یہ ثابت کر دیں کہ ان کی گولیاں طاعون اور زلزلہ اور قحط کو دفع کر دیں گی تو ہم آج طب اور ڈاکٹری اور طبقات الارض اور پولیٹیکل اکانومی کی تمام کتابوں کو دریا میں ڈبو کر حکیم صاحب کی اور علماء اور اطباء پر خدا کی مار پکارنے پر آمادہ ہیں۔ کیونکہ ہم نے اوّل ہی یہ بیان کیا ہے کہ ہم تعصب کے راستہ سے حق تک پہنچنے کو محال سمجھتے ہیں۔

دلائل نبوت

وفات مسیح: اوّل ہم مرزا قادیانی کی نبوت کے دلائل پر غور کرتے ہیں۔ پہلی دلیل اور نہایت زبردست شہادت ان کی یہ ہے کہ مسیح ابن مریم وفات پاگئے۔ اس لئے میں غلام احمد مسیح موعود ہوسکتا ہوں۔ ہم ان دونوں دعوؤں کو بہت آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ آپ بے شک مسیح موعود ہوسکتے ہیں۔ جیسے آپ کروڑ پتی یا ممبر پارلیمنٹ یا شہنشاہ جرمن ہوسکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ ایسے ہیں بھی؟ جو چیز محال نہیں وہ ممکن ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک امتی مسلم کا مسیح ہونا ممکن ہے۔ مگر اس کی صفات اور آیات دیکھنی چاہئیں۔ سرسید احمد خان بے شک نپولین بوٹا پارٹ ہوسکتے تھے۔ کیونکہ نپولین مرچکا تھا اور مسلمانوں کو ایک زبردست جرنیل کی ضرورت تھی۔ مگر کیا سید احمد خان نپولین تھے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب تک اپنی کوئی خصوصیت ظاہر نہ ہو مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ایسا ہی مشکل ہے جیسا کسی اور مؤلف یا مصنف کا۔

معجزات: ہر مذہب کے پیرو عام طور پر حقانیت ہادی کی دلیل معجزات اور آیات کو سمجھتے ہیں۔ معجزات کی نسبت مرزا قادیانی کا عقیدہ سرسید کے عقیدے کے موافق ہے اور ناچیز ایڈیٹر عصر جدید کے نزدیک محض غلط ہے۔ ہر معجزے یا خرق عادت کو محال سمجھنا، اوّل درجہ کی ناواقفیت حقائق الٰہیات سے ثابت کرتا ہے۔ میں اگر چاہوں تو ایک کام ایسا کرسکتا ہوں جو میں نے برس دن سے نہیں کیا تھا۔ میرا قلم اگر چاہے تو وہ مجھ سے ایسا کام نہیں کراسکتا۔ خداتعالیٰ اگر چاہے تو وہ بموجب اپنی مصلحت یا بموجب قوانین کے جو خاص اس کے علم میں ہیں ایسے حالات پیدا کرسکتا ہے جو ظاہر میں لوگوں کو حیرت میں ڈال دیں۔ مگر انسان خدا کو مجبور کر کے اس سے معجزہ نہیں دیکھ سکتا۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں۔ ’’قل انما الایات عند اللہ (انعام:۱۰۹)‘‘ کہہ دے کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں۔ یعنی ان کا اظہار خدا کی رائے کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ بندہ کی خواہش کے موافق۔ نبی کا کام دنیا کو نیک راہ بتانا ہے اور بس۔ البتہ خداتعالیٰ خود اس کی تائید مناسب مواقع پر معجزات سے کرتا ہے۔ دوسرے ہمارا علم قوانین قدرت کا اس قدر محدود ہے جیسے ایک مچھر کا علم بمقابل افلاطون کے

قلیل ہے۔ جس طرح مچھر کو حق نہیں کہ افلاطون کی باتوں کا انکار اپنے علم کے گھمنڈ پر کرے اس طرح ہم کو انکار معجزات کا حق نہیں۔ ’’**ولا یحیطون بشئ من علمه الا بما شاء** (البقرہ:۲۵۵) ‘‘بندے اس کے علم میں سے ذرا سی چیز کا احاطہ بھی نہیں کئے ہوئے ہیں۔ مگر جتنا اس نے بتادیا ہے۔

یہ بات نہایت کھلی ہوئی ہے اور اس لئے سرسید اور مرزاقادیانی سے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی سید تو کل انبیاء کے معجزات کی تاویل کرتے تھے۔ مرزاقادیانی مسیح علیہ السلام کے احیاء موتی کو تو شعبدہ اور بیماروں کے اچھا کرنے کو مسمریزم کہتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۱۲۸ تا ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۶ تا ۲۵۸)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قصہ کو جس کا ذکر پرندوں کے زندہ کرنے کا قرآن میں ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ پرندے زندہ نہیں ہوئے تھے۔ صرف پرندوں کو پرچایا گیا تھا۔

(ازالہ اوہام ص۷۵۲، خزائن ج۳ ص۵۰۶)

مگر اپنے لئے بڑے بڑے معجزات کے قائل ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک پسر مردہ کو زندہ کرنے کا دعویٰ بھی ان کے اخبار نے بشہادت ان کی زوجہ کے شائع کیا ہے۔ اگر مرزاقادیانی ایسے معجزات دکھا سکتے تو دوسرے انبیاء کے لئے کیوں منکر ہوئے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں قوت معجزہ نہیں ہے اور انہوں نے یا ان کے تنخواہ یاب قصیدہ خوانوں نے۔ لومردہ زندہ ہوگیا کا دعویٰ غلط طور پر گھڑا ہے۔

<u>پیشین گوئیاں:</u> پیشین گوئیاں بھی جب کہ صاف اور بلاشرائط کے ہوں اور ان مہمل اور مجمل الفاظ سے بری ہوں جن سے کہانت کا شبہ ہو ایک قسم کا معجزہ ہوتا ہے۔ مرزاقادیانی کا دعویٰ ہے کہ میری کئی ہزار پیشین گوئیاں سچی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جو شخص صبح سے شام تک دس حکم سوچ کر بلاعلم غیب کے لگادے گا ان میں سے چار ضرور صحیح ہو جائیں گے۔ مگر یہ امر حیرت انگیز ہے کہ جس قدر معرکہ کی پیشین گوئیاں بطور تحدی کے مرزاقادیانی نے کی ہیں سب کی سب (سوائے ایک پیشین گوئی کے جس کے حالات شک سے خالی نہیں اور جو انسان کے ہاتھ سے پوری ہوئی) اس قدر صریح غلط نکلیں کہ تاویل ان کو معنی پہناتے

پہناتے شرمانے لگی۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی کو وہ وتیرہ اختیار کرنا پڑا جو حد درجہ خطرناک ہے اور جس کی وجہ سے ہم کو خاص طور پر ان کے اوپر شبہ کرنا پڑا۔ اس شبہ کا اظہار اس قدر وضاحت کے ساتھ ہم نے اس غرض سے نہیں کیا کہ مرزا قادیانی یا ان کے حواریوں اور داعیوں کی وہ جماعت جو مشاہرہ یاب ہے متنبہ ہوں گے۔ ان لوگوں سے ہم کو نہ کچھ امید ہے اور نہ ہمدردی ہے۔ البتہ مسلمانوں کا وہ خاصا بڑا گروہ جو جال میں پھنس گیا ہے اور جس کو یہ تنخواہ یاب یا جاہ طلب گروہ یہ کہہ کر لوٹتا ہے کہ زندہ اسلام کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں چلو۔ ان سے ہم کو ہمدردی ہے۔ اس وجہ سے ہم یہ مضمون لکھتے ہیں۔ اگر ہم ایک منٹ کے لئے بھی سمجھتے کہ مرزا قادیانی کی تحریک مذہبی ہے تو کبھی اس بحث میں نہ پڑتے۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کارخانہ محض دنیاداری کا ہے۔ اس لئے بغرض اصلاح معاش مسلمین متنبہ کرنا ضرور ہوا۔ مذہبی معاملہ میں ہم کو دخل دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ معتقدات کا فیصلہ قادر مطلق اپنی بارگاہ میں کرے گا۔

منہاج نبوت: مرزا قادیانی نے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوت کے معارج تک نہیں چڑھ سکتے تو انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے گھسیٹنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گستاخیاں کیں اور ان کی اور ان کے رشید شاگرد سیالکوٹی کی بے ادبیاں اس نبی معصوم کی نسبت اب تک جاری ہیں۔ شاہ ولایت، علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی ہجو، ان کے ایک منہ پھٹ اور بے تمیز حواری نے شائع کی۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت اور منزلت کو اپنے سے بہت کمتر بتایا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک کرشتان (عبداللہ آتھم) کی بابت حتمی اور مؤقت موت کی پیشین گوئی کے غلط ہو جانے پر سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مثل اپنے خاطی، اور غلط فہم ظاہر کیا۔ جس سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شک واقع ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ)

سب مسلمان قرآن مجید کو کلام الٰہی کہتے ہیں۔ قرآن میں جس خواب کو پیغمبر علیہ السلام نے دیکھا اس کی صریح تصدیق آئی ہے۔ ''لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا (الفتح:۲۷)'' مرزا قادیانی اور ان کے حواری حکیم نورالدین قادیانی نے اپنی تاویل سے

تصدیق الٰہی کو غلط قرار دیا یا قرآن شریف کو انسانی گھڑت قرار دیا یا انہوں نے نبی کو جس کی اطاعت مثل اطاعت خدا ہے کج فہم قرار دیا کہ وہ وحی کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے تھے۔غرض انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خبر فتح مکہ کو جو بالکل راست تھی مرزاقادیانی کی موت آتھم کے برابر کردیا جو صراحتاً غلط تھی۔(معاذ اللہ)

پس اپنی بچت کے لئے مرزاقادیانی نے عظمت انبیاء اور بنیاد دین میں ایسی سرنگ لگائی ہے اور بعض انبیاء واولیاء کی نسبت ایسی بدزبانی کی ہے جس کی وجہ سے وہ جرأت کے ساتھ اعمال ناشائستہ کرنے لگے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اس طرح پرچانے لگے کہ یہ سب منہاج نبوت ہے۔جیسے وہ تھے ویسے ہی ہم ہیں یا ہم کو بھی مانو یا ان کو بھی مکار کہو۔(معاذ اللہ)

ایک بڑا مذہبی خطرہ

مرزاقادیانی نے جو دعویٰ اکثر انبیاء کے اوتار ہونے کا کیا ہے یا مستعار طور پر ابن اللہ وغیرہ کا بلکہ ابواللہ کا بھی کیا ہے۔اس کو میں مذہبی خطرہ نہیں سمجھتا۔کیونکہ دس پندرہ برس میں بعد ان کی وفات کے یہ باتیں سب مفقود ہو جائیں گی۔سب سے بڑا صدمہ مرزاقادیانی کے مشن اور زیادہ تر ان کے مریدوں سے یہ پہنچا ہے کہ موجودہ نسل کے لامذہب اور ملحد گروہ کی انہوں نے نامعلوم طور پر سرپرستی کی ہے۔جب یہ لوگ ایک شخص کو دیکھتے ہیں کہ وہ افعال۔(۱)خلاف عدالت۔(۲)خلاف اجتماع قومی۔(۳)خلاف کفایت شعاری۔(۴)خلاف سعی ومحنت یعنی برخلاف ہر چہار اصول اصلاح اور اصول دین کے کرتا ہے۔مگر اپنے افعال کو نمونہ دوسرے انبیاء کا قرار دیتا ہے اور سوائے ایک کے کل انسانوں سے اپنے آپ کو افضل بتاتا ہے۔مگر جب اس پر اعتراض ہوتا ہے تو اس ایک ہادی کو بھی مثل اپنے خاطئی وغلط فہم ظاہر کرتا ہے۔جب یہ لوگ ایسا دیکھتے ہیں اور پھر ہزاروں آدمیوں کا اعتقاد اس کی طرف دیکھتے ہیں اور اخبارات وکتب ورسائل اس کی مدح سے مملو پاتے ہیں۔تب یہ لوگ بغیر جانچ کے یہ سمجھنے لگتے ہیں۔اجی پہلے زمانہ میں بھی ایسے ہی ڈھکوسلے اور کرایہ کے حواری اور تعریف کرنے والے ہوں گے۔جب اس تعلیم وتہذیب کے زمانہ میں ایک معمولی شخص نبی بن گیا تو اس وقت نبی بن جانا کیا مشکل تھا؟(نعوذ باللہ)

میں جو سچے دل سے سلسلہ انبیاء علیہم السلام کو جس کا ذکر قرآن میں سچا اور منزل من اللہ مانتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ غلط نمونہ نبی اور مرسل کا یہ تعلیم جس کی غرض ذاتی تعلّی اور جلب منفعت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ایک دردانگیز صدمہ دینداروں کے لئے ہے۔ یہ شکر ہے کہ متواتر پیشین گوئیوں کے غلط ہو جانے سے اس دعوت جدید کی وقعت نہیں ہونے پائی۔ ورنہ جہلاء جو یہ نہیں جانتے کہ کامل انسان میں اور افضل ترین نمونہ انسانی میں کیا صفات ہونی چاہئیں۔ دین کو بھی اشتہاروں کے ذریعہ سے خرید لیتے۔ جس طرح وہ مہلک امراض کی دواؤں کو اشتہاری طبیبوں سے لیتے ہیں۔ دراصل ان اناڑی طبیبوں اور اشتہاری نبیوں میں امور مشابہ فیہ بہت ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہ صحت وزر کو لیتے ہیں اور یہ ایمان وزر کو۔

صیغہ اصلاح کے اصول کے لحاظ سے مرزا قادیانی پر نظر

میں نے لیکچر اصول اصلاح میں قومی ترقی کے لئے چار اصول قرآن شریف سے اخذ کئے تھے۔ اگر مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کا ظہور دیکھا جاتا تو ہم نہایت خوشی کے ساتھ جہاں ہم نے ان پر اعتراض کئے ہیں۔ وہاں عملی اخلاق کے لحاظ سے ان کی تعریف بھی کرتے۔ مگر نہایت افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ تقدس کے لمبے چوڑے وعظوں اور دعاوی کے ساتھ قومی ترقی کے اصل معاملات سے مرزا قادیانی اور ان کے حواری بالکل بے پردہ ہیں۔

ا...... عدالت یا انصاف ایک لازمی شرط انسانی ترقی کی ہے اس کا یہ حال ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک بالغہ عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے (جس میں ان کو ناکامیابی ہوئی) اوّل تو خود اس لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی جو لازمی چیز ہر معاہدہ میں ہے۔ دوسرے جس لڑکے سے اس کا عقد ہوا اس کو موت کی دھمکی دی جو باوجود گزرنے مقررہ معیاد پوری نہیں ہوئی۔ تیسرے اپنی بیوی کو طلاق کی دھمکی دی اور اپنے ایک بیٹے کی زوجہ پر تشدد کیا کہ اس نکاح میں کوشش کرے اور اگر بیٹا زوجہ خود کو طلاق نہ دے تو بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی دی۔ ان کے ان پرائیویٹ خطوط کی نقول بلاتردید کے مولوی ثناء اللہ صاحب ''رسالہ الہامات مرزا'' میں چھاپ چکے ہیں۔

۲...... اتفاق قومی میں نبوت کے دعویٰ سے جو اختلاف پڑا اس سے میں قطع نظر کرتا ہوں۔ مگر مرزا قادیانی نے علاوہ اس کے قوم کی بدخواہی میں کوئی کمی نہیں کی۔ اوّل انہوں نے خود جہاد بالسیف سے انکار کیا۔ اپنی اور مولویوں کی مخالفت کی یہ وجہ بتائی کہ علماء جہاد کے اور خونی مہدی کے قائل ہیں۔ گویا ایک غیر مہذب اور غیر قوم گورنمنٹ کی نگاہ میں اپنے تئیں خیر خواہ اور عام مسلمانوں کو ایک خونی مذہب کا قائل اور بدخواہ سرکار کا ظاہر کیا۔ صرف یہ کوشش ظاہر کرتی ہے کہ مرزا قادیانی کوئی نیک نیت خیر خواہ مسلمانوں کے نہیں ہیں۔ دوسرے امام مہدی علیہ الرضوان کو خونی قرار دینا در پردہ جہاد نبوی کی ہتک اور تذلیل ہے۔ ان کا مقابلہ سرسید کی خیر خواہی سے کیا جائے۔ جس نے وہابیوں کو بچانے کے لئے اعلان کیا کہ میں خود وہابی ہوں۔ تب فرق معلوم ہوگا۔ دوسری دلیل اس بات کی کہ مرزا قادیانی اپنے ذرا سے آرام کو قوم اور انسانوں کی بہبود و اتفاق پر ترجیح دیتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ خاص مسلمانوں کی موت اور ہلاکت کی برابر پیشین گوئیاں کرتے رہے اور اس میں کسی قلبی تکلیف کی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ بقول خود خدا کی طرف سے مامور ہوچکے تھے۔ مگر ایک مجسٹریٹ درجہ اوّل کے دھمکانے اور مچلکہ لینے پر صاف وعدہ کیا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی نبی الہامات کی اشاعت ایک ادنیٰ مجسٹریٹ کے دھمکانے سے کیسے بند کر سکتا ہے؟ عوام الناس دھوکا نہ کھائیں کہ نبی یا ولی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے تن تنہا مصلوب ہونا اور حسین رضی اللہ عنہ نے تین دن کی بھوک و پیاس میں ہزاروں زخموں سے شہید ہونا قبول کیا اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔ اگر ایسی مثالیں نہ ہوں تو لوگ مذہب اور خدا سے منحرف ہو جائیں اور اگر ایسے لوگ نہ ہوں جو مرزا قادیانی کو مسیح علیہ السلام اور حسین رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں تو دنیا میں دین اور عقل کو کارگزاری اور ہدایت کی گنجائش نہ ملے۔ نبی اور مصلح کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ اکثر لوگ کم عقل ہوتے ہیں اور مکاروں کے جال میں پڑ جاتے ہیں۔

۳...... کفایت شعاری، ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو کچھ دولت یا قوت بندوں کو ملی ہے وہ خدا کی طرف سے امانت ہے۔ اس کو نہایت احتیاط سے صرف کرنا چاہئے۔ برخلاف اس کے اپنی دولت نہیں بلکہ چندہ کے روپیہ سے جو مسلمانوں کی گاڑھی کمائی سے آتا ہے۔ مرزا قادیانی

اعلانیہ اسراف کرتے ہیں۔

ایک ظاہر ثبوت وہ عرضی ہے جو بعض نیک نفس غریب مریدوں نے مرزا قادیانی کے نام بھیج کر لکھا تھا کہ چندہ بے دردی سے خرچ ہوتا ہے۔ لنگر خانہ جو مسافروں کے لئے ہے اس میں آپ کے ذاتی ملازم (خانگی باغ کے) کھانا کھاتے ہیں۔ اس کا جواب الحکم میں مرزا قادیانی نے شائع کیا ہے کہ میں کوئی بنیا نہیں کہ حساب رکھوں۔ جس طرح میں چاہوں گا خرچ کروں گا۔ العجب! ہر شخص امانت کے روپے کے لئے بنیا ہوتا ہے۔ منہاج نبوت پر مرزا قادیانی اس قدر زور دیا کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے وہ قصہ نہیں پڑھا کہ عقیل ؓ نے حضرت علی ؓ کی دعوت کی تھی۔ تین دن کی خوراک میں سے بچا کر چند روٹیاں تیار کیں تاکہ اپنی مفلسی کو ظاہر کریں۔ حضرت علی ؓ نے اسی نسبت سے ان کے روزینہ میں کمی کر دی۔ کیا ان کو خلیفہ دوم کی چادر کا قصہ نہیں معلوم؟ پھر ایک شخص کس جرأت سے کہتا ہے کہ میں بنیا نہیں۔ یہی فقرہ سمجھداروں کے لئے کافی ہے۔ ہم کو سخت افسوس اور حیرت ہے حکیم نورالدین قادیانی پر جو اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم نے ایک ایسا رسول اور ایک ایسا منہاج بنا کر اسلام پر یا مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ بڑے سے بڑا دشمن اسلام کو اس سے زیادہ سبک کیا کر سکتا ہے کہ ایسے شخص کو امین خاتم النّبیین محمد بن عبداللہ کا بروز بتائے؟

۴...... سعی ومحنت، ہمارا صیغہ گداگری اور سستی کا سخت مخالف ہے اور یہ چاہتا ہے کہ سب لوگ محنت اور سعی سے گزر کریں۔ یہی تعلیم اسلامی ہے۔ گداگری اس لئے منع ہے کہ وہ انسان کو دوسرے پر بار کرتی ہے۔ کہنے کو گداگر کہتا ہے کہ مجھ کو دو تو دنیا اور دین میں آرام پاؤ گے۔ مگر چونکہ وہ اپنے نفس کے لئے مانگتا ہے۔ اس لئے برا کرتا ہے۔ ربوٰ کی حرمت کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ اس سے توکل جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ توکل تو جائیداد سکنی وزرعی کافی ہو اس وقت بھی نہیں رہے گا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہر وقت محنت اور سعی جو انسانی ترقی کا لازمہ ہے۔ اس میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جائیداد و تجارت کے باقی رکھنے کے لئے بہت توجہ درکار ہے اس لئے سعی فرض ہے۔

مرزا قادیانی نے سب مولویوں اور پیروں اور فقیروں سے زیادہ دوسرے کی محنت

سے گزر کرنے اور اپنی جائیداد بڑھانے کی مثال قائم کی ہے۔ ہم نے قرآن وحدیث وتوراۃ وانجیل میں تلاش کیا۔ مگر کہیں پتہ نہ ملا کہ کسی نبی یا امام برحق نے اپنی تعلیم کی وجہ سے اپنی مالی حالت درست کی ہو۔ برخلاف اس کے ہم مرزا قادیانی کا اشتہار کشتی نوح میں صفحہ ۶ پر دیکھتے ہیں۔ جس کے پڑھنے سے ہم پر اس قدر حقائق ان کی تعلیم کے ظاہر ہوتے ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے ایک بڑا مضمون درکار ہے۔ وہ اشتہار یہاں پر نقل کیا جاتا ہے۔

''چونکہ آئندہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس کے بعض حصوں میں مرد مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چاردیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہوسکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہوسکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق ورازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے۔ نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔'' ''والسلام علی من اتبع الھدی'' المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔''

(کشتی نوح ص۶، ۷، خزائن ج۱۹ ص۸۶)

اس کے مفصلہ ذیل امور معلوم ہوئے۔

۱...... مرزا قادیانی کا گھر کشتی نوح ہے اور طاعون سے محفوظ رہے گا۔

۲...... مرزا قادیانی کے جس قدر گھر قریب ہیں وہ بھی شامل ہو جائیں تو کشتی نوح بن جائیں گے۔

۳...... مرزا قادیانی کو مریدوں کی طرف سے کثیر ہائے زر مل جائیں تو وہ اس قاعدہ کے رو

سے اپنے مکان کو وسیع کرتے کرتے ایک دنیا کو طاعون سے بچا سکتے۔ گویا طاعون اس لئے بھیجا گیا ہے کہ لوگ مرزاقادیانی کا مکان وسیع کر کے اس طاعون سے بچ جائیں اور چونکہ طاعون بقول ان کے ایک عذاب الٰہی ہے جو اس وجہ سے آیا ہے کہ لوگ ان کی نبوت اور مسیحیت سے انکار کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی نبوت اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ان کے مکان اور جائیداد میں وسعت ہو۔ کیونکہ (۱) مسیحیت علت طاعون۔ (۲) طاعون علت توسیع مکان۔ (۳) توسیع مکان علت چندہ۔ پس مسیحیت کا مقصد تحصیل زر ہوا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے زیادہ صریح گداگری کیا ہوگی؟ شاید یہ شبہ غلط ہو اس لئے میں صاف صاف طور پر بذریعہ اس مضمون کے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یوم دعویٰ الہام سے اب تک مرزاقادیانی نے اپنی یا لواحقین کی جائیداد بڑھائی یا نہیں اور جو جائیداد خریدی ہے وہ وقف ہے یا ذاتی۔ وقف نامہ رجسٹری شدہ ہے یا نہیں۔ اس کی نقل شائع کی جائے۔ اس معیار پر اگر مرزاقادیانی صحیح اترے (بشرطیکہ بے لاگ شخص تحقیق کریں) تو ہم بہ معذرت اس چوتھے اعتراض کو واپس لیں گے۔ ورنہ سب مسلمانوں سے کہیں گے کہ اصلاح تمدن چاہتے ہو تو ایسے مدعیوں سے بھاگو۔

خلاصہ: الغرض اس تمام غل وشور سے جو جدید مسیحیت کا پھیلا ہے نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بغیر کسی تمدنی فائدے کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے۔ انبیاء کی ہتک ہوئی۔ مذاہب الہامی پر اعتراض کرنے کا ملحدین کو بہت اچھا بہانہ ہاتھ آیا۔ بہت سے لوگوں نے دین کے نام سے اچھی اچھی تنخواہیں وصول کرنا اور روپیہ پیدا کرنے کا شیوہ کرلیا۔ ایک شخص کی تعریف میں خدا اور رسول کی تعریف کو گرد کر دیا۔ کیونکہ خدا اور انبیاء اولوالعزم کی تعریف بھی ایسی نہ ہوئی ہوگی۔ بدنما تاویلات اور بدنام کن مقدمہ بازیاں ہوئیں۔ اگر یہ سب باتیں کسی تمدنی مفید نتیجے تک پہنچنے کے واسطے ہوتیں۔ تب بھی ایک تسلی تھی۔ مگر یہ سب اس لئے ہوا کہ چند آدمیوں کو ایک مشغلہ ناموری اور حیلہ، رزق درکار تھا۔ مگر کیا یہ تحریک محض بیکار رہے ہرگز نہیں؟ اس سے کم از کم لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ مسلمانوں میں زود اعتقادی بہت ہے اور اس کی اصلاح جب ہی ہوسکتی ہے۔ جب دین کے پختہ اصول پر وہ قائم ہوں۔ اس سے سمجھداروں کو اطمینان ہوگیا کہ استقلال کے ساتھ ہر کام میں خاصی کامیابی ہوسکتی ہے۔

کیونکہ ذاتی اور شخصی تحریک میں جب یہ رونق ہے تو قومی تحریک میں کیوں نہ ہوگی؟ بعض لوگ جواس مذہبی تحریک کو(اپنی بدگمانی یا گہری فراست سے) زرکشی اور مذہب کی ہنسی اڑانے کا ایک ایسا جال سمجھتے ہیں جو چند شخصوں نے جن کے دل میں نہ خوف خدا ہے نہ یقین قیامت کھڑا کیا ہے۔ان کو بھی اطمینان ہے کہ الٰہی قوت ضرور موجود ہے۔جس نے اس تحریک میں کوئی بڑی کامیابی نہ ہونے دی۔ ہر سمجھدار آدمی کے تین چار اٹکل کی باتوں میں ایک آدھ صحیح ہو جاتی ہے۔اس تحریک کے بانی یہ بھی نہ کر سکے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی لاٹھی بغیر آواز اپنا کام کرتی رہتی ہے۔آخر میں اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے مرزائی دوست اور معتقد اس مضمون کو پڑھ کر برافروختہ نہ ہوں۔ کیونکہ یہ ان کی خیرخواہی کے لئے لکھا گیا ہے۔اگر ان کو تکلیف پہنچے تو معاف کریں جس طرح وہ جراح کو معاف کرتے ہیں۔ جو زخم آلائش دور کرتا ہے۔ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ آیا ایسا انسان افضل ترین عباد خدا، بعد رسول ﷺ عرب کے ہوسکتا ہے؟ وہ غور کریں کہ ہم نے کون سی غلط بات اس مضمون میں لکھی ہے اور پھر بھی اگر ان کو کوئی فائدہ اس مضمون سے نہ ہو تب بھی وہ اس کو نیک نیتی پر محمول کریں۔

فقط: غلام الثقلین

مضمون دیگر عصر جدید

سال گزشتہ میں قادیانی تحریک کے عنوان سے ہم نے ایک مضمون ہند کے ایک جدید مسیح کے متعلق لکھا تھا۔جس کا اثر جماعت کے بعض ارکان پر اچھا پڑا۔ چند مضامین جواب کے نام سے مسیح قادیانی کے بعض پیروؤں نے اس زمانہ میں شائع کئے تھے۔جن میں سے دو مضامین کا ذکر اکتوبر ۱۹۰۵ء کے عصر جدید میں کیا جا چکا ہے۔ان میں سے ایک تو قابل جواب ہی نہ تھا اور دوسرا یعنی خواجہ کمال الدین مرزائی کا مضمون تمہید ہی میں رہا اور باوجود وعدہ آگے نہ بڑھا سکے۔اس جماعت کے لیڈر قوم اور مخدوم الملت یعنی عبدالکریم سیالکوٹی آنجہانی جیسا کہ ان کے زمانہ بیماری کے ملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہمارے مضمون کا جواب نہ دے سکنے کا داغ حسرت اپنے ساتھ لے گئے۔

اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویران کر دی

مگر اسی زمانہ میں ریویو آف ریلیجنز کے قابل ایڈیٹر مسٹر محمد علی لاہوری ایم۔اے نے ایک مضمون اپنے رسالہ میں بعنوان ایک نیا معترض شائع کیا تھا۔ مگر یہ رسالہ ہمارے پاس نہیں بھیجا گیا۔ چند ماہ ہوئے ہم نے اس ریویو کے پرانے پرچے منگوائے تو یہ مضمون نظر پڑا اور اب اس کے متعلق مختصر رائے دینا اس لئے ضروری ہے کہ صاحب مضمون نے کئی جگہ ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ ہم سچے اور جھوٹے مدعی کا نشان بتائیں۔ اس کے متعلق ایڈیٹر موصوف نے خود ایک نشان پیش کیا ہے۔ جو ٹھیٹ ہندی میں اس طرح بیان ہوسکتا ہے کہ: ''چلتی کا نام گاڑی'' اور اس کا ثبوت صاحب موصوف نے اس آیت مبارکہ سے اخذ کیا ہے۔''انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا (المؤمن:۵۱)''یعنی ہم بے شک مدد کرتے ہیں اس دنیاوی زندگی میں اپنے رسولوں کی اور ان آدمیوں کی جو ایمان لاتے ہیں۔

اور اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کا کام روبہ ترقی ہے اور مرید بڑھتے جاتے ہیں اس لئے وہ یقیناً سچے مسیح ہیں۔

آیت مذکورہ بالا کے علاوہ اسی مضمون کی اور بھی آیات قرآن شریف میں موجود ہیں اور اگر ان آیتوں کا وہی مطلب ہے جو مسٹر محمد علی لاہوری اور دیگر مرزائیوں نے سمجھا ہے اور امداد الٰہی کے یہی معنی ہیں کہ کسی مدعی کی دولت یا مریدوں کی تعداد میں زیادتی ہو تو ہم ایک لمحہ کے لئے مرزا قادیانی کے ابتدائی دعویٰ سے لے کر انتہائی الہام تک بلا دلیل و حجت ماننے پر آمادہ ہیں۔ بشرطیکہ وہ ان دو باتوں کو جو بطور امور تنقیح طلب کے ہم نے اوپر لکھے ہیں۔ قرآن یا عقل یا ہر دو سے ثابت کردیں۔

ہم کو یہ معلوم ہے کہ عبدالکریم سیالکوٹی مرزائی نے سرطان کا پھوڑا نکلنے سے قبل جو آخری مضمون ''الحکم''میں شائع کیا تھا وہ زیادہ تر اسی آیت مذکورہ کے غلط معنی پر مبنی تھا اور اسی غلط تفسیر کی وجہ سے متوفی نے ائمہ اہل بیت کی نسبت نہایت گستاخانہ الفاظ لکھے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو ''بت ناہنجار'' کہنے میں اس شخص کی دریدہ دہنی نے تأمل نہیں کیا تھا اور وجہ اس کی یہی ظاہر کی تھی کہ خدا نے ان کو ہمیشہ ''ناکامیاب'' اور ''خاسر'' اور ''مغضوب علیہم''

رکھا اور ان کے مخالفوں کی مدد کی۔ اس زمانہ میں میرے ایک لائق دوست نے بذریعہ تحریر نہایت ہمدردی کے ساتھ فرقہ قادیانی کے اس رکن رکین کو ایک طویل تحریر لکھی تھی جس میں ظاہر کیا تھا کہ اگر اس شخص کا یہی عقیدہ رہا تو بموجب کلام مجید اس کا انجام انتہاء درجہ کا کفر وگمراہی میں ہوگا۔ جو بے شمار آیات اس تحریر میں درج کی گئی تھیں۔ ان کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے۔ مگر چند متواتر اور نہایت کثرت سے بیان کئے ہوئے قرآنی یا متواتر قصص کی طرف ہم ایڈیٹر ''ریویو آف ریلیجنز'' کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور ہم اصرار کے ساتھ مطالب کا جواب چاہتے ہیں۔

خدا نے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو صرف عبادت واطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کردے گا۔ ''**الا عبادک منهم المخلصين** (الحجر:۴۰)'' مگر صرف تیرے خاص بندوں کو، خدا نے دوسری جگہ کہا ہے: ''**ولقد صدق عليهم ابليس ظنه** (سبا:۲۰)'' شیطان نے اپنے اس خیال کو سچا کر دکھایا۔ اب قادیانی فرقہ بتائیں کہ کون قابل اطاعت اور لائق پرستش ہے؟ خدا، یا ابلیس؟ اور اس دنیا میں کس کی اطاعت کرنے والے زیادہ ہیں؟

۲...... بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی اور اس نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے: ''**وفی ذالک بلاء من ربکم عظيم** (الاعراف:۱۴۱)'' پس حکماء سلسلہ قادیانیہ جواب دیں کہ طریقہ فرعون حق پر تھا یا ملت ابراہیمی، اور قتل ہونے والوں کی اس زندگی میں خدا نے کیا مدد کی؟

۳...... بقول مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے اور یہود نے فتح حاصل کی ان دونوں میں کون حق پر تھا اور کس کی اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے؟

۴...... خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم اور سبطین رضی اللہ عنہما میں سے منجملہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ اس صورت میں حیات دنیا میں ان کی کیا مدد خدا نے کی؟ جب کہ اس نے وعدہ کیا ہے: ''**کان حقا علينا نصر المؤمنين** (الروم:۴۷)'' ان چند مثالوں سے ہم

نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر مرزائیوں کی تفسیر صحیح ہے تو دنیا میں اکثر ظالم، فاجر، بدکار، فاسق، جھوٹے، قابل اطاعت اور خدا کے سچے رسول ماموراور مومن ہیں اور سب کو انہیں کی پیروی کرنی چاہئے۔ اگر یہ معنے صحیح ہیں (اور جاہلوں کو بہکانے کے واسطے کوئی اخبار یا رسالہ یا کتاب قادیانی جماعت کی ایسی نہیں نکلتی جس میں نشان کامیابی پر زور نہیں دیا جاتا) تو قرآن شریف کی باقی تعلیم اخلاق وصبر وتحمل وتقویٰ وغیرہ کی فضول اور بیکار ہے۔

اگر دنیاوی کامیابی معیار حق وباطل کا ہے تو یہ نشان جس پر اس قدر زور دیا جاتا ہے ایک خوفناک گمراہی اور ایک ہولناک غار ہے۔ پس آیت قرآنی کے ہرگز وہ معنی نہیں ہیں جو مرزا قادیانی یا حکیم نورالدین قادیانی لیتے ہیں۔

شاید یہ کہا جائے کہ نشان بالا صرف مامور من اللہ کے ساتھ خاص یعنی جو شخص خدا کی طرف سے مرسل ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کو کامیابی ہو تو وہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا اور ہم بھی یہ خیال کرتے ہیں کہ آیت: ’’**لوتقول علینا بعض الاقاویل** (الحاقہ:۴۴)‘‘ سے مدد لے کر یہی معنے پہنائے جائیں گے۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے محمد ﷺ! اگر تو ہماری طرف غلط باتیں منسوب کرے تو ہم تیری گرفت کرلیں گے اور رگ گردن تیری منقطع کردیں گے۔ اس آیت کے معنی بیان کرنے میں بھی یا تو حد درجہ کا دھوکا دیا جاتا ہے یا انتہاء درجہ کی سادہ لوحی برتی جاتی ہے۔ دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ اگر سچا پیغمبر (بفرض محال) جھوٹے الہام بنانے لگے تو اس کو سخت سزا ملے گی۔ اس سے اگر یہ لازم بھی آئے کہ اس دنیا میں سزا ملے گی تو یہ کہاں سے لازم آیا کہ جھوٹے پیغمبر کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا یا جس کے ساتھ ایسا سلوک ہو وہ جھوٹا پیغمبر ہے؟ ’’**یقتلون الانبیاء بغیر الحق** (البقرہ:۶۱)‘‘ (نبیوں کو بلاوجہ قتل کرتے ہیں) اس آیت کی تاویل سادہ لوحوں کے سمجھانے کے لئے ممکن ہے۔ مگر تاریخی تواتر و مذہبی شہادت اور تمام دنیا کے اجماع کو باطل کرنا کہ حضرت زکریا علیہ السلام یا حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ ایک ایسا جرأت کا کام ہے جس کے سامنے دہلی کے ایک مرزا کا دعویٰ بھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے۔ پھیکا اور ہلکا معلوم ہوتا ہے۔

پس آیت مذکورہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جو شخص جھوٹا دعویٰ کرے وہ جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔کسی صحیح عقل اور متعارف منطق کے رو سے نہیں چل سکتا اور اس سے یہ بھی نتیجہ نکلے گا کہ دنیا میں نہ کوئی جھوٹا مذہب چلا ہے اور نہ چل سکتا ہے۔

حالانکہ جھوٹے سلسلے ہمیشہ موجود رہے ہیں اور اب بھی ہر مذہب میں موجود ہیں اور مدت تک ان کے بانی رونق کے ساتھ رہے اور عزت کے ساتھ مرے۔

ہم نے اس مختصر مضمون میں ابھی تک مسٹر محمد علی لاہوری بلکہ کل فرقہ مرزائیہ کی عمدہ ترین دلیل کو جس پر انہیں بہت ناز ہے مخزن اور منبع تمام خرابیوں اور فسادات کا ثابت کیا ہے۔لیکن دو باتیں بتانی اور باقی ہیں۔

۱...... اوّل یہ کہ آیت مذکورہ کے اصل معنی کیا ہیں۔

۲...... یہ کہ سچے اور جھوٹے میں امتیازی نشان کیا ہے۔

مگر ان ہر دو مباحث کو ہم اس وقت اس لئے ملتوی کرتے ہیں کہ اوّل ایڈیٹر ’’ریویو آف ریلیجنز‘‘ اپنے اس امتیازی نشان کو واپس لیں اور آیت مذکورہ کے معنی سمجھنے میں استفادہ کے خواہشمند ہوں۔ اگر وہ کسی تعلیم یافتہ اور بے لاگ جیوری کو جسے وہ خود غیرمرزائیوں میں سے منتخب کریں یہ یقین دلاسکیں کہ جو امتیازی نشان انہوں نے مقرر کیا ہے وہ قابل قبول ہے یا ان کے بتائے ہوئے معنے قرآن کی آیات کو ملانے سے نکلتے ہیں کہ جو مذہب چل جائے وہ ضرور سچا ہے۔تب ہم کو دوسرے تنقیحات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔لیکن اگر وہ اپنے دعویٰ سے عاجز ہوں تو ہم کسی آئندہ تحریر میں اس بحث کے باقی حصے کو ہدیہ ناظرین کریں گے۔اگرچہ اس نمبر میں ہم اس مضمون پر مفصل بحث نہیں کریں گے۔مگر بطور مشورہ حکیم نورالدین قادیانی اور محمد علی قادیانی سے عرض کریں گے کہ حیات دنیا کی امداد کے وعدے کی تفسیر اور توضیح کرنے سے پہلے وہ اس آیت کو بھی اپنے سامنے رکھیں۔

’’**کلما جاء ھم رسول بما لا تھویٰ انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون** (البقرہ:۸۷)‘‘ جس وقت کوئی رسول ان کی نفسانی خواہش کے

خلاف آیا تو ایک گروہ کو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کیا۔

دوسرے ان آیات پر غور کریں جہاں کافروں اور بدکاروں کو اس دنیا میں مہلت دینے کا ذکر ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ لوگ دھوکے میں نہ پڑ جاتے تو کفار کے مکانوں کی چھتیں ہم سونے چاندی کی کر دیتے۔

اور وہ اس پر بھی غور کریں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بے ادبی بمقابل مرزا قادیانی کے اس وجہ سے الحکم اور متوفی سیالکوٹی نے بارہا کی ہے کہ ان کے مددگار کم تھے۔ اس سے قادیانی جماعت کی قوت ایمانی اور خوف خدا کا پتہ کہاں تک چلتا ہے اور کیوں ہم ان کے سلسلہ کو محض اس وجہ سے مسیحی سلسلہ سے بہتر سمجھ لیں؟ کہ گورنمنٹ انگریزی بہ نسبت رومیوں کے زیادہ فیاض طبع اور عادل ہے اور مدعیان مذہب کو سخت سزائیں نہیں دیتی۔ (غلام الثقلین)

ضمیمہ: خواجہ غلام ثقلین صاحب کا یہ مضمون چونکہ نہایت متانت اور تہذیب اور انصاف سے لکھا گیا ہے۔ اس لئے عصر جدید سے اس مضمون کو علیحدہ کر کے طبع کرایا گیا۔ خواجہ صاحب کے اس مضمون کی زیادہ تحقیق اور تفصیل رسالہ عبرت خیز اور فیصلہ آسمانی حصہ دوم میں ص۳۱ سے ۸۰ تک ہے۔ ناظرین اسے دیکھیں۔ ان دونوں رسالوں میں تاریخی تواتر اور آیات قرآنی سے ثابت کیا ہے کہ دنیا میں نبی ایسے بھی ہوئے ہیں جو قتل کئے گئے۔ سخت سے سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔ ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ اس کے خلاف بہت جھوٹے مدعیان نبوت اور کافر۔ فاسق، عمر بھر راحت اور چین کی زندگی بسر کرتے رہے اور کرتے ہیں اور ایمانداروں سے زیادہ عیش وآرام میں ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایسے بھی ہوئے جنہیں تمام عمر کبھی سر میں درد بھی نہ ہوا۔ ان دونوں باتوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا کی راحت اور عیش وآرام سچوں کی فلاح اور کامیابی کا معیار ہرگز نہیں ہوسکتا۔ ’’وما متاع الحیٰوۃ الدنیا الا غرورا‘‘ اس پر وہی فخر کرسکتا ہے جس کا مقصد اعلیٰ صرف دنیا ہو۔ ان دونوں رسالوں کو دیکھنے کے بعد قادیانی جماعت کی ایک اعلیٰ قابل ناز وفخر دلیل بیکار ہو جاتی ہے اور رسالہ معیار المسیح دیکھنے سے مرزا غلام احمد قادیانی کی کامیابی کی حقیقت بھی کھلتی ہے۔ فقط!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۴)

مولانا عبدالغفار خانؒ، مولانا لکھنویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی چیلنج

یہ چیلنج اس بات پر دیا گیا ہے کہ ہمارے علمائے کاملین نے کامل طور سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ نبویہ کی رو سے مرزاغلام احمد قادیانی جھوٹے تھے۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کے ذکر کو خواہ مخواہ چھیڑنا صرف مرزاقادیانی کے کذب پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ہے اور اصل مدّعا سے گریز کا ایک طریقہ نکالا ہے۔ اب مرزائیوں کا فرض ہے کہ اس بحث کے پیش کرنے کی وجہ بیان کریں۔ مگر اس چیلنج کو اچھی طرح دیکھ کر۔ اسے خوب سمجھ لیں کہ جس کا جھوٹا ہونا ہر طرح ثابت ہوگیا ہو۔ اس کے ماننے والے اس کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہوں۔ وہ مسیح موعود کیسے ہوسکتا ہے۔ ایسے جھوٹے کی صداقت قرآن شریف سے ثابت سمجھنا، اللہ ورسول کو سخت الزام دینا ہے۔ اگر کچھ عقل ہے تو اسے سمجھو؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العظیم ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

مرزائی حضرات مرزاغلام احمد قادیانی کو خدا کا رسول اور اس کا برگزیدہ سمجھتے ہیں اور صرف مانتے ہی نہیں ہیں بلکہ دوسروں سے منوانے کے لئے بڑے کوشاں ہیں۔ اعلانیہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزاقادیانی خدا کے برگزیدہ تھے۔ انہیں مانو، اہل حق نے ان کے سمجھانے کے لئے بہت کوشش کی اور کر رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ وہ توجہ ہی نہیں کرتے۔ ہمارے رسالوں کو تحقیق اور انصاف کی نظر سے دیکھتے ہی نہیں۔ جو ان کے مرشد نے کہہ دیا ہے اسی پر ان کا عمل ہے۔ اگرچہ وہ عقلاً ونقلاً کیسا ہی غلط ہو، میں نے اسلامی اعلان میں چالیس سے زیادہ ان رسالوں کے نام بتائے ہیں۔ جن میں مرزاقادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن سے، صحیح حدیثوں سے، عقل سے، مرزاقادیانی کے پختہ اقراروں سے، ان کے جھوٹے دعویٰ

سے، یقینی طور سے ثابت کر دیا ہے۔ میں نے اسلامی اعلان میں بہ نظر خیر خواہی اس کا نمونہ دیکھایا ہے اور اسے کثرت سے شائع کیا ہے۔ اب مرزائیوں کا فرض تھا کہ ان رسالوں کو منگوا کر دیکھتے اور ہمارے الزام کا جواب دیتے اور اپنے جھوٹے نبی کی صداقت ثابت کرتے۔ یہ تو کسی سے نہ ہو سکا۔ مگر ایک سیالکوٹی مرزائی نے ہمارے اعلان کے جواب میں اپنا چیلنج ہمارے پاس بھیجا۔ جس میں انہوں نے اپنے جاہلانہ خیال کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کی موت ثابت کی ہے اور مسلمانوں کے اس خیال کو غلط بتایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور ہم سے اس کا جواب طلب کیا ہے۔ اس سے ان کی کمال ناواقفی اور تیرہ دونی ثابت ہوتی ہے دووجہ سے۔

ایک! یہ کہ ہر فہمیدہ اس کو سمجھتا ہے کہ جو اعلان میں نے بھیجا تھا اگر وہ ان کے خیال کے بموجب غلط تھا تو اس کا جواب دیتے اور اس جواب کے ساتھ اپنا چیلنج بھیجتے۔ مگر یہ نہیں کیا۔

دوسرے یہ کہ حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں بہت رسالے لکھے گئے ہیں۔ رسالہ ''حفاظت ایمان'' میں پندرہ رسالوں کے نام بتائے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے رسالے ہیں۔ عبدالکریم سیالکوٹی مرزائی کے رسالے کی تو کیا حقیقت ہے۔ ان کے مرشد نے جو ازالہ اوہام میں حضرت مسیح کی ممات ثابت کرنے پر زور لگایا ہے اس کی ایسی دھجیاں اڑائی ہیں کہ بایدوشاید اور کسی نے ان کا جواب نہیں دیا۔ پھر کس منہ سے اس بحث کا چیلنج دیا جاتا ہے۔ سیالکوٹی صاحب! میرے اسلامی اعلان کے جواب میں اپنا چیلنج بھیجنا ایسا ہی بے جوڑ ہے جیسے مشہور مثال میں کہا جاتا ہے کہ ''ماروں گھٹنا سر لنگڑائے۔''

میاں! جب ہم نے نہایت پختہ اور یقینی دلیلوں سے آپ کے مرشد کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے اظہر من الشمس کر دیا تو حضرت مسیح علیہ السلام کا مردہ ہونا ایسے جھوٹے کو سچا کیسے کر سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی صاحب عقل اس کو باور نہیں کر سکتا کہ اگر مسیح علیہ السلام مر گئے تو ان کی جگہ ایسا جھوٹا شخص جسے قرآن وحدیث نے جھوٹا ثابت کر دیا ہو وہ مسیح موعود ہو جائے؟ سیالکوٹی صاحب! ذرا ہوش کر کے اس کا جواب دو؟ مگر ہم کہتے ہیں نہیں دے سکتے۔ اگر دعویٰ ہے تو ہمارے الزاموں کا شافی جواب دیجئے۔ اس کے طے ہونے کے بعد دوسری بات پیش کیجئے

گا۔ اگر ہوش باقی رہے، بھلا اور رسالوں کا جواب تو کیا دیں گے میں نے اعلان کے ابتداء میں ان کے عقیدے لکھے ہیں، جن سے ان کا جھوٹا ہونا ہرطرح ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً پہلے یہ عقیدہ مرزاقادیانی کا دکھایا ہے کہ: ’’خدا جھوٹ بولتا ہے (نعوذ باللہ) دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہے۔‘‘ اب میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ میرا کہنا صحیح ہے یا نہیں۔ اگر ان کے خیال میں صحیح نہیں تھا تو مجھے لکھتے کہ تمہارا یہ الزام غلط ہے۔ اس کا ثبوت دو۔ مگر یہ نہیں کیا اس سے کامل طور سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی میرا لکھنا صحیح ہے۔ یعنی مرزاقادیانی کے نزدیک خدا جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ جب میرا قول صحیح ہے تو اب فرمائیے کہ کون عقلمند۔ ایسے خدا کو اور اس کے رسول کو مان سکتا ہے؟ اور جو کوئی مانے تو اس وقت کے دہریہ کس قدر اس کا مضحکہ کریں گے اور اگر میں نے غلط لکھا ہے تو آپ کو چاہئے تھا کہ مجھے اس غلطی کا الزام دیتے اور مجھ سے دریافت کرتے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ بلکہ بے جوڑ ایک چیلنج بھیج دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس الزام کے جواب سے عاجز ہیں۔ مگر بات کو ٹالنا چاہتے ہیں اور دوسری بحث چھیڑ کر اپنے مرشد کے کذب پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرزائی صاحب! یہ چیلنج آپ کا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ہمارے اسلامی اعلان کے مقابلہ میں یہ چیلنج دے کہ تم جو آسمان کی گردش مانتے ہو یہ غلط ہے۔ بلکہ زمین چکر کھاتی ہے۔ آسمان کی گردش کو ثابت کرو۔ اس کا جواب ہم ہی دیں گے کہ ہم نے تو بہ نظر خیرخواہی آپ کو اس امر پر متنبہ کیا کہ آپ بہک گئے ہیں۔ آپ کی عاقبت خراب ہوگی۔ ہمارے اعلان کو دیکھ کر اپنے ایمان کو درست کیجئے۔ آسمان کی گردش کے غلط ہونے سے آپ کا ایمان درست نہیں ہوسکتا اور زمین کی گردش صحیح ہونے سے آپ کے مرشد سچے نہیں ہوسکتے۔ اس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے مرجانے سے مرزاغلام احمد قادیانی مسیح موعود نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ قطعاً جھوٹے کذاب ہیں۔ اس لئے آپ کو ان سے علیحدہ ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’من یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ (البقرہ:۲۵۶)‘‘ ﴿یعنی جس نے طاغوت سے انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی کو پکڑا۔﴾ یہاں اللہ تعالیٰ نے طاغوت سے انکار کرنے کو ایمان باللہ سے پہلے بیان فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ جھوٹے سے علیحدہ ہونا اور اسے برا سمجھنا ایمان کا پہلا جز ہے اور

اللہ پر ایمان لانا اس کا دوسرا جز ہے۔ اس لئے آپ اپنے طاغوت یعنی مرزا قادیانی سے پہلے انکار کیجئے۔ پھر آپ کا ایمان درست ہوگا۔ ورنہ آپ کا ایمان باللہ بے کار ہے۔

اب اگر کسی کو میرے قول میں تردد ہو اور کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسالت ونبوت کا دعویٰ کر کے خدا پر ایسا الزام لگائے تو میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی یہی حالت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا اور رسول کو در حقیقت نہیں مانتے۔ مسلمانوں کو فریب دینے کو ظل اور بروز اور محبت رسول کا دعویٰ تھا۔

اب اس کا ثبوت ملاحظہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے: ’’واتینا عیسیٰ ابن مریم البینات (البقرہ:۸۷)‘‘ ہم نے اسے معجزات دیئے۔ دوسری جگہ ان معجزات کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔’’انی قد جئتکم بایة من ربکم (آل عمران:۴۹)‘‘ یہاں نہایت صاف طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) میں اس سے صاف انکار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ: ’’حق بات یہ ہے کہ آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘

کہئے یہ صریح قول خداوند کی تکذیب ہوئی یا نہیں اور اس قدوس لم یزل کو حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کے بیان میں قادیانی نے جھوٹا ٹھہرایا یا نہیں؟ یہ نہ کہہ دینا کہ الزاماً لکھا ہے۔ کیونکہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ’’حق بات یہ ہے کہ ان سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک جو امر واقعہ اور حق ہے اسے بیان کرتے ہیں۔ صرف الزام نہیں دیتے۔

دوسرا شاہد ملاحظہ کیجئے۔ وہی منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی دیکھئے۔ (جس نے مرزا قادیانی کو بہت بدنام ورسوا کیا) اس کے نکاح میں آنے کی نسبت کیسے پختہ وعدے خداوندی مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔ چنانچہ (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵) میں الہام الٰہی کے الفاظ انہوں نے اس طرح لکھے ہیں۔ ’’انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی...... خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا...... اور ہر یک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔‘‘ اس بیان پر غور کیا جائے کہ کیسا

حتمی وعدہ ہے اور کس قدر تاکیدوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے اور برسوں وعدہ ہوتا رہا مگر آخر کار پورا نہ ہوا۔

اب یہاں مرزا قادیانی کے قول کے بموجب خداتعالیٰ کی کیسی کذب بیانی اور وعدہ خلافی ثابت ہوئی۔ بلکہ فریب ثابت ہوا۔ یا یہ کہئے کہ وہ عالم الغیب نہ تھا۔ قادر مطلق نہ تھا۔ ورنہ یہ وعدہ ضرور پورا ہوتا۔ جب یہ وعدہ پورا نہ ہوا تو بالضرور خدا کا جھوٹا ہونا اور اس کے رسول یعنی مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا لازم آیا۔ کیونکہ انہوں نے بڑے زور سے اس پیشین گوئی کو اپنے لئے صداقت کا نہایت عظیم الشان معجزہ کہا تھا۔ جب اس معجزہ کا ظہور نہ ہوا تو اس دعویٰ میں وہ جھوٹے ٹھہرے اور قرآن مجید کے نص قطعی اور تورات کے صریح بیان سے جھوٹے قرار پائے۔

اب سیالکوٹی عبدالکریم مرزائی فرمائیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کا ثبوت مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کا جواب ہوسکتا ہے؟ کیا ان کا مہمل چیلنج اس اعلانیہ کذب کے دھبہ کو دھوسکتا ہے؟ کیا اس وعدہ کے پورا نہ ہونے سے مرزا قادیانی قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کے بموجب کذاب ومفتری نہیں ہوئے؟ ضرور ہوئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات کا ثبوت ان نصوص قطعیہ کو مٹا کر مرزا قادیانی کا سچا ہونا ثابت نہیں کرسکتا؟ یہ آپ کا چیلنج محض بے کار ہے۔ ہمیں جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کے مرشد کا جھوٹا ہونا ثابت نہ کیا ہوتا تو ہم اس طرف توجہ کرتے۔ کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ مونگیر سے ایک مضمون قادیان بھیجا گیا تھا۔ جس میں مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ وہ بھی ایک چیلنج تھا۔ مگر اس وقت تک تو آپ کے خلیفہ کی جرأت نہ ہوئی کہ کچھ جواب دیتے۔ پھر آپ کس منہ سے چیلنج دیتے ہیں؟ اب میں اسے نقل کر کے آپ کو دکھاتا ہوں۔ آپ قادیان سے اس کا جواب منگوا کر ہمیں بھیجئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک پختہ دلیل یہ بھی ہے کہ انہیں نبوت کا دعویٰ ہے اور وہ اپنے آپ کو مستقل نبی صاحب شریعت سمجھتے ہیں اور نہایت صفائی سے بعض عظیم المرتبت انبیاء سے اپنے آپ کو بہت افضل

کہتے ہیں اوراپنے نہ ماننے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس وقت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید سے اورصحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا۔ ان کے اس دعویٰ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو آیت قرآنی: ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (احزاب:۴۰)'' سے دلی انکار ہے۔ مگر چونکہ جانتے ہیں کہ ہمارے دعویٰ کو صرف مسلمانوں ہی نے مانا ہے۔ کوئی ہندو، کوئی آریہ، کوئی عیسائی ان پر ایمان نہیں لایا۔ اس لئے صاف انکار تو نہیں کرتے بلکہ صاف طور سے نبوت تشریعی کا دعویٰ کر کے کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ عوام کے دھوکا دینے کی غرض سے ایسی باتیں بناتے ہیں جن کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ حدیث سے۔ آیت مذکورہ سے قطعی طور سے ثابت ہے کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ کی رو سے جسے نبی کہا جائے اور قرآن وحدیث میں جس کو رسول یا نبی کہا ہے۔ ان سب کے آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ یعنی سب کے آخر میں آنے والے کیونکہ خاتم النّبیین کے معنی لغت میں اور محاورہ عرب میں آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی تمام انبیاء اور ہر قسم کے نبیوں کے بعد آنے والے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا آنے والا نہیں اور قرآن مجید کے بیان کا قرینہ بھی اسی کا شاہد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شروع قرآن مجید سے اکیس پارہ تک بہت سے انبیاء تشریعی وغیر تشریعی امتی وغیر امتی کا ذکر کر کے بائیسویں پارہ میں یہ آیت نازل کی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ایک خاص صفت خاتم النّبیین ہونے کی بیان فرمائی۔ اس میں النّبیین جمع ہے اور اس پر الف اور لام استغراق کا ہے۔ جس سے اشارہ ان تمام انبیاء کی طرف ہے جن کا ذکر اس سے پہلے ہولیا ہے اور خاتم کا لفظ جب النّبیین کی طرف مضاف کیا گیا تو محاورہ عرب کے لحاظ سے اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہوئے۔ اب خاتم کے معنی مہر کے لینا یا یہ کہنا کہ آپ ﷺ تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ لغت سے اور بیان مذکورہ سے نہایت ظاہر ہے کہ جتنے انبیاء تشریعی اور غیر تشریعی کا ذکر اس آیت سے پہلے ہولیا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور

ہارون علیہ السلام اور ان کے بعد والے سب کے آخر میں آپ ﷺ آنے والے ہیں۔ جس طرح سورج تمام تاروں کے بعد سب کے آخر میں صبح کو نکلتا ہے اور بے شمار تاروں کی روشنی چھپ جاتی ہے اور ایک سورج کی روشنی ان بے شمار تاروں کی روشنی سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت سرور عالم ﷺ کا آفتاب نبوت اس لئے آخر میں چمکا، تاکہ معلوم کرنے والے خوب جان لیں کہ آپ ﷺ کا وہ مرتبہ عالی ہے کہ آپ ﷺ کے فیوضات اور انوار نبوت کے بعد کسی کا چراغ نہیں جل سکتا۔ تمام انبیاء مثل تاروں کے ہیں اور آپ ﷺ مثل آفتاب کے ہیں۔ قیامت تک آپ ﷺ کی نبوت کی روشنی چمکتی رہے گی اور جس طرح سورج کے غروب ہوتے ہی دن کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کی نبوت کے ختم ہوتے ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کی نبوت کے زمانہ میں کوئی نبی کسی طرح کا نہیں آئے گا اور مقتضائے ''العلماء ورثة الانبیاء'' کے علماء وہی کام کریں گے جو انبیائے بنی اسرائیل کرتے تھے۔ لسان العرب (ج۴ص۲۵) جو عربی لغت کی نہایت مستند کتاب ہے اور اس وقت عرب میں اس کا نہایت اعتبار ہے اس میں لکھا ہے۔ ''ختم الوادی اقصاہ وختام القوم وخاتمهم آخرهم...... وفی التنزیل العزیز ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین ای آخرهم'' یعنی عرب اپنے بول چال میں جو ختام الوادی کہتے ہیں اس کے معنی ہیں اس میدان کی انتہاء یعنی جس مقام پر میدان کی انتہاء ہوئی ہے اسے ختام الوادی کہتے ہیں۔ اسی طرح جب اہل عرب لفظ ختام کو یا خاتم کو قوم کی طرف مضاف کرتے ہیں اور ''خاتم القوم یا خاتم القوم'' کہتے ہیں تو اس کے معنی آخر قوم کے ہوتے ہیں۔ یعنی جسے خاتم القوم کہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ساری قوم کا آخر، مطلب یہ ہوا کہ مثلاً ایک قوم کے آدمی یکے بعد دیگرے آئے۔ سب کے آخر میں جو آیا اسے خاتم القوم کہیں گے۔ (اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ختام اور خاتم جب کسی ایسی چیز کی طرف مضاف ہو جس میں وسعت ہے تو اس کی وسعت جہاں ختم ہوئی ہے اس جگہ کو ختام کہتے ہیں اور جب لفظ خاتم ایسے لفظ کی طرف مضاف ہو جس کے بہت سے افراد ہیں۔ مثلاً لفظ قوم

ہے اور خاتم القوم ہیں تو اس کے یہی معنی ہیں کہ ساری قوم کا آخر۔ اسی طرح جب اس لفظ کو النّبیین کی طرف مضاف کریں گے تو اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہوں گے)

اس بیان کے بعد صاحب لسان، قرآن مجید کی مشہور آیت: ’’**ماکان محمد**‘‘ نقل کر کے خاتم النّبیین کے معنی آخر ہم کے بیان کرتے ہیں۔ یہ معنی اگرچہ پہلے بیان سے معلوم ہوگئے تھے مگر بالتخصیص آیت کو نقل کر کے اس کے وہ معنی بیان کرنا جو بیان سابق سے سمجھے جاتے ہیں اسی غرض سے ہے کہ صاحب کتاب محققین کی طے شدہ بات کو بیان کرتا ہے تاکہ کوئی ناواقف دوسرے معنی نہ لے اور اگر کوئی گمراہ دوسرا معنی لے تو اسے الزام دیا جاسکے۔ یعنی خاتم کے معنی اگرچہ مہر کے بھی آتے ہیں۔ مگر یہاں وہ معنی نہیں ہیں۔ یہاں بالاتفاق اس کے معنی آخر کے ہیں۔ تمام محققین اہل لغت یہی معنی بیان کرتے ہیں چنانچہ قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے: ’’**الخاتم من کل شئ عاقبته واٰخرته والخاتم اٰخر القوم کالخاتم ومنه قوله تعالٰی وخاتم النّبیین ای آخر**‘‘ (یعنی ہر شئے کے انجام کو خاتم کہتے ہیں۔ اسی طرح خاتم القوم آخر قوم کو کہتے ہیں اور قرآن مجید میں جو خاتم النّبیین ہے اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں اور یہی بات مختار الصحاح سے ظاہر ہے) اب قادیانی مربی ان کتابوں کی صراحت کو دیکھیں کہ کس صفائی سے خاتم النّبیین معنی آخرالنّبیین کے بیان کئے ہیں اور خاص قرآن مجید کے الفاظ نقل کر کے وہی معنی بیان کر دیئے جو ہم بیان کرتے ہیں۔

جب قطعی طور سے معلوم ہوا کہ خاتم النّبیین کے معنی محاورہ عرب میں آخرالنّبیین کے ہیں تو بالیقین ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جناب رسول اللہ ﷺ کو آخرالنّبیین فرمایا ہے۔ یعنی حضور انور ﷺ تمام انبیاء کے آخر میں آئے ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جس کے انکار سے کوئی مسلمان کافر ہو جائے۔ کیونکہ قرآن مجید لغت عرب میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس کے وہی معنی لئے جائیں گے جو محاورہ عرب میں آئے ہیں اور بیان مذکور سے ثابت ہوا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ اب

میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح قرآن مجید کے نص قطعی سے ثابت ہوگیا کہ حضورانور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی طرح صحیح حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ حضورانور ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا۔ جھوٹے مدعی نبوت ہوں گے۔

آپ ﷺ کے آخرالانبیاء ہونے کا مقصد یہ ہے کہ جس قدر انبیاء بھیجے گئے وہ سب بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے اور آنحضرت ﷺ سلطان الانبیاء سرور عالم ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ یہ آپ ﷺ کی شان رحمت کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ تجربہ اس کا شاہد ہے کہ جب نبی آئے تو بعض پہلے نبی کے ماننے والوں نے بھی انکار کیا اور وہ مسلمان نہ رہے۔ جہنم کے مستحق ہوئے۔ اب اگر حضورانور ﷺ کے بعد بھی نبی مبعوث ہوتے تو حسب عادت بعض آپ ﷺ کے امتی بھی ان سے انکار کرتے اور جہنم کے مستحق ہوتے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعض ماننے والے بھی جہنم میں جائیں۔ مگر کسی سچے مسلمان کے دماغ میں یہ خیال کسی طرح نہیں آسکتا کہ جس نبی کریم کی صفت رحمت ہو۔ جس کی شان کو اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔ جس سے خاص خطاب کرکے فرمائے۔ ’’وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (الانبیاء:۱۰۷)‘‘ یعنی ہم نے تجھے سارے جہان کی رحمت کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ اس کی شان کسی وقت ایسی ہوسکتی ہے کہ اس کا ماننے والا جہنمی ہو جائے اور وہ ایسی عام رحمت سے محروم رہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ مرزاغلام احمد ہی کی دریدہ دہنی ہے کہ دنیا کے کچھ کم چالیس کروڑ اس حبیب کبریا رحمۃ للعالمین ﷺ کے ماننے والوں کو جہنمی کہتا ہے اور حضورانور ﷺ کی شان میں سخت دھبہ لگاتا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد نبی کی اس لئے بھی ضرورت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے علماء کو وہ شرف دیا ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل جو کام کرتے تھے وہی علمائے امت کریں گے۔ اب وہ حدیثیں بھی ملاحظہ کیجئے جن سے آیت مذکور کی تفسیر اور مرزاقادیانی کا کاذب ہونا یقینی طور سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ ہیں:

۱...... حدیث: (ابن ماجہ ص۲۹۷، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) میں ابوامامۃ

الباہلی رضی اللہ عنہ سے دجال کے بیان میں ایک طویل حدیث مروی ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ ’’انا اٰخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم ‘‘اس پر خوب غور کیا جائے کہ اس حدیث میں صاف لفظ آخرالانبیاء ہے۔ خاتم الانبیاء نہیں ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ خاتم الانبیاء کے معنی آخرالانبیاء کے ہیں۔

مطلب: یعنی رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو۔ میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی دوسری امت ہے۔ اے عزیز! دیکھو جس طرح لغت اور محاورہ عرب سے ثابت ہوا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں اسی طرح حدیث رسول اللہ ﷺ سے بھی نہایت صراحت سے ثابت ہوگیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہیں اور حضور آخرالنّبیین ہیں۔

۲...... حدیث: ’’سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ‘‘یعنی میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے۔ ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا نبی سمجھے گا۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ یعنی میرے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہ ملے گا اور جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

اس مضمون کو امام بخاری(ج ۱ ص ۵۰۹، باب علامات النبوة فی الاسلام، مسلم ج۲ ص۳۹۷، فصل فی قوله ان بین یدی الساعة کذابون، ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، باب ذکر الفتن ودلائلها، ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون)وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث میں تأمل کرنے سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل...... یہ کہ حضورانور ﷺ پیشین گوئی فرماتے ہیں کہ میرے بعد میری امت میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوں گے۔

دوم...... یہ کہ ان کے جھوٹے ہونے کی یہ علامت بیان فرمائی کہ امت محمدی ہونے کا دعویٰ کریں گے اور اپنے آپ کو امتی کہہ کر نبوت کے مدعی ہوں گے۔ یہ علامت مرزا قادیانی میں پورے طور سے پائی گئی۔ اس لئے وہ جھوٹے مدعیوں میں ہوئے۔

سوم...... ان کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل فرمائی: ’’**وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی**‘‘ یعنی وہ جھوٹے نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ میرا خاتم النّبیین ہونا ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے خاص طور سے اس مدعی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوا جو اپنے آپ کو امتی کہہ کر نبوت کا دعویٰ کرے اور اپنے آپ کو امتی نبی کہے اور مرزا قادیانی نے ایسا ہی کیا۔ اس لئے بموجب ارشاد جناب رسول اللہ ﷺ کے مرزا قادیانی جھوٹے ٹھہرے اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔

چہارم...... نہایت صراحت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لفظ خاتم النّبیین کے معنی فقط آخرالنّبیین کے ہیں۔ جس طرح محاورہ عرب اور لغت سے پہلے ثابت کیا گیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ اسی طرح اس حدیث سے بھی نہایت صفائی سے یہ ثابت ہوا اور یہ معنی نہیں ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ انبیاء کی مہر ہیں، یا زینت ہیں۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ جملہ ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں بیان ہوا ہے۔ اگر مہر کے معنی لئے جائیں تو ان مدعیوں کے جھوٹے ہونے کی یہ دلیل نہیں ہوسکتی۔ یعنی پہلے یہ ارشاد ہوا کہ میری امت میں جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے۔ پھر ان کی یہ حالت بیان فرمائی کہ ان میں ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس ارشاد کے بعد آپ ﷺ فرماتے ہیں: حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کا نہایت صاف مطلب یہی ہے کہ خدا نے مجھے خاتم النّبیین بنایا ہے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لئے ان کا دعویٰ نبوت کرنا ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ اب اگر خاتم النّبیین کے معنی مہر کے لئے جائیں تو کوئی مرزائی بتائے کہ حدیث کے کیا معنی ہوں گے؟ مگر یہ یقینی بات ہے کہ اگر یہاں خاتم کے معنی مہر کے لئے جائیں تو یہ جملہ غلط ہو جائے گا۔ بلکہ حدیث کے مطلب کو بگاڑ دے گا۔ دوسرے یہ کہ خاتم النّبیین کے بعد جملہ ’’**لا نبی بعدی**‘‘ کا اضافہ کیا گیا۔ جس سے نہایت واضح ہوگیا کہ: ’’**انا خاتم النبیین**‘‘

کے یہی معنی ہیں کہ میں آخرالنّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ یہ بیان دوطریقوں سے ثابت کرتا ہے کہ یہاں خاتم کے معنی مہر کے نہیں بلکہ آخر کے ہیں۔

پہلا طریقہ: یہ کہ جملہ ''انا خاتم النّبیین'' مدعیان نبوت کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی وہ مدعی اس لئے جھوٹے ہوں گے کہ میں آخرالنّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لئے اس کا یہ دعویٰ اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ اس کے بعد ''لا نبی بعدی'' کہہ کر اس کی شرح کردی اور فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی کسی طرح کا نہیں ہے۔ کیونکہ عربی دان واقف ہیں کہ یہاں لانفی جنس کا ہے اور لفظ نبی نکرہ ہے۔ اس لئے ہر قسم کے نبی کی نفی ہوگئی۔

پنجم...... اس حدیث کے الفاظ اور معنی پر نظر کرنے کے بعد جب واقعات پر نظر کی جاتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد بعض نبوت تشریعی کے مدعی ہوئے۔ جیسے صالح بن طریف متقدمین میں اور بہاء اللہ بابی متأخرین میں اور بعض غیر تشریعی نبوت کے جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ ان سب کے جھوٹے ہونے کی آپﷺ نے یہی دلیل بیان فرمائی کہ میں آخر النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اس لئے وہ جھوٹے ہیں۔ اس سے قطعی اور یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ آپﷺ کے بعد تشریعی غیر تشریعی، امتی، غیر امتی، ظلی، بروزی کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ خاتم کی اضافت نے اور ''لا نبی بعدی'' کے لائے نفی جنس نے ہر قسم کے نبی کی نفی کردی۔ اس کو اہل علم خوب جان سکتے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ جو رسول خداﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ خصوصاً جو امتی نبی ہونے کا مدعی ہو اس کا جھوٹا ہونا تو آفتاب نیمروز کی طرح اس حدیث سے روشن ہوگیا۔

ششم...... اس حدیث سے آیت قرآنیہ ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' کی تفسیر بھی پورے طور سے ہوگئی اور وحی خداوندی کی تفسیر صاحب وحی نے کردی اور وہ تفسیر بھی الہام خداوندی سے کی جس کا ذکر اوپر کیا گیا اور یہ تفسیر بالکل محاورہ عرب کے مطابق ہے۔ آخر میں مجھے یہ کہنا ہے کہ مذکورہ حدیث میں جو تیس جھوٹے مدعیوں کے آنے کی خبر ہے اس کا یہ مطلب

نہیں ہے کہ قیامت تک تیس ہی جھوٹے آئیں گے اوران کے سوا اگر اور مدعی ہوں گے تو سچے ہوں گے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ غرض یہی ہے کہ میرے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔ اس کا اثبات بالمشافہ کیا جائے گا اور آپ اور حاضرین جلسہ دیکھ لیں گے کہ الفاظ حدیث سے کس خوبی سے ثابت کردیا گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔ اگرچہ تیس ہزار مدعی ہوں۔

الغرض اس حدیث میں جو علامت جھوٹے مدعیان نبوت کی بیان ہوئی وہ مرزا قادیانی میں یقینی طور سے پائی جاتی ہے اور حدیث کا آخری جملہ بھی انہیں کاذب ثابت کرتا ہے۔ اس حدیث کے سوا اور بھی حدیثیں اس مضمون کی اس قدر ہیں کہ اس کے متواتر ہونے میں کوئی تردد نہیں ہوسکتا۔ بعض روایتیں اور بیان کی جاتی ہیں۔

۳...... حدیث: ’’انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی‘‘

(صحیح بخاری ج۱ ص۵۰۱، باب ماجاء فی اسماء رسول، مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائہ ﷺ)

مطلب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جس طرح پہلی حدیث سے ثابت ہوا تھا کہ حضور انور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اسی طرح اس حدیث سے بھی ثابت ہوا۔

ابوموسیٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

۴...... حدیث: ’’کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا نفسی اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفیٰ‘‘ (صحیح مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائہ ﷺ)

مطلب: رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعدد نام بیان فرمائے ہیں اور فرمایا ہے کہ میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور مُقفّی ہوں اور مقفی کے معنی محدثین نے وہی بیان کئے ہیں جو عاقب کے ہیں۔ یعنی آخرالانبیاء۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (نووی شرح مسلم وغیرہ دیکھو)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نام احمد بھی ہے۔ یہ وہ نام مبارک ہے جو قرآن شریف میں نہایت صراحت سے آیا ہے اور کلام الٰہی بتارہا ہے کہ یہ نام مبارک جناب رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اس حدیث میں اس اجمال کی جو قرآن شریف

میں تھا اور زیادہ تفصیل کر دی۔ اب کسی کاذب کو جائے دم زدن نہیں ہے۔ اب بعض قادیانیوں کا یہ کہنا کہ یہ نام حضور انور ﷺ کا نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ محض غلط ہے۔ غلام ہوکر مولیٰ بننا چاہتا ہے۔

۵…… __حدیث:__ ’’کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا ماتأ مرنا قال فوا بیعة الاوّل فالاوّل اعطوهم حقهم وان الله سائلهم عما استرعائهم‘‘

(صحیح بخاری ج۱ ص۴۹۱، باب ماذکرعن بنی اسرائیل)

__مطلب:__ بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے۔ جب کوئی نبی انتقال کرتا تو ان کی جگہ دوسرا نبی قائم ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے (جو مسلمانوں کے تمام امور کا نظم کریں گے) اوران کی کثرت ہوگی۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہم کو کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ یعنی جب بہت سے ہوں گے تو ایک وقت میں کئی ہوئے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے۔

’’حکم ہوا جس سے پہلے بیعت کرلو اس کو پورا کرو اوران کے حقوق کو پورا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ خلفاء سے ماتحت کی نسبت سوال کرے گا کہ کس طرح انہوں نے رعیت سے برتاؤ کیا۔‘‘

اس حدیث سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ اس میں لفظ ختم یا خاتم نہیں ہے۔ جس کے معنی میں گفتگو کی گنجائش ہوسکے۔ بلکہ صاف طور سے یہ ارشاد فرمایا: ’’لا نبی بعدی‘‘ جس کے معنی قطعی طور سے یہی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی کسی طرح کا نہیں ہے۔ اس کے معنی سوا اس کے اور کچھ نہیں ہوسکتے۔ یہ حدیث اس کتاب کی ہے کہ جس کی صحت کا مرتبہ بعد قرآن مجید کے مسلمات سے ہے اوراس کا مضمون وہ ہے جس کی تائید قرآن مجید سے صاف طور سے ہوتی ہے۔ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وعدالله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم (النور:۵۵)‘‘

مطلب: جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ بلاشک وشبہ ہم تمہیں ملک میں خلیفہ اور حاکم بنائیں گے۔ جیسا کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں بنائے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ امت محمدیہ ﷺ پر اپنا انعام ظاہر فرماتا ہے اور نہایت صاف طور سے صرف خلافت کا وعدہ دیتا ہے۔ چنانچہ اوّل ظہور اس کا خلفاء راشدین سے ہوا۔ سب سے اوّل حضرت ابوبکر صدیق ؓ خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد حضرت عمر ؓ ان کے بعد حضرت عثمان غنی ؓ اور ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوئے۔ یہ زمانہ خلافت راشدہ کا ہوا۔ اس کے بعد اور خلفاء ہوتے رہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ مگر اس آیت میں یا کسی اور آیت میں یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے کہ تم میں ہم نبی پیدا کریں گے۔ حالانکہ اس آیت میں اس کے ذکر کا موقع تھا۔ کیونکہ اللہ پاک اپنا احسان ان پر جتا رہا ہے۔ اگر کوئی نبی آنے والا ہوتا تو آیت میں ضرور اس کا بھی وعدہ ہوتا۔ حدیث مذکورہ نے اس آیت کی کامل تفسیر کر دی کہ امت محمدیہ ﷺ میں خلافت ہوگی نبوت نہ ہوگی۔ آیت سے ضمناً اور طبعاً سمجھا جاتا تھا۔ حدیث نے اس کی تفسیر کر دی اور اس آیت وحدیث سے خاتم النّبیین کے معنی کی شرح بھی ہوگئی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

۶...... حدیث: ’’لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحة‘‘ (بخاری ج۲ ص۱۰۳۵، باب مبشرات)

مطلب: اب نبوت باقی نہیں رہی۔ البتہ اچھے خواب باقی ہیں۔ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد مرض موت میں تھا۔

اس وقت میں یہ ارشاد فرمانا نہایت صاف دلیل ہے اس بات کی کہ آپ ﷺ اپنی امت کو متنبہ کرتے ہیں کہ دیکھو نبوت ختم ہوگئی ہے۔ میری نبوت کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے اسے سچا نہ سمجھنا۔ یہ معمولی حدیث نہیں ہے۔ یہ صحیحین کی حدیث ہے۔ اس کی صحت پر امت محمدیہ کا اتفاق ہے۔ اس کی تائید میں بہت سی حدیثیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

اس حدیث کا مضمون متواتر ہے۔ بطور نمونہ یہاں چند حدیثیں پیش کی گئی ہیں۔

۷…… حدیث: ’’قال یاایھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ‘‘

(ابوداؤد ج۱ص۸۹، باب الدعافی الرکوع والسجود، نسائی ج۱ص۱۱۱، باب الامر بالاجتہاد فی الدعافی السجود)

مطلب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر اچھے خواب یہ حدیث بھی مرض موت میں حضور انور ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

(امام احمد کنزالعمال ج۱۵ص۳۷۷، حدیث نمبر۴۱۴۶۰ ج۶ نمبر۳۳۸۱، ابن ماجہ ج۱ ص۱۹۱، باب النہی عن قرأۃ القرآن فی الرکوع وسجود، طبرانی ج۳ص۱۷۹، حدیث نمبر۳۰۵۱) روایت کرتے ہیں۔

۸…… حدیث: ’’ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات‘‘

(ابن ماجہ ص۲۷۸، باب الرؤیا الصالحہ)

مطلب: نبوت ختم ہوچکی اور مبشرات باقی ہیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت باقی نہیں رہی۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا البتہ خواب باقی ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نائب رسول اللہ ﷺ اور کاملین امت کو سچے خواب ہوتے رہیں گے۔ جس سے امت کو آئندہ کی خبریں معلوم ہوتی رہیں گی۔ جن سے انہیں بشارت ہوتی رہے گی۔ اس حدیث کو طبرانی اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے۔ یہ دونوں بڑے محدثوں میں ہیں۔

محدث ابی یعلی روایت کرتے ہیں:

۹…… حدیث: ’’ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت ولا نبی ولا رسول بعدی‘‘ (واللفظ لہ فلا رسول بعدی ولا نبی، مستدرک حاکم ج۵ص۵۵۷، حدیث نمبر۸۲۳۹)

مطلب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی۔ میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول ہوگا۔

یہاں تک قرآن مجید کی دو آیتوں اور نو حدیثوں سے ثابت کردیا گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور پہلی حدیث میں نہایت صاف طور سے رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو آخرالنّبیین فرمارہے ہیں اور چھ حدیثوں میں لفظ خاتم نہیں ہے۔ جس کے معنی میں جائے دم زدن ہو۔ دوسری حدیث میں لفظ خاتم النّبیین کا آیا مگر اس کے بعد ''لا نبی بعدی'' نے اس کی پوری شرح کردی کہ خاتم کے معنی آخر کے ہیں۔ مہر کے نہیں ہیں۔ اب ان نصوص صریحہ کے بعد امت محمدیہ میں نبوت کو باقی رکھنا صریح خدا اور رسول ﷺ کے فیصلہ سے انکار کرنا ہے۔ مگر صراحۃً نہیں۔ باتیں بنا کر، اس میں شبہ نہیں کہ مرزاغلام احمد کو سچا مان کر یہ کہنا کہ ہم قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسا یہود گؤ سالہ پرستی کرنے کے ساتھ یہ کہتے تھے کہ ہم توریت کو مانتے ہیں۔

غرضیکہ اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد منصب نبوت باقی نہیں رہا۔ اس لئے اب جو دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔ اس کے جھوٹا ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے نص قطعی سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ آخرالنّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو مرتبہ نبوت نہ ملے گا۔ اسی طرح احادیث صحیحہ متواتر سے بھی نہایت صراحت سے بالیقین ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد مرتبہ نبوت کسی کو نہ ملے گا۔ اس کی وجہ بھی نہایت معقول بیان کردی گئی۔ اب بعض جاہل قادیانیوں کا بعض آیت قرآنیہ کو پیش کر کے امت محمدیہ ﷺ میں نبوت کو ثابت کرنا محض ان کی جہالت اور بے خبری کی دلیل ہے۔ میاں قاسم علی نے اس بات میں رسالہ لکھا تھا۔ اس کے دو جواب لکھے گئے ہیں۔ ایک منشی پیر بخش لاہوری نے لکھا۔ دوسرا صوبہ بہار کے ایک عالم نے لکھا ہے اور وہ مشتہر ہوچکے ہیں۔ اس کے بعد قاسم علی مرزائی اور ان کے معین ومددگار سب دم بخود ہیں۔

اب سیالکوٹی کلرک آنکھیں کھول کر اپنے مرشد کے کذب کے دلائل کو دیکھیں کہ کس صفائی سے قرآن مجید سے۔ صحیح حدیثوں سے مرزاقادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب وہ یہ بتائیں کہ ان کا چیلنج انہیں سچا ثابت کرسکتا ہے؟ جو انہوں نے میرے اعلان کے جواب

میں بھیجا ہے۔ کیا حضرت مسیح کی موت کے ثبوت سے یہ آیات واحادیث دنیا سے نیست ونابود ہو جائیں گی اور مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت لائق توجہ ہو سکے گا؟ کیا ان کی پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے اور ان نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ سے قطعاً اور یقیناً کاذب نہیں ہوئے؟ ضرور ہوئے۔ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔

مولانا عبداللطیف صاحب کے چیلنج کو ایک سال سے زیادہ ہوا مگر کسی قادیانی مربی کی جرأت نہ ہوئی کہ جواب دے۔ یہی مضمون فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں لکھا گیا ہے اور مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا گیا ہے۔ اس کو چھپے ہوئے چوتھا برس ہے۔ اب عبدالکریم مرزائی سیالکوٹی دکھائیں کہ کس نے اس کا جواب دیا۔ پھر کس منہ سے وہ ایک بیکار چیلنج ہمارے پاس بھیجتے ہیں اور اپنے مربیوں کو اور خلیفہ کو شرم نہیں دلاتے کہ جب تک ان رسالوں کا جواب نہ دیا جائے تو کس منہ سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا اعلان دیا جاتا ہے اور اس جھوٹے دعوے پر پردہ ڈالنے کے لئے خواہ مخواہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کی فضول بحث کو چھیڑا جاتا ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام مرگئے اور دوسرا کوئی شخص مسیح موعود ہے تو وہ ایک مقدس پاک باز شخص ہوگا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ آنے والا مرزا قادیانی کی طرح جھوٹا ہو؟ جس کا جھوٹا ہونا قرآن وحدیث سے، اس کے اقوال سے، عقل سلیم سے، ہر طرح ثابت ہو گیا ہو اور آنے والے مسیح کی جو علامتیں حدیث میں بیان ہوئی ہیں وہ بھی نہیں پائی گئیں۔ حقیقت المسیح اور ہدیہ عثمانیہ کے دوسرے حصہ میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

غرضیکہ جب ہم نے مرزا قادیانی کا کاذب ہونا کامل طور سے ثابت کر دیا ہے تو اب ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر سیالکوٹی مرزائی یا کوئی مرزائی ضرورت ثابت کرے تو سامنے آئے اور ثابت کر کے دکھائے۔ مگر ہرگز ثابت نہیں کر سکتا۔ آخر میں راقم یہ بھی کہتا ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں متعدد رسالے لکھے گئے ہیں اور مرزا قادیانی نے جو کچھ حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات کے ثبوت میں اپنی جدت دکھائی ہے اس کی ایسی دھجیاں اڑائی گئی ہیں کہ باید وشاید اور بڑے بڑے رسالے لکھے گئے ہیں۔ میں چند نام مع مختصر کیفیت کے لکھتا ہوں۔

حیات المسیح علیہ السلام کے ثبوت میں رسائل

۱...... **الحق الصریح فی حیات المسیح:** مولانا محمد بشیر مرحوم سے مرزا قادیانی کا دہلی میں اسی مسئلہ پر مناظرہ ہوا۔ مگر مرزا قادیانی اسے ناتمام چھوڑ کر قادیان بھاگے اور مولانا نے یہ رسالہ پورا کر کے ۱۳۰۹ھ میں مطبع انصاری دہلی میں چھپوایا۔

۲...... **الالہام الصحیح فی حیات المسیح:** یہ رسالہ ۱۳۱۱ھ میں مولانا غلام رسول صاحب نے عربی زبان میں نہایت قابلیت سے لکھ کر چھپوایا ہے اور تازندگی کہتے رہے کہ اگر مرزا قادیانی نے یا حکیم نورالدین قادیانی نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا تو پھر ایسا جواب دیا جائے گا کہ ہوش جاتی رہے گی۔ مگر دونوں صاحبوں نے دم نہیں مارا اور دنیا سے تشریف لے گئے۔

۳...... **شہادۃ القرآن:** اس میں دو باب ہیں۔ پہلے باب میں آیات قرآنیہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت کی ہے اور دوسرے باب میں مرزا قادیانی کے دلائل ممات کو غلط ثابت کیا ہے۔ یہ باب دوم ۱۳۲۳ھ میں اور پہلا باب اس سے دو برس پہلے چھپا ہے۔ یہ دونوں باب ۳۰۶ صفحوں پر چھپے ہیں۔

۴...... **السیف الاعظم:** مقام کٹک میں بعض مرزائیوں نے مناظرہ کا غل کیا تھا۔ وہاں کے ایک ہمدرد اسلام سید مکرم علی صاحب رئیس اعظم نے مولوی غلام مصطفیٰ صاحب سہسوانی کو مناظرہ کے لئے بلایا۔ مگر قادیانی صاحب کسی طرح سامنے نہ آئے۔ انہوں نے ایک رسالہ لکھا تھا۔ ممات مسیح علیہ السلام پر مولانا نے اسی کے جواب میں ۱۳۲۸ھ میں یہ رسالہ لکھا اور ۱۹۱۰ء میں مطبع فخر المطابع لکھنؤ میں چھپوایا ہے۔ مگر اس کے جواب سے بھی قادیانی عاجز رہے۔

یہ چار رسالے تو مدت سے چھپے ہوئے مشتہر ہیں۔ پہلا رسالہ ۲۶ برس سے اور دوسرا ۲۴ برس سے مشتہر ہے۔ پھر کیا ہیڈ کلرک سیالکوٹی نے ان رسالوں کو نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہے تو ان باتوں کا جواب نہیں پایا ہے جو انہوں نے اپنے چیلنج میں لکھی ہیں۔ ان رسالوں کو مکرر دیکھیں اور پھر ہمیں لکھیں کہ ہماری فلاں بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ حالانکہ اس کا جواب دینا ضرور تھا۔ پھر ہم انہیں سمجھا دیں گے اور ان کی نادانی اور ناواقفی کو دکھا دیں گے۔ ایک

جدید رسالہ جو خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں حیات مسیح علیہ السلام پر لکھا گیا ہے وہ عجیب رسالہ ہے۔ اس میں قرآن مجید سے اور احادیث سے اور اجماع امت سے اور مرزا قادیانی کے مسلمات سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا ہے اور مرزا قادیانی کے دعوے قرآن دانی کی وہ دھجیاں اڑائی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ مگر یہ رسالہ اب تک چھپا نہیں ہے۔ حیات مسیح اس کا نام ہے۔

آخر میں پھر کہوں گا کہ ہم نے مرزا قادیانی کو نہایت قطعی دلیلوں سے جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ اب ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزائی پہلے ہمارے الزامات کو اٹھائیں اور ان کا راست باز اور نیک ہونا ثابت کریں۔ پھر اس کے بعد حیات وممات پر بحث کریں۔

سرکاری محکمہ میں جگہ خالی ہونے سے اسی کو جگہ مل سکتی ہے جو پاس حاصل کر چکا ہو اور جس نے کوئی پاس نہیں کیا اور اس کا چال وچلن بھی اچھا نہیں ہے۔ وہ اس جگہ کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی نے تو اسلامی سرکار میں راست بازی کا پاس بھی حاصل نہیں کیا۔ پھر وہ حضرت مسیح کے عہدۂ جلیلہ پر کیونکر فائز ہوسکتے ہیں؟ حضرت مسیح کے انتقال کر جانے سے مرزا قادیانی سے وہ الزامات نہیں اٹھ سکتے جن سے وہ قطعی کاذب ثابت ہو چکے ہیں۔ خیال کیجئے کہ جو آیت واحادیث میں اوپر نقل کر آیا ہوں جن سے مرزا قادیانی یقینی طور سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں انہیں قرآن وحدیث سے مرزائی نکال کر صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے؟ کیا ہمارے علماء کے سامنے ان کے معنی میں تحریف کر کے اپنے مدعا کے موافق کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس کے خلاف دعویٰ ہو تو اپنے کسی بڑے مربی کو سیالکوٹی سامنے لائیں۔ مگر ہم یہ بھی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی سامنے نہ آئے گا۔ ’’واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون‘‘

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کے مسئلہ کو سب سے اوّل پیش کرنا خاص اس غرض سے ہے کہ مرزا قادیانی کے کذب پر پردہ ڈالا جائے۔ چونکہ ان کے بڑے خوب جان چکے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس بحث کو اپنی سپر بنا رکھا ہے۔ جانتے ہیں کہ اس میں علمی بحث پیش آئے گی اور عوام اسے نہیں

سمجھیں گے اور بحث بھی طویل ہے۔ اس لئے اس میں اس قدر دیر ہوگی کہ مرزا قادیانی کی پردہ دری کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ یہ طریقہ مرزا قادیانی نے ہی تعلیم کیا ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات میں جو خوبیاں ہیں وہ مجھ میں نہیں ہیں۔ ان کے آنے کی جو علامتیں صحیح حدیثوں میں آئی ہیں وہ اس وقت ہرگز نہیں پائی گئیں۔ مگر چونکہ انہیں مذہب سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے جھوٹی باتیں بنا کر بہت مسلمانوں کو گمراہ کیا اور مخالفین اسلام کو اعتراض کا موقع دیا۔ انہیں کے پیرو سیالکوٹی ہیں۔ چند ورق کا چیلنج لکھ کر اپنی جہالت سے یہ خیال کرلیا کہ ہماری تحریر لاجواب ہے۔ انہیں چاہئے کہ ذرا ہمت کر کے ہماری تحریر کا جواب دیں۔ اس کے بعد دوسری بات کریں۔

مرزائیوں کا فریب

جن کو خوف خدا اور حق طلبی ہے انہوں نے دیکھ لیا کہ قادیانی مرزا کا جھوٹا ہونا قرآن شریف اور احادیث اور خود ان کے اقراروں سے ثابت کر دیا گیا اور اس باب میں تیس چالیس رسالوں سے زیادہ لکھ کر شائع کر دیئے گئے اور تمام مرزائی ان کے جواب سے عاجز ہیں۔ مگر جس طرح قدیم عیسائی پادری باوجودیکہ لاجواب ہو جائیں گے اپنے مذہب کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ اسی طرح مرزائی بھی کوشاں ہیں اور اب دو طرح سے انہوں نے فریب دینا اختیار کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ جہلاء کو قرآن شریف میں تحریف کر کے جا بجا غلط معنی سکھا دیئے ہیں وہ اپنی جماعت میں بیٹھ کر قرآن شریف کا درس دیتے ہیں اور مرزا قادیانی کی تعریف قرآن شریف سے ثابت کرتے ہیں اور عوام کو فریب دیتے ہیں۔ بھائی مسلمان اس اندھیر کو ملاحظہ کریں کہ جس کا جھوٹا ہونا یقینی طور سے دکھا دیا گیا ہو اس کی تعریف قرآن شریف میں ہوسکتی ہے؟ اگر ایسا ہو تو قرآن مجید منجانب اللہ نہ رہے۔ (نعوذ باللہ) دوسرا فریب یہ ہے جب کوئی ان سے مناظرے کی درخواست کرتا ہے تو حضرت مسیح کی حیات وممات کی بحث کو پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر حضرت مسیح مر بھی گئے تو ایسا جھوٹا شخص کیونکر مسیح ہوسکتا ہے؟ جس کا جھوٹا ہونا قرآن وحدیث کے علاوہ اسی کے پختہ اقراروں سے ثابت ہوگیا ہو۔ اس لئے مرزائیوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ ان کی صداقت ثابت کریں اور ہمارے رسالوں کا جواب دیں۔ فقط!

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۵)

مولانا حکیم محمد یعسوب مونگیرویؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جس میں ختم نبوت پر دلائل اور امت محمدیہ کے فضائل بیان کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن واحادیث سے ثابت کیا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ آنے کا ایک عجیب سیر عظیم دکھایا ہے۔ جس سے حضور سرور انبیاء ﷺ کی شان رفعت اور امت محمدیہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

اظہار واقعہ

مونگیر خانقاہ رحمانی سے مولانا مفتی عبداللطیف صاحب ومولانا محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی تبلیغ واشاعت کی غرض سے بھاگلپور وپورینی تشریف لے گئے تھے۔ دونوں صاحبوں کی وہاں تقریریں ہوئیں اور عبدالماجد قادیانی سے جو قادیانیوں کے سرکردہ شمار کئے جاتے ہیں۔ مناظرہ کی بار بار درخواست کی گئی۔ مگر عبدالماجد قادیانی گریز کرتے رہے۔ ایک دن عبدالماجد قادیانی کچھ بہکے ہوئے اشخاص کو پختہ کرنے کے لئے اپنے دولت کدہ پر وعظ کا سامان کر رہے تھے کہ اچانک حضرات علمائے کرام ایک جماعت کے ساتھ عبدالماجد قادیانی کے مکان پر پہنچ گئے اور مولانا عبدالشکور صاحب نے مرزا قادیانی کے صدق وکذب پر گفتگو کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ جب مرزا قادیانی کا کذب ثابت کر دکھایا گیا تو عبدالماجد قادیانی نے اپنے نبی کی صداقت میں ایسی باتیں پیش کیں۔ جس کا غلط ہونا قرآن مجید سے اس وقت ثابت کیا گیا اور اس کے بعد عبدالماجد قادیانی پر ایسی بدحواسی طاری ہوئی کہ قرآن مجید ہاتھ میں لے کر بسم اللہ تک صحیح نہ پڑھ سکے اور ان کی اس حالت نے مرزا قادیانی کے کذب ودجل کا گویا معائنہ کرادیا۔ اگر مرزائی حضرات کے قلب میں حق طلبی اور خوف خدا ہوتا تو اسی وقت مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر ایمان لے آتے۔ مگر اس کے خلاف محض حقانیت کے چھپانے کے لئے مرزائی حضرات نے دو اشتہار شائع کر دیئے جس میں دروغ بے فروغ کا انبار اور علمائے کرام پر سب وشتم کی بوچھاڑ کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ جس کا صریح مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو غصہ دلا کر اصل مقصد سے علیحدہ کر کے دوسری باتوں کی طرف متوجہ کر دیا جائے۔

اسی طرح ظریف مرزائی نے اپنے اشتہار میں صرف یہ کہہ کر اپنے مذہب کے پیروؤں کو خوش کر دیا کہ کتاب فیصلہ آسمانی پاگل کی بڑ ہے۔ جس کا آج تک بڑے سے بڑے مرزائی سے جواب نہ ہوسکا اور نہ مشتہر انعام لینے کی ہمت کر سکے۔

اس کے علاوہ مسیح قادیان کے جھوٹے ہونے کی دلیلوں میں بہت رسالے لکھ کر شائع کئے گئے۔ جس کے جواب سے مرزائی امت اب تک عاجز ہے۔ جن میں: (۱) قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے۔ (۲) صحیح حدیثوں سے۔ (۳) خود ان کی پیشین گوئیوں کے جھوٹے ہو جانے سے۔ (۴) جھوٹے حوالوں اور اعلانیہ دروغ گوئیوں سے۔ (۵) اپنے پختہ اقراروں سے جھوٹے اور کاذب تمام دنیائے اسلام کے نزدیک ثابت ہوئے اور ان کا کذب ودجل آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر کر دیا گیا۔ یہی نہیں بلکہ ان کے اصحاب اور خواص کی روش، ان کی تہذیب وشائستگی، ان کی بدزبانی مرزا قادیانی کے حالات اور اثرات کا آئینہ بن کر مسلمانوں کے سامنے موجود ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کا نیک انسان ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ بزرگی اور نبوت تو بڑی بات ہے۔ محمد یعسوب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس خدائے برتر وتوانا کا صد ہزار احسان اور شکر ہے کہ اس نے ہم لوگوں کو اپنے ایسے نبی مرسل کی امت میں پیدا کیا جس کی شان رفعت کا اندازہ ہماری محدود عقل صحیح طریقہ پر کرنے سے معذور ہے اور جو دنیا میں رحمتہ اللعالمین اور خاتم النّبیین بن کر اسلام جیسا محکم اور سچا دین لایا اور جس نے نور کو ظلمت سے جدا کر کے اللہ کے بتلائے ہوئے راہ کی رہنمائی فرمائی جو عقل وفہم کے عین مطابق ہے۔

صوبہ پنجاب کے ایک قصبہ میں جو قادیان کے نام سے موسوم ہے وہاں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا جو کبھی بروزی ظلی کے رنگ میں، کبھی تشریعی اور کبھی غیر تشریعی کے رنگ میں اپنے آپ کو دنیا کے سامنے پیش کرتا رہا اور شیطانی الہاموں، پیشین گوئیوں، وحی کی بارشوں میں اس قدر بدحواس ہوگیا کہ کبھی ابن اللہ اور کبھی خود خدا ہونے کا بھی دعویٰ کر بیٹھا اور اس غلط روی کے باوجود ایک جماعت نے اسے اپنا امام، مجدد، مرسل، نبی مان لیا۔ جسے عام مسلمان اپنی ناواقفیت اور جہالت سے اسلام کا سچا خیرخواہ تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ جماعت اپنے اصول کے لحاظ سے اسلام سے کوسوں دور ہے اور ایک عظیم گمراہی میں مبتلا

ہے۔ چنانچہ حضور سرور عالم ﷺ پر نبوت کا ختم ہونا قرآن مجید واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ مگر یہ جماعت اس امر کے ثبوت کے باوجود مدعی نبوت قادیانی کو اپنا پیشوا اور نبی مانتی ہے اور اس کو اس پر اصرار ہے۔ ہر وہ انسان جسے امت محمدیہ میں ہونے کا فخر حاصل ہے اور اس امر پر وہ کامل یقین رکھتا ہے کہ انسان کو حیات ابدی اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب کہ وہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا پورا پیرو اور تمام باتوں کو ماننے والا ہو۔ بتقاضائے نفس ''نؤمن ببعض ونکفر ببعض'' اس کی حالت نہ ہو تو اپنے رسول برحق جناب نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں پر پورا اعتقاد رکھے گا اور اس کا ایک ایک حرف پر کامل ایمان ہوگا۔

رسول برحق ﷺ کی پیشین گوئی ملاحظہ ہو:

۱…… ''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خالفهم حتی یأتی امر الله'' (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، باب ذکر الفتن ودلائلها)

میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (اس لئے ان کا یہ دعویٰ کرنا ہی ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے) میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا۔ اس کے مخالف اسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ خدا کا حکم وقیامت آجائے۔ اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ میرے بعد میری امت میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوں گے اور ان کے جھوٹے ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یعنی میرے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ خصوصاً وہ جو اپنے آپ کو امت محمدی میں قرار دے کر نبوت کا مدعی ہو اس کا جھوٹا ہونا نہایت ظاہر ہے۔

اس حدیث سے اس کا بھی فیصلہ ہوگیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی کلام خدا اور رسول میں جن کو نبی کہا گیا ہے ان سب کے بعد آنے والے جناب رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین مان کر یہ کہنا کہ آپ تشریعی انبیاء کے خاتم ہیں یا تمام انبیاء کے لئے زینت یا مہر ہیں۔ محض غلط اور قرآن شریف میں تحریف کرنا ہے۔ ان دونوں

تراشیدہ معنوں کی غلطی اس حدیث نے ظاہر کردی۔ اگر خاتم النّبیین کے معنی میں کوئی تخصیص کی جائے یا اس کے دوسرے معنی لئے جائیں تو جملہ ’’وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘ ان کاذبوں کے جھوٹے ہونے کی وجہ نہیں ہوسکتی۔ واقعات اور تاریخ سے ظاہر ہے کہ جن جھوٹے مدعیان نبوت نے جناب رسول اللہ ﷺ کو مان کر دعویٰ کیا ہے ان میں سے کل یا اکثر ایسے ہی ہیں جنہوں نے نبوت غیرتشریعی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے ان کے کذب کے لئے حضور ﷺ کا یہ ارشاد صحیح نہ ہوگا۔ (نعوذ باللہ)

الحاصل یہ حدیث قرآن مجید کے مطابق اور آیت: ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ کے بعض مضمون کی تفسیر ہے اس حدیث نے اوّل تو خاتم النّبیین کے معنی بیان کر دیئے۔ یعنی تمام انبیائے کرام بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سلطان الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ آخر میں آئے۔ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ آپ ﷺ ہی کی ہدایت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا اور آپ ﷺ کی شریعت حقہ کاملہ کی روشنی عمل کرنے والوں کے دلوں کو منور کرتی رہے گی اور کسی جدید شریعت کی انہیں حاجت نہ ہوگی۔ ہاں! علمائے امت اور مجددین ہوں گے جو آپ ﷺ کے دین مستقیم کی حقانیت کو ظاہر کرتے رہیں گے اور مسلمانوں کی خراب حالت کی درستگی ان کا کام ہوگا اور یہ بھی بشارت حضور انور ﷺ نے دے دی کہ یہ گروہ حقانی، جھوٹوں اور گمراہوں پر غالب رہے گا۔ اس لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ رہی۔ اس مضمون کی شہادت میں بہت حدیثیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند حدیثوں کے بعض الفاظ آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ میرے دعویٰ کی صحت میں آپ کو تأمل نہ رہے۔

۱...... ’’لوکان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب‘‘

(ترمذی ج۲ص۲۰۹، باب مناقب عمرؓ)

’’اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔ اس سے نہایت صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ اب جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ حضور انور ﷺ کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔‘‘

۲...... ’’لا نبوۃ بعدی الا المبشرات‘‘

(مسند احمد ج۵ص۴۵۴، کنز العمال ج۱۵ص۳۷۰، حدیث نمبر۴۱۴۲۲)

’’میرے بعد نبوت نہیں ہے مگر مبشرات ہیں۔‘‘

۳...... ’’ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی‘‘

(ترمذی ج۲ص۵۱، باب ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات)

’’بلاشبہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی ہے۔‘‘

۴...... عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ مکان سے تشریف لائے اور تین مرتبہ فرمایا:’’انا محمد النبی الامی ولا نبی بعدی‘‘ (مسند احمد ج۲ص۱۷۲)

’’میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ حدیثیں امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی ہیں۔‘‘

۵،۶...... ’’ختم بی الانبیاء وختم بی النبیون‘‘

(صحیح بخاری، مسلم ج۱ص۱۹۹، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: انبیاء کا خاتمہ مجھ پر کیا گیا۔

اس مضمون کی روایتوں سے حدیث کی کتابیں بھری ہیں۔ بیس صحابی اس مضمون کی روایت کرنے والے اس وقت میرے پیش نظر ہیں اور کامل تلاش سے کس قدر ہوں گے۔ اسے میں نہیں کہہ سکتا؟ الغرض عام طور سے ختم نبوت کا ثبوت قرآن وحدیث سے کامل طور سے ہے۔ مگر نبوت تشریعی اور غیر تشریعی کا فرق کر کے کسی ضعیف روایت میں بھی پتہ نہیں چلتا کہ نبوت غیر تشریعی ختم نہیں ہوئی۔ جن صحابہ نے ختم نبوت کی حدیثیں روایت کی ہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ جابر بن عبداللہ، ابوسعید خدری، ابوالطفیل، ابوہریرہ، انس بن مالک، عفان بن مسلم، ابی معاویہ، جبیر بن طعم، عبداللہ بن عمر، ابی بن کعب، حذیفہ، ثوبان، قتادہ، عبادۃ بن الصامت، عبداللہ ابن مسعود، جابر، عبداللہ ابن عمر، عائشہ، عبداللہ ابن عباس، عطار ابن یسار رضی اللہ عنہم۔

مگر یہاں حدیث مذکور کے علاوہ صرف تین حدیثیں نقل کی جاتی ہیں:

۲...... (ابن ماجہ ص۲۹۷، باب فتنہ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) میں دجال کے بیان میں ایک بڑی حدیث روایت کی گئی ہے۔ اس میں یہ ارشاد ہے:’’انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم‘‘ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے

بعد کوئی دوسری امت نہیں۔ امت محمدی ﷺ پر دنیا کا خاتمہ ہے۔ اب جن گمراہوں کا یہ خیال ہے کہ آخری امت احمدی ہے، محمدی ﷺ نہیں ہے، محض غلط ہے۔ جس کی غلطی رسول اللہ ﷺ نے نہایت صاف طور سے بیان فرمادی اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ (امام بخاری ج۱ ص۵۰۱، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسماء ﷺ) دونوں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس طرح روایت کرتے ہیں:

۳...... ’’انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی ‘‘میں عاقب ہوں۔(پیچھے آنے والا) اور عاقب وہ ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے نام بہت ہیں۔ ان میں ایک نام عاقب بھی ہے۔ اس کے معنی پیچھے آنے والا۔ اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس نام کی شرح فرمادی۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام انبیاء کے پیچھے آنے والا اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ناظرین ان دونوں حدیثوں کو ذرا غور سے ملاحظہ کریں کہ کس صفائی سے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں آخرالنّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ان تینوں حدیثوں نے خاتم النّبیین کے معنی کی نہایت واضح شرح کر دی۔ یعنی پہلی حدیث میں تھا۔ ’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ‘‘یعنی میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہاں تو جملہ’’لا نبی بعدی ‘‘ نے خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین متعین کئے تھے۔ دوسرے حدیث میں صاف طور سے حضور ﷺ نے اپنے آپ کو’’انا اخر الانبیاء ‘‘ فرمایا۔ یعنی میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں۔ تیسری حدیث میں اس کی جگہ ارشاد ہوا۔’’انا العاقب ‘‘یعنی میں سب نبیوں کے بعد آنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے معنی بعینہٖ وہی ہیں جو دوسری حدیث کے ہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ غرض کہ اس الہامی لفظ کے معنی صاحب الہام نے بیان فرمادیئے اور حضور انور ﷺ کی زبان مبارک سے مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی غلطی ظاہر ہوگئی۔ اب اس کی تائید کے لئے چوتھی حدیث ملاحظہ ہو۔

۴...... (صحیح بخاری ج۱ ص۴۹۱، باب ماذکر عن بنی اسرائیل) میں ہے:’’کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ قال فوابیعۃ الاول

فالاول اعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم ’’یعنی بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے۔ جب کوئی نبی انتقال کرتا تو ان کی جگہ دوسرا نبی قائم ہوتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔ (جو مسلمانوں کے تمام امور کا نظم کریں گے اوران کی کثرت ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ ہم کو کیا ارشاد فرماتے ہیں (یعنی جب بہت سے ہوں گے تو اگر ایک وقت میں کئی ہوئے تو ہم کو کیا کرنا چاہئے) حکم ہوا کہ جس سے پہلے بیعت کرلو اس کو پورا کرو اوران کے حقوق کو ادا کرتے رہو) اللہ تعالیٰ خلفاء سے ماتحت کی نسبت سوال کرے گا کہ کس طرح انہوں نے رعیت سے برتاؤ کیا۔ تم بری الذمہ ہو۔ اس حدیث سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہیں ہوگا۔ یہ مدعا ان چاروں حدیثوں سے بعبارۃ النص ثابت ہے۔ اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔

الحاصل ان حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضور انور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں دیا جائے گا۔ البتہ جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے جن کا ظہور ہو رہا ہے۔

اب میں مختصر طور سے یہ بیان کرتا ہوں کہ خاتم النّبیین کے جو معنی احادیث مذکورہ سے معلوم ہوئے وہی معنی محاورہ عرب سے ثابت ہیں۔ کیونکہ خاتم النّبیین میں لفظ خاتم ہے اس میں حرف تا کو زیر بھی ہے اور زبر بھی ہے۔ اگرچہ روایت کے لحاظ سے زیر پر زیادہ مستند اور معتبر ہے۔ کیونکہ زبر کی روایت کرنے والے صرف دو آدمی ہیں۔ باقی جتنے ماہرین قرآن اور قراء ہیں وہ سب زیر کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ البتہ ہندوستان میں زبر کے ساتھ مستعمل اور مشتہر ہوگیا ہے۔ اس لئے عوام اسی کو اپنی ناواقفیت ہی صحیح سمجھتے ہیں۔

کلام عرب میں خاتم کے کئی معنی ہیں۔ انگوٹھی، مہر، آخر القوم یعنی جو سب سے آخر میں ہو، مگر یہ لفظ جب مضاف ہوجاتا ہے اس وقت کوئی معنی نہیں رہتے۔ بلکہ مضاف الیہ کے اعتبار سے اس کے معنی خاص ہوجاتے ہیں۔ مثلاً خاتم فضۃ یعنی انگوٹھی چاندی کی، یہاں خاتم خاص انگوٹھی کے معنی میں ہے۔ دوسرے معنی نہیں ہیں۔ اسی طرح جس وقت خاتم کو قوم وغیرہ کی طرف مضاف کریں گے مثلاً خاتم القوم کہیں گے تو اس کے معنی صرف آخر قوم کے ہوں گے۔ دوسرے معنی نہیں ہوں گے۔ لسان العرب جو اہل زبان کے نزدیک نہایت مستند لغت ہے اس میں لکھا ہے: ’’ختام القوم وخاتمھم وخاتمھم. آخرھم وفی التنزیل

العزیز ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای اٰخرھم‘‘ (لسان العرب ج۴ص۲۵)

یعنی لفظ ختام اور خاتم اور خاتم، تینوں کو جب مضاف کرتے ہیں اور مثلاً خاتم القوم کہتے ہیں تو اس کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں۔ یعنی ساری قوم کے آخر میں آنے والا اور قرآن مجید میں جو’’ماکان محمد‘‘میں جولفظ خاتم النّبیین ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ محمد(ﷺ) تمام انبیاء کے آخر میں ہیں۔ اسی طرح جب خاتم لفظ’’نبیین‘‘ کی طرف مضاف ہوگا اور خاتم النّبیین کہیں گے تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ سب انبیاء کے آخر میں آنے والا۔ اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر اس کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ دیا جائے تو وہ آخرالانبیاء نہ ہوا۔ یہی معنی اور ماہرین لغت نے لکھے ہیں۔ چنانچہ قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے:’’الخاتم من کل شئ عاقبتہ واٰخرتہ والخاتم اٰخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النّبیین ای اخرھم‘‘یعنی ہر شئے کے انجام اور اس کے آخر کو خاتم کہتے ہیں۔ اسی طرح خاتم القوم آخر قوم کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو جناب رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین فرمایا ہے اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی سب انبیاء کے آخر میں آنے والا۔

لغت کی ان تین کتابوں میں پہلے خاتم کے معنی محاورہ عرب سے ثابت کر کے خاص قرآن مجید کی وہ آیات والفاظ جن میں لفظ خاتم آیا ہے اور النّبیین کی طرف مضاف ہے اس کے معنی بیان کر دیئے اور نہایت وضاحت سے بتادیا کہ اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ اگرچہ ان تینوں کتابوں کے بیان سابق سے آیت کے معنی معلوم ہوگئے تھے کہ آخرالنّبیین کے معنی ہیں۔ مگر آخر میں آیت کے الفاظ کونقل کر کے یہ کہنا کہ یہاں بھی خاتم کے وہی معنی ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ غالباً اسی دوراندیشی کی غرض سے ہے کہ کسی وقت کوئی جاہل یا گمراہ آیت میں دوسرے معنی بتا کر مسلمانوں کو گمراہ نہ کرے۔

اب نہایت ظاہر ہے کہ قرآن مجید عرب کی زبان میں اتارا گیا ہے تاکہ وہ اسے سمجھ کر اس کی ہدایتوں پر عمل کریں اور دوسروں کو سمجھائیں۔ اس لئے تمام دنیا کے لئے ضرور ہے کہ اس کے وہی معنی کرنے جو عرب کے محاورہ میں آئے ہیں۔ اس کے خلاف معنی کرنا یقینی تحریف ہے اور بیان سابق سے قطعی طور پر آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ عرب کے محاورہ

میں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی سب کے آخر میں آنے والا۔اس کے سوا دوسرے معنی نہیں ہو سکتے۔اس لئے بخوبی ثابت ہوگیا کہ آیت: ’’ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘

اس باب میں نص قطعی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو مرتبہ نبوت نہیں ملے گا۔آپ ﷺ کے وجود باجود سے کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی۔آپ کی نبوت اور آپ ﷺ کی شریعت کا آفتاب قیامت تک چمکتا رہے گا۔اس آیت سے یہ بھی قطعی طور سے ثابت ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد امتی غیرامتی جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

اہل علم اس کو سمجھے ہوں گے کہ قرآن مجید میں اور حدیثوں میں اس مقام پر لفظ النّبیین جمع سالم معروف بالام آیا ہے۔ایسے لفظ کو اصول فقہ وغیرہ میں الفاظ عام میں شمار کیا ہے۔اس لئے خاتم النّبیین کے یہ معنی ہیں کہ جس کو نبوت کا مرتبہ دیا گیا اور جس پر نبی کا اطلاق کیا جائے خواہ وہ ظلی اور بروزی نبی ہوں یا تشریعی اور غیرتشریعی جس قسم کے بھی ہوں سب کے آپ ﷺ خاتم ہیں۔یہی بات بعض کاملین امت محمدیہ کے کلام سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور وہ کلام بھی روحانیت افزاء ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ ؒ وصیت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں: ’’ایں فقیر از روح پرفتوح آنحضرت ﷺ سوال کرد کہ حضرت چہ می مایند درباب شیعہ کہ مدعی محبت اہل بیت اند وصحابہ رابدمی گونید۔آنحضرت ﷺ بنوعی از کلام روحانی القافرمودند کہ مذہب ایشاں باطل است وبطلان مذہب ایشاں از لفظ امام معلوم فی یشود چوں ازاں حالت افاقت دست داد، درلفظ امام تامل کردم معلوم شد کہ امام باصطلاح ایشاں معصوم مفترض اطاعت منصوب الخلق است ووحی باطنی درحق امام تجویز می نمایند وپس درحقیقت ختم نبوت رامنکر اندگو بزبان آنحضرت ﷺ راخاتم الانبیاء می گفتہ باشند۔‘‘

اس کے بعد جناب شاہ صاحب کے قول کی شرح میں قاضی صاحب فرماتے ہیں:

’’فقیر محمد ثناء اللہ گوید کہ آنچہ حضرت شیخ رادربطلان مذہب امامیہ از جناب رسالت پناہ علیہ السلام القاشدہ وواضح گشتہ کہ عقیدہ ایشاں مستلزم انکار ختم نبوت است بطریق توارد بریں فقیر ہم واضح شدہ کہ فقیر آخردر شمشیر برہنہ باستیعاب نوشتہ۔‘‘

یہ دو بزرگ ان کاملین علماء اور واصلین بخدا میں سے ہیں جن کے علم وفضل پر امت محمدیہ ناز وفخر کرتی ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ شیعہ کا مذہب اس وجہ سے باطل ہے کہ آل اطہار اور ائمہ کبار کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں جس سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اس عقیدے میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چار باتیں لکھتے ہیں:

۱...... امام کو معصوم جانتے ہیں۔
۲...... اس کی اطاعت کو فرض سمجھتے ہیں۔
۳...... یہ بھی اعتقاد کرتے ہیں کہ مخلوق کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔
۴...... وحی باطنی ان پر اترتی ہے۔

ان چار باتوں میں آخر کی دو باتیں انبیاء سے مخصوص ہیں اور پہلی دو باتیں ان کو لازم ہیں۔ البتہ چوتھی بات میں اس قدر کمی ہے کہ انبیاء کو ظاہری و باطنی ہر قسم کی وحی ہوتی ہے اور امام کو صرف باطنی ہوتی ہے۔ مگر باوجود اس کمی کے ان کے عقیدہ کو انکار ختم نبوت لازم ہے اور یہ دونوں حضرات کاملین، شیعہ کو منکر ختم نبوت فرماتے ہیں۔ ان کے کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کے ہیں اور وہ نبی تشریعی یا غیر تشریعی جس طرح کا ہو جناب رسول اللہ ﷺ سب کے خاتم ہیں۔ کیونکہ شیعہ اماموں کو تشریعی نبی نہیں جانتے۔

مرزائی حضرات تو مرزا قادیانی کو رسول بلکہ انبیاء اولوالعزم سے افضل اعتقاد کرتے ہیں اور کامل وحی الٰہی کا ان پر اترنا ان کے عقیدہ میں ہے۔ مرزا قادیانی تو نزول وحی کا اس طرح دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی نبی نے نہیں کیا۔ چنانچہ (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں: ''بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔''

ملاحظہ کیا جائے کہ بارش کی طرح نزول وحی کا دعویٰ کسی نبی نے نہیں کیا۔ مگر مرزا قادیانی کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ صاف طور سے یہ بھی کہتے ہیں کہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ اس لئے بموجب ارشاد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ وقاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مرزائی حضرات منکر ختم نبوت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتے۔ گو زبان سے اس کا اظہار کریں اور اپنے اشتہاروں اور رسالوں میں چھاپیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النّبیین مانتے ہیں۔ جب کوئی دریافت کرتا ہے کہ جب تم مرزا قادیانی کو نبی

مانتے ہو تو پھر جناب رسول اللہ ﷺ کیسے ختم الانبیاء ہوئے؟ تو عجیب طرح کی باتیں بناتے ہیں اور تشفی بخش جواب دینے سے جان چراتے ہیں۔ حاصل یہ کہ خلاف قرآن واحادیث صحیحہ اور محاورہ عرب کے خاتم النّبیین کے معنی قرار دے کر خوش ہیں اور کسی وقت ظلی یا بروزی غیر اصلی نبی بھی کہتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ بتائیں کہ جب مرزاقادیانی خود اپنے اوپر نزول وحی کا ایسا پرزور بیان کرتے ہیں کہ کسی اولوالعزم نبی نے بھی بیان نہیں کیا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ صریح طور سے مجھے نبی کا خطاب دیا گیا۔ پھر اصلی نبی میں اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے جو اس سے انکار کیا جاتا ہے۔ الغرض اس میں شبہ نہیں کہ مرزاقادیانی اعلانیہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور صاف طور سے ختم نبوت کے منکر ہیں۔ مگر ان کے مریدین عوام کے دھوکہ دینے کو باتیں بناتے ہیں۔

الغرض جس طرح صحیح حدیثوں سے ثابت ہوا تھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی۔ اسی طرح قرآن مجید کی اس آیت نے اس مطلب کی کامل صراحت کر دی۔ اب طالب حق کے لئے قرآن مجید کے نص قطعی اور مستند اور متعدد احادیث کے صریح الفاظ سے یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ حضور انور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ البتہ علمائے کاملین آپ ﷺ کے نائب ہوتے رہیں گے اور وہ وہی کام کریں گے جو انبیائے بنی اسرائیل کرتے تھے۔ یہ ایک عمدہ وجہ ہے۔ اس امت کو خیرالامم ہونے کی کہ باوجود امت ہونے کے وہ کام کریں گے جو گزشتہ انبیاء نے کیا ہے۔ اس مختصر بیان سے اظہر من الشّمس ہوگیا کہ مرزاقادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا اور ان کی جماعت کا انہیں کسی قسم کا نبی سمجھنا قرآن مجید کے نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اب اس کے خلاف، ختم نبوت کی حقیقت کرنا محض عوام کو فریب دینا ہے۔ اگر کسی مرزائی نے کچھ اس کے خلاف لکھا ہے تو ہمارے سامنے پیش کرے اور پھر اپنی جہالت وفریب کو دیکھے کہ ہم کس طرح اسے آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھاتے ہیں اور کوئی رسالہ لکھ کر اپنے جاہل گمراہوں میں شائع کرنا اور ہم سے پوشیدہ رکھنا کسی اہل حق کا کام نہیں ہے۔ پوشیدہ رکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اپنے بیان پر وثوق نہیں ہے۔ مگر اپنے پیروؤں کو اپنے فریب میں رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان جاہلوں کو تھامنے کے لئے کچھ لکھ دیتے ہیں۔

دعویٰ کیا گیا ہے کہ قادیانی جماعت کے سرگروہ قرآن مجید کا مشغلہ زیادہ رکھتے ہیں۔ مگر حیرت ہے کہ ایسی صریح باتوں سے بے خبر ہیں اور سورۂ اعراف کی اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رسول آئیں گے۔ وہ آیت یہ ہے:''یابنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (اعراف:۳۵)''اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت ختم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد انبیاء آئیں گے۔ بہت بڑی غلطی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جماعت علوم قرآنیہ سے بالکل ناواقف ہے۔ قرآن مجید میں انبیائے سابقین کے حالات اور واقعات بہت بیان ہوئے ہیں۔ انہیں واقعات کے بیان میں یہ آیت بھی ہے۔ اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر آنے کا قصہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد سے یہ خطاب کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اے بنی آدم میرے رسول تمہارے پاس آئیں گے اور میری باتیں تم سے کہیں گے۔ پھر جس نے انہیں مانا اور میری باتوں پر عمل کیا اسے کچھ خوف وخطر نہیں ہے اور جس نے نہ مانا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

۱…… اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بعض ان انبیاء کا ذکر کیا جو اس عام حکم سنانے کے بعد آئے۔ یعنی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ علیہم السلام اس سے ظاہر ہے کہ آیت میں اسی وقت کا ذکر ہے۔ ایسے اعلانیہ قرینہ ہونے کے بعد بھی مرزائی قرآن مجید کو نہیں سمجھتے۔

۲…… اس کے علاوہ اگر قرآن مجید پر نظر ہے تو سورۂ بقرہ کے ذیل کی آیت ملاحظہ کیجئے۔ جس میں یہی مضمون اس طرح ہے کہ میرے بیان کی اس سے پوری تصدیق ہوجاتی ہے۔

''فتلقی اٰدم من ربہٖ کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم. قلنا اهبطوا منها جمیعا فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون. والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحٰب النار هم فیها خالدون (بقرة:۳۵تا۳۹)''﴿یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے (معافی مانگنے کے لئے) چند کلمات سیکھ لئے (جن کی برکت سے) خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہ بڑا ہی معاف کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے حکم دیا کہ تم سب کے سب یہاں سے اتر جاؤ۔ (اور یہ بھی کہہ دیا کہ) جب میری طرف سے تمہیں ہدایت پہنچے (تو اس پر

عمل کرنا) کیونکہ جو ہمارے حکم کی پیروی کریں گے اور ہماری ہدایت پر چلیں گے انہیں (آخرت میں) نہ کسی بات کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو ہماری ہدایت سے انکار کریں گے اور ہماری نشانیوں کی تکذیب کریں گے وہ جہنمی ہوں گے اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔﴾

یہ آیت اور سورۂ اعراف کی آیت دونوں مضمون کے اعتبار سے ایک ہیں۔ حاصل معنی میں کچھ فرق نہیں ہے۔ البتہ کچھ لفظوں کا اختلاف ہے اور جب اس آیت میں صاف ہے کہ یہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے جدا ہونے کے وقت کیا گیا تھا اس لئے سورۂ اعراف کی اس آیت کے خطاب کا بھی یہی وقت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں آیتیں ایک مطلب کو بیان کر رہی ہیں۔ غرضیکہ یہ دو روشن قرینے جو قرآن مجید سے ظاہر ہو رہے ہیں اس بات کی کامل شہادت دیتے ہیں کہ سورۂ اعراف کی آیت مذکورہ میں امت محمدیہ سے خطاب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں ان کی اولاد سے خطاب ہے۔

۳...... اب اس کی کامل تائید حدیث سے بھی ملاحظہ کر لیجئے: ''**اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی قال ان اللّٰہ تبارک وتعالٰی جعل اٰدم وذریته فی کفه فقال یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیتی فمن اتقی. الخ!**'' (تفسیر درمنثور ج۳ ص۸۲)

اس روایت میں خاص اسی آیت کی تفسیر ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے اور نہایت صفائی سے وہی تفسیر کی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ یعنی اس آیت میں امت محمدیہ ﷺ سے خاص خطاب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں یہ خطاب کیا گیا ہے اور اس کی صورتحال اس روایت میں بیان کی گئی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی نے:

۴...... اس تفسیر سے بہت حوالے دیئے ہیں۔ اس لئے اس تفسیر سے لکھنا میں نے مناسب سمجھا۔ اس تفسیر کے علاوہ جب خاتم النّبیین کے معنی محاورہ عرب اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوئے کہ آخرالنّبیین کے ہیں تو آیت: ''**ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین** (احزاب:۴۰)'' نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ سورۂ اعراف کی آیت میں قیامت تک کے بنی آدم مراد نہیں ہیں بلکہ خاص حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا ذکر ہے۔ چونکہ جناب رسول اللہ ﷺ آخرالنّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ چار دلیلیں قرآن مجید اور حدیث

سے بیان کی گئی ہیں جن میں نہایت روشن طریقے سے ثابت ہوگیا کہ سورۂ اعراف کی آیت کا مطلب وہ نہیں ہے جو مرزائی بیان کرتے ہیں بلکہ وہ مطلب ہے جو ہم نے بیان کیا۔

اب اہل علم انصاف پسند قادیانی جماعت کے سرگروہوں کی قرآن دانی معلوم کر لیں کہ قرآن مجید کے معنی سے کس قدر ناآشنا ہیں اور نص قطعی کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور عوام کے دھوکا دینے کو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کرتے ہیں۔ مگر نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے خلاف ان حضرات کا قول پیش کرنا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ ان مقدس حضرات نے صریح قرآن وحدیث کے خلاف ایک بات کہی۔ مگر یہ بڑی غلطی ہے۔ ان بزرگوں کی شان نہایت اعلیٰ وارفع ہے ان کا کوئی کلام خلاف قرآن وحدیث کے نہیں ہوسکتا۔ جو حضرات صوفیہ کی اصطلاحات نہیں جانتے اور ان کے حالات سے واقف نہیں ہیں ان کا یہ منصب نہیں ہے کہ اپنے دعویٰ کی دلیل میں ان کے کلام کو پیش کریں۔

حضور سرور انبیاء ﷺ کے آخر میں آنے کا راز اور امت محمدیہ کی فضیلت

یہاں اس کا بھید معلوم کرنا چاہئے کہ جب خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی سب انبیاء کے بعد آنے والا تو اس میں کیا خوبی اور فضیلت ہوئی؟ بظاہر خوبی تو اسی میں معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی شریعت کے پیرو بہت سے انبیاء آتے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد شریعت موسوی کے پیرو بہت انبیاء آئے۔ یہ خیال ظاہر میں کم علم کو ہوسکتا ہے۔ مگر جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اسرار شریعت پر آگاہی بخشی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا وجود باجود سب کے بعد اس لئے ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مقدس سے اللہ تعالیٰ کو دین کا کمال منظور تھا۔ آپ ﷺ کو شریعت کاملہ دی گئی اور ارشاد ہوا: ’’الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ:۳)‘‘ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک دنیا کے لوگ اس لائق نہ تھے کہ انہیں کامل شریعت دی جاتی۔ پہلے انبیاء جس قدر آئے وہ سب بمنزلہ مقدمۃ الجیش کے تھے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سلطان الانبیاء ہیں۔ تمام انبیاء سابقین نے آہستہ آہستہ بنی آدم کو آراستہ اور اس لائق کیا کہ شریعت کامل دی جائے۔ اس لئے سب کے بعد آنے والے کی زیادہ عظمت ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے شریعت کاملہ مخلوق کو ملی جو

اصل مقصود انبیاء کے بھیجنے کا ہے۔ چونکہ آپ ﷺ صفت رحمت کے مظہر کامل ہیں اور رحمۃ للعالمین آپ ﷺ کا خطاب ہے۔اس کا مقتضی یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا مرتبہ کسی کو نہ دیا جائے۔ کیونکہ شرعی نبی وہی ہے جس کا منکر کافر ہو۔یعنی وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اب اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حسب عادت قدیمہ ضرور بہت لوگ ایسے ہوتے کہ حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہوتے اور اس نبی پر ایمان نہ لاتے جو آپ ﷺ کے بعد ہوا اور اس وجہ سے وہ دائمی عذاب کے مستحق ہوتے۔ یہ آپ ﷺ کی شان رحمت کے بالکل خلاف تھا اور ہے کہ آپ ﷺ کو مان کر کسی وجہ سے دائمی عذاب میں مبتلا رہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔اس سے حضور انور ﷺ کی کمال فضیلت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء پر ظاہر ہوتی ہے کہ یہ شان رحمت کسی کو عنایت نہیں ہوئی اور کسی کی امت کو یہ شرف نصیب نہ ہوا اور اس کی وجہ سے دوسرا شرف آپ ﷺ کی امت کو یہ ملا کہ اس امت کے علمائے کاملین کی عظمت وشان وہی ہے جو انبیاء کی ہونی چاہئے۔یعنی یہ وہی کام کریں گے جو انبیائے بنی اسرائیل نے کئے ہیں۔علامہ سیوطی (خصائص کبریٰ ج۳ص۲۱۹، باب اختصاصة بان امته اوتیت العلم الاوّل والعلم الآخر) میں امت محمدیہ کی خصوصیات میں یہ بھی لکھتے ہیں: ’’علمائھم کانبیاء بنی اسرائیل ‘‘یعنی امت محمدی کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے علماء کی شان میں فرمایا: ’’العلماء ورثة الانبیاء ‘‘ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور یہ بھی فرمایا:

’’فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنکم‘‘

(ترمذی ج۲ص۹۳، باب فی فضل الفقه علی العبادة)

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عالم کی فضیلت عابد یعنی عبادت کرنے والے پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت میرے ادنیٰ امتی پر۔ یہ ظاہر ہے کہ انبیاء کا ترکہ مال ودولت نہیں ہوتا بلکہ عظمت وبزرگی اور کلام الٰہی کا علم ان کا ترکہ ہے۔اس لئے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ انبیاء کی شان اور عظمت اور ہدایت وعلم شریعت علماء کو ملتا ہے۔ جب علماء امت کی شان انبیاء کی شان سے ہوئی تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد انبیاء کے ہونے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔اسی طرح یہاں علمائے کاملین سے آپ ﷺ

کی عظمت کا اظہار نہایت کامل طور سے ہوتا ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کو مان کر پھر کسی بزرگ اور عالم کے نہ ماننے سے کافر نہیں اور عیسائی حضور ﷺ کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں۔ اس فرق سے حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کی شان بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ دوسری حدیث سے تو علماء کاملین کی بہت ہی بڑی عظمت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی فضیلت کو حضور انور ﷺ اپنی فضیلت کے مشابہ فرماتے ہیں اور مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بھی دیکھی جائے۔

امام احمد نے (مسند احمد ج۵ ص۳۲۲) میں جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد لکھا ہے:

''الابدال فی هذه الامة ثلاثون مثلاً ابراهیم خلیل الرحمن عزوجل کلمامات رجل ابدال الله مکانه رجلا'' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس امت میں تیس ابدال ابراہیم خلیل اللہ کے مثل ہوتے رہیں گے۔ ان میں سے جب ایک کا انتقال ہوا کرے گا اس کی جگہ دوسرا قائم مقام ہوگا۔ یعنی ایسے بزرگ ذی مرتبہ سے امت محمدیہ خالی نہیں رہے گی۔ یہاں ان بزرگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مثل کہا ہے۔ اس سے کوئی صاحب یہ خیال نہ کریں کہ ان کا مرتبہ بعینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا ہوگا اور وہ ظلی اور بروزی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مثل ہوں گے اور ان کا منکر کافر ہے۔ (استغفر اللہ)

یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ جس طرح مثال دی جاتی ہے زید کالاسد یعنی زید شیر کے مانند ہے۔ اس مثال سے یہ غرض ہرگز نہیں ہوتی کہ جو حالتیں اور خواص شیر کی ہیں وہ سب یا اکثر زید میں پائی جاتی ہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ شیر کی ایک خاص صفت جو انسان کے مناسب اور اس کے لئے خوبی ہوسکتی ہے۔ وہ ایک حد تک زید میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح ان ابدال میں قرب خداوندی اور دوسری حالت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہوگی۔ مگر جس قسم کے دعویٰ مرزاقادیانی نے کئے یہ ہرگز نہ کریں گے۔ الغرض امت محمدیہ میں ولایت اور نبوت کے مشابہ کمالات ہوں گے۔ جس کی وجہ سے ''العلماء ورثة الانبیاء'' اور ''علمائهم کانبیاء بنی اسرائیل'' کہا جاسکے۔ مگر نبوت کا وہ خاص درجہ جس کی وجہ سے اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ ایسا ہونا آپ ﷺ کی شان رحمت کے منافی ہے۔

اب خیال کرنا چاہئے کہ اس فضیلت کی کیا انتہاء ہے۔ اللہ اکبر! یہ خیال کہ اگر نبوت ختم ہو جائے تو خدائے تعالیٰ کی صفت کلام معطل ہو جائے گی۔ جاہلانہ خیال ہے ذرا غور کرو کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات پاک ازلی وابدی ہے۔ اس طرح اس کی صفات بھی ازلی وابدی ہیں اور انسان کا وجود اور اس نبوت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے چلا۔ جن کی نبوت کو آٹھ نو ہزار برس سے زیادہ مؤرخین نہیں بتاتے۔ اس سے پہلے نبوت کا سلسلہ نہ تھا۔ اس وقت اس کی صفت کلامیہ کا کیا حال تھا۔ اگر اس نبوت کے ختم ہو جانے سے اس کی صفت کا معطل ہو جانا لازم آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے وجود سے پہلے جب اس نبوت کا سلسلہ ہی نہ تھا تو اس خیال کے بموجب اس غیر متناہی زمانے میں خدائے پاک کی یہ صفت معطل ماننی ہوگی۔ حالانکہ اس خیال کی بنیاد محض نادانی اور ناواقفی پر ہے۔ خدا کے مقربین میں فرشتے بھی ہیں جن سے وہ ہمیشہ کلام کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی فرشتوں کے وجود شرعی سے بھی منکر ہیں اور توضیح المرام میں بے دینوں کی طرح باتیں بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ خدا کی مخلوق کا احاطہ انسان نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ''**وما اوتیتم من العلم الا قلیلا** (الاسراء:۸۵)'' اس کا ارشاد ہے پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ اس کا کلام کس کس طرح اور کن کن طریقوں سے ہوتا ہے اور کون کون بندے اس سے ممتاز ہوتے ہیں۔ انسان کا علم اس کو احاطہ نہیں کرسکتا۔ مگر اس قدر ضرور کہیں گے کہ اس کے مخصوص فرشتے اور خاص خاص اولیاء اللہ اس کے خطاب اور کلام سے ممتاز ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اس کے لئے رسالت اور نبوت کی ضرورت نہیں ہے۔

اس تمام بیان کا نتیجہ بھی معلوم کر لینا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی نص قطعی اور چار صحیح حدیثوں سے مسیح قادیان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا اور اس کے جھوٹے ہونے پر بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شہادت دی۔ بلکہ اس کے سوا جس قدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ختم نبوت کے مضمون کو روایت کیا ہے۔ ان کا یقینی اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی زبان سے جھوٹا ہے۔ اب جو ایسے یقینی جھوٹے اور مفتری کو سچا کہتا ہے وہ حقیقت میں اللہ ورسول سے سخت گستاخی کرتا ہے اور تمام قرآن مجید اور مذکورہ احادیث صحیحہ کو نہیں مانتا۔ اگرچہ ظاہر میں زبان

سے انکار نہ کرے اور مسلمانوں کو فریب دے۔ اب اہل دانش سمجھ لیں وہ کیسا شخص ہے اور اس سے کیسا معاملہ کرنا چاہئے اور اس کے اصحاب کو کیا سمجھنا چاہئے۔

یہاں تک جو عبارت نقل کی گئی وہ بعینہٖ فیصلہ کے تمہید کی ہے۔ اس میں دس حدیثیں ہیں اور پانچ آیات قرآنی ہیں اور ان کے معنی ہیں۔ ان کو یہ قادیانی مسخرہ پاگل کی بڑ کہتا ہے اور یہ وہ قادیانی ہے جو شب و روز قادیانی مربیوں کی صحبت میں رہتا ہے۔ ان ہی کے مشورہ سے ایسے کام کرتا ہے اس کا یہ حال ہے کہ کلام خدا اور کلام رسول ﷺ کی کیسی بے حرمتی کر رہا ہے؟ اب ہمارے بھائی، قادیانیوں کی ایمانی حالت کا اندازہ کریں۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ قادیانیوں کا یہ کہنا کہ ہم مسلمان ہیں اور قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ مسلمانوں کو محض فریب دینا ہے یا مرزا قادیانی کی بیعت کا اثر ہے کہ عقل سلب ہوگئی ہے۔ تیرہ درونی نے انوار حقانیت کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ اس لئے کلام خدا اور رسول بھی ان کے نزدیک پاگل کی بڑ ہے۔ (نعوذ باللہ)

اب دیکھیں کون قادیانی مربی اس مدلل اور محکم تحریر کا جواب دیتا ہے۔ ہم منتظر ہیں۔ اگر دو ماہ کے اندر اس کا جواب نہ دیا تو کامل طور سے سمجھا جائے گا کہ تمام قادیانی کسی خاص وجہ سے ایک یقینی جھوٹے کے پیرو ہیں اور کسی طرح اس کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے۔

آخر میں دو باتیں میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایک تو قادیانیوں کی جہالت کا نمونہ دکھاتا ہوں۔ ملاحظہ کیا جائے۔ جن حدیثوں میں جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ: ’’انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ‘‘یعنی میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے معنی میں اپنی قابلیت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ’’لا نبی بعدی ‘‘کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کامل نبی میرے بعد نہیں، ناقص نبی آئیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ تو ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی ناقص نبی ہیں۔

۱...... اس کے علاوہ یہ فرمائیں کہ جب’’لا نبی بعدی ‘‘کے بعد یہ معنی ہوئے کہ کوئی کامل نبی میرے بعد نہیں ہے۔ ناقص نبی ہوں گے تو ان کے نزدیک’’لا الہ الا اللہ ‘‘کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی بڑا معبود کامل نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے معبود ہیں۔ یعنی مشرکین عرب وغیرہ کا جو خیال تھا اور ہنود کا ہے وہ صحیح ہے۔ اسلام نے انہیں مشرک نہیں

ٹھہرایا۔ قادیانی مربی کہیے یہی عقیدہ آپ کا ہے؟ اگر نہیں ہے تو دونوں جملوں میں فرق بیان کیجئے۔

۲...... تمہید کی چوتھی حدیث دیکھئے اس میں جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں انبیاء سیاست کرتے تھے۔ جب ایک نبی انتقال کرتا تھا اس کی جگہ دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہوتا تھا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اب اگر اس کے یہ معنی ہوں کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہے تو حدیث سے یہ ثابت ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جتنے بنی اسرائیل میں ہوئے وہ سب کامل نبی تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے مثل امت محمدیہ میں ویسے نبی نہ ہوں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ افضل الانبیاء نہ تھے بلکہ انبیائے بنی اسرائیل کے مثل تھے اور مرزا قادیای کا مرتبہ ان سے بہت کم ہے۔ قادیانی ذرا ہوش کر کے باتیں کیجئے۔ تمہارے اس دعویٰ کے غلط ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں جو اہل علم الفاظ حدیث سے بخوبی سمجھتے ہیں۔ وقت ضرورت ہم بھی بیان کر دیں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت تک اہل حق کی طرف سے بہت سے رسالے مرزا قادیانی کے کذاب ومفتری ہونے کے ثبوت میں مشتہر ہو چکے ہیں اور قرآن وحدیث کے علاوہ خود مرزا قادیانی کو ان کا جھوٹا ہونا، مردود ہونا، ملعون ہونا، ہر بد سے بدتر ہونا ثابت کر دیا گیا ہے۔ ان کا اعلانیہ جھوٹ دکھا دیا گیا ہے۔ مگر سخت حیرت ہے کہ مرزائی گروہ کی عقل کس طرح سے سلب ہوگئی کہ کچھ خیال نہیں کرتے اور ایسے اعلانیہ جھوٹے کو خدا کا رسول مان رہے ہیں اور افسوس یہ ہے کہ اپنی عاقبت تباہ کر رہے ہیں۔ یہ بھی انہیں خیال نہیں ہوتا کہ کئی برس سے رسائل مشتہر ہو رہے ہیں اور یہاں سے قادیان تک کسی مرزائی کی مجال نہیں ہوئی کہ ان کا جواب دے۔ پھر ان کے جھوٹے ہونے میں کیا شک رہا؟

بھائیو! جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کرو اور ان رسالوں کو غور سے دیکھو۔ جہاں تمہیں شبہ پیش آئے اسے دریافت کرو۔ جواب دینے کے لئے میں حاضر ہوں جو تمہیں ان رسالوں کے دیکھنے سے منع کریں انہیں اپنا دشمن سمجھو اور یقین کرلو کہ تمہیں راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں۔ ہم تمہاری خیر خواہی سے کہتے ہیں۔

خادم الحکماء: محمد یعسوب

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۶)

پروفیسر مولانا سید انور حسینؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جس میں ختم نبوت کے قطعی دلائل بیان کئے گئے ہیں اوریقینی طور سے ثابت کردیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا اور جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ بموجب ارشاد نبوی ﷺ جھوٹا دجال ہوگا۔ ختم نبوت کی بحث میں یہ ساتواں مضمون ہے۔ اس سے پہلے تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں پھر مرزا محمود کی تشریف آوری والے مضمون میں دعویٰ نبوت مرزا اور صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴،۱۵ میں یہ مضمون بعنوان مختلف لکھا گیا ہے اور اس وقت تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ مگر بااین ہمہ مرزائی جھوٹی نبوت کا دعویٰ ہورہا ہے۔

تاریخ ۵/اگست ۱۹۱۷ء کو انجمن حمایت اسلام مونگیر کے مکان میں قادیانی فرقہ کے عقائد باطلہ کے رد میں ایک شاندار جلسہ ہوا۔ جس میں فاضل مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔ امابعد! ’’**فقد قال اللہ تبارک وتعالٰی ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیما** (احزاب:۴۰)‘‘

مسلمانو! افسوس ہے کہ یہ ایک ایسا پرآشوب زمانہ آیا ہے کہ مقدس مذہب اسلام کے ان مسائل وعقائد پر جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں اور جن پر تمام اہل اسلام کا اتفاق اور اجماع ہوچکا ہے۔ ایک ایسا شخص نکتہ چینیاں کرنے کو کھڑا ہوجاتا ہے کہ جو نہ تو آیات قرآنیہ کی حقیقت سمجھ سکتا ہے اور نہ احادیث نبویہ سے خبر رکھتا ہے۔ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے اردو رسالوں کو دیکھ کر اسلام کے منصوص اور اجماعی مسئلوں اور عقیدوں کو غلط ثابت کرنے کا مدعی ہوتا ہے اور غلط غلط شبہات پیش کر کے مسلمانوں میں بیہودہ خیالات پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ دیکھو تمام مسلمانوں کا عموماً اور اہل سنت والجماعت کا خصوصاً اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ یعنی نبوت اور رسالت آپ ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ ہوگا۔ آج کل اس کے خلاف یہ آواز اٹھائی گئی ہے کہ نبوت ورسالت ہنوز ختم نہیں ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد بھی نبی ہوسکتا ہے اور اس کے

ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی آنجہانی نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مسئلہ ختم نبوت پر مفصل اور مدلل تقریر کی جائے اور مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھا دیا جائے کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا اور آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی نہ ہونا قرآن مجید کی قطعی الدلالت آیت سے اور صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور اہل اسلام کا عموماً اور اہل سنت والجماعت کے تینوں فرقے (۱) فقہاء، (۲) محدثین، (۳) صوفیہ، کا خصوصاً اسی پر اجماع ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ اہل سنت والجماعت بلکہ اہل اسلام سے خارج ہے اور جو شخص آپ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ کذاب اور دجال ہے۔

مذکورہ بالا آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ صحابی آنحضرت ﷺ کے پسر متبنی (لے پالک) تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوئی تھی۔ میاں بیوی میں سخت نااتفاقی رہا کرتی تھی۔ آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ طلاق کے بعد عدت گزرنے پر خداوند تعالیٰ کے حکم سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں اور ازواج مطہرات میں داخل ہوگئیں۔ اس پر مخالفین اسلام نے طعن اور طنز کی راہ سے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی (بیوہ) سے نکاح کر لیا ہے۔ حالانکہ بیٹے کی بیوی (بہو) قرآن مجید کے رو سے حرام ہے۔ اسی بیہودہ اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم '' محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے (حقیقی اور نسبی) باپ نہیں ہیں اور زید رضی اللہ عنہ تمہارے مردوں میں ہیں تو زید رضی اللہ عنہ کے بھی حقیقی باپ نہیں ہیں۔ پس زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حقیقی اور نسبی نہیں ہوئے اور زید رضی اللہ عنہ کی بیوی آپ ﷺ پر حرام نہیں ہوئیں۔ پس مذکورہ بالا اعتراض لغو ہے اور ناسمجھی پر مبنی ہے۔ یہاں پر دو شبہ پیدا ہوتے ہیں۔

پہلا شبہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے تین بیٹے تھے۔ (۱) ابراہیم، (۲) قاسم، (۳) طاہر۔ جب آپ ﷺ کے تین بیٹے موجود تھے تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اس کا جواب تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رجال

رجل کی جمع ہے اور رجل عربی میں بالغ مرد کو کہتے ہیں۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ محمد ﷺ تمہارے بالغ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ چونکہ آنخضرت ﷺ کے تینوں صاحبزادے بالغ ہونے سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے یہ کہنا بہت صحیح ہے کہ آنخضرت ﷺ تمہارے بالغ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ اس شبہ کا جواب لفظ رجل کے معنی پر غور کرنے ہی سے ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس شبہ کے جواب میں کوئی دوسری عبارت نہیں لائی گئی اور ''من رجالکم'' ہی کو اس کے جواب میں کافی سمجھا گیا۔

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ مرزا قادیانی (اخبار البدر قادیان مورخہ ۱۹ردسمبر ۱۹۰۷ء ملفوظات ج۷ص۲۴۷) میں فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ حالانکہ یہ محض غلط بات ہے۔ نہ کسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور نہ تاریخ کی کتابوں میں کہیں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ یہ مرزا قادیانی کا جاہلانہ جھوٹ ہے۔ اگر کسی مرزائی کو کچھ بھی غیرت ہے تو اس روایت کا ثبوت پیش کرے۔ ورنہ اس بات کا اقرار کرے کہ مرزا قادیانی محض بے باک جھوٹے تھے۔''

دوسرا شبہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ سے ابوۃ کی نفی کی گئی یعنی یہ کہا گیا کہ آپ ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے حقیقی باپ نہیں ہیں تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ ﷺ میں حقیقی باپ جیسی شفقت بھی نہ ہوگی۔ اس شبہ کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ولکن رسول اللہ'' لیکن محمد (ﷺ) خدا کے رسول ہیں اور رسول کی شفقت امت پر اس شفقت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جو شفقت حقیقی باپ کو اپنی اولاد پر ہوتی ہے۔ انبیائے کرام کے واقعات زندگی پر غور کرو کہ انہوں نے امت کی بہی خواہی کے لئے کیسی کیسی مصیبتیں جھیلی ہیں۔ حق تو یوں ہے کہ اپنا باپ بھی اپنی اولاد کے لئے اتنی تکلیفیں نہیں برداشت کر سکتا ہے جتنی تکلیفیں انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی امت کے لئے برداشت کی ہیں۔ بس اس کہنے سے کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ وہ شبہ تو جاتا رہا کہ آپ ﷺ میں حقیقی باپ جیسی شفقت نہیں ہوگی۔ مگر یہ بات ثابت نہیں ہوتی تھی کہ آپ کی شفقت تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی شفقت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے فرمایا: ''وخاتم النبیین'' آپ ﷺ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے اور آخر الانبیاء ہیں اور جب آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں تو آپ ﷺ کے بعد

کوئی نبی نہ ہوگا اور چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے ضرور ہے کہ آپ ﷺ میں وہ نبوی شفقت اعلیٰ واتم واکمل درجہ پر ہو۔ چنانچہ آپ ﷺ کی اعلیٰ تعلیمات وہدایات سے اس کی کافی شہادت ملتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ ’’ماترک خیر الاھداکم الیہ وما ترک شرا الا حذرکم وبالہ الوخیم‘‘

آپ ﷺ نے ہر ایک بھلی بات کی ہدایت فرمادی اور ہر ایک بری بات کے ناقابل برداشت عذاب سے ڈرادیا۔

اس آیت میں لفظ خاتم النّبیین کی قرأت میں اختلاف ہے۔ سات قاریوں میں سے چھ قاریوں کے نزدیک خاتم النّبیین بکسرتا ہے اور یہی مشہور قرأت ہے اور ایک قاری عاصم کے نزدیک خاتم النّبیین بفتح تا ہے۔ گو یہ قرأت مشہور نہیں ہے۔ مگر ہندوستان میں اسی قرأت کا رواج ہوگیا ہے۔ چنانچہ یہاں کے قرآن مجید میں خاتم النّبیین بفتح تا ہی ہے۔ بہرکیف اگر خاتم کو بکسرتا پڑھئے تو یہ صیغہ اسم فاعل کا ہے۔ ختم یختم باب ضرب یضرب سے اور اس کے معنی ختم کرنے والا یا مہر کرنے والا ہوگا۔ خاتم النّبیین کے معنی یہ ہوں گے کہ نبیوں کا ختم کرنے والا یا نبیوں پر مہر کرنے والا۔ چونکہ مہر کرنا خدا کی صفت ہے۔ اس لئے اس معنی کے رو سے خاتم النّبیین آپ ﷺ کی صفت نہیں ہوسکی۔ پس یہاں پر سوائے ختم کرنے والے کے اور دوسرے معنی صحیح نہیں ہوسکتے ہیں۔ اس صورت میں نبوت کا ختم ہوجانا روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی اس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

اور اگر خاتم بہ فتح تا پڑھئے تو خاتم کے تین معنی ہیں:

۱...... انگوٹھی جیسے خاتم فضۃ، چاندی کی انگوٹھی۔

۲...... مہر جیسے خاتم الکتاب خط کی مہر۔

۳...... آخر جیسے خاتم القوم قوم کا آخری شخص، عربی لغات اور عربی محاورات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ختام، خاتم بالکسر وخاتم بالفتح یہ الفاظ جب کسی وسعت والی چیز کی طرف مضاف ہوتے ہیں تو جہاں پر وسعت ختم ہوتی ہے اسی جگہ کو ختام، خاتم بالکسر، خاتم بالفتح کہتے ہیں۔ ختام الوادی اسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پر میدان ختم ہوجائے۔ اسی طرح یہ الفاظ جب کسی ایسی چیز کی طرف مضاف ہوتے ہیں جس کے بہت سے افراد ہوں تو ختام، خاتم بالکسر خاتم بالفتح ہر ایک کے معنی آخر کے ہوتے ہیں۔ جیسے خاتم القوم، قوم کا آخری شخص مجمع

البحار جو احادیث کی ایک معتبر لغت ہے اور قاموس اور اس کی شرح تاج العروس اور لسان العرب وغیرہ عربی کی مشہور لغتوں میں صاف لکھا ہے: ''ختام الوادی اقصاہ ختام القوم وخاتمھم وخاتمھم آخرھم'' (لسان العرب ج۴ص۲۵)

کہ ختام الوادی کے معنی انتہائی وادی ہے اور ختام القوم کے معنی آخر قوم ہیں اور اس کے ساتھ ان کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے کہ: ''خاتم النبیین'' یا ''خاتم النّبیین'' کے معنی آخر النّبیین کے ہیں۔ پس ''خاتم النبیین'' پڑھو یا ''خاتِم النبیین'' ہر حالت میں یہی مطلب ہوگا کہ آنحضرت ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ یعنی تمام انبیائے کرام کے آخر ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہاں پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہے کہ اس آیت میں لفظ رسول اللہ کے بعد خاتم النّبیین کا لفظ صرف اس بات کے ثابت کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ وہ شفقت جو انبیائے کرام کی اپنی اپنی امت پر رہا کرتی ہے، آپ ﷺ میں سب سے زیادہ تھی اور آپ ﷺ اس شفقت میں نہایت ہی اعلیٰ واتم واکمل درجہ پر ہیں اور یہ مطلب اس آیت سے اسی وقت ثابت ہوسکتا ہے جب کہ خاتم یا خاتم کے معنی آخر یا ختم کرنے والا لیا جائے اور اگر خاتم بالفتح کو بمعنی مہر بھی لیا جائے۔ جب بھی ہمارے مطلب کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ کسی چیز پر مہر لگ جانے کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ وہ چیز بند کردی گئی۔ پس اس جملہ کا مطلب کہ آپ ﷺ نبیوں پر مہر ہیں۔ یہی ہوگا کہ آپ ﷺ کے وجود باجود سے نبیوں کا آنا بند ہوگیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ وھو المطلوب!

حضرات ناظرین! یہاں تک میں نے محض عربی لغتوں کے رو سے خاتم النّبیین کے معنی بیان کئے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ یہ آیت مسئلہ ختم نبوت پر قطعی الدلالۃ نص ہے۔ اس میں کسی طرح دوسرے معنی کی گنجائش نہیں۔ اب میں یہ بیان کرنا چاہاہوں کہ جس مقدس ذات پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اس نے اس آیت کا کیا مطلب سمجھا اور سمجھایا ہے اور اپنی امت مرحومہ کو مسئلہ ختم نبوت میں کیا تعلیم دی ہے۔

__پہلی حدیث:__ (سنن ابن ماجہ ص۲۹۷، باب فتنہ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم) میں دجال کے بارہ میں ایک طویل حدیث مروی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

۱...... ''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم'' کہ میں سب نبیوں کا آخری شخص

ہوں اور تم سب امتوں میں آخری امت ہو۔

یعنی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی دوسری امت۔ جب خود حضور پرنور ﷺ نے اپنے کو آخرالانبیاء فرمادیا تو اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہیں۔ جیسا کہ اہل لغت لکھتے ہیں۔ اب کسی مسلمان کی مجال نہیں ہے کہ آخر کے سوا خاتم کے کوئی دوسرے معنی لے۔ اس لئے کہ مسلمان کی شان یہ ہے۔

ہر کجا قول رسول آمدہ لنگر گیرند

بلکہ مرزائیوں کی بھی مجال نہیں ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہونے میں چون وچرا کرسکیں۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اوّل نورالدین قادیانی کا مذہب یہ ہے کہ وحی والہام کے معنی جو صاحب وحی والہام بیان کرے وہی صحیح ہے اور اس کے سوا سب غلط۔ یہاں پر جب خود صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''انا آخر الانبیاء'' فرمادیا تو اب آخر کے سوا خاتم کے دوسرے معنی لینا کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا۔ وھو المراد!

__دوسری حدیث:__ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

۲...... ''عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد. وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی''

(بخاری ج۱ ص۵۰۱، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائہ ﷺ)

میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں۔ اللہ میرے ذریعہ سے کفر مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں۔ میرے بعد لوگ قبروں سے اٹھیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب اسی کو کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ عاقب کی تفسیر میں ''لیس بعدہ نبی'' فرمایا۔

اس میں نبی کا لفظ نکرہ ہے اور نفی کے تحت میں واقع ہے اور جب نکرہ تحت نفی میں واقع ہوتا ہے تو عام ہوتا ہے۔ یعنی اس نکرہ کے ہر فرد کو شامل ہوتا ہے۔ پس ''لیس بعدہ نبی'' کا یہ مطلب ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہے۔ تشریعی ہو یا غیرتشریعی، ظلی ہو یا بروزی، علاوہ اس کے عاقب کے لغوی معنی بھی پیچھے آنے والا ہے اور پیچھے آنے والا اسی

کو کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نہ ہو۔ پس لغوی معنی کے رو سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ وھو المقصود!

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید سے یا کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ نبی اور رسول دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) تشریعی۔ (۲) غیر تشریعی۔ (۱) اصلی۔ (۲) ظلی وبروزی۔ بلکہ قرآن مجید کی ایک صریح آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر نبی صاحب کتاب اور صاحب شریعت تھے۔ دیکھو سورۂ انعام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت نوح، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت الیاس، حضرت اسماعیل، حضرت الیسع، حضرت یونس، حضرت لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر کے فرمایا۔ ''اولئک الذین اٰتیناھم الکتٰب والحکم والنبوۃ (انعام:۸۹)'' ﴿یہ وہ جماعت ہے جن کو میں نے کتاب اور شریعت اور نبوت دی ہے۔﴾

پس کسی نبی کو تشریعی یعنی صاحب کتاب وصاحب شریعت قرار دینا اور کسی نبی کو غیر تشریع یعنی غیر صاحب کتاب وغیر صاحب شریعت قرار دینا۔ اس آیت کے صریح خلاف ہے۔

اسی طرح آیہ کریمہ ''لا نفرق بین احد من رسلہ (البقرہ:۲۸۵)'' سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ نبوت ورسالت میں سب رسول برابر ہیں۔ کسی میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اب تشریعی وغیر تشریعی کا فرق نکالنا اور کسی نبی کو تشریعی کہنا اور کسی کو غیر تشریعی یا کسی کو اصلی کہنا اور کسی کو بروزی کہنا باطل ہے۔ ہاں! باعتبار درجہ کے بعض نبی کو بعض نبی پر فضیلت ہے۔ جیسا کہ: ''تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض (البقرہ:۲۵۳)'' سے ثابت ہوتا ہے۔ مگر فضیلت کی یہ وجہ نہیں ہے کہ بعض نبی تشریعی ہیں اور بعض غیر تشریعی۔ بلکہ وجوہ فضیلت دوسری باتیں ہیں۔

<u>تیسری حدیث:</u> ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۳…… ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجد وطھورا ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون (رواہ مسلم ج۱ ص۱۹۹، باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)''

کہ میں دوسرے نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت دیا گیا ہوں۔

۱...... مجھ کو جامع کلمے دیئے گئے۔

۲...... میں اپنے رعب کی وجہ سے فتح یاب ہوں۔

۳...... مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔

۴...... ساری زمین میرے لئے نماز اور تیمّم کے لائق بنائی گئی۔

۵...... میں سارے لوگوں کے لئے رسول ہوں۔

۶...... نبیوں کے آنے کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔

اس حدیث سے بعبارت النص ثابت ہوا کہ رسالت آپ ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول ہو نہیں سکتا۔

مسلمانو! مرزائی جماعت کی گستاخی اور بے ادبی دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ختم رسالت کو اپنے وجوہ فضیلت میں بیان فرمایا ہے اور یہ جماعت کہتی ہے کہ بنی اسرائیل میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانہ دراز تک نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری رہا اور بدقسمتی سے مسلمانوں کے وقت میں نبوت ورسالت ختم کر دی گئی۔ جس بات کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی فضیلت میں شمار کیا ہے۔ یہ بے ادب جماعت اس بات کو بدقسمتی قرار دیتی ہے۔ یہ ہے مرزائیوں کا اسلام اور ایمان۔

میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں کا یہ خیال کہ جس طرح بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی اور رسول آتے رہے، اسی طرح امت محمدیہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک نبی اور رسول آتے رہیں گے۔ غلط اور محض غلط ہے۔

<u>چوتھی حدیث:</u> بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

۴...... ’’کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری ج۱ ص۴۹۱، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل)‘‘

کہ بنی اسرائیل پر انبیاء (علیہم السلام) حکومت کرتے رہے۔ جب کوئی نبی وفات

پاتے تو دوسرے نبی ان کے جانشین ہوتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔

اس حدیث سے صاف طور سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح بنی اسرائیل میں ایک نبی کے جانشین دوسرے نبی ہوتے تھے۔ اس طرح سے آنحضرت ﷺ کا کوئی جانشین نبی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے جانشینوں کا لقب خلفاء ہے۔ انبیاء نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بعض خلفائے راشدین کی نسبت آنحضرت ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے کہ ان میں نبی ہونے کی صلاحیت تھی۔ مگر چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ نبی نہ ہوسکے۔

<u>پانچویں حدیث:</u> (ترمذی ج۲ ص۲۰۹، باب مناقب عمرؓ) میں عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

۵...... ''قال رسول اللہ ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب '' کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن خطاب ہوتے۔

<u>چھٹی حدیث:</u> صحیحین میں سعد بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت حضرت علیؓ سے فرمایا:

۶...... ''قال رسول اللہ ﷺ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (بخاری ج۱ ص۵۲۶، باب مناقب علی ابن ابی طالب، مسلم ج۲ ص۲۷۸، باب فضائل علیؓ ابن ابی طالب) '' کہ آپ ہمارے غیب میں اسی طرح ہمارے جانشین ہیں۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے جانشین ہارون علیہ السلام تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی ہارون علیہ السلام نبی تھے اور چونکہ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ نبی نہیں ہوسکتے۔

اس روایت سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام جیسی نبوت بھی کسی کو نہیں مل سکتی ہے اور مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت ہارون علیہ السلام کی نبوت غیر تشریعی تھی تو ثابت ہوا کہ غیر تشریعی نبوت بھی کسی کو نہیں مل سکتی۔

کیا کوئی مسلمان اس بات کو مان سکتا ہے کہ مرزا قادیانی تو فنافی الرسول کے درجہ پر پہنچ کر غیر تشریعی اور ظلی و بروزی نبی بن جائیں اور حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کو یہ درجہ نہ ملے اور غیر تشریعی وظلی و بروزی نبوت سے بھی محروم رہ جائیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ (واقف کار حضرات جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ سے اور بالخصوص حضرت عمرؓ سے اسلام کو کس قدر نفع پہنچا اور اسلامی حکومت کو ترقی ہوئی اور مرزا قادیانی کے وجود سے اسلام کو اور مسلمانوں کو کس قدر نقصان ہر طرح کا پہنچا۔ باایں ہمہ مرزا قادیانی کو اپنی فضیلت کا دعویٰ ہے۔ افسوس!)

باایں خواری امید ملک داری

مسلمانو! اس وقت تک جتنی حدیثیں میں نے بیان کیں ان سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا۔

اب ایک اور حدیث بیان کرتا ہوں جس سے علاوہ اس مضمون کے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے وہ محض کذاب و دجال ہے۔

<u>ساتویں حدیث:</u> (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، باب ذکر الفتن ودلائلہا، ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج الکذابون) میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے:

۷...... ''قال رسول اللہ ﷺ اذا وضع السیف فی امتی لم ترفع عنہا الیٰ یوم القیامۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلٰثون کلہم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خالفہم حتی یأتی امر اللہ وفی روایۃ البخاری دجالون کذابون'' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری امت میں جب لڑائی شروع ہوجائے گی تو قیامت تک موقوف نہ ہوگی اور قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ہماری امت کے چند قبیلے مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور یہاں تک کہ چند قبیلے ہماری

امت کے بت پرستی کرنے لگیں اور بے شک ہماری امت میں تیس کے قریب کذاب ہوں گے۔ (بخاری شریف میں ہے دجال وکذاب ہوں گے) ہر ایک ان کا دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں سب نبیوں میں آخری شخص ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور ہماری امت میں ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ جو ان کی مخالفت کرے گا۔ ان کو ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

اس حدیث میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ (۱) کذاب۔ (۲) دجال۔ کذاب کے لغوی معنی ہیں کثرت سے جھوٹ بولنے والا۔ دجال کے لغوی معنی ہیں کثرت سے فریب دینے والا۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک معمولی انسان جب جھوٹ بولتا ہے یا کسی کو فریب دیتا ہے تو بڑے بڑے عقلاء اس کے جھوٹ کو سچ سمجھ لیتے ہیں اور اس کے فریب میں آجاتے ہیں۔ بھلا جو شخص کہ مدعی نبوت ہوگا اس کا کذب وفریب کیسا ہوگا؟ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ کثرت سے جھوٹ بولے اور کثرت سے فریب دے۔ یقیناً معمولی انسان کے کذب وفریب سے کہیں زیادہ ہوگا، جو لوگ اہل علم ہیں۔ وہ تو قرآن وحدیث کی رو سے اس کذاب ودجال کو پہچان سکتے ہیں اور ان کے فریب سے بچ سکتے ہیں۔ مگر جو لوگ قرآن وحدیث سے واقف نہیں ہیں۔ ان کا بچنا بہت دشوار ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے ان کذاب ودجال کی نشانی ایسے عام فہم لفظوں میں فرمادی ہے کہ جس کو تھوڑی عقل والا آدمی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ وہ نشان یہ ہے: ''**کلهم یزعم انه نبی اللّٰہ**'' یعنی ہر ایک ان کا یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی اللہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے، وہی کذاب ودجال ہے۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا ہی کذاب ودجال ہونے کی نشانی ہے۔ اس لئے کہ ہر قسم کی نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''**انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی**'' اگر آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کا ہونا جائز ہوتا تو آپ ﷺ کذاب دجال کی یہ نشانی نہیں بتاتے اور ہرگز عام لفظوں میں نہ فرماتے کہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہاں پر لا نبی بعدی میں لانفی جنس ہے جو استغراق کے لئے ہے۔ جس کا صاف طلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔ یہ جملہ کہ ''**انا خاتم النّبیین**''

آپ ﷺ کے بعد مدعیان نبوت کے کاذب ہونے کی دلیل ہے اور یہ جملہ کہ: ’’**لا نبی بعدی انا خاتم النّبیین**‘‘ کی تفسیر ہے۔ یعنی ’’**انا خاتم النّبیین**‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس حدیث سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جن جھوٹے مدعیان نبوت کے ظہور کی حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے ان میں تین صفتیں پائی جائیں گی۔ (۱) باوجود دعویٰ نبوت کے اپنے کو امتی کہیں گے۔ (۲) کثرت سے جھوٹ بولیں گے۔ (۳) بڑے فریبی ہوں گے۔

اس حدیث کی رو سے جب مرزا قادیانی کی حالت پر غور کرتا ہوں تو یہ تینوں صفتیں مرزا قادیانی میں نہایت صفائی کے ساتھ پاتا ہوں۔ مرزا قادیانی کی تالیفات کو اٹھا کر دیکھو، قریب قریب ہر تالیف میں ان کا یہ اقرار موجود ہے کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مرزا قادیانی میں اس پہلی صفت کا پایا جانا ان کا اقرار ہے۔ کوئی مرزائی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ دوسری صفت یعنی کثرت سے جھوٹ بولنا بھی مرزا قادیانی میں روز روشن کی طرح پائی جاتی ہے۔ دیکھو صحیفہ محمدیہ نمبر۱، ۸، ۱۳ وغیرہ۔ مرزا قادیانی جھوٹ بولنے میں ایسے دلیر ہیں کہ بے شمار جھوٹ باتیں قرآن وحدیث کی طرف منسوب کر دینے میں کچھ بھی باک نہیں کرتے اور ما و شما کی طرف جھوٹ بات کا منسوب کر دینا تو ان کا شعار ہے۔ دیکھو (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہوتیں، جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتویٰ دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘ حالانکہ یہ محض جھوٹ ہے۔ کہیں قرآن مجید اور احادیث میں ان مضامین کا پتہ نہیں ہے۔ کوئی غیرت مند مرزائی ہے جو قرآن واحادیث میں ان مضامین کو دکھا سکے۔ اگر نہیں دکھلائے (اور ہرگز نہیں دکھلا سکتا ہے) تو اس کو مرزا قادیانی کے کاذب تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے؟ مرزا قادیانی کا ایک اور صریح جھوٹ دیکھو (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں لکھتے ہیں کہ: ’’مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم

سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔'' حالانکہ یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ نہ مولوی غلام دستگیر صاحب نے ایسا لکھا اور نہ مولوی اسماعیل صاحب سے عرصہ سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ دونوں صاحبوں کی کتابوں میں دکھلاؤ مگر کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دیتا ہے۔ ''دعا مرزا'' میں جو عین جلسہ مناظرہ مونگیر میں شائع کی گئی تھی جس کو یہ ساتواں سال ہے۔ مبلغ پانچ سو روپے کا چیلنج دیا ہوا ہے کہ جو مرزائی مذکورہ بالا مضمون دونوں مولوی صاحبوں کی کتابوں میں دکھلا دے وہ مبلغ پانچ سو روپیہ مجھ سے انعام لے۔ جلسہ مناظرہ میں مرزائی جماعت کے بڑے بڑے مربی موجود تھے۔ مگر صدائے برنخاست یہ ہے مرزا قادیانی کے کذاب ہونے کا قطعی ثبوت، اب رہی تیسری صفت یعنی دجال، بڑا فریبی ہونا۔ اس صفت میں بھی مرزا قادیانی اپنی نظیر آپ ہے۔ اگر مرزا قادیانی کی دھوکا بازیوں اور فریبوں کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب ہو جائے۔ میں اس وقت ان کا ایک فریب دکھلاتا ہوں۔ سنو۔

مرزا قادیانی نے جس طرح مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسی طرح خاتم الخلفاء ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا آخری خلیفہ ہوں۔ کسی نے ان پر اعتراض کیا کہ ازروئے حدیث شریف کے خلافت تو تیس برس تک ختم ہو چکی۔ اب آپ خاتم الخلفاء کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں لکھتے ہیں: ''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسب بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی '' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔''

اس جواب میں مرزا قادیانی کا فریب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو

جس میں یہ ذکر ہے کہ بعض خلیفہ کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ: ’’ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی‘‘ بخاری شریف کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ پھر اہل سنت و جماعت کے اس مشہور قول کو کہ قرآن مجید کے بعد تمام کتابوں سے صحیح تر کتاب بخاری شریف ہی ہے۔ ذکر کر کے اس پر زور دے دیا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ حدیث بہت صحیح ہے اور جو حدیث معترض نے پیش کی ہے بمقابلہ اس حدیث کے ضعیف ہے۔ حالانکہ یہ بات محض غلط ہے۔ بخاری شریف میں اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ نہ تو ان لفظوں کے ساتھ یہ حدیث بخاری میں ہے اور نہ اس مضمون کی کوئی حدیث بخاری میں ہے۔ عرصہ ہوا کہ میں نے اس کو بھاگلپور کے جلسہ میں بھی بیان کیا تھا اور صحیفہ رحمانیہ نمبر۱،۲ میں بھی طبع کرا کر شائع کر دیا ہے۔ مگر آج تک مرزائیوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ آج پھر مرزائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اس حدیث کو یا اس کے مضمون کو بخاری شریف میں دکھلائیں یا مرزا قادیانی کے جھوٹے اور فریبی ہونے کا اقرار کریں۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک معترض کے جواب میں تو مرزا قادیانی نے اس حدیث کو بخاری شریف کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس وجہ سے اس کی صحت پر بڑا زور دے رہے ہیں اور اس سے پیشتر اپنی مایہ ناز کتاب (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۶، خزائن ج۳ص ۳۷۸) میں لکھا ہے کہ: ’’اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا تو نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کے رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں۔‘‘

اب کوئی مرزائی مجھے بتلائے کہ جب امام بخاری نے امام مہدی کا نام تک نہیں لیا تو پھر یہ حدیث کہ: ’’ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی‘‘ صحیح بخاری میں کیونکر پائی جاسکتی ہے؟ یہ ہے مرزا قادیانی کا دوسرا فریب کہ جہاں ان کو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ

مہدی نہیں ہوں گے وہاں یہ لکھ دیا کہ امام بخاری نے اپنی کتاب میں امام مہدی کا نام تک نہیں لیا ہے اور جب ایک معترض نے ان کے خاتم الخلفاء ہونے پر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں لکھ دیا کہ ’’ھذا خلیفۃ اللہ المھدی ‘‘ بخاری شریف میں ہے یا یوں کہئے کہ مرزا قادیانی کو معترض کے جواب لکھتے وقت اپنے حافظہ کے قصور کی وجہ سے اپنی پہلی تحریر یاد نہیں رہی تو اس صورت میں بھی مرزا قادیانی مشہور مثل کے مطابق کہ دروغ گورا حافظہ نباشد دروغ گو ثابت ہوتے ہیں۔

الغرض مرزا قادیانی جس طرح قرآن وحدیث کی رو سے کاذب ثابت ہوتے ہیں اسی طرح ایک مشہور مثل کی رو سے بھی دروغ گو ثابت ہوتے ہیں۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

مسلمانو! آپ حضرات نے ہمارے مذکورہ بالا بیان سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ ہم لوگوں کا یہ عقیدہ کہ سید المرسلین، شفیع المذنبین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت ورسالت ختم ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت ورسالت نہیں مل سکتی۔ نہایت ہی پختہ عقیدہ ہے اور قرآن مجید کی آیت قطعی الدلالت اور صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور مذکورہ بالا آیت اور احادیث کے وہی معانی ہیں جو ابھی بیان کئے گئے۔ ان کے سوا دوسرے معانی نہیں ہو سکتے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کے نبی ورسول ہونے کا قائل ہو وہ شخص اہل سنت وجماعت بلکہ اہل اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض اپنی مشہور کتاب (شفاء جز۲ ص۲۴۷، فصل فی بیان ما ہو فی من المقالات کفر ومایتوقف) میں لکھتے ہیں: ’’ومن ادعی النبوۃ لنفسہ اوجوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا کالفلاسفۃ وغلّاۃ المتصوفۃ وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ وانہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویا کل من ثمارھا ویعانق حورالعین فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ اخبر ﷺ انہ خاتم النّبیین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالٰی انہ خاتم النّبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وانہ مفھومہ المراد بہ دون تاویل وتخصیص فلا

شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا واجماعاً وسمعا''

جو شخص خود نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا یہ دعویٰ کرے کہ محنت سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے یا یہ دعویٰ کرے کہ صفائی قلب سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ فلاسفہ اور غالی صوفیاء قائل ہیں یا یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے۔ گو نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا یہ دعویٰ کرے کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے۔ جنت میں داخل ہوتا ہے اور اس کا میوہ کھاتا ہے۔ حوروں کو گلے لگاتا ہے۔ پس یہ سب کے سب کافر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ ﷺ نے یہ بھی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النّبیین کہا ہے اور آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اور امت محمدیہ ﷺ نے اس پر اجماع کیا ہے کہ ختم نبوت کے بارہ میں جو آیت یا حدیث آئی ہے اس کے وہی معنی ہیں جو اس کے الفاظ سے سمجھے جاتے ہیں اور وہی مراد ہیں اور اس میں کسی طرح تاویل یا تخصیص جائز نہیں ہے۔ پس اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ سب گروہ یقینی کافر ہیں۔ ان کے کفر پر اجماع ہوگیا ہے اور ان کا کفر قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص اسلام سے خارج ہے نہ تو اس کے جنازے کی نماز درست ہے نہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اب میں اپنا بیان اس دعاء پر ختم کرتا ہوں۔

''ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحمّلنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین''

اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد مولانا محمد عمر صاحب نے فرمایا کہ مسئلہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کے نبی ہونے کا قائل ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ جس طرح اس کے جنازہ کی نماز اور اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اس سے شادی بیاہ بھی ناجائز ہے۔ نہ اپنی لڑکی اس کو دو اور نہ اس کی لڑکی لو۔

ناظرین! مذکورہ بالا تقریر بر جلسہ حقانی میں بتاریخ مورخہ ۵؍اگست ۱۹۱۷ء ہوئی

تھی۔اس کے بعد تاریخ ۱۰/اگست مذکور کو مرزائیوں کی طرف سے ایک اشتہار اس عنوان سے شائع کیا گیا۔حکیم خلیل احمد (مرزائی) کا نبوت پر تیسرا لیکچر، اس تاریخ میں مسلمانوں کی طرف سے چند حضرات مرزائیوں کے جلسہ میں بھیجے گئے اور غازی مولوی سعید الحسن صاحب مختار نے حکیم خلیل احمد (مرزائی) سے مناظرہ کیا جس کی مختصر کیفیت صحیفہ محمدیہ نمبر۱۲ میں شائع کی جا چکی ہے۔

اس جلسہ میں حکیم خلیل نے مناظرہ کے قبل اپنی تقریر میں یہ بیان کیا تھا کہ ہمارے مخالفین ختم نبوت کی دلیل میں آیت خاتم النّبیین پیش کرتے ہیں۔حالانکہ خاتم النّبیین کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگئی ہے۔ بلکہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں۔یعنی جس طرح مہر اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جس پر مہر ہے۔اسی طرح آپ ﷺ سارے نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔اس رو سے خاتم النّبیین کے معنی ہیں نبیوں کا تصدیق کرنے والا۔پس اس آیت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔سی طرح لا نبی بعدی کا بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعد ہمارے جیسا کوئی نبی نہ ہوگا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے کم درجہ کا نبی ہو سکتا ہے۔جس طرح ''**اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ**'' کا یہ مطلب ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس جیسا دوسرا کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو تو گا اس جیسا دوسرا قیصر نہ ہوگا۔

(مسلم ج۲ص۲۹۶، فصل فی ہلک قیصر وکسریٰ)

ہر چند اس جواب کا جواب مذکورہ بالا تقریر میں موجود ہے۔لیکن اس وجہ سے کہ مرزائی مقرر نے اس جواب میں محض دھوکا دیا ہے اور صریح فریب سے کام لیا ہے۔پھر بہ چند وجوہ جواب دیتا ہوں۔سنو!

۱...... اگر ہم اس بات کو تسلیم کرلیں کہ خاتم النّبیین میں خاتم کے معنی مہر کے ہیں اور خاتم النّبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ سب نبیوں کے مہر ہیں تو بھی اس آیت سے نبوت کا ختم ہو جانا ہی ثابت ہوتا ہے۔اس لئے کہ اس معنی کے رو سے مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کو مہر کے ساتھ اس بات میں تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح مہر آخر میں لگائی جاتی ہے اسی طرح

آپ ﷺ سب نبیوں کے آخر ہیں۔ دیکھو حاشیہ بیضاوی میں لکھا ہے: ’’**فشبه النبی ﷺ بالخاتم لکونه فی خاتمتهم**‘‘ یا یوں کہئے کہ جس طرح کسی چیز کو بوتل وغیرہ میں بند کر کے مہر کر دیتے ہیں تا کہ دوسری چیز اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اسی طرح سلسلہ نبوت کو بند کر کے آپ ﷺ کو مہر بنایا تا کہ اب کوئی دوسرا سلسلہ نبوت میں داخل نہ ہو سکے۔

یہاں یہ کہنا کہ جس طرح مہر تصدیق کرنے والی چیز ہے اسی طرح آپ ﷺ انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ دو وجھوں سے غلط ہے۔

<u>وجہ اوّل:</u> یہ ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ خاتم النّبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ سب نبیوں کے تصدیق کرنے والے ہیں تو یہ صفت سب نبیوں میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ہر نبی کل انبیاء کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ کسی نبی نے کسی نبی کی تکذیب نہیں کی ہے۔ پس یہ صفت آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہوئی۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ختم نبوت کو ان چھ چیزوں میں شمار کیا ہے جو آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ مذکورہ بالا تقریر میں تیسری حدیث کو بغور دیکھو۔

<u>وجہ دوم:</u> یہ ہے کہ خاتم کو بمعنی مہر لے کر پھر اس کو تصدیق کرنے والے کے معنی میں لینا عربی لغات اور عربی محاورات کے محض خلاف ہے۔ کہیں عربی محاورہ میں خاتم تصدیق کرنے والے کے معنی میں مستعمل نہیں ہے تو قرآن وحدیث میں اور نہ دیگر کلام عرب میں۔ اگر کسی مرزائی کو کچھ بھی علمیت کا دعویٰ ہے تو اس بات کو کلام عرب سے ثابت کرے کہ خاتم کے معنی مصدق کے ہیں۔ اگر نہیں ثابت کر سکتا اور ہرگز نہیں ثابت کر سکتا تو اس کو یقین کرنا چاہئے کہ وہ اس طرح کی تفسیر میں اس حدیث شریف کا مصداق ہے جو (ترمذی ج۲ ص۱۱۹، ابواب تفسیر القرآن) میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

۸...... ’’**عن النبی ﷺ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبؤ مقعده من النار**‘‘ کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تفسیر محض اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

۲...... اس آیت میں مشہور قرأت کی رو سے خاتم بالکسر ہے جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی قرأت کو لیا ہے اور یہی معنی کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور

کتاب (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱) میں لکھتے ہیں۔ وہ اکیسویں آیت یہ ہے:''**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین**'' یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔''

اب مرزائی لیکچرر بتائے کہ جب اس کے پیرومرشد خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کا ختم کرنے والا لکھ چکے ہیں تو اب وہ اس معنی کو چھوڑ کر کس منہ سے دوسرے معنی بیان کرتا ہے۔ اس کو اپنے پیرومرشد کے خلاف معنی بیان کرنے میں شرم نہیں آتی ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!

۳...... تمام اہل لغت اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ خاتم النّبیین میں خاتم کو بالکسر پڑھو یا بالفتح دونوں حالت میں اس کے معنی آخر النّبیین ہیں اور متعدد صحیح صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے اپنے کو''**انا آخر الانبیاء انا العاقب انا اللبنة**''

''**عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنة فطاف بہ النظار متعجبون من حسن بنیانہ الاموضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین**''(مشکوٰۃ ص۵۱۱، باب فضائل سید المرسلین، بخاری ج۱ ص۵۰۱، باب خاتم النّبیین، مسلم ج۲ ص۲۴۸، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النّبیین)

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:''میری اور دوسرے نبیوں کی مثل ایک مکان کی ہے کہ کسی نے عمدہ مکان بنایا لوگ اس کو پھر پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کے حسن کی تعمیر پر تعجب کرتے ہیں۔ مگر اس مکان میں ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے۔ پس میں نے آکر اس اینٹ کی جگہ کو بھر دیا اور وہ ناتمام مکان مجھ سے پورا ہوگیا اور رسولوں کے آنے کا سلسلہ مجھ پر ختم ہوگیا۔ پس میں پیغمبروں میں اس آخری اینٹ کے مانند ہوں یعنی میں خاتم النّبیین ہوں۔''

اس روایت میں آپ ﷺ نے دین کو ایک مکان کے ساتھ تشبیہ دی اور تمام انبیاء

کو اینٹ کے ساتھ تشبیہ دی اور اپنے کو آخر اینٹ فرمایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ ایسی صحیح صحیح اور صاف صاف حدیثوں کے ہوتے ہوئے ختم نبوت کا انکار کرنا یا اس کی تاویل کرنی کسی مسلمان کا کام نہیں ہے۔

اور چند موقع پر ’’لا نبی بعدی‘‘ فرما کر بتلا دیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین ہیں۔ اب کون ایماندار ہے کہ ان تصریحات کو چھوڑ کر خاتم النّبیین کے دوسرے معنی کرے۔ باوجود ان تصریحات کے مرزائی جماعت اگر ختم نبوت کی قائل نہیں ہوتی ہے تو صاف یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہم کو قرآن وحدیث کے ماننے میں کلام ہے۔ اگر ایسا کہہ دیں تو ہم آئندہ اس کے مقابلہ میں قرآن وحدیث پیش نہیں کریں گے۔ بلکہ دوسرے طریقہ سے ان کے غلط دعوے کو باطل کر دکھائیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

مرزائی لیکچرر کا یہ کہنا کہ ’’لانبی بعدی‘‘ کا یہ مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ ﷺ سے کم درجہ کا نبی ہوسکتا ہے۔ محض فریب دہی ہے۔ اس لئے کہ اگر مرزائی لیکچرر کا یہ بیان صحیح ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کے یہ معنی ہوں کہ خدا جیسا کوئی معبود نہیں ہے۔ خدا سے کم درجہ کا معبود ہوسکتا ہے۔ (نعوذ باللہ منہ) اسی طرح یہ بھی لازم آتا ہے کہ ’’لا مھدی الا عیسیٰ‘‘ کا یہ مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا کوئی مہدی نہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم درجہ کا مہدی ہوسکتا ہے۔ حالانکہ مرزاغلام احمد قادیانی ’’لامھدی الا عیسیٰ‘‘ کا یہ مطلب لکھتے ہیں کہ اس وقت بجز عیسیٰ کے کوئی مہدی نہیں ہوگا۔

اب مرزائی لیکچرر بتلائے کہ کلمہ طیبہ کے صحیح معنی کیا ہیں اور مرزا قادیانی نے جو معنی ’’لا مھدی الا عیسیٰ‘‘ کے لکھا ہے صحیح ہے یا غلط؟ اس موقع پر میں ایک اور صحیح حدیث پیش کرتا ہوں جو (ترمذی ج۲ ص۵۱، باب ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات، مسند امام احمد بن حنبل ج۳ ص۲۶۷) میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۱۰...... ’’قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی‘‘ کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی۔ پس کوئی رسول اور نبی میرے بعد نہیں۔

مرزائی لیکچرار اپنے بڑے بڑے مربیوں سے پوچھے کہ اس حدیث کے پہلے جملہ ’’ان الرسالة والنبوة قد انقطعت ‘‘ کا کیا مطلب ہے؟ اور پھر اس جملہ کے بعد فاء تفریع کے ساتھ’’لا رسول بعدی ولا نبی ‘‘لانے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ اگر مرزائی جماعت میں کسی کو بھی کچھ علمیت کا دعویٰ ہے تو باقاعدہ اس حدیث کا جواب دے ورنہ مسئلہ ختم نبوت میں چون وچرا کرنے سے باز آئے۔

اصل بات یہ ہے کہ مرزائی لیکچرار نہیں جانتا کہ لائے نفی جنس سے کس جگہ نفی ذات مراد ہوتی ہے اور کس جگہ نفی صفت سچ ہے ۔

وہ لوگ نکتہ موزوں کی قدر کیا جانیں جو مبتداء و خبر کی خبر نہیں رکھتے

مرزائی لیکچرار کا’’اذا هلک کسریٰ فلا کسریٰ بعده واذا هلک قیصر فلا قیصر بعده ‘‘پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس حدیث کے شان نزول سے محض ناواقف ہے۔ اگر اس حدیث کے شان نزول سے واقف ہوتا تو کبھی اس حدیث کو پیش نہیں کرتا۔

سنو! اس حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ قریش اسلام قبول کرنے سے پہلے شام اور عراق میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تو ان کو اس بات کا خوف ہوا کہ شام میں قیصر کی سلطنت ہے اور عراق میں کسریٰ کی سلطنت ہے اور یہ دونوں ہمارے مذہب اسلام کے مخالف ہیں۔ ہم لوگوں کو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے اپنے اپنے ملک میں تجارت نہیں کرنے دیں گے۔ اس وقت حضور ﷺ نے قریش کو یہ خوشخبری سنائی کہ شام سے قیصر کی سلطنت اور عراق سے کسریٰ کی سلطنت بہت جلد زوال پذیر ہو جائے گی۔ پھر شام میں قیصر کی سلنت اور عراق میں کسریٰ کی سلطنت نہ ہوگی۔ پس’’فلا کسریٰ بعده ولا قیصر بعده ‘‘ کا مطلب یہ ہے۔’’فلا کسریٰ بالعراق ولا قیصر بالشام‘‘ اور یہی واقع بھی ہوا کہ عراق سے کسریٰ کی سلطنت گئی تو پھر کوئی کسریٰ کا مالک نہیں ہوا اور شام سے قیصر کی سلطنت گوئی تو پھر شام کا مالک کوئی قیصر نہیں ہوا۔

اس حدیث کا یہ مطلب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور یہی مطلب شان نزول کے مطابق ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری)

اب مرزائی لیکچرار بتائے کہ اس حدیث سے اس کو کیا فائدہ پہنچا؟

نوٹ: ناظرین اس بات پر بھی غور کریں کہ علمائے اسلام مرزائیوں کے رد میں جو تقریریں کرتے ہیں ہم ان کو قلمبند کر کے چھاپ کر شائع کر دیتے ہیں تاکہ غیر حاضرین جلسہ بھی ان تقریروں سے فائدہ اٹھائیں اور مرزائی جماعت کو اگر ان تقریروں پر کوئی اعتراض ہے تو پیش کریں اور جواب سنیں۔ مگر آج تک مرزائیوں کو جرأت نہیں ہوئی کہ ان تقریروں پر کوئی اعتراض کرسکیں۔ اس کے خلاف مرزائیوں کی یہ حالت ہے کہ اپنے اشتہاروں میں یہ تو لکھ دیتے کہ فلاں مضمون پر پہلا لیکچر، دوسرا لیکچر، تیسرا لیکچر مگر کسی لیکچر کا مضمون چھاپ کر شائع نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مضامین ''اوھن من بیت العنکبوت'' ہیں۔ یعنی مکڑے کے جالے سے بھی زیادہ کمزور۔ یہی وجہ ہے کہ کسی ذی علم مسلمان کے سامنے منہ کھولنے کی انہیں جرأت نہیں ہوتی۔ مونگیر کے جلسہ کے بعد بھاگلپور عبدالماجد قادیانی کی مدد کو میاں خلیل قادیانی پہنچے۔ وہاں بھی بجز مرزائی جہلاء کے کسی کے سامنے نہ آئے۔ ایک لائق انگریزی دان نے مناظرہ کو کہا کہ مرزا کی نبوت پر بحث کی جائے۔ مگر بالکل دم سے بخود اور کچھ نہ بولے۔ پھر یہ حضرت نبوت پر لیکچر دیں گے۔ ان کی باتیں صرف جہلاء کے بہکانے کے لئے ہیں۔ مکڑے کے جالے سے زیادہ کمزور ہوتے ہیں۔ اگر ان مضامین میں کچھ بھی قوت ہوتی تو وہ ضرور شائع کرتے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ضمیمہ: مذکورہ بالا تقریر کی کاپیاں تیار ہو چکی تھیں۔ تصحیح ہو رہی تھی کہ مولوی عبدالشکور صاحب بے.اے بھاگلپوری کا ایک خط پہنچا۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ہم نے قادیانی عبدالماجد سے دو سوال کئے تھے جن کا جواب انہوں نے لکھا ہے۔ اب جواب الجواب ہونا چاہئے۔ یہ خط مولانا ابوالخیر مولوی سید محمد انور حسین کو دیا گیا کہ آپ جواب الجواب لکھ دیں اور وہ آپ کی تقریر ختم نبوت کا ضمیمہ بنا دیا جائے۔ چنانچہ مولانا ممدوح نے جواب الجواب تحریر فرما کر دیا جو درج ذیل ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب بی.اے کا پہلا سوال

کیا آپ قرآن شریف سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ بعد محمد (ﷺ) کے کوئی نبی یا

رسول یا پیغمبر تشریف فرما ہوں گے۔ اگر اس کا ذکر ہے تو آپ مہربانی کر کے حوالہ دیں گے۔ مگر لفظ پیغمبر، نبی، رسول کا ہونا ضرور ہے۔ میں منطق اور فلسفہ نہیں جانتا۔

قادیانی مربی عبدالماجد کا جواب

آپ کے دو سوالوں میں سے اوّل سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن شریف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جب تک بنی آدم موجود ہیں خداوند تعالیٰ کے رسول آیا کریں گے۔ کسی زمانہ کی تخصیص نہیں کی گئی ہے۔ سورۂ اعراف کے تیسرے رکوع میں یہ ہے کہ ''**یبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** (اعراف:۳۵)'' اسی طرح ایک اور آیت سورۂ حج میں ہے: ''**اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر** (الحج:۷۵)''

جواب الجواب

قادیانی مربی عبدالماجد کا جواب چند وجوہ غلط ہے۔

۱...... جواب، سوال کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے کہ سوال میں یہ ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) کے بعد رسول یا نبی کا آنا قرآن مجید سے ثابت کیجئے۔ مربی صاحب کی پیش کردہ دو آیتوں میں سے کسی میں یہ قید نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی رسول آئیں گے۔ یہاں پر دعویٰ خاص اور دلیل عام ہے۔ پس جواب غلط ہوا۔ ماہرین فن مناظرہ سے پوچھ لو۔ علاوہ اس کے ''یاتینکم'' نون تاکید ہے اور مرزا قادیانی اور ان کی تمام جماعت کو اس بات سے سخت انکار ہے کہ نون تاکید زمانہ استقبال پر دلالت کرتی ہے۔ پس مرزائی علم نحو کی رو سے اس آیت سے زمانہ استقبال میں کسی رسول کا آنا کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا۔ اگر قادیانی مربی عبدالماجد یہاں پر اس بات کے قائل ہو جائیں کہ نون تاکید استقبال پر دلالت کرتی ہے تو ان کو ماننا پڑے گا کہ ''**وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ**'' میں بھی نون تاکید استقبال کے لئے ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مولوی قادیانی کو ممات مسیح کے اعتقاد سے توبہ کر کے حیات مسیح کا قائل ہونا پڑے گا۔ جس سے مرزا قادیانی کی مسیحیت کا

بنیادی پتھرا کھڑ جائے گا اور سارا مرزائی کارخانہ درہم وبرہم ہو جائے گا۔ ہم اس آیت کا صحیح مطلب آگے چل کر بیان کریں گے۔

۲...... یہ آیت جملہ شرطیہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس رسول آئیں تو جو شخص صلاح وتقویٰ اختیار کرے گا وہ خوف زدہ ومخزون نہ ہوگا اور جملہ شرطیہ کے لئے اس کا واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔ مثلاً کسی نے یہ کہا کہ اگر زید ہمارے یہاں آئے گا تو ہم اس کو دس روپے دیں گے۔ اس کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ زید کا آنا ضروری ہو۔ پس مجرد اس آیت سے کسی زمانہ میں بھی رسولوں کے آنے کا ضروری ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ یہ ثابت ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی رسول آیا کریں گے۔

۳...... عبدالماجد قادیانی اپنے ایک چھوٹے سے رسالہ ''احیاء موتی'' میں یہ بات تسلیم کر چکے ہیں بلکہ اسی پران کا استدلال ہے کہ جب کوئی مضمون کسی آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو جائے اور حدیث سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہو تو جو دوسری آیت وحدیث اس کے معنی کے خلاف ہو تو اس دوسری آیت وحدیث کے وہ معنی کرنے چاہئے جو پہلی آیت وحدیث کے خلاف نہ ہو۔ پس اسی قاعدہ کی رو سے ہم یہ کہتے ہیں کہ آیہ کریمہ: ''**ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین**''

قطعی طور پر از روئے لغات ومحاورات عرب اور نیز باتفاق مفسرین یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا اور اس کی کامل تائید متعدد صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت کر کے دکھائی گئی ہے۔ بلکہ یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ دجال وکذاب ہے تو اگر قادیانی مربی کی سمجھ میں کوئی آیت یا حدیث ایسی ہے جس سے ختم نبوت کے خلاف ہمیشہ رسول کا آنا ثابت ہوتا ہو تو ان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں ہے کہ وہ اس آیت وحدیث کے ایسے معنی تراشیں جو آیت خاتم النّبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہو۔

۴...... سورۂ اعراف کی آیت میں اس وقت کا تذکرہ ہے جس وقت حضرت آدم علیہ السلام جنّ سے جدا ہوئے۔ خداوند تعالیٰ نے بنی آدم سے عالم ارواح جس طرح اور عہد وپیمان لیا

تھا اسی طرح سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ اے بنی آدم اگر ہمارے رسول تمہارے پاس آئیں اور ہماری آیتیں سنائیں تو جو شخص ان کے کہنے کے مطابق صلاح وتقویٰ اختیار کرے گا وہ خوف زدہ اور محزون نہ ہوگا اور جو تکذیب وانکار کرے گا وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اس کے دو ثبوت ہم پیش کرتے ہیں۔

پہلا ثبوت: جناب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جن کو قادیانی عبدالماجد اپنے حلفی اظہار میں اسی طرح کا نبی مان چکے ہیں جس طرح کا نبی مرزا قادیانی کو مانتے ہیں) اسی آیت کے تحت میں فرماتے ہیں: ’’یعنی برزبان آدم چنانکہ از سورۂ بقرہ اشارت رفت۔‘‘ یعنی اس آیت میں بزبانی حضرت آدم علیہ السلام کے بنی آدم کو خطاب کیا گیا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں صاف طور سے مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’**فتلقیٰ اٰدم من ربه کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم فقلنا اهبطوا منها جمیعا فامایاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولاهم یحزنون والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحاب النارهم فیها خالدون** (بقرہ:۳۷تا۳۹)‘‘

بس سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمے تو خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ کہا ہم نے کہ تم سب کے سب یہاں سے اتر جاؤ۔ بس اگر تمہارے پاس ہماری ہدایت (کتاب ورسول) پہنچیں تو جو کوئی ہماری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ کبھی خوف زدہ ومخزون نہ ہوگا اور جو انکار وتکذیب کرے گا وہ دوزخی ہوگا اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

سورۂ اعراف کی آیت اور سورۂ بقرہ کی آیت دونوں کا ایک مطلب اور ایک وقت ہے۔ اس آیت سے روز روشن کی طرح سے ثابت ہوگیا کہ سورۂ اعراف میں جس خطاب کا ذکر ہے وہ خطاب اس وقت ہوا تھا جس وقت حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک رسولوں کے آنے کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ جب آیت خاتم النّبیین نازل ہوگئی تو معلوم ہوگیا کہ اب وہ سلسلہ ختم ہوچکا۔

دوسرا ثبوت: (تفسیر درمنثور ج۳ص۸۲) میں (جس کا مرزا قادیانی نے بھی اپنے تالیفات میں اکثر حوالہ دیا ہے) سورۂ اعراف کی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: ’’اخرج ابن جریر عن ابی یسار السلمی ؓ قال ان اللّٰہ تبارک وتعالٰی جعل آدم وذریتہ فی کفہ فقال یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون الآیۃ‘‘ کہ ابن جریر نے ابی یسار سلمی ؓ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ذریت آدم کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ اے بنی آدم! اگر تمہارے پاس ہمارے رسول آئیں اور تم پر ہماری آیتیں پڑھیں تو جو شخص ان کے کہنے کے مطابق صلاح وتقویٰ اختیار کرے گا وہ خوف زدہ محزون نہ ہوگا اور جو انکار وتکذیب کرے گا وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اس روایت میں خاص اسی آیت کی تفسیر ہے جو قادیانی مربی عبدالماجد نے پیش کی ہے۔ اس روایت سے یأتین کی نون تاکید کا زمانہ استقبال کے لئے ہونا بھی صحیح ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ خطاب حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کیا گیا تھا اور اس خطاب کے مطابق رسولوں کے آنے کا سلسلہ جاری ہوا اور رہا، جب آیت خاتم النّبیین نازل ہوگئی تو معلوم ہوگیا کہ یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ خاتم النّبیین کی آیت کے نازل ہونے کے بعد اس آیت سے قیامت تک کے لئے رسولوں کے آنے پر استدلال کرنا یا تو محض حماقت ہے یا دیدہ ودانستہ آیہ خاتم النّبیین کا انکار ہے۔

دوسری آیت کا جواب

سورۂ حج میں ہے کہ: ’’اللّٰہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس ان اللّٰہ سمیع بصیر‘‘ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اس آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ خدا کے رسول فرشتہ بھی ہوتے ہیں اور انسان بھی۔ یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ فرشتہ اور انسان ہمیشہ قیامت تک رسول بنا

کریں گے۔’’یصطفی‘‘ مضارع مطلق ہے۔مضارع دوامی نہیں ہے۔قادیانی عربی علم صرف کی کتاب ملاحظہ فرمائیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ مضارع دوامی کا صیغہ عربی میں کس طرح بنتا ہے اور مضارع مطلق اور مضارع دوامی میں کیا فرق ہے؟ اس کے علاوہ جب ایک آیت سے قطعاً ثابت ہوگیا کہ رسالت ونبوت ختم ہوگئی۔اب کوئی نبی ورسول چنا نہیں جائے گا۔ پھر اس آیت سے یہ سمجھنا کہ ہمیشہ انسانوں سے رسول چنے جائیں گے۔کیسی ناسمجھی ہے۔مولوی مربی کی حالت پر نہایت افسوس ہے کہ وہ ایسے رکیک رکیک استدلالات پیش کر کے خود اپنی علمی پردہ دری کا باعث ہوتے ہیں۔

مولوی عبدالشکور صاحب بی.اے کا دوسرا سوال

اگر میں مرزا قادیانی کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانوں تو میری شفاعت بروز قیامت ہوگی یا نہیں؟

قادیانی مربی عبدالماجد کا جواب

شفاعت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:’’**شفاعتی لاهل الکبائر من المؤمنین**‘‘ اب آپ اپنے علماء سے دریافت کر لیجئے کہ مسیح موعود کے منکر کی شفاعت ہے یا نہیں۔

جواب الجواب

تمام علمائے اسلام کا عموماً اور علمائے اہل سنت وجماعت کا خصوصاً یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ مسیح موعود وہی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیلی نبی ہیں۔ان کے سوا کوئی دوسرا شخص مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیلی نبی کا منکر مومن نہیں ہے۔اس کی شفاعت ہرگز نہیں ہوگی اور جو شخص جھوٹے مدعیان مسیحیت کا منکر ہے وہ مومن ہے۔اس کی شفاعت ضرور ہوگی۔

راقم بندہ آثم: ابوالخیر سید محمد انور حسین عفی عنہ

پروفیسر ڈی.جی کالج مونگیر، مورخہ ۹؍دسمبر ۱۹۱۷ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۷)

مولانا محمد اسحٰق مونگیروی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمدرد اسلام ممتاز احمد خان کا تحفہ امتیازیہ...... جماعت احمدیہ بنظر انصاف قبول کرے

دیکھیں تو کون مرزائی ان کا جواب دیتا ہے

بغیر جواب دیئے منہ دکھانا سخت بے غیرتی ہے

النبوۃ فی الاسلام کے نو جواب اور مرزا قادیانی کے جھوٹ

راقم الحروف عرصہ سے دیکھ رہا ہے کہ اہل حق نے مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت کو نہایت روشن کر کے دکھایا اور اس قدر رسالے لکھے گئے کہ غالباً دوسرے کسی مدعی کاذب کی نسبت نہ لکھے گئے ہوں گے اور نہایت روشن بات یہ دکھائی گئی ہے کہ مرزا قادیانی نے بہت کچھ دعویٰ کئے اور مختلف طور سے چندے لئے۔ مگر ان کی ذات سے مسلمانوں کو اور اسلام کو بجز نقصان کے کسی قسم کا نفع نہیں ہوا۔ یعنی وہ نفع جو ان کی ذات سے مخصوص ہو اور دوسرے ذی علم سے نہ ہوا ہو؟ اس کے جواب میں ہر ایک واقف کار نہایت یقین سے بے تأمل یہی کہے گا کہ کسی قسم کا نفع نہیں ہوا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مخالفین اسلام کا رد کیا۔ مگر یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ خاص انہوں نے کی ہو۔ بلکہ اور علماء اسلام نے ان سے بہت زیادہ کیا اور اس کا نفع بہت زیادہ ہوا۔ حضرت مولانا ابواحمد صاحب عم فیضہ نے عیسائیوں کے جواب میں تیرھویں صدی کے آخر میں اور اس صدی کے شروع میں اس قدر کوشش کی کہ مرزا قادیانی نے اس کی عشر عشیر بھی نہیں کی۔ بہت رسائل لکھے اور متعدد مناظروں میں انہیں عاجز کیا اور بہت تدبیریں کیں۔ جن سے پادریوں کا غل وشور اس وقت ایسا کم ہوا کہ گویا نہیں رہا۔ مرزا قادیانی نے ایک مناظرہ کیا اور اس قدر غل وشور مچایا کہ خدا کی پناہ اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادریوں نے بہت خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کو شرمندہ کیا۔ اس کی تفصیل الہامات مرزا میں ملاحظہ ہو۔

آریہ کے جواب میں رسالہ لکھا مگر کانپور کے مدرسہ الٰہیات کو دیکھا جائے کہ اس نے بہت رسالے لکھے۔ اطراف میں آریوں کا اثر مٹانے کے لئے اہل علم بھیجے گئے اور بہت کچھ فائدہ ہوا۔ مرزا قادیانی کی تحریروں سے اگر کچھ فائدہ ہوا ہو، مگر حضرت اس سے بہت

زیادہ ہوئی۔ براہین احمدیہ میں اسلام کی حقانیت پر ایک دلیل لکھ کر نہایت زور سے یہ اشتہار دیا کہ ہم تین سو دلیلیں اسی طرح کی حقانیت اسلام پر لکھیں گے اس کے چھپنے کے لئے پیشگی قیمت دو۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۲۳،۲۴)

چونکہ اس وقت پادریوں نے زور کیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے قیمت بھیجی اور ہزاروں روپیہ آیا۔ (رسالہ اشاعۃ السنہ ملاحظہ ہو) مگر باوجود پختہ وعدہ کے اور اس وعدے کے نہایت مشتہر ہونے کے مرزاقادیانی نے تین سو کی جگہ تین دلیلیں بھی نہ لکھیں اور مسلمانوں کے علاوہ مخالفین اسلام نے اچھی طرح معائنہ کیا کہ مسلمانوں کا مجدد اور مسلمانوں کے امام اور مسیح اور نبی ایسے جھوٹے ہوتے ہیں اور جھوٹ بول کر روپیہ کماتے ہیں؟ اس قسم کے الزامات اور بھی ہیں۔ اگر کوئی حق طلب دریافت کرے گا تو بیان کیا جائے گا۔ خدا پر جھوٹ کے اور وعدہ خلافی کے الزام لگائے۔ انبیاء کی بہت کچھ توہین کی۔ خود اس قدر جھوٹ بولے ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ متعدد رسالوں میں انہیں دکھایا گیا ہے۔ صرف ایک صحیفہ محمدیہ ﷺ نمبر۸ میں بائیس جھوٹ دکھائے ہیں اور اس رسالہ میں دکھائے جائیں گے اور جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ حضرت سرور انبیاء ﷺ کا ارشاد اس کی نسبت ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ بایں ہمہ اس صحیفہ کو چھپے ہوئے سال بھر سے زیادہ ہوگیا۔ مگر کسی مرزائی نے جواب تو نہیں دیا، البتہ یہ کہتے سنا کہ انبیاء جھوٹ بولتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جھوٹ پر ایک روایت پیش کر دی۔ حالانکہ قرآن شریف میں ان کی نسبت ارشاد خداوندی ہے:''انہ کان صدیقاً نبیاً (مریم:۴۱)''

اور حدیث میں آیا ہے کہ صدیق وہ ہے جو ہمیشہ سچ بولے اور سچائی کی تلاش میں رہے۔ اب جو روایت اس کے خلاف ہو اسے مرزائیوں کو اپنے قول کے بموجب نہ ماننا چاہئے۔ البتہ اس اعلانیہ کذب وافتراء پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک رسالہ مشتہر کیا جس میں ایک مقدس بزرگ مجدد وقت کو گالیاں دی ہیں۔ اسی بازاری پاجی نے پہلے بھی اسی مضمون کا رسالہ لکھا تھا اور اس کا محققانہ اور مہذبانہ جواب دو رسالے ''تعبیر رویائے حقانی وجواب حقانی'' میں دیا گیا تھا۔ مگر بازاری اور پھر قادیانی کے مقابلہ میں تحقیق وتہذیب سے کام نہیں چلتا۔ ان کے مقابلہ میں تو انہیں کے مثل بازاری شہدہ ہو اور ایک گالی کے عوض دس گالیاں دے۔ جب وہ خاموش ہوتے ہیں چونکہ اہل حق ایسی بیہودگی نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس بے

حیا نے اسی مضمون کا دوسرا رسالہ لکھ دیا جس سے مرزا قادیانی کی اور ان کے مریدوں کی حالت معلوم ہوتی ہے۔ اس کے بعد دوسرا رسالہ اسی گروہ کا دیکھا گیا جس کا نام ’’النبوۃ فی الاسلام‘‘ ہے۔ جس میں اپنے خیال میں یہ ثابت کیا ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نبی ہوتے رہیں گے اور بہت سی جاہلانہ فریب باتیں اس میں بتائی ہیں اور عوام کو فریب دینے کے لئے بعض قرآن مجید کی آیتیں بعض حدیثیں، بعض بزرگوں کے اقوال پیش کئے ہیں۔ مگر یہ راقم نہایت خیرخواہی اور کمال وثوق سے کہتا ہے اور مجمع عام میں ثابت کرنے کے لئے تیار ہے کہ جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے وہ قطعاً اور یقیناً غلط ہے۔ آیتوں کے معنی میں تحریف کی ہے۔ غیرمعتبر روایتیں پیش کی ہیں اور ان کا مطلب نہیں سمجھے۔ بزرگوں کے کلام کو نہ سمجھنے کے علاوہ عبارت پوری نقل نہیں کی۔ اس میں شبہ نہیں کہ امت محمدیہ ﷺ کے تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت شرعیہ یعنی شریعت محمدیہ میں جس کو نبوت کہتے ہیں وہ قرآن وحدیث کی رو سے ختم ہوگئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہ ملے گا۔ حضرت سیدالمرسلین ﷺ کا آفتاب نبوت ایسا تاباں ودرخشاں ہوا اور قیامت تک روشن رہے گا کہ کسی چھوٹے یا بڑے کوکب کی حاجت نہ رہی اور اس آفتاب روشن جہان نبوت کے سامنے ایک کوکب کیا ہزار دس ہزار نبوت کے تارے بیکار ہیں۔ اس روشنی اور تابانی کے علاوہ حضور سرور دوجہاں ﷺ کی شان کا یہی تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ﷺ نہ ہو اور آپ ﷺ کی امت جسے اللہ تعالیٰ نے بہترین امت کا خطاب دیا ہے، راحت جاودانی کے بدلے عذاب دائمی کی مستحق نہ ہو۔ مدعیان نبوت نے اس شاہ دوجہاں ﷺ کی ان دونوں امتیازی اور عظیم الشان صفتوں سے انکار کیا اور حضور انور ﷺ کی امت کو جہنم کا مستحق بنا کر کلام الٰہی ’’کنتم خیر امۃ‘‘ سے انکار کر دیا۔ گو زبان سے نہ کہیں، چنانچہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے یہ اعلان کر دیا کہ جس نے مجھے نہ مانا وہ کافر جہنمی ہے۔ (تذکرہ ص۱۶۳، طبع سوم)

اس کا حاصل یہ ہوا کہ چودھویں صدی میں جو امت محمدیہ ﷺ کی تعداد چالیس کروڑ ہوئی تھی ان سب کو بجز چند افراد کے جہنمی بنادیا۔

کہو میاں ارادت قادیانی آپ کے رسالہ ’’النبوۃ فی الاسلام‘‘ اور آپ کے نبی نے امت محمدیہ ﷺ کو یہی فخر عنایت کیا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی غلامی سے جو مخلوق کثیر نجات

دائمی کی سند حاصل کر چکی تھی اسے اس جدید نبی نے چھین کر اس معزز جماعت کو ہمیشہ کے عذاب کا مستحق بنادیا؟ اور نبوت فی الاسلام کا یہ نتیجہ ہوا۔ ہوش کر کے اس کا جواب دو اور تم تو کیا دو گے کوئی قادیانی مربی اس کے جواب میں دم نہیں مار سکتا۔ مجمع عام میں گفتگو کر کے دیکھ لو۔

ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوی

اب میں اس رسالے کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اور آپ کی اصل گفتگو تو مرزا قادیانی کی نبوت میں ہے۔ ہم نے ان کا جھوٹا ہونا متعدد طریقوں سے ثابت کر دیا ہے۔ یعنی قرآن مجید سے، احادیث صحیحہ سے، ان کی ان پیشین گوئیوں کے جھوٹا ہونے کی وجہ سے۔ جنہیں آپ کے مرشد نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان بڑے زور وشور سے بتایا تھا اور اپنے مرنے کے ایک سال قبل تک ان کی صداقت پر وثوق کرتے رہے۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس کی صداقت معائنہ اور مشاہدہ سے ہو رہی ہے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں گواہ اس کی شہادت دل سے کرتے ہیں کہ منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی پیشین گوئی اشتہاروں اور اخباروں کے علاوہ (شہادۃ القرآن، خزائن ج۶ ص۳۷۵، ازالہ اوہام، خزائن ج۳ ص۳۰۵) وغیرہ میں کس زور سے کی گئی ہے اور خدا کا وعدہ بتایا گیا ہے کہ ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد وہ عورت تیرے نکاح میں ضرور آئے گی اور سب موانعات دور ہوں گے۔ مگر معائنہ اور مشاہدہ اور تواتر اس کو ثابت کر رہا ہے کہ وہ عورت اور اس کا شوہر اس وقت تک زندہ موجود ہے اور مرزا قادیانی کو مرے ہوئے آٹھ برس سے زیادہ ہو گئے۔ اس پیشین گوئی کے جھوٹا ہو جانے سے مرزا قادیانی نے صرف اپنا ہی جھوٹا ہونا ثابت نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ وفریب کا الزام لگایا۔ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اپنے جہاں کو خوش کر دینا اور بات ہے۔ اگر دعویٰ ہے تو معززین کے جلسہ میں آ کر اس کا جواب دیجئے اور پھر دیکھئے کہ ہم اس کی کیسی دھجیاں اڑاتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود ان کے پختہ اقراروں سے ان کا قطعی جھوٹا ہونا، ہر بد سے بدتر ہونا، ملعون ہونا ثابت کر دیا ہے۔ (فیصلہ آسمانی دیکھو اور اب رسالہ مسیح قادیان پر اقراری ڈگریاں چھپا ہے اس میں دیکھ لیجئے گا) جب ہم ایسے مستحکم طریقوں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کر چکے ہیں جن کے لئے آپ نے یہ رسالہ لکھا ہے تو اب ہم فضول گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ نبوت ختم ہو گئی یا نہیں ہوئی۔ مگر ایسا جھوٹا شخص ہرگز اس مقدس عہدہ کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ پہلے جس طرح آپ حضرات حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات

ومماۃ کو ضروری بنا کر مرزا قادیانی کے کذب پر پردہ ڈالتے تھے۔ اب ایک دوسرا مسئلہ اسی غرض سے نکالا ہے۔

اے نادان دشمنو! اس پر غور کرو۔ جو دلیلیں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی بیان کی گئیں ان کے علاوہ ان کے اعلانیہ جھوٹ بھی دکھائے گئے۔ محض تمہاری خیرخواہی کے خیال سے ان کا جواب تو تم نہیں دے سکے۔ ایک بے جوڑ مسئلہ پر رسالہ لکھ دیا۔ اس رسالے سے مرزا قادیانی سچے نہیں ہو سکتے۔ صحیفہ محمدیہ نمبر۸ میں بائیس جھوٹ حیرت ناک دکھائے ہیں ان کا جواب دیجئے اور اسی صحیفہ کے نمبر۱۳ میں بہت جھوٹ دکھائے ہیں ان جھوٹوں سے اپنے مرشد کی برأت ثابت کیجئے۔ پھر اور کچھ لکھئے گا۔ مگر تم اپنی عمر میں تو ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ بطور مثال ایک عبارت مرزا قادیانی کی پیش کرتا ہوں۔ (انجام آتھم ص۳۰، خزائن ج۱۱ ص۳۰ حاشیہ) میں لکھتے ہیں: ''خداتعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور (۱) پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا (۲) وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی (۳) شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ (۴) تفسیر کبیر ص۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں (۵) احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔ مگر وہ وعدہ پورا نہ ہوا۔''

اب میاں ارادت قادیانی اور ان کے گمراہ کرنے والے بتائیں کہ وہ قطعی طور سے چالیس دن کا وعدہ کس یقینی آسمانی کتاب میں ہے۔ قرآن وحدیث متواتر میں کہیں اس کا پتہ نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ یہ پانچ دعویٰ جن پر میں نے ہندسہ دے دیا ہے۔ قطعی پانچ جھوٹ ہیں۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ اوّل تو نزول عذاب کا وعدہ ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرآن مجید سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہے۔ (اس کی تفصیل رسالہ تذکرہ یونس علیہ السلام میں کی گئی ہے۔ ناظرین اسے ضرور ملاحظہ کریں تاکہ مرزا قادیانی کے اس کامل جھوٹ کا معائنہ ہو جائے جس کو مرزا قادیانی نے بار بار بول کر خوب مشق کر لیا ہے) اس لئے (۱) پہلا جھوٹ تو یہی ہے اور جس ضعیف روایتوں میں وعدہ کا ذکر ہے ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ وعدہ الٰہی ہے بلکہ حضرت یونس علیہ السلام نے امم سابقہ پر قیاس کر کے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ البتہ ایک ضعیف روایت سے وعدہ الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسی روایت میں اس وعدے کا پورا ہونا بھی آیا ہے۔ اب مخلوق پر ظاہر کرنا کہ منکوحہ آسمانی والا وعدہ اسی طرح پورا نہ ہو جس طرح حضرت یونس علیہ السلام سے نزول عذاب کا وعدہ الٰہی ہوا تھا اور پورا نہ ہوا (۲) یہ دوسرا جھوٹ ہے اور

صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو سخت فریب دیا ہے اور اس قدوس پر عیب لگایا ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔(۳) تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ اس وعدہ کا بلاشرط کہتے ہیں۔ جب وعدہ ہی کا ثبوت نہیں ہے تو پھر اس میں شرط اور بے شرط کیسا؟ اس کے بعد جو تفسیر کبیر کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے مقصود تینوں دعوؤں کا ثبوت ہے یا صرف آخر کے دعوے کا یعنی شرط کا نہ ہونا۔ مگر ہر طرح غلط ہے۔ تفسیر کبیر سے کوئی دعویٰ مرزاقادیانی کا ثابت نہیں ہوتا اور اگر صرف تیسرے دعویٰ کے ثبوت میں حوالہ دیا ہے تو بھی محض غلط ہے۔ اسی تفسیر کبیر کی (ج۶ ص۱۸۸) میں صاف طور سے شرط موجود ہے کہ اگر ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا اور تفسیر روح المعانی وغیرہ میں بھی شرط موجود ہے۔

اس کی عبارت یہ ہے:’’**فاوحی اللہ تعالٰی الیہ قل لھم ان لم یؤمنوا جاء لھم العذاب** ‘‘یہی عبارت شیخ زادے محشے بیضاوی کی ہے اور ان کا ایمان لانا قرآن سے ظاہر ہے۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے:’’**وارسلنہ الی ماۃ الف اویزیدون فامنوا**‘‘

ہم نے یونس کو ایک لاکھ بلکہ زائد کافروں کی طرف بھیجا پس وہ ایمان لے آئے۔ مرزاقادیانی پر تو نہ ان کی منکوحہ آسمانی ایمان لائی نہ اس کا شوہر وغیرہ۔ پھر اپنی پیشین گوئی کے جھوٹا ہونے پر حضرت یونس کو پیش کرنا کیسا صریح فریب ہے؟ یہ بھی خیال رہے کہ ہمارا حوالہ مرزاقادیانی کے حوالے کی طرح بے تکا نہیں ہے کہ تفسیر کا نام لکھ کر صفحہ لکھ دیا اور جلد کا پتہ ندارد۔ غرضیکہ یہ حوالہ (۴) چوتھا جھوٹ ہے اور تفسیر درمنثور کا حوالہ دیگر احادیث صحیحہ سے اسے ثابت بتانا (۵) پانچواں جھوٹ ہے۔ احادیث صحیحہ سے ان دعوؤں کا ثبوت ہرگز نہیں ہے۔ سب دعوؤں کا کیا ثبوت ہوتا ایک دعویٰ کا بھی ثبوت صحیح حدیثوں سے نہیں ہے۔ انجام آتھم میں اس قسم کے بہت جھوٹ ہیں اور اس کو خلیفہ قادیان بھی معلوم کر چکے ہیں۔ مگر یہ جھوٹ تو ایسے ہیں کہ مرزاقادیانی نے متعدد رسالوں میں ان کا استعمال کیا ہے۔ تتمہ حقیقت الوحی میں بھی نہایت زور سے حضرت یونس علیہ السلام پر یہ افتراء کیا ہے اور اس کے پورا نہ ہونے کو بیان کیا ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۱)

اصل بات یہ ہے کہ جب مرزاقادیانی کی بڑی عظیم الشان پیشین گوئی جھوٹی ہوئی ہیں تو انہوں نے ان جھوٹی پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین

گوئی کے جھوٹا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ مگر ناظرین اس کا خیال رکھیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی ایسی پیشین گوئی نہیں کی جو پوری نہ ہوئی ہو۔ کسی ضعیف روایت سے بھی اس کا ثبوت نہیں ہے اور قطعی اور یقینی ثبوت تو بڑی بات ہے۔ جن حضرات کے ایسے قطعی اور یقینی جھوٹ ثابت ہوں اور جس نے اعلانیہ افتراء، ایک مقدس نبی پر کیا ہو۔ اس پاک ذات کا برگزیدہ ہوسکتا ہے؟ جسے جھوٹ سے کمال نفرت ہے جس کے برگزیدہ رسول کا ارشاد ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا؟ ہرگز نہیں۔

اب ایک نمونہ ان کی جھوٹی تعلّیوں کا ملاحظہ کر لیجئے۔ (انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۴۹) میں لکھتے ہیں:

۱...... ’’خدا نے میری سچائی کے سمجھنے کے لئے بہت سے قرائن واضح ان کو عطاء کئے تھے۔‘‘ (محض غلط، خدا کی طرف سے کوئی قرینہ ان کی صداقت کا نہیں ہوا)

۲...... ’’میرا دعویٰ صدی کے سر پر تھا۔‘‘ (یہ قرینہ مدعی کے سچے ہونے کا ہرگز نہیں ہے، اس کو صداقت کا قرینہ کہنا صریح جھوٹ ہے، جس مدعی کا جھوٹا ہونا متعدد دلیلوں سے ثابت ہوگیا ہو اس کا دعویٰ صدی کے سر پر ہو یا پیر پر ہو، وہ ہر وقت جھوٹا ہے۔ اگر مجدد کے لئے دعویٰ کی ضرورت ہوتی تو حدیث میں اس کا ذکر ہوتا، تیرہ صدیوں میں جو مجدد آئے وہ دعویٰ کرتے اور دنیا کو اس کی اطلاع ہوتی۔ مگر کہیں خبر نہیں ہے اور بجز دو ایک کے کسی نے دعویٰ نہیں کیا)

۳...... ’’میرے دعویٰ کے وقت میں خسوف وکسوف رمضان میں ہوا تھا۔‘‘ (یہ صداقت کا قرینہ ہرگز نہیں ہے اس کو قرینہ کہنا محض غلط اور صریح جھوٹ ہے۔ دوسری شہادت آسمانی میں نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ یہ معمولی گہن جیسے ۱۳۱۲ھ میں ہوئے تھے۔ امام مہدی کی علامت ہرگز نہ تھی۔ مرزاقادیانی نے اس دعویٰ میں بہت جھوٹ فریب سے کام لیا ہے)

۴...... ’’میرے دعویٰ الہام پر پورے بیس برس گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔‘‘ (یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ بعض مفتریوں کو بہت کچھ مہلت دی گئی ہے)

۵...... ’’میری پیشین گوئی کے مطابق خدا نے آتھم کو کچھ مہلت بھی دی اور پھر مار بھی دیا۔‘‘ (اوّل تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی اور یوں مرنے کو لوگ دنیا میں مرتے ہی ہیں۔ اس کی تفصیل الہامات مرزا میں دیکھئے۔ دوسرے یہ کہ پیشین گوئی کے پورا ہونے کو صداقت کا قرینہ کہنا محض غلط ہے۔ پہلے کاہن پیشین گوئیاں کرتے تھے اور وہ پوری ہوتی تھیں اور اب بھی رمّال

وغیرہ کرتے ہیں اور اکثر پوری ہوتی ہیں اور اخباروں میں چھپتا ہے۔ یہ دو جھوٹ ہوئے)

۶...... ’’مجھ کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے۔‘‘ (یہ محض غلط ہے۔ البتہ جھوٹی باتیں بنانا اور جہلاء کو بہکانا اور بڑے زور سے جھوٹے دعوے کرنا خوب آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صفت اضلال کا نمونہ بنایا تھا۔ حقائق اور معارف صوفیائے کرام کی کتابوں میں دیکھی جائیں۔ مثلاً فتوحات مکیہ، الیواقیت والجواہر، ان میں حقائق کا بیان ہے۔ مرزا قادیانی کے یہاں تو جھوٹ وفریب کا انبار ہے۔ چنانچہ یہاں چار سطروں میں سات جھوٹ ہوئے)

پھر لکھتے ہیں:

۱...... ’’قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور خدائے قادر غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا اور اس کی غیرت جلد اس کو کچل ڈالتی ہے اور ہلاک کرتی ہے۔‘‘

پھر ایک سطر کے بعد لکھتے ہیں: ’’ایک مفتری کا اس قدر دراز عرصہ تک افتراء میں مشغول رہتا اور خدا تعالیٰ کا اس کے افتراء پر اس کو نہ پکڑنا۔‘‘ ایسا امر ہے کہ:

۲...... ’’جب سے خدا تعالیٰ نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے اس کی نظیر ہرگز نہیں پائی جاتی۔‘‘

(انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۴۹)

(محض غلط، اس کی متعدد نظریں دکھائی گئی ہیں) اور پھر یہی مضمون (رسالہ مذکور ص۶۳، خزائن ج۱۱ ص۶۳ حاشیہ) میں ہی لکھتے ہیں:

۱...... ’’توریت اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہوجاتا ہے۔‘‘

۲...... ’’کوئی نام لینے والا اس کا باقی نہیں رہتا اور انجیل میں بھی لکھا ہے۔‘‘

پھر اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

۳...... ’’ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افتراء کبھی کسی زمانہ میں چل نہیں سکا۔‘‘

۴...... ’’خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والے جلد ہلاک کئے گئے ہیں۔‘‘ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ

۵...... ’’توریت بھی گواہی دیتی ہے اور انجیل بھی۔‘‘

۶...... ’’فرقان مجید بھی۔‘‘

ان دونوں قولوں میں مرزا قادیانی نے پانچ جھوٹے دعوے کئے ہیں اور تین کا ثبوت کتب مقدسہ ثلاثہ سے بتایا ہے۔

(حالانکہ کسی کتاب الٰہی سے ان دعوؤں کا ثبوت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ نو جھوٹ ہوئے۔ کیونکہ تین جھوٹے دعویٰ کئے اور ہر ایک کا ثبوت تینوں آسمانی کتابوں سے بتایا۔ اس لئے نو جھوٹ ہوئے) وہ تین دعویٰ یہ ہیں:

۱...... قرآن شریف کے متعدد نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ جھوٹا مدعی وحی والہام دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے اور جلد تباہ ہو جاتا ہے اور اس کا ثبوت متعدد آیات سے بتاتے ہیں۔ مگر محض غلط ہے۔ قرآن مجید میں یہ مضمون ہرگز نہیں ہے۔

۲...... توریت سے بھی یہ دعویٰ ثابت ہے۔

۳...... انجیل سے بھی ثابت ہے۔ مگر یہ تینوں دعویٰ محض غلط ہیں۔ ان دعوؤں کا جھوٹا ہونا واقعات سے اور قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ (رسالہ عبرت خیز ملاحظہ کیا جائے) غرضیکہ یہ تین جھوٹے دعویٰ ہیں اور پھر ہر ایک کے ثبوت کے لئے چھوٹا حوالہ دیا ہے۔ اس لئے نو جھوٹ تو یہ ہوئے اور دو جھوٹ وہ ہیں جن کے ثبوت میں وہ اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں قولوں میں گیارہ جھوٹ ہوئے۔ چھ سات سطروں میں اور سات جھوٹ اس سے پہلے قول میں اور پانچ اوّل قول میں۔ غرضیکہ ان تین قولوں میں پورے تئیس جھوٹ ہوئے۔ ان کا یہ کہنا کہ ایسا افتراء کبھی کسی زمانے میں چل نہیں سکا۔ محض غلط ہے۔ بعض مدعیان نبوت کا افتراء ایسا چلا ہے کہ مرزا قادیانی ان کے جوتے کے گرد کو بھی نہ پہنچے۔ چنانچہ طریف اور صالح اور ابوعیسیٰ کا دعویٰ اور ان کی بادشاہت تاریخ ابن خلدون سے دکھائی گئی ہے اور آئینہ کمالات مرزا عنقریب چھپا ہے۔ اس میں غالباً اسی قدر جھوٹ مرزا قادیانی کے دکھائے گئے ہیں۔ اب دونوں کا مجموعہ کر لیجئے اور اگر نظر کو اور وسیع کیجئے تو جھوٹ کا دفتر دیکھئے۔ مثلاً ان کے اعجاز احمدی کا جواب لکھا گیا ہے۔ جس میں قصیدہ کی سینکڑوں غلطیاں دکھا کر قصیدہ جوابیہ کی تمہید میں ان کے جھوٹ دکھائے ہیں۔ چنانچہ ص۲۴ حصہ دوم میں اس رسالہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ’’مرزا قادیانی نے سینکڑوں جھوٹ لکھے ہیں اور افتراء سے اس کو بھر دیا ہے۔ آپ خود خیال فرمائیں کہ جب سات صفحے میں موٹے موٹے

اور سرسری نظر میں ۲۳ جھوٹ ہوئے اور یہ کتاب اشتہار سمیت نوے صفحے کی ہے تو اس حساب سے سینکڑوں جھوٹ اس میں کہنا بالکل صحیح ہے۔‘‘

یہاں انجام آتھم کی چند سطروں میں تیئس جھوٹ دکھائے گئے۔ اب سات صفحوں میں ۳۴ جھوٹ کا ہونا کچھ تعجب نہیں ہے۔ جناب والا کو جھوٹ بولنے کی ایسی مشق تھی کہ ان کا شمار دشوار ہے۔ ان کی کچھ تعداد صحیفہ محمدیہ کے نمبر ۸ اور ۱۳ میں دکھائی گئی ہے۔ آخر نمبر میں کروڑوں تک اس کا شمار پہنچ گیا ہے۔ متعجب ہو کر انکار نہ کر دیجئے گا۔ نمبر ۱۳ کو ملاحظہ کر لیجئے۔ یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ صالح ابن طریف نے حضرت خاتم النّبیین ﷺ کو مان کر نبی اور مہدی اکبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے اوپر کتاب الٰہی کے نزول کا بھی مدعی تھا اور اس میں اسی طرح کی سورتیں بنائی تھیں۔ جس طرح قرآن مجید میں ہیں اور اس کے پیرو انہیں نماز میں پڑھتے تھے اور دعویٰ نبوت تشریعی کے ساتھ اڑتالیس برس تک بادشاہی کرتا رہا اور لاکھوں کروڑوں اس کے مطیع اور امتی رہے اور پھر بھی نہیں مرا اور اپنے بیٹے کو تخت سلطنت پر بیٹھا کر جنگل چلا گیا۔ (رسالہ عبرت خیز دیکھو) مرزا قادیانی تو بیس ہی برس اپنے عروج کا بیان کر رہے ہیں جس میں دس بیس گاؤں کے بھی مالک نہ ہوئے اور نہ ان کے مرید اس قدر ہوئے اور نہ انہیں نبوت صراحۃً تشریعی کرنے کا حوصلہ ہوا۔ البتہ بڑے زور سے جھوٹ بولنے اور افتراء پردازی کرنے کا بڑا حوصلہ تھا۔

ایک اور نمونہ ملاحظہ کیجئے اس انجام آتھم مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان کے ص ۴۶ میں فرماتے ہیں: ’’اس بات کی کسی کو خبر نہیں کہ دنیا میں اس زمانے میں ایک ہی فتنہ ہے جو کمال کو پہنچ گیا ہے اور الٰہی تعلیم کا سخت مخالف ہے۔ یعنی کفارہ اور تثلیث کی تعلیم، جس کو صلیبی فتنہ کے نام سے موسوم کرنا چاہئے۔ کیونکہ کفارہ اور تثلیث کے تمام اغراض صلیب کے ساتھ وابستہ ہیں...... پس خدا نے اپنے وعدے کے موافق چاہا کہ اس صلیبی فتنہ کو پارہ پارہ کرے۔ (خوب خیال رہے کہ یہ وعدہ الٰہی تھا اور مشیت الٰہی بھی ہوگئی کہ صلیبی فتنہ پارہ پارہ کیا جائے) اور اس نے ابتداء سے اپنے نبی مقبول ﷺ کے ذریعہ سے خبر دی تھی کہ جس شخص کی ہمت اور دعا اور قوت بیان اور تاثیر کلام اور انفاس کا فرکش ہے۔ یہ فتنہ فرو ہوگا اسی کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود ہوگا۔‘‘ (انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۴۶)

ناظرین خوب ملاحظہ کریں۔ اس قول کا حاصل یہ ہے کہ صلیبی فتنہ سے مراد تثلیث اور کفارہ کی تعلیم ہے اور مسیح موعود کی وجہ سے یہ تعلیم نیست ونابود ہو جائے گی یا بہت کم ہو جائے گی۔

اب مرزائی بتائیں کہ بیس پچیس برس سے زیادہ مرزا قادیانی کا بیان اور تحریر اور انفاس کا فرکش رہی اور بہت کچھ غل مچایا مگر کیا نتیجہ ہوا؟ ان کے بیان کو سن کر کتنے تثلیث پرست مسلمان ہوئے ان کے تاثیر کلام سے کتنے کفارہ پر ایمان رکھنے والے تائب ہوئے۔ ان کا فرکش انفاس نے کتنے صلیب پرستوں کی کشی کر کے دکھایا؟

اے بھائیو! اس کا کوئی معقول جواب ہو سکتا ہے؟ سوا اس کے کچھ نہیں ہوا اور مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے۔ ساری دنیا کے علاوہ صرف ہندوستان میں جس قدر تثلیث پرست تھے ان میں سے سو پچاس بھی کم نہ ہوئے۔ اس مسیح کی وجہ سے بلکہ اس کے برعکس یہ ہوا کہ جو کفارہ اور تثلیث کے مخالف اور مسلمان تھے۔ انہیں اس مسیح (مرزا قادیانی) نے کافر جہنمی بنا کر دنیا کو اسلام سے خالی کر دیا۔ اب غضب ہے کہ انہیں سچا مسیح موعود کہا جائے جن کا جھوٹا ہونا ان کے اعلانیہ اقرار سے آفتاب کی طرح روشن ہو رہا ہے جن کے جھوٹ ثابت کر رہے ہیں کہ ایسا شخص تو صالح مسلمان بھی نہیں کہلا سکتا۔ تعجب ہے کہ اسے نبی اور مسیح موعود کہا جائے۔ دیکھئے ان دل کے اندھوں پر کیا بلا نازل ہونے والی ہے۔ ان روشن باتوں پر کچھ نظر نہیں ہے۔ ان کا کچھ جواب نہیں دیا جاتا۔ نبوت فی الاسلام ثابت کی جاتی ہے۔

بایں خواری امید ملک داری

اب یہ فرمایئے کہ جس شخص کے ایسے اعلانیہ جھوٹ ثابت ہوں جن کا نمونہ یہاں ۲۳ جھوٹ دکھائے گئے ہیں اور بے شمار جھوٹوں کا حوالہ دیا ہے۔ اسے آپ کا رسالہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر ہم ایسی اعلانیہ باتوں کو چھوڑ کر آپ کے رسالہ کی بے تکی باتوں اور غلط بیانیوں کی طرف توجہ کر کے اپنا وقت کیوں ضائع کریں؟ اس کے علاوہ ہمارے علمائے حقانی نے متعدد طریقے سے متعدد رسالوں میں ختم نبوت کو ثابت کر کے حجت تمام کر دی ہے۔ مگر دل کے نابینا ان حقانی رسائل کو کیا دیکھیں گے اور سچی باتوں کو کیوں مانیں گے؟ جو رسالے اس مضمون پر لکھے گئے ہیں طالبین حق کے لئے ان کے نام لکھتا ہوں۔

۱...... ختم نبوت

قادیانی اخباروں میں نبوت کے ختم نہ ہونے پر آیت قرآنی اور بعض صوفیاء کے

اقوال پیش کئے تھے۔ ان کا جواب نہایت خوبی اور کمال تہذیب سے مولانا حسن پھلواری مرحوم نے اس رسالہ میں دیا ہے اور مطبع اخبار اہل فقہ امرتسر میں یہ رسالہ ۱۳۳۱ھ چھپا ہے۔ اس کے ہمراہ ایک ضمیمہ ہے جس میں مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو جھوٹا ثابت کر کے مرزائی اقوال کو اسلامی عقائد کے بالکل مخالف ثابت کیا ہے۔ ۳۶ صفحے کا رسالہ ہے۔

۲......تردید نبوت قادیانی

یہ رسالہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اور قاسم علی مرزائی نے جو اسی مضمون پر رسالہ ''النبوۃ فی خیر الامۃ'' لکھا تھا۔ اس کا یہ جواب ہے اور مرزا قادیانی کی صداقت کی بنیاد اکھیڑ کر پھینک دی ہے۔ یعنی ان کی صداقت میں جو باتیں پیش کی جاتی ہیں سب کا غلط ہونا نہایت محققانہ طور سے ثابت کر دیا ہے۔ قابل دید رسالہ ہے اس کے مؤلف منشی پیر بخش صاحب بڑے ہمدرد اسلام ہیں جن کا ماہواری رسالہ قادیانی جھوٹ کی اشاعت میں بھاٹی دروازہ لاہور سے نکلتا ہے۔ ۱۳۳۱ھ میں یہ رسالہ چھپا ہے۔ چھ برس ہوئے مگر اب تک کسی نے جواب نہیں دیا اور نہ کوئی دے سکتا ہے۔

۳......الخلافۃ فی خیر الامۃ

یہ بھی قاسم علی مرزائی کے رسالہ مذکورہ کا جواب ہے اور ثابت کیا ہے کہ نبوت ختم ہوگئی۔ خلافت باقی ہے اور آخر میں امامت قادیانی پر عمدہ بحث کر کے نہایت تحقیق وتہذیب سے مرزا قادیانی کا امام نہ ہونا ثابت کیا ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۳۳ھ مطبع قیومی کانپور میں چھپا ہے۔ اس کا جواب بھی کوئی نہیں دے سکا۔

۴......مرزامحمود قادیانی کی تشریف آوری

مونگیر میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ مرزامحمود قادیانی مونگیر سے ہوتے ہوئے کلکتہ جائیں گے۔ اس خوشی میں جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب نے ایک خط مرزامحمود قادیانی کو لکھا تھا کہ اگر آپ یہاں تشریف فرما ہوں تو ہم مرزا قادیانی کی نبوت پر گفتگو کریں گے۔ آپ وہاں سے تیار ہو کر آئیے گا اور بطور نمونہ قرآن وحدیث سے ختم نبوت کو ثابت کر کے دکھایا تھا اور قادیان بھیجا تھا۔ یہ ۱۳۳۴ھ کا واقعہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کے مربی اس کا جواب کئی برس تک سوچتے رہے۔ تیسرے برس نبوت فی الاسلام نکالا ہے۔ مگر چونکہ ان

کا دل شاہد تھا کہ اس کا جواب دیا جائے گا اور غلطیاں دکھائی جائیں گی۔ اس لئے ایک جاہل کے نام سے مشتہر کر دیا تاکہ قادیان کے لوگ بدنامی سے بچیں۔ مگر لطف تو جب تھا کہ کوئی قادیانی سامنے آتا اور بالمشافہ گفتگو ہوتی۔ مگر قادیانیوں میں اس قدر جان کہاں وہ اپنی حالت کو جان چکے ہیں۔ مگر بعض کو ضد اور جاہلانہ غیرت اس سے علیحدہ ہونے سے مانع ہے۔ بعض کی روٹیاں اسی پر ہیں۔ جس طرح پادریوں کے مشن سے بہت کرستاں (پادری) تنخواہ پاتے ہیں اس لئے اسے جھوٹا جان لینے کے بعد بھی علیحدہ نہیں ہوتے۔ چنانچہ ایک کرستان نے پیغام محمدی دیکھ کر صداقت کا اقرار کیا۔ مگر جب کہا گیا کہ آپ جھوٹ سے علیحدہ کیوں نہیں ہوتے تو صاف جواب دیا کہ اس قدر تنخواہ کون دے گا۔ بال بچوں کی پرورش کس طرح ہوگی؟ یہ قدیم مسیحی ہیں۔ انہیں کے پیرو جدید مسیحی مرزائی ہیں۔

۵...... اسلامی چیلنج

ایک مرزائی نے اپنا رسالہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ممات پر لکھ کر خانقاہ رحمانیہ میں بھیجا تھا اس کا نام چیلنج ہے۔ اس کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا۔ اس میں مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا متعدد طریقوں سے دکھا کر یہ لکھا گیا ہے کہ ہم نے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا۔ اب ہمیں مسیح علیہ السلام کی حیات وممات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت مسیح زندہ ہوں یا نہ ہوں، مگر ایسا جھوٹا شخص مسیح موعود ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ مرزائی اس کے جواب سے عاجز رہا۔ اس میں بھی ختم نبوت کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

۶...... صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۵

اس میں بھی وہی مضمون ہے مگر اس میں اس آیت کے معنی بھی لکھے ہیں۔ جس سے مرزائی حضرات اپنا مدّعا ثابت کرتے ہیں اور اس معنی کا قرینہ ثبوت قرآن مجید کی دوسری آیت سے دیا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ آنے کی وجہ نہایت ہی عمدہ بیان کی ہے۔ جس سے جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان اور امت محمدیہ کی شان کامل طور سے ثابت ہوتی ہے۔ رسالہ ص ۱۷ تا ۲۰ تک دیکھا جائے۔ مگر امر حق کو ماننا تو طالبین حق کا کام ہے۔ راقم الحروف اس آیت کی توضیح کامل طور سے کرے گا۔ جس سے اہل حق بہت مسرور ہوں گے اور قادیانی مربی حیران ہوجائیں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

۷......مرزائی نبوت کا خاتمہ

اس میں نہایت پرزور تقریر سے آیت قرآنی اور احادیث صحیحہ پیش کر کے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے اور مرزائیوں کے شبہات کا جواب دیا ہے اور آیت: ’’یابنی اٰدم اما یاتینکم رسل (اعراف:۳۵)‘‘ سے جو دوام نبوت ثابت کیا جاتا ہے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ص۲۹ تا۳۲ تک دیکھئے۔ یہ رسالہ ماہ دسمبر۱۹۱۷ء میں چھپا ہے۔

اس آیت کی نسبت میں مختصر بات کہتا ہوں کہ ’’اما یاتینکم‘‘ جملہ شرطیہ کا مقدم ہے۔ وعدہ الٰہی نہیں ہے جس کا پورا ہونا ضرور ہو۔ یعنی یہ کہا گیا ہے کہ اگر رسول آئیں اس سے تو یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ رسولوں کا آنا ضروری ہے۔ پھر یہ ثابت کرنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول آتے رہیں گے، سخت جہالت ہے۔ یہ جملہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے کہ میاں ارادت اگر کچھ سمجھ رکھتے اور بھائی وغیرہ کے بہکانے میں نہ آتے تو گمراہ نہ ہوتے۔ اب وہ یہ فرمائیں کہ اس جملہ شرطیہ کا مقدم واقعی ہے یا ان کا سمجھدار ہونا ضروری ہے۔ اگر واقعی نہیں ہے اور نہ جملہ شرطیہ کے لئے یہ ضرور ہے بلکہ کسی اپنی مصلحت اور ضرورت کی وجہ سے ایسے جملے بولے جاتے ہیں تو پھر ایسے جملہ کو دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا جہالت نہیں تو کیا ہے؟ اور لطف یہ ہے کہ وہ حضرات اس جملہ سے اپنا دعویٰ قطعی طور سے ثابت کرنا چاہتے ہیں جن کے خلیفہ اوّل (قادیانی) کا اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ جملہ مشہور رہو: ’’یعد ولا یوفی‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور پورا نہیں کرتا۔

اب دیکھا جائے کہ جب وعدہ الٰہی لائق اعتبار نہیں ہے اور کسی وقت وہ پورا نہیں ہوتا تو پھر اس جملہ شرطیہ کو وعدہ سمجھ کر اس کے پورا ہونے پر کیونکر اطمینان ہوسکتا ہے اور انبیاء کے آنے کا یقین کر لینے کی کیا وجہ ہے؟ اور یہ بھی یاد رکھئے کہ لفظ ’’یاتینکم‘‘ استقبال کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ جس سے آپ آئندہ نبی کا آنا قطعی طور سے ثابت کریں۔ اس کی تفصیل مرزائیوں کی معتبر کتاب عسل مصفٰی میں دیکھئے۔ جو لفظ ’’لیؤمنن‘‘ کی تفسیر میں اس کے مؤلف نے کی ہے اور مرزا قادیانی نے مولوی محمد بشیر صاحب کے مقابلہ میں ’’لیؤمنن‘‘ کے بیان میں لکھا ہے۔

غرض کہ اس آیت سے آپ کا مدعا ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور قرآن مجید کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ سے تمہارے دعویٰ کا غلط ہونا ظاہر ہے۔ چنانچہ سات رسائل مذکورہ میں دیکھا گیا ہے۔ اب آٹھواں رسالہ یہ پیش کیا جاتا ہے جس کا نام: ’’ختم النبوۃ فی الاسلام‘‘ ہے۔ اس میں نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ اور اکابر امت محمدیہ کے اتفاق سے اور مرزا قادیانی کے اقوال سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا ہے اور قادیانی رسالہ کے مہملات اور اس کے اغلاط ضمناً کچھ بیان کئے گئے ہیں۔ اگر پوری توجہ کی جائے تو صرف اس کے اغلاط کے بیان میں ایک بڑا رسالہ ہو جائے جس میں تضیع اوقات کے علاوہ تضیع مال بھی ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اس رسالہ کے بیان کا نمونہ بھی قادیانی حضرات کے روبرو پیش کروں۔ رسالہ مذکور میں آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ اور اقوال ائمہ امت محمدیہ نقل کر کے لکھا ہے۔ افسوس ہے مرزائی جماعت کی تیرہ درونی اور نفسانی ضد پر یا ان کی جہالت پر کہ بعض آیتوں کو ان نصوص قطعیہ کے خلاف سمجھتے ہیں اور قیامت تک نبی کا آنا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یقین کر لیں کہ اگر ان کی ساری جماعت قیامت تک زور لگاتی رہے تو یہ جھوٹا دعویٰ ہرگز ثابت نہیں کر سکتی۔ سب سے بڑا استدلال ان کا آیت ذیل سے ہے۔ اس پر طالبین حق خوب غور فرمائیں۔

آیت: ’’**یٰبنی اٰدم امایاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقٰی واصلح فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون والذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنها اولئک اصحٰب النار هم فیها خلدون** (الاعراف:۳۵،۳۶)‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس رسول آئیں تمہاری جنس کے اور میری نشانیاں تم سے بیان کریں جو انہیں سن کر خدا سے ڈرا اور اپنی اصلاح کی، انہیں کسی بات کا خطرہ نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جس نے ان نشانیوں کو جھلایا اور ان کے ماننے سے سرکشی کی وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اس آیت میں کئی لفظ قابل غور ہیں۔ اوّل: ’’**یا بنی اٰدم**‘‘ یہ خطاب عام بنی آدم سے ہے یا خاص امت محمدیہ سے اس پر غور کرنے کے لئے دیکھا جائے کہ اس کے دوسرے رکوع سے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ہے اور سارے رکوع میں انہیں کا قصہ ہے۔ پھر تیسرا رکوع اسی خطاب سے شروع ہوا ہے۔ ’’**یا بنی اٰدم قد انزلنا علیکم**

(الاعراف:۲۶) ’’اس میں اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کوخطاب کر کے اپنا عام احسان بیان فرماتا ہے کہ ہم نے تم کولباس عنایت کیا تاکہ تم اپنے ظاہری جسم کوڈھانکواور زینت کرواور تقویٰ اور پرہیزگاری کالباس اندرونی حالت درست کرنے کے لئے نہایت خوب ہے۔

اس بیان کے بعد پراسی عام خطاب ’’یا بنی اٰدم‘‘ سے تمام بنی آدم کومتنبہ کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ شیطان کے فتنہ سے بچو۔ ایسا نہ ہوکہ جس طرح تمہارے ماں باپ آدم علیہ السلام وحوّا کو بہکا کر جنت سے نکالا۔ اسی طرح تمہیں جنت سے محروم کردے۔ اس پر خوب نظر رکھئے کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی پوری حالت بیان کر کے ان کی اولاد کو ہدایت کی۔ پھر بعض احکام ایسے بیان کئے جوسب بنی آدم علیہ السلام کے لئے ضروری تھے۔ اس کے بعد پھر وہ قول نقل کیا گیا جوحضرت آدم علیہ السلام کے نزول کے وقت ارشاد ہوا تھا۔ یعنی وہ آیت جو ابھی نقل کی گئی اب یہ تمام بیان اور روانی کلام اس کا شاہد ہے کہ یہ خطاب عام بنی آدم سے ہے اور صرف یہ سوق کلام (روانی کلام) ہی شاہد نہیں ہے بلکہ اس خطاب کے عام ہونے کے نہایت روشن متعدد وجوہ اور بھی موجود ہیں۔ ملاحظہ کئے جائیں۔

پہلی وجہ: یہ خطاب الٰہی ’’یا بنی اٰدم‘‘ ان الفاظ سے ہے جو بالکل عام ہیں جن سے ظاہر ہورہا ہے کہ کل بنی نوع انسان سے یہ خطاب ہے۔ کسی امت سے مخصوص نہیں ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ عام خطاب کر کے جو یہاں خبر دی گئی ہے وہ قرآن مجید میں تین جگہ ہے۔ ایک تو یہی آیت ہے جس میں گفتگو ہے۔ دوسری سورۂ بقرہ کے چوتھے رکوع میں حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں رہنے کا ذکر ہے۔ پھر شیطان کے بہکانے کے بعد ارشاد خداوندی اس طرح ہے۔

’’قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم منى هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولاهم يحزنون (بقره:۳۸)‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام اور اس کی تمام نسل سے کہا کہ تم سب یہاں سے اترو۔ اس کے بعد اگر میری طرف سے رہنمائی کی باتیں تمہارے پاس پہنچیں تو جس نے ان کی پیروی کی اور ہماری راہ پر چلا اسے کچھ خوف وخطر نہیں ہے اور نہ وہ کسی وقت غمگین ہوگا۔

اس مضمون کو اعراف کی آیت مذکورہ کے مضمون سے ملایئے۔ اس آیت میں آدم علیہ السلام کے اتارے جانے کا ذکر فرما کر اسی مضمون کا بیان ہے جو سورۂ اعراف کی مذکورہ

آیت میں بیان ہوا ہے وہ خاص لفظ جس سے رسول کے آنے اور ہدایت کے پہنچنے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ دونوں آیتوں میں ایک ہے۔ یعنی ''اما یاتینکم ''اس کے بعد تمام بنی آدم کی دو حالتیں دونوں آیتوں میں بیان ہوئی ہیں۔ ایک مطیع وفرمانبردار دوسرے نافرمان، اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اسی ارشاد کی تکرار پھر کی گئی ہے۔ جس کا ذکر سورۂ اعراف میں ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاف طور سے اس کی صراحت کرتے ہیں اور ترجمہ آیت: ''یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم ''میں لکھتے ہیں: ''گفتیم اے فرزندان آدم اگر بیایند بشما پیغمبران از جنس شما'' اس ترجمہ میں گفتیم کا لفظ شاہ صاحب نے زیادہ کیا اور اس پر یہ حاشیہ لکھا۔ یعنی بزبان آدم چنانچہ در سورۂ بقرہ اشارت رفت، یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں ''قلنا'' کہہ کر بنی آدم سے خطاب کیا تھا۔ اسی طرح سورۂ اعراف میں وہی قول خداوندی منقول ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں خطاب تمام بنی آدم سے ہیں۔ خاص امت محمدیہ سے کوئی خطاب نہیں ہے۔ پھر یہی مضمون سورۂ طٰہٰ کے چھٹے رکوع میں ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں رہنے اور پھر وہاں سے نکالے جانے کا حکم اس طرح ہوا ہے۔ ''قال اھبطا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدو فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا یضل ولا یشقٰی (طٰہٰ:۱۲۳) ''یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام وحوا اور ان کی نسل سے فرمایا کہ تم سب جنت سے اترو۔ تمہاری نسل میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے۔ پس اگر تمہارے پاس ہدایت پہنچے تو جس نے اس کی پیروی کی وہ نہ بہکے گا اور نہ نامراد رہے گا۔

قرآن مجید کے اس حوالے نے بھی کامل شہادت دی کہ سورۂ اعراف میں جو ''یابنی اٰدم ''کر کے خطاب ہوا ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا ہے اور اس واقعہ کے بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ''قل ''یعنی اپنی امت سے اس واقعہ کو کہہ دے۔ اب ان صریح قرائن قرآنیہ کے خلاف اس خطاب کو امت محمدیہ سے مخصوص بتانا کس قدر جہالت ہے۔ اس کے بعد اس پر بھی نظر کرنا چاہئے کہ جس طرح اس خطاب کے الفاظ سے اور دوسری آیات سے عموم سمجھا جاتا ہے اور خاص حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی نسل سے خطاب معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث سے اور علمائے کاملین کے اقوال سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تیسری وجہ سے خطاب کے عام ہونے کی امام طبری اپنی تفسیر (جامع البیان ج۸

ص۱۶۷،۱۶۸) میں لکھتے ہیں: ’’یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم (الی ان قال) معرفا خلقه ما اعد لحزبه واهل طاعته...... وما اعد لحزب الشیطان واولیائه (پھراس عام معنی کی سند میں ذیل کی روایت پیش کرتے ہیں) عن ابی یسار السلمی ؓ قال ان اللّٰہ تعالٰی جعل اٰدم ذریته فی کفه فقال یا بنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی حالت بیان کرتا ہے کہ میری مخلوق میں دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ رحمانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔ ان کے لئے ہمیشہ کی راحت اور عیش ہے۔ دوسرا گروہ شیطانی ہے جو اس کے پیرو ہیں۔ ان کے لئے جہنم ہے۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اس عموم کی سند یہ ہے کہ ابی یسار سلمی ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اور ان کی تمام اولاد کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور آیت کا مضمون ارشاد فرمایا۔ یعنی جس طرح روز ’’الست‘‘ میں تمام مخلوق سے ارشاد ہوا تھا کہ: ’’الست بربکم قالوا بلٰی‘‘ اسی طرح تمام بنی آدم سے یہ ارشاد ہوا۔

چونکہ یہ مضمون کوئی قیاسی بات نہیں ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ راوی نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر بیان کیا ہے۔ جس تفسیر سے یہ مضمون نقل کیا گیا اس کا نہایت معتبر اور مستند ہونا پہلے بیان کیا گیا ہے۔ (تفسیر الدر المنثور ج۳ ص۸۲) میں آیت مذکور کی تفسیر اسی عموم کے ساتھ اس روایت کی سند سے بیان کی گئی ہے۔ یہ وہ تفسیر جسے مرزا قادیانی بھی معتبر سمجھتے ہیں اور اکثر اپنے دعوؤں کی سند میں اس کے اقوال اور اس کی روایات کو پیش کیا ہے۔ انجام آتھم وغیرہ دیکھا جائے۔

صاحب تفسیر مظہری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ’’الخطاب الٰی ذریة آدم‘‘ یعنی یا بنی آدم علیہ السلام کی اولاد سے خطاب ہے اور بھی بہت تفسیروں میں ایسا ہی ہے اب اس کے خلاف اس خطاب کو امت محمدیہ سے مخصوص سمجھنا اس آیت کے الفاظ ظاہری اور دوسری آیات قرآنی کے خلاف اور ان نصوص قطعیہ کے معارض سے جو ختم نبوت کے بارہ میں پیش کئے گئے ہیں اور اس آیت سے قبل جو لفظ ’’قل‘‘ آیا ہے اس سے خیال کرنا کہ یہ خطاب امت محمدیہ سے خاص ہے۔ ایک سخت جہالت ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں جس قدر مضامین بیان ہوئے ہیں خواہ وہ قصص انبیائے سابقین ہوں یا ان کی کتابوں کے بیان ہوں۔ سب

کے ساتھ ہی ارشاد خداوندی ہے۔ یعنی ارشاد ہوا ہے کہ اس مضمون کو کہو، بیان کرو، اب لفظ ''قل'' وہاں ظاہر میں ہو یا نہ ہو اس لئے ''قل'' کا ہونا اس بات کی دلیل ہرگز نہیں ہوسکتی کہ یہ بیان خاص امت محمدیہ کے لئے ہے۔ البتہ یہ قصہ سابقہ امت محمدیہ کے معلوم کرنے کے لئے بیان ہوا ہے اور (تفسیر روح المعانی ج۸ ص۹۹) میں بعض محققین کا قول اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے: ''ان هذا حكاية لما وقع مع كل قوم'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلی امتوں کی سرگزشت بیان فرمائی ہے کہ ہر ایک گروہ سے اس طرح کہا گیا ہے۔

چوتھی وجہ: نہایت قابل لحاظ یہ ہے کہ ہمارے سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت کچھ عظمتیں بیان ہوئی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام لے کر کہیں خطاب نہیں کیا۔ جس طرح اور انبیاء مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہما کا اکثر نام لیا ہے اور یا موسیٰ یا عیسیٰ کہا ہے۔ مگر یا محمد ﷺ کہیں نہیں فرمایا۔ اس طرح آپ ﷺ کی امت کو خیر امت یعنی بہترین امت فرمایا اور عظمت کے ساتھ انہیں پکارا ہے۔ یعنی ''یا ایها الذین اٰمنوا'' فرمایا ہے۔ یعنی اے ایمان والو! یہ کیسا پیارا لفظ ہے جس میں جنت کی بشارت پوشیدہ ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ جب تک حضور سرور عالم ﷺ مکہ معظمہ میں رہے اور مسلمان بہت کم تھے اور مشرکین کا غلبہ تھا اس وقت تک اس غلبہ کی وجہ سے ''یا ایها الناس'' سے قرآن مجید میں خطاب الٰہی رہا اور جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اس سرزمین مقدس میں مسلمان کا غلبہ تھا۔ وہاں: ''یا ایها الذین اٰمنوا'' سے خطاب ہوا۔ اتفاقیہ پہلا خطاب کسی وقت آیا ہے۔ مگر ایک معمولی خطاب ''یا بنی اٰدم'' سے امت محمدیہ مخاطب نہیں بنائی گئی۔

دوم...... اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جملہ ''یاتینکم'' اگرچہ مضارع کا صیغہ ہے جس سے حال واستقبال کی خبر معلوم ہوتی ہے اور نون تاکید سے استقبال کی تائید ہوتی ہے۔ مگر اسی لفظ سے حال ماضی کی حکایت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک محقق کا قول ابھی نقل کیا گیا۔ جب یہ احتمال بھی ہے اور امت محمدیہ کے بعض محققین نے بیان بھی کیا ہے تو بمجوائے قول مشہور: ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' آیت مذکور سے یہ ثابت کرنا کہ آئندہ رسول ضرور آئیں گے۔ محض غلط ہو گیا اور اس پر اضافہ یہ ہے کہ نصوص قطعیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے یہ کہنا ضروری ہے کہ اس آیت میں حال گزشتہ

کی حکایت کی گئی ہے۔ یعنی انبیائے سابقین اور بالخصوص حضرت آدم علیہ السلام کی امت سے عام طور سے خطاب کیا گیا ہے کہ اگر تمہارے پاس رسول آئیں تو ان کی بات مانیو۔

سوم...... یہ کہ جملہ ''یاتینکم'' کے ساتھ لفظ ''امّا'' بھی آیا جو ان حرف، شرط اور ما تاکید یہ سے مرکب ہے اور یہ سب اہل علم جانتے ہیں کہ جب حرف شرط مضارع پر آتا ہے تو مضارع میں جس بات کی خبر دی گئی ہے وہ یقینی نہیں رہتی ہے بلکہ وہ بالکل مشکوک ہو جاتی ہے اور حرف ما اور آخر کے نون تاکید نے شک کی کامل تاکید کر دی ہے۔ اس لئے جملہ مذکورہ میں جو رسولوں کے آنے کی خبر دی گئی ہے وہ یقینی نہیں ہے بلکہ بالکل جملہ شرطیہ ہے جس کا وقوع ضروری نہیں۔ اس سے ثابت کرنا کہ بالضرور رسول آئیں گے، محض غلط ہے۔ پھر ایسی بات پر ایمان رکھنا اور دوسروں کو اس پر ایمان لانے کی رغبت دلانا ''ضلّوا فاضلّوا'' کا مصداق بننا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔

چہارم...... یہ امر بہت غور طلب ہے کہ رسولوں کے آنے کی خبر جو دی گئی ہے ان سے مراد اصطلاحی اور شرعی رسول ہیں۔ جن پر وحی نبوت آتی ہے یا لغوی مراد ہیں یعنی جو پیام لے کر جاتے ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اپنی مخصوص امت سے ہے: ''بلّغوا عنی ولوا اٰیة'' یعنی میری باتوں کو پہنچاؤ ساری دنیا پر جس قدر ہو سکے۔ اب جو امتی آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کرے اور احکام شریعت اور پیام رسالت کو پہنچاوے وہ رسول ہے۔ اب کیا وجہ ہے کہ اس آیت میں یہ رسول مراد نہ ہوں، رسول کے معنی عام پیامبر کے ہیں۔ چنانچہ سورۂ یوسف میں بادشاہ کے پیامبر کی نسبت ارشاد ہے: ''فلما جاءہ الرسول ''اور جناب رسول اللہ ﷺ حضرت معاذؓ کو تبلیغ کے لئے یمن بھیجنے لگے تو آپ ﷺ نے چند سوال کئے اور حضرت معاذؓ نے آپ ﷺ کی حسب مرضی جواب دیئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''الحمد للّٰه الذی وفق رسول رسوله بما یرضٰی رسوله'' یہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیامبر کو رسول فرمایا۔ اسی طرح اس آیت میں خدا کے پیامبروں کو رسل کہا گیا ہے۔ عبدالماجد قادیانی نے بھی اپنے رسالہ القاء میں لکھا ہے کہ قرآن شریف میں تین قسم کے رسولوں کا ذکر ہے۔ تشریعی، غیر تشریعی، نائب رسول، اس آیت میں تیسرے قسم کے رسولوں کا ذکر ہے، یہ قیامت تک ہوتے رہیں گے اور یہاں اس

معنی لینے کی دو وجہ معلوم ہوتی ہیں جن سے یہ معنی نہایت ظاہر اور صاف معلوم ہوتے ہیں۔

ایک وجہ یہ ہے کہ رسول کے آنے کی خبر ہر ایک انسان کو دی گئی ہے۔ لفظ ''کم'' کا خطاب ہر فرد بشر سے ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ اگر تمہارے پاس رسول آئیں تو ان کی باتوں کو سنو اور ان پر عمل کرو۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ جس قدر انبیائے کرام علیہم السلام آئے وہ ہر ایک انسان کے پاس نہیں گئے اور نہ جاسکتے تھے۔ مثلاً ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف عرب میں رہے اور کہیں تشریف نہیں لے گئے اور چونکہ آپ ﷺ کی رسالت سارے عالم کے لئے تھی۔ اس لئے دنیا کے ہر شخص کے پاس آپ ﷺ کو پہنچنا چاہئے تھا۔ مگر یہ امر بالکل غیر ممکن تھا اس لئے اس آیت کے لحاظ سے جس کے پاس آپ ﷺ تشریف نہیں لے گئے ان کو ایمان لانا ضرور نہ ہو اور آپ ﷺ انہیں کے لئے رسول ہوں۔ جن سے بالمشافہ آپ ﷺ نے تبلیغ کی حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور اگر رسول سے مراد پیام رسول اللہ ﷺ پہنچانے والا کیا جائے تو بے تکلف معنی بنتے ہیں۔ کیونکہ ایسے رسول تو بے شمار ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ یہ ہر جگہ ہر شخص کے پاس پہنچ سکتے ہیں اور ہر ایک فرد بشر پر حجت تمام ہوسکتی ہے اور آیت کے صریح معنی بے تکلف بنتے ہیں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ضروری ہے کہ وہ مالک الملک عالم الغیب رسولوں کے آنے کی خبر شرط کے ساتھ دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اگر وہ آئیں تو یہ کرو، اب دیکھا جائے کہ رسولوں کا پہنچنا اس کے اختیار میں ہے۔ ان کا آنا اور تبلیغ کرنے کا بھی اسے علم ضرور ہے۔ پھر یہ شرط لگا کر واقعی اور ضروری خبر کو مشکوک کر دینے کی کیا وجہ ہے اور اس مختار الکل پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ پھر اس کی کیا ضرورت تھی کہ یہ جملہ شرطیہ بیان کیا جاتا؟ غرضیکہ شرعی رسول مراد لینے سے یہ شبہات ہوتے ہیں اور اگر لغوی رسول مراد لیا جائے تو جس طرح پہلا شبہ وارد نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ شبہ بھی وارد نہ ہوگا۔ کیونکہ مبلغین بہت جگہ پہنچ سکتے ہیں مگر بعض جنگل اور پہاڑ ایسے ہوسکتے ہیں کہ وہاں انسان ہیں مگر کوئی مبلغ وہاں اپنی لاعلمی سے یا نہایت دشواری کی وجہ سے نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے اس عالم الغیب نے ان دشواریوں سے واقف ہوکر اس میں شرط لگا دی۔ جس سے وہ انسان جسے رسول خدا کی خبر نہیں پہنچی اور کوئی مبلغ اس کے پاس نہیں گیا وہ معذور ہے۔ اس پر رسول کا ماننا فرض نہیں ہے۔ اسی طرح مبلغین کو ایسی جگہ جانا جس کا انہیں علم نہیں ہے یا وہاں کا جانا نہایت دشوار ہے۔ وہاں وہ نہیں گئے تو گنہگار نہ

ہوں گے۔ اس لئے وہ کریم ورحیم نے شرطیہ خبر دی تاکہ ان دونوں گروہوں پر تکلیف مالا یطاق نہ ہو، اس کا ارشاد ہے: ''لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ''اب شرطیہ خبر دینا اور ہر ایک انسان کے پاس رسول کا پہنچنا بے تکلف صحیح ہوتا ہے اور ختم نبوت میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔

الغرض ان نہایت قوی سات وجہوں سے یہ آیت مذکورہ سے یہ استدلال کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول شرعی آتے رہیں گے۔ محض غلط ثابت ہوا۔

آٹھویں وجہ یہ ہے کہ یہ دعویٰ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور نویں وجہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ کے مخالف ہے۔ دسویں وجہ یہ ہے کہ اجماع امت محمدیہ ﷺ اسے غلط بتارہا ہے۔

لو! میاں ارادت قادیانی اب تو تم نے دیکھ لیا کہ کوئی آیت ایسی نہیں ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے مخالف ہو تم نے ایک آیت: ''یا بنی اٰدم امّا یاتینکم ''پر الٹا سیدھا زور لگایا تھا کہ کسی صورت سے جاہلوں کے سامنے ایک آیت پیش کر کے ان کو دھوکے میں ڈال کر ایک کذاب ودجال کو نبی منواؤ۔ مگر یاد رکھو کہ مسلمان تمہارے دام تزویر سے خوب واقف ہوگئے ہیں۔ وہ تمہارے الٹے سیدھے معنی کو جو مفسرین عظام ومحدثین کرام کے خلاف ہوں ہرگز نہیں مان سکتے۔ بلکہ اس کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اور جس کتاب وکاغذ میں تمہاری دروغ بافی کو دیکھتے ہیں۔ اس کی جگہ ردی کی ٹوکری بناتے ہیں۔

بھائیو! اب ملاحظہ کیجئے کہ اس آیت کو میں نے سات وجہوں سے تو مدلل کر کے ثابت کردیا کہ اس سے سلسلہ نبوت کا باقی رہنا کسی صورت سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اب کوئی شرعی رسول نہیں آئے گا۔ ہاں! علمائے امت قیامت تک تبلیغ احکام الٰہی کرتے رہیں گے اور خلق اللہ برابر ان کے نور ہدایت سے مستفیض ہوتی رہے گی اور ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل '' کی شان ظاہر ہوتی رہے گی۔

میاں ارادت قادیانی! اس کے بعد مجھے اس کی ضرورت تو نہیں تھی کہ میں تمہاری پیش کردہ موضوع حدیث کی طرف جو تم نے اپنے رسالہ کے ص ا میں لکھی ہے توجہ کرتا۔ مگر چونکہ عام پبلک کو تمہاری لیاقت علمی کا جتلانا اور تم کو بھی تمہاری غلطی پر متنبہ کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں تمہاری روایت کا غلط اور بے بنیاد ہونا دو طریقے سے ثابت کرتا ہوں۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ ختم نبوت جن احادیث سے ثابت ہوتی ہے وہ حدیثیں صحاح ستہ کی ہیں یعنی ان کتابوں کی جن کو امت محمدیہ کے ائمہ دین نے معتبر اور مستند مانا ہے اور ان کی حدیثوں کو صحیح بتایا ہے وہ چھ کتابیں ہیں۔ پھر ان میں سے دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو بالخصوص صحیحین کا خطاب دیا ہے اور پھر اس میں خاص صحیح بخاری کو یہ شرف ہے کہ اسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ سب نے مانا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کے مقتداء آپ کے بہکانے والے مرزا قادیانی بھی اس کتاب کو انہیں الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہتے ہیں۔ ان مستند کتابوں کی روایات سے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے ختم ہونے کو ثابت کیا ہے اور مختلف عنوان سے اس اسلامی عقیدہ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ میں چند حدیثیں پیش کرتا ہوں۔ خدا کے لئے بہ نظر انصاف انہیں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث نمبر۱: ’’انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی‘‘

(بخاری ج۱ ص۵۰۱، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائہ)

جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یعنی عاقب کے لفظی معنی آخر میں آنے والے کے ہیں۔

مگر جناب رسول اللہ ﷺ اس کے شرعی معنی یہ فرماتے ہیں کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہ ہو۔ یعنی وہ سب انبیاء کے آخر میں ہو، یہ بیان اس کو ثابت کرتا ہے کہ جس طرح آپ ﷺ کا نام آپ ﷺ کے والدین نے محمد (ﷺ) رکھا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نام آپ ﷺ کا عاقب رکھا گیا تاکہ امت محمدیہ ﷺ معلوم کر لے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

حدیث نمبر۲: ’’لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ‘‘

(بخاری ج۲ ص۱۰۳۵، باب الرؤیا الصالحہ، مسلم ج۱ ص۱۹۱، باب النہی عن قرأۃ القرآن)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔ مگر مبشرات، صحابہ کرام ؓ نے دریافت کیا کہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچی خوابیں۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے نہایت صفائی سے اپنی امت کو آگاہ کر دیا کہ نبوت کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہا۔ یعنی ظلی اور بروزی، مستفید، غیر مستفید، کامل یا

ناقص، عالی مرتبہ یا کم مرتبہ، کسی قسم کا کوئی نبی میرے بعد نہیں ہوسکتا۔ یہی معنی ہیں: ’’لا نبی بعدی‘‘ کے یعنی لفظ نبی پر لائے نفی جنس کا لاکر یہ ظاہر کردیا کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا یہ وہ طرز بیان ہے کہ کم علم اور عامی عرب بھی اس سے اسلامی اعتقاد کو پورے طور سے جان سکتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کا نبی نہ ہوگا۔ یہ حدیث بھی صحیحین کی ہے۔ یعنی اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری اور صحیح مسلم کی۔

حدیث نمبر۳: ’’کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلّما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء‘‘

(بخاری ج۱ ص۴۹۱، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔

اس حدیث میں تیسرے طریقے سے ختم نبوت کو بیان فرمایا جس سے مرزائی خیال کے موافق نبوت تشریعی اور غیر تشریعی، مستفید اور غیر مستفید وغیرہم ہر قسم کی نبوت کی نفی ہوگئی۔ کیونکہ پہلے حضور ﷺ نے تمام انبیاء سابقین کے سلسلہ نبوت کی حالت بیان فرمائی کہ ہر ایک نبی کے بعد نبی ہوتے رہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ انبیائے سابقین میں نبی تشریعی اور غیر تشریعی بھی ہوئے اور مستفید اور غیر مستفید بھی اور عالی مرتبہ اور کم مرتبہ بھی۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام اس میں ہر قسم کے انبیاء ہیں۔ کوئی قسم خاص نہیں ہے۔ اب جملہ ’’لا نبی بعدی‘‘ میں لائے نفی جنس کا لاکر ہر قسم کے نبی کی نفی کردی اور ختم نبوت کو نہایت شائستہ پیرائے سے عام فہم طریقہ سے سمجھادیا۔ یہ حدیث اس کتاب کی ہے جسے مرزا قادیانی بھی اصح الکتب بعد کتاب اللہ لکھتے ہیں۔ یعنی صحت کے لحاظ سے اس کا مرتبہ قرآن مجید کے بعد ہے۔

حدیث نمبر۴: ’’کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا نفسه اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفیٰ‘‘ (صحیح مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائہ)

جناب رسول اللہ ﷺ اپنے متعدد نام بیان فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا نام محمد ہے اور احمد ہے اور مقفی ہے اور مقفی کے معنی محدثین نے وہی بیان کئے ہیں۔ جو ابن ماجہ کی روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی صفت میں فرمایا ہے یعنی ’’انا اٰخر

الانبیاء ‘‘میں سب انبیاء کے آخر میں ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ یہی معنی مقفی کے ہیں۔ اس سے بوضاحت ظاہر ہورہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ختم نبوت کا مسئلہ اور کسی نبی کے نہ آنے کا اعتقاد ایسا ضروری اور مہتمم بالشان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے متعدد نام مبارک ایسے رکھے گئے جن سے ظاہر ہورہا ہے کہ حضور ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ اس میں کسی کو شک وشبہ نہ رہے اور ان حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رسول اللہ ﷺ کی خاص صفت خاتم النّبیین بیان فرمائی ہے اس کے معنی آخر النّبیین کے ہیں جن کا بیان مختلف طور سے حضور انور ﷺ نے مختلف اوقات میں فرمایا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی روشن ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نام احمد بھی ہے اور حضور انور ﷺ اپنی زبان مبارک سے اپنا نام احمد فرماتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ محمودی مرزائی کہتے ہیں کہ یہ نام جناب رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے بلکہ مرزا غلام احمد کا ہے۔ اب یہ مرزائی غلام کو مولیٰ اور مولائے دوجہان سرور صادقان ﷺ کو جھوٹا بنانا چاہتے ہیں اور اسفل السافلین میں اپنا ٹھکانا بناتے ہیں۔ افسوس! اب اس فرقہ قادیانی کو دیکھا جائے کہ ان صحیح حدیثوں کو خلاف قرآن شریف قرار دے کر رسول اللہ ﷺ کو جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

اے مرزائیو! مجدد کی حدیث سے یہ حدیثیں بہت زیادہ معتبر اور کمال درجہ کی مستند ہیں۔ جس سے تم مرزا کا مجدد ہونا ثابت کرتے ہو، مگر تمہارے زور لگانے سے رسول اللہ ﷺ (روحی فداہ) جھوٹے نہیں ہوسکتے۔ ان صحیح اور نہایت مستند حدیثوں کے مقابلہ میں ابن عساکر کی موضوع روایت پیش کرنا تمہاری اور تمہارے مربیوں کی جہالت اور سخت جہالت ہے۔ اوّل تو یہ دیکھو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مقابلہ میں ابن عساکر کی روایت کیا حیثیت رکھتی ہے؟ کہ یہ متعدد احادیث صحیحہ اس کی روایت سے مردود ہوجائیں۔ (استغفر اللہ)

اس کے علاوہ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس حدیث پر آپ کے دعوے کا دارومدار ہے اور صحیح حدیثوں کو اس کے مقابلہ میں (نعوذ باللہ) ردی میں آپ ڈالنا چاہتے ہیں اسے ائمہ محدثین نے موضوع اور جھوٹی کہا ہے۔ چنانچہ علامہ ’’محمد بن علی بن محمد الشوکانی الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعہ‘‘ کو ص۱۰۳ میں اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ’’قال الخطابی وضعتہ الزنا دقۃ ویدفعہ اوتیت الکتاب ومثلہ معہ وکذا قال الغانی قلت وقد سبقھما الی نسبۃ

وضعه الی الزنادقة ابن معین کما حکاه عنه الذهبی علی ان فی هذا الحدیث الموضوع نفسه ما یدل علی رده لا نا اذا عرضناه علی کتاب الله خالفه ففی کتاب الله عزوجل ما اتکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهو ونحو هذا من الایات ''اس کا یہ ہے کہ خطابی اور صغانی دونوں نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور ان سے پہلے علامہ ابن معین نے اس روایت کو زندیقون کا بنایا ہوا کہا ہے۔ غرض کہ ان تین کاملین اور نقادین حدیث نے اس روایت کو موضوع کہا ہے اور وہ بھی اس طور سے کہ اس کے بنانے والے کو زندیق قرار دیا ہے۔ (یعنی پکے کافر) اور ان ماہرین حدیث کے اقوال کے علاوہ اس روایت کا نفس مضمون کتاب اللہ کے مخالف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو چیز تمہارے رسول لائیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔ اس مضمون کی متعدد آیتیں ہیں۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ دونوں حدیثیں اور دوسری حدیثیں جو اس کے ہم معنی ہوں وہ ہرگز حدیث الرسول ﷺ نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ وہ آیت: ''ما اتٰکم الرسول'' کے بالکل خلاف ہیں۔ اسی طرح صاحب ''افاده الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ'' لکھتے ہیں۔ وروایت عرض احادیث برقرآن مختلق وموضوع است نزد ائمہ ایں شان۔ اوزاعی گفتہ الکتاب ''احوج الی السنة من السنة الی الکتاب ویحیٰی ابن کثیر گفته السنة قاضیة علی الکتاب وخلاف نمی کنددران مگر هر که بهره از اسلام ندارد'' (چنانچہ پیروان مرزائے قادیانی)

یہ روایت میں جو آیا ہے کہ حدیث کو قرآن مجید پر پیش کرو۔ وہ روایت محدثین کے نزدیک جھوٹی اور بنائی ہوئی ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کو حدیث کی طرف زیادہ حاجت ہے۔ بہ نسبت حدیث کے، اور امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے معنی کا فیصلہ حدیث سے ہوتا ہے اور اس میں وہی شخص خلاف کرسکتا ہے جو اسلام سے بے نصیب ہے۔ (اس کے مصداق مرزائی ہیں)

اب رہی وہ حدیث یعنی ''لو عاش ابراهیم لکان نبیا'' اور دوسری ''لوعاش لکان صدیقا نبیا''

ان دونوں حدیث پر بھی میاں ارادت قادیانی کے مربیوں نے ایڑی چوٹی کا زور

لگا کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اس حدیث سے آپ ﷺ کے بعد نبی آنے کا امکان ثابت ہوتا ہے۔اس کا کامل جواب بڑے رسالہ ''ختم النبوۃ فی الاسلام'' میں لکھا گیا ہے۔اس میں صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ پہلی حدیث سرے سے حدیث ہی نہیں ہے۔ دوسری حدیث ابن ماجہ ص۱۰۸ کی ہے۔مگر اس کے راوی ابراہیم بن عثمان بن خواشی ہیں اور ان کی نسبت (صاحب تہذیب التہذیب ج۱ص۹۵) محدثین کے حسب ذیل اقوال نقل کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:''قال الترمذی منکر الحدیث وقال النسائی متروک الحدیث وقال ابوحاتم ضعیف الحدیث سکتوا عنہ وترکوا حدیثہ''یعنی یہ شخص منکر الحدیث ہے۔اس کی روایت کو محدثین نے لینے کے لائق نہیں سمجھا۔اس کی حدیث کی طرف توجہ نہیں کی۔ قادیانیوں کے اس جہل پر افسوس ہے کہ ایسے شخص کی روایت کو سند میں پیش کرتے ہیں۔ اگر تہذیب التہذیب کا دیکھنا میسر نہیں ہوا تھا تو ابن ماجہ میں اسی نام کے نیچے لکھا ہے۔متروک، مگر چشم بداندیش اس کے دیکھنے سے قاصر رہی۔ آپ کے مربیوں کی جہالت پر افسوس ہے کہ متروک الحدیث کی روایت کو اپنے دعویٰ کی سند میں پیش کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ صحیحین کی روایات صحیحہ مردود ہو جائیں۔اسی نافہمی اور جہالت کا نتیجہ ہے کہ ایک متروک الامۃ اور بقول سرور امت ﷺ دجال کو اپنا پیشوا مان رہے ہیں۔

لو میاں ارادت! اب تو تمہاری اور تمہارے قادیانی مربیوں کی تمام گندم نمائی جو فروشی ظاہر ہوگئی۔ ان محققین کاملین کی تحقیق کی بناء پر تمہارے رسالہ النبوۃ فی الاسلام کی وقعت ہرگز ردی کی ٹوکری کے چند ورقوں سے زیادہ نہیں رہی۔لو یہ مختصر رسالہ اپنے بھاگلپوری اور قادیانی مربیوں کو دو اور کہو کہ اس کا جواب لکھو۔ہم دعویٰ کے ساتھ چیلنج دیتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ! قیامت تک نہیں لکھ سکتے۔ آپ کے رسالہ کا طرز تحریر یہ بتارہا ہے کہ آپ کے صدر انجمن کا لکھا ہوا ہے جنہوں نے قریب میں مولانا عبدالشکور صاحب کے مقابلہ میں عام جلسہ کے روبرو سخت ہزیمت اٹھائی تھی اور اعلانیہ کہتے تھے کہ میں مناظرہ کے لئے تیار نہ تھا۔ میری مثال تو ایسی ہوئی کہ ''طفل بمکتب نمیر دو ولے برندش'' یعنی بے پڑھے لکھے بچے بن گئے تھے۔اس لئے میں ان کے خاص رسالے القائے شیطانی کا ذکر کرتا ہوں جسے مرزائی حضرات فیصلہ آسمانی کا جواب سمجھتے ہیں۔ اگرچہ یہ رسالہ قادیانی خلیفہ اوّل کی مدد اور مشورہ

سے لکھا گیا ہے۔ مگر ہمارے حضرت قبلہ ابواحمد صاحب عم فیضھم کی توجہ سے اس شیطانی القاء کے اغلاط کا اظہار دس رسالوں میں کیا گیا ہے۔

القاء قادیانی کے جوابات اور اظہار اغلاط میں رسائل

۱...... قریب میں رسالہ ’’حقیقت رسائل اعجازیہ‘‘ شائع ہوا ہے اس میں القاء کے ایک صفحہ میں آٹھ غلطیاں دکھائی ہیں۔ ص۴۵ سے ۵۵ تک ملاحظہ کیجئے تاکہ مرید ومرشد دونوں کا نمونہ معلوم ہوجائے۔

۲...... رسالہ اغلاط ماجدیہ میں القاء کے ایک ورق میں ۳۲ غلطیاں دکھائی ہیں۔ غرضیکہ تین صفحوں میں چالیس غلطیاں ہوئیں۔ جن کی تالیف کا یہ حال ہو وہ ایک لاجواب رسالہ فیصلہ آسمانی کا جواب لکھیں گے؟

بایں خواری امید ملک داری

۳...... صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۰: یہ ۲۹ صفحوں کا رسالہ ہے۔ اس میں اسی القاء کی بہت بڑی غلطی اور ان کے جھوٹ دکھائے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۹۱۴ء میں چھپا ہے۔ چار برس ہوگئے مگر ایک غلطی کا بھی جواب نہیں دیا گیا۔

۴...... نمونہ القائے قادیانی: یہ پونے چار جز کا رسالہ ہے اس میں قادیانی مربی کی حیرت ناک بددیانتیاں اور غلطیاں اور نافہمیاں دکھائی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی علم ودیانت کیا ہوگئی اور وہ کیا سے کیا ہوگئے۔ انہیں چاہئے کہ اپنے چہرۂ مبارک کو آئینہ انصاف میں دیکھیں۔

۵...... محکمات ربانی: یہ رسالہ سات جز کا ہے۔ مطبع الینچ بالکی پور میں چھپا ہے۔ نہایت ہی محققانہ اور مہذبانہ طریقہ سے لکھا گیا ہے۔ اس کے مؤلف عبدالماجد قادیانی کے خاص عزیز ہیں۔ بہت خوبی سے پہلے قادیانی مربی کے فریب دکھائے ہیں۔ پھر ان کے مرشد کی غلطیاں بیان کی ہیں۔ اس رسالہ کے تمہیدی اشعار بڑے لطف کے ہیں، نمونہ ملاحظہ ہو۔

جواب القاء کے لطیف اشعار

مجھے حیرت ہوئی ہے دیکھ کر القائے ربانی — نہیں القائے ربانی یہ ہے اغوائے شیطانی
کہہ دیتی ہے خود تحریر میں حق سے معریٰ ہوں — دبائے سے کہیں دبتا ہے حضرت جوش نفسانی

طریقہ یہ نہیں دیندار کا سچے مسلماں کا | طریقہ یہ مسیحی ہے عقیدہ ہے یہ نصرانی
غلط تحریر پر ایسی تعلّی واہ رے جرأت | نہیں ہے نوردیں کچھ بھی نہیں ہے آنکھ میں پانی
یہ حالت زارا اپنے بھائی کی دیکھی نہیں جاتی | تجھی پر خوب روشن ہے میرے دل کی پریشانی
طبیعت مضطرب ہے اشک کی تجھ سے دعا یہ ہے | بہت بگڑی سنبھال ان کو دکھا اپنی درخشانی

یہ رسالے تو قادیانی مؤلف القاء سے خطاب کر کے لکھے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت مؤلف ''فیصلہ آسمانی'' عم فیضہم نے اپنے کئی رسالوں میں قادیانی مربی غلط فہمیوں کا نہایت محققانہ جواب دیا ہے۔ مگر انہیں مخاطب نہیں بنایا۔ کیونکہ وہ اس قابل نہ تھے وہ رسائل یہ ہیں:

۶...... فیصلہ آسمانی حصہ سوم کا نصف آخر جس میں کامل طور سے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کو جھوٹا ثابت کر کے انہیں قطعی کاذب ثابت کر دیا ہے۔ وہاں القاء کے سارے مہملات ردی ہو گئے ہیں۔

۷...... معیار صداقت:

۸...... تنزیہہ ربانی: یہ دونوں رسالے اگرچہ اخبار البدر مرقومہ ۸راگست ۱۹۱۲ء کے ایک مضمون کے جواب میں ہیں۔ مگر مضمون وہی ہے جو فیصلہ آسمانی میں ہے اور القاء میں اس کی نسبت کچھ کہا گیا ہے۔ مگر یہ مختصر رسالے اس تحقیق اور متانت سے لکھے گئے ہیں کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیوں کے لئے جو جھوٹی باتیں سنائی گئی تھیں۔ سب کا نہایت محققانہ جواب دے کر مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔

۹...... عبرت خیز: اس بے نظیر رسالے میں نہایت محققانہ طور سے عبرت خیز مضمون دکھایا ہے اور فیصلہ آسمانی حصہ دوم کے آخری حصہ کے مضامین کی تحقیق اس خوبی سے کی ہے کہ القاء کے شبہات پادر ہوا ہو گئے ہیں اور مرزا قادیانی جو اپنی دنیاوی کامیابی کو اپنی صداقت کی عظیم الشان دلیل قرار دیتے تھے۔ وہ بیکار ہو گئی اور واقعات زمانہ اور آیات قرآنی سے ثابت کر دیا کہ یہ ایک فریب تھا مرزا قادیانی کا۔

۱۰...... انوار ایمانی: اس میں پہلے قادیانی مؤلف القاء کی بددیانتیاں دکھا کر یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مولانا مؤلف فیصلہ آسمانی کی اصل باتوں کا کچھ جواب نہیں دے سکے اور جو کچھ

لکھا ہے وہ محض غلط ہے۔ یہ دس رسالے تو القائے قادیانی کے جواب میں لکھ کر مشتہر ہو چکے ہیں اور ایک نہایت محققانہ رسالہ خاصان کے منہاج نبوت پر لکھا گیا ہے اور ان کی شرمناک غلطیاں اس میں دکھائی گئی ہیں مگر وہ ابھی تک چھپا نہیں ہے۔ مگر مذکورہ دس رسالے جو عرصہ سے مشتہر ہیں کسی کا جواب تو نہیں دیا گیا۔ البتہ عوام کو فریب دیا جاتا ہے کہ القاء فیصلہ آسمانی کے تینوں حصوں کا جواب ہے اور اس کہنے سے شرم نہیں آتی۔ جن کے ایک ایک صفحہ میں آٹھ آٹھ اور آٹھ دونی سولہ سولہ غلطیاں ہوں وہ ان کی محققانہ تصنیف کا جواب دے سکتے ہیں۔ جن کے علم وفضل کا دنیا میں شہرہ ہے۔ جن کے مجدد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے؟

میاں ارادت قادیانی! ان دس رسالوں میں سے ایک کا جواب لکھوا کر اپنے مرزا کی صداقت ثابت کی ہوتی۔ النبوۃ فی الاسلام سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت نہیں ہوسکتی۔ فیصلہ آسمانی حصہ کا تتمہ جو چھپا ہے اس میں القاء کی ضروری باتوں کا جواب دے دیا گیا ہے اور درحقیقت القاء کے گیارہ جواب دیئے گئے ہیں۔ اسی القاء پر فخر کیا جاتا ہے اور اسے ردی میں نہیں پھینکا جاتا؟

ناظرین! جب القاء کا حال معلوم کر چکے کہ اس کی کیسی دھجیاں اڑائی گئی ہیں جس کے مصنف مرزائیوں کے صدر اور بڑے مربی کہلاتے ہیں۔ پھر برق آسمانی کیا چیز ہے؟ جس رسالہ کا جواب القاء میں لکھا گیا ہے اسی کے جواب کا مؤلف برق بھی دعویٰ کرتا ہے۔ جو مؤلف القاء کے مقابلہ میں ایک جاہل شخص ہے۔ اس لئے جو رسالے القاء کے جواب میں لکھے گئے وہی برق کے جواب بھی ہیں اور علیحدہ بھی اس کا جواب لکھا گیا ہے۔ مگر بے ضرورت سمجھ کر اس کے چھپوانے کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ پھر یہ کہنا کہ برق کا جواب کوئی نہیں دے سکا۔ کیسا اعلانیہ جھوٹ اور ابلہ فریبی ہے اور نصرت یزدانی کا جواب تائید ربانی لکھا گیا ہے جو ۱۳۳۱ھ میں چھپا ہے۔

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت المسیح کا جواب تصدیق المسیح دیا گیا ہے۔ یہ محض غلط ہے۔ اس کا جواب ہو نہیں سکتا۔ اگر دعویٰ ہے تو کوئی مرزائی دکھائے کہ وہ تصدیق المسیح کہاں ہے؟ کسی کانگی اخبار میں کچھ لکھ دینے سے جواب نہیں ہوسکتا۔ رسالہ یہاں بھیجو۔

میاں ارادت قادیانی! یہ تو مختصر رسالہ ہے جو تمہارے رسالہ النبوۃ فی الاسلام کے

جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ختم النبوۃ فی الاسلام بھی عنقریب چھپ کر شائع ہوگا۔ جس میں قرآن شریف کی دس آیتوں سے اور ۱۶ مفسرین کی تفسیروں سے اور متعدد احادیث صحیحہ اور اجماع امت محمدیہ ﷺ سے اور نیز مرزا قادیانی کے متعدد اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ نبوت ختم ہوگئی۔ مگر مرزائی ان باتوں سے بے خبر ہیں اور اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الالباب!

رحمانی فیض کی بارش

حضرت قبلہ عالم مولانا سید ابواحمد رحمانی دام اللہ فیوضاتہم علیٰ سائر المسلمین کی توجہ باطنی اور تالیفات نادرہ کا بہترین نتیجہ

باخبر حضرات پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صوبہ بہار کے شہر مونگیر اور بھاگلپور اور اس کے اطراف میں قادیانی گمراہی کا ایک سیلاب آیا تھا اور قریب تھا کہ ان دونوں شہروں کے اہل ایمان کا اکثر یا کل اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور پھر یہ سیلاب دور تک ایمانی عمارات کو بہالے جائے۔ عنایت خداوندی کا شکر ہے کہ اس نے حضرت ممدوح کو متوجہ کر دیا اور ان کی توجہ ظاہری اور باطنی سے ہزاروں بلکہ لاکھوں مخلوق خدا سخت گمراہی اور دہکتی آگ سے بچ گئی۔ آپ کے رسائل نادرہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے غلط دعوؤں اور ان کے جھوٹ وفریب کو تمام دنیا پر روشن کر دیا کہ ہر ایک دیکھنے والا مرزا قادیانی کی حالت سے واقف ہوگیا اور اس گمراہی سے بچا اور بہت ناواقف مسلمان جو اس دام گمراہی میں پھنس چکے تھے اور قریب تھا کہ بہت سے اس بلا میں مبتلا ہو جاتے۔ مگر آپ کے رسائل ہدایت مآب کے دیکھتے ہی اس سے علیحدہ ہوگئے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے انصاف پسند اور حق بین حضرات ناواقف ہوں جو دام گرفتہ ان پر ہدایت رسائل کے دیکھنے سے روک دیئے گئے ہیں۔ وہ اس پر غور فرمائیں کہ روکنے والے اپنے مذہب کو ایسا ضعیف سمجھتے ہیں کہ کوئی سمجھدار ان مفید اور حقائق رسائل کو دیکھ کر ہمارے دجل وفریب سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔ اس کا نمونہ مونگیر وبھاگلپور والے حضرات تو دیکھ چکے ہیں جو حضرات ناواقف ہیں۔ وہ معلوم کریں کہ ان رسالوں کا اثر صوبہ بہار تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ ساری دنیا میں پھیلا، صوبہ

پنجاب، مدراس، بمبئی، گجرات، حیدرآباد تمام بنگال یعنی کلکتہ سے لے کر چاٹگام، سلہٹ، ڈھاکہ، نواکھالی، میمن سنگھ وغیرہ تک جہاں قادیانی پہنچے ہیں۔ وہاں سے ان رسالوں کی طلب آئی ہے اور رسائل پہنچنے کے بعد عاجز ہوکر بھاگ گئے ہیں یا خاموش ہوگئے ہیں اور چونکہ حضور ممدوح الصدر کی شہرت اور فیض محمدی ہندوستان تک محدود نہیں ہے بلکہ اکثر دنیا میں ہے۔اس لئے آپ کے رسائل مفیدہ حرمین شریفین بھی گئے ہیں اور رنگون اور ملک افریقہ میں بہت گئے ہیں اور جہاں جہاں رسالے پہنچے ہیں وہاں سے گمراہی پھیلانے والے بھاگے ہیں اور مسلمان، قادیانی گمراہی سے محفوظ رہے ہیں اور بعض جو فریب میں آ گئے تھے وہ راہ راست پر آ گئے۔ اسی طرح سرحد کی طرف بھی اثر ہوا۔ الحمدللہ! بعض رسائل کا ترجمہ انگریزی میں بھی ہوگیا اور گجراتی زبان میں بھی اور بنگلہ زبان میں ہورہا ہے۔

اب میں اسی فیضان بے پایان کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہوں۔صوبہ اڑیسہ میں کٹک اوراس کے اطراف میں ان گمراہوں کی جماعت ہوگئی تھی اوراس کی ترقی ہورہی تھی۔ وہاں کے مدرسہ سلطانیہ کے صدر مدرس مولوی سید محمد قاسم صاحب بہاری نے رحمانیہ رسائل منگواکر شائع کئے۔اس کا اثر وہاں کے مسلمانوں پر جو کچھ ہوا وہ ذیل کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔کئی روز ہوئے مولوی محمد عبدالستار صاحب اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مسلم سیمنری کٹک کا خط آیا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے۔

مسلم سیمنری کٹک کا خط

جناب قبلہ وکعبہ حضرت مولانا صاحب دام ظلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور سے گرچہ شرف زیارت حاصل نہیں ہے۔مگر تصانیف اور تالیفات جو حضور کے برابر یہاں آتے رہتے ہیں۔اس سے گویا غائبانہ شرف زیارت حاصل ہے۔حضور کی تصنیفات کے سبب سے حضور کا تذکرہ اکثر یہاں رہتا ہے۔خصوصاً اس زمانے میں جب کہ ہر معاملات میں مولوی محمد قاسم صاحب اپنے زمانہ قیام میں ہماری مدد کرتے تھے۔ مجھے چند دنوں سے یہ معلوم ہوا کہ کٹک کے قادیانیوں کے متعلق کوئی صحیح خبر حضور کے نزدیک نہیں پہنچتی ہے۔اس واسطے یہ کام اپنے ذمہ لیتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً یہاں کی خبر سے حضور کو اطلاع دیتا

ہوں۔ حضور کے رسالوں اور کتابوں کا اس ملک میں اچھا اثر پڑا۔ مسلمانوں کے عقائد بہت درست ہوگئے۔ ایک جم غفیر اور بڑی جماعت جو قادیانی ہونے والی تھی انہی کتابوں کی بدولت قادیانی ہونے سے بچ گئی اور اب یہ حالت ہے کہ کسی قادیانی کو اپنے مذہب سے دلچسپی نہیں رہی۔ ہم لوگوں نے ہمیشہ سے قادیانیوں کی سخت مخالفت کی اور اب بھی ان کی بیخ کنی میں حتی المقدور کوشاں ہیں۔ اسی قادیانی جماعت کو کمزور اور اپنی جماعت کو مضبوط کرنے کے واسطے ہم لوگوں نے ایک سکول مسلم سیمنری کھولا ہے جو مذہبی رنگ لئے ہوئے ہے اور وہاں انٹرنس تک انگریزی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کٹک میں سکول تو بہت ہیں مگر اس کی بنیاد ڈالنے کی ہم بانیان سکول کی یہی غرض تھی کہ جب ہم لوگوں نے مسلمانوں کا زیادہ رجحان قادیانی مذہب کی طرف دیکھا تو ہم لوگوں نے اپنی ایک بڑی جماعت قائم کر لی اور اسی سکول کو قائم کیا جس میں جوق در جوق مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور اس طرح ہماری ایک بڑی جماعت قادیانیوں کے مقابلہ میں قائم ہوگئی۔ جس کی سب سے قادیانی جماعت پر جو قلیل جماعت ہے بہت گہرا اثر پڑا۔ ہم بانیان سکول نے ہمیشہ قادیانیوں سے نفرت ظاہر کی۔ اس سکول کے قائم کرنے سے بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے لڑکے جو اور سکولوں میں اس مذہب کے زہریلے اثر سے متاثر ہو جاتے تھے اس سے محفوظ رہے۔ کیونکہ اور سکولوں میں ماسٹر اور بعض لڑکے بھی قادیانی ہیں۔ ہمارا سکول اس سے پاک ہے اور ہم بانیان سکول کا اہم ترین مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے پاک رکھا جائے۔ اسی سکول میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینیات کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس کے متعلق ایک مسجد بھی قائم کی گئی ہے جس میں سکول کے وقتوں میں لڑکے ظہر اور عصر کی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اب ایک سال سے ایک مطبع بھی بنام مصدر فیوض جاری کیا گیا ہے۔ جس میں دوسری چیزوں کے علاوہ اکثر قادیانیوں کی تردید میں اشتہار وغیرہ چھپتے رہتے ہیں۔ ہمارے سکول کے خزانچی اور پریذیڈنٹ جناب مکرم علی صاحب رئیس کٹک ہیں جو سکول سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور قادیانیوں کی تردید میں اکثر ہم لوگوں کو ان سے مدد ملتی رہتی ہے۔ حضور کو شاید معلوم ہوگا کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ یہاں سونگڑے مفصلات کے قادیانیوں کا جو مقدمہ مسجدوں کے بارے میں تھا وہ فیصلہ ہوگیا ہے۔

جناب مجسٹریٹ صاحب نے ایک آرڈر بھی پاس کیا ہے۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ کل مسجدیں سنیوں کی ہیں اوراس میں قادیانی آ نہیں سکتے۔ اس خط کے ہمراہ ایک اشتہار ارسال خدمت ہے۔ جس میں اس آرڈر کا مفصل ذکر ہے۔ قادیانی تو اب مسجدوں سے محروم ہوگئے۔ اب وہ ایک نیا فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اپنے مردوں کو مسلمانوں کے مقبروں میں دفنانے کا حق جتانا چاہتے ہیں۔ چند دن قبل ایک قادیانی لڑکا اس شہر میں انتقال کر گیا۔ انہوں نے شہر میں دفنانا چاہا۔ پولیس سے مدد چاہی مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ آخر شہر کے باہر ایک ٹکڑا زمین خرید کر کے وہاں دفنایا۔ دس بارہ دنوں کی بات ہے کہ سونگڑے میں ایک نیا اور تازہ واقعہ پیش آیا۔ ایک قادیانی عورت مرگئی۔ قادیانی لوگ اسے مسلمانوں کے مقبرے میں دفنانا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے منع کیا۔ مگر قادیانی نہیں مانے اور موقع پا کر قبر کھود کر لاش کو گاڑ آئے۔ جب یہ بات مسلمانوں کے کان میں پڑی۔ سب لوگ جمع ہوگئے۔ اس لاش کو قبر سے نکال کر اس کے مکان کے سامنے پھینک آئے۔ قادیانیوں نے مخالفت کی۔ بہت بے جا طور پر مسلمانوں کو گالیاں دیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مار پیٹ شروع ہوگئی۔ ایک قادیانی کا سر پھٹ گیا۔ دوسرے قادیانی کو کسی نے ایسے زور سے ایک اینٹ رسید کی کہ عینک ٹوٹ کر بیچارے کی ناک کو زخمی کر دیا۔

سنا ہے کہ قادیانیوں نے پولیس کو خبر دی ہے۔ کل پولیس تدارک کے واسطے گیا تھا۔ دیکھئے خدا تعالیٰ کی مرضی کیا ہے۔ ان شاء اللہ! اس مقدمہ کی حالت حضور کی خدمت میں پہنچتی رہے گی۔ ہم لوگوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ حضور سے زیارت کا شرف حاصل کریں اور اس بات کی دلی تمنا اور آرزو رکھتے ہیں اور اسی خیال میں ہیں کہ جب موقع ہو حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف زیارت حاصل کریں۔ میرے ایک دوست مولوی عبدالمجید صاحب بی۔اے جو ہمارے سکول کے سیکرٹری ہیں۔ ان کو حضور کی جدید تصنیفات کو دیکھنے کا بہت ہی شوق ہے۔ ازراہ مہربانی ذیل کے پتہ پر نئے رسالے بھیج دیئے جائیں۔

آپ کا خادم: محمد عبدالستار

اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مسلم سیمنری کٹک

یہ سب کچھ ہمارے حضرت قبلہ عالم مدظلہ کے فیض باطنی کا اثر ہے۔ الحمدللہ! پہلے مونگیر کی مسجد کے مقدمہ میں ہائیکورٹ تک مسلمانوں کو کامیابی ہوئی اور مرزائی ذلیل ورسوا رہے اور مسجد سے نکالے گئے۔ دوسرا واقعہ پورینی ضلع بھاگلپور کی عیدگاہ کا ہے۔ وہاں بھی ان کی مدد اور توجہ خاص سے ان کو ناکامی ہوئی اور عبدالماجد مرزائی کے جھوٹے اظہاروں سے ان کی بہت رسوائی ہوئی۔ صوبہ بہار کا یہ تیسرا واقعہ ہے۔ وہاں کے حضرات نے بھی یہاں سے مدد چاہی۔ ہائیکورٹ کی نظیر کی نقل منگوائی۔ الحمدللہ! کہ یہ یہاں بھی کامیابی ہوئی۔ وہاں کے حاکم نے جو فیصلہ لکھا ہے اس کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔

’’ہم احمدیوں کی التجاء کے مطابق کماحقہ تدارک کے بعد صاف حکم صادر کرتے ہیں کہ قادیانی لوگ رسول پور، کوسمبی، محی الدین پور اور دھواں ساہی کی چاروں مسجدوں میں یعنی جن مسجدوں میں قادیانی اپنا دخل اور حق جتا کر دعویدار ہوتے تھے اور نیز انہوں نے کی ہوئی تعمیر کو اپنے آباؤاجداد کی طرف منسوب کر رہے تھے، قدم رکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ان مسجدوں کے تیار کنندگان اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔ اگر وہ اپنی دانست میں کوئی استحقاق رکھتے ہیں تو صاف عدالت دیوانی کی طرف رجوع کریں اور کسی مسجد کی جانب رخ نہ کریں۔ اگر کئے تو فوجداری آئین کے دفعہ ۱۰۷ کے مطابق ان کے خلاف عملدرآمد ہوگا۔ اب اس سے زیادہ صاف حکم ہم نفاذ کر نہیں سکتے۔‘‘

اب مرزائیوں کو چاہئے کہ مرزاقادیانی کا وہ قول یاد کریں کہ جھوٹا ناکام ہوتا ہے اور سچا کامیاب ہوتا ہے۔ اس لئے مرزائی اپنے مرشد کے قول سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ **الحمدللہ علیٰ ذالک!**

آخر میں نہایت خیرخواہانہ عرض کرتا ہوں کہ مرزاقادیانی کے کذب کے دلائل میں اس قدر رسالے لکھے گئے ہیں کہ دنیا میں کسی جھوٹے مدعی کے کذب میں نہیں لکھے گئے۔ ابھی ایک فہرست جس میں ۳۶ رسالوں کے نام ہیں۔ ان کو ملاحظہ کیجئے اور اس کا یقین کیجئے کہ یہ وہ رسالے ہیں کہ ان کا کچھ جواب نہیں ہوسکتا۔ جھوٹی اور غلط باتیں لکھ کر چھاپ دینا اور بات ہے۔

الراقم: محمد اسحٰق غفرلہ الرزاق
نگران تعلیم مسلمانان ضلع مونگیر
مورخہ ۵/جنوری ۱۹۱۸ء

انا خاتم النبیین لانبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۸)

مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چیلنج محمدیہ ﷺ

صولت فاروقیہ

طالبین حق اس پر غور فرمائیں کہ یہ مختصر رسالہ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں گروہ مرزائی قادیانی اور لاہوری دونوں کی ہدایت وخیرخواہی کے لئے مشتہر ہوا تھا اور جواب کے لئے تمام دنیا کے قادیانیوں کو چیلنج دیا گیا تھا۔ اب ۱۳۴۰ھ ہے۔ اس وقت تک نہ کسی نبی ماننے والے نے اور نہ کسی مجدد کہنے والے نے دم مارا۔ ایڈیٹر الفضل اور خلیفہ قادیان کے نام مکرر بھیجا گیا۔ مگر عجز اور سکوت، اس وقت تک کچھ جواب نہیں آیا۔ اب قادیانی خلیفہ کے خاص چیلے میاں اللہ مارا عرف اللہ دتہ کا چیلنج آیا ہے۔ انہوں نے اپنے خیال میں ممات مسیح ثابت کی ہے۔ اس کے جواب میں ہم ساتویں روز ایک رسالہ بھیج چکے ہیں۔ جس کا نام ''رسائل لاثانی درکذب مسیح قادیانی'' ہے۔ اب یہ رسالہ بھیجتے ہیں جس میں مرزا قادیانی کا جھوٹا اور بدترین خلائق ہونا نہایت ان کے پختہ الہامی اقراروں سے خوب روشن کر کے دکھایا ہے اور ان کے اعلانیہ افتراء پردازیوں اور کذب بیانیوں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ اب اس رسالہ کے دوبارہ طبع میں کچھ اضافہ ہوا ہے اور انجام آتھم کی تھوڑی سی عبارت میں مرزا قادیانی کے چون (۵۴) جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔ اب اللہ دتہ بتائیں کہ ایسا اقراری جھوٹا اور ہر بد سے بدتر مسیح موعود ہوسکتا ہے؟ حضرت مسیح علیہ السلام کا مرنا ایسے کذاب کو مسیح موعود نہیں بنا سکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وخاتم النّبیین لا نبی بعدہ''

اس کے بعد یہ خیرخواہ تمام مرزائی گروہ کو کلکتہ سے قادیان اور حیدرآباد سے افریقہ تک چیلنج دیتا ہے کہ میرے رسالہ کا جواب دیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تقریری جواب دیں یا تحریری، تقریری کی صورت یہ ہے کہ کلکتہ میں، قادیان میں، لکھنؤ میں، دہلی میں، جلسہ عام کریں اور مجھے اطلاع دیں۔ میں اس جلسہ میں تن تنہا یا اپنی جماعت کے ہمراہ حاضر ہوں گا اور اسی جلسہ میں ایک ایک قول حاضرین جماعت کو سناؤں گا اور جواب طلب کروں گا۔ مگر کامل دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی مرزائی کسی مقام کا جواب نہیں دے سکتا اور ہرگز نہیں دے سکتا۔ اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے کہ ہادی مطلق نے نہایت روشن طریقے سے مخلوق پر ایک بڑے ہوشیار کذاب ومفتری کے کذب کو اسی کے اقوال سے دکھا دیا اور کامل طور سے حجت تمام کردی۔ پانچواں مہینہ ہے کہ اس کی لاجوابی کا ثبوت خدا تعالیٰ نے اس طرح دکھایا۔ واقعہ یہ ہوا کہ قادیانی اور علمائے دیوبند سے تحریری مناظرہ ہو رہا تھا اور علمائے دیوبند کے متعدد رسالے اور اشتہارات چھپ رہے تھے۔ مگر ایڈیٹر الفضل کے گیارھویں نمبر کا جواب غالباً علمائے دیوبند نے اس وقت تک مشتہر نہیں کیا تھا۔ ایڈیٹر الفضل سمجھے کہ ہمارے جواب سے علمائے دیوبند عاجز ہوگئے۔ اس لئے وہ نمبر فخریہ خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں بھیج دیا۔ چونکہ علمائے دیوبند سے مباہلہ پر بحث شروع ہوئی تھی۔ اس وجہ سے اس چیلنج محمدیہ کے پہلے ہی صفحہ پر یہ مضمون لکھ کر جس مدعی کا جھوٹا ہونا اس کے پختہ اقراروں سے ثابت کر دیا ہو جیسا کہ اس رسالہ میں دکھلایا گیا ہے جس میں سات اقرار مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹے ہونے کے لئے ہیں۔ پھر ایسے اعلانیہ جھوٹے کی صداقت پر کوئی فہمیدہ مباہلہ کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد پھر اسی اشتہار کے سرورق پر یہ لکھا آیا کہ مباہلہ تو آخری فیصلہ ہے۔ ۲۰؍رجب ۱۳۳۸ھ کو یہاں سے جواب گیا کہ آخری فیصلہ اگر ہے تو اس کے لئے ہے۔ جس کا فیصلہ نہ ہوا ہو، جس کا فیصلہ خود مدعی کی زبان سے ہوگیا اور قطعاً اور یقیناً اس کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا گیا ہو۔ پھر اس کے لئے دوسرا فیصلہ بےکار ہے۔ اس مضمون کو کچھ تفصیل سے لکھ کر اور چھپوا

(۲۸ر شعبان ۱۳۳۸ھ میں رحمانیہ پریس مونگیر میں چھپا ہے) کر ایڈیٹر الفضل اور مرزامحمود خلیفہ قادیان کو بھیج دیا گیا۔ اب دوسرا سال تمام ہوتا ہے۔ اس وقت تک تو صدائے برنخواست کا مضمون ہے اور آئندہ بھی یہی ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ اس اعلانیہ طور سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر ایسے جھوٹے کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۰ میں اس جواب کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

برادران اسلام! پورے طور سے متوجہ ہوکر میری دردمندی کو ملاحظہ کریں۔ ان دنوں کلکتہ میں ایک دشمن اسلام مرزائی غلمدی آیا تھا اور اپنے ترلقمہ کو ہضم کرنے کے لئے علمائے اہل اسلام اور خصوصاً ان مجدد وقت کو چیلنج دیتا تھا۔ جنہوں نے پچاس ساٹھ رسالے مرزاقادیانی کی کذابی کے بیان میں شائع کر کے دنیا کے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا اور عظیم الشان گمراہی سے بچایا۔ فیصلہ آسمانی کے تین حصوں کو مشتہر ہوئے برسیں گزر گئیں جس میں توریت مقدس اور قرآن مجید سے اور صحیح حدیثوں سے اور ان کے اعلانیہ کذابیوں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا گیا اور اس کے جواب دینے والے کو ہزاروں روپیہ کا انعام دینے کے لئے کہا گیا۔ مگر اس وقت تک قلم نہ اٹھا سکے۔ دوسری شہادت آسمانی میں ان کی آسمانی شہادت کو کیسا خاک میں ملایا ہے اور ان کے جھوٹ اور فریب دکھائے ہیں۔ مگر کسی مرزائی کی مجال تو نہ ہوئی کہ سامنے آئے اور اپنے مرشد کی روسیاہی کو مٹائے اور اس کا جواب دے۔ عنقریب (قریب میں) رسالہ چشمہ ہدایت چھپا ہے۔ جس میں ان کے اٹھارہ اقوال دکھائے گئے ہیں۔ جن سے مرزاقادیانی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اس رسالہ میں یہ اقوال بھی ہیں جو اس چیلنج میں لکھے گئے اور ان کے علاوہ اور بھی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے جھوٹے ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے اقوال، ان کے نہایت پختہ اقرار، انہیں جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔ مگر چونکہ مرزاقادیانی کا وجود چودھویں صدی میں نمونہ قہر الٰہی تھا۔ اس لئے اس کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس فتنہ کی طرف سے مسلمانوں کو کچھ توجہ نہیں ہے۔ قادیانی جماعت کی عقل سلب کر دی گئی ہے۔ وہ اپنی اس خیر خواہی کو دیکھتے ہی نہیں اور دہکتی آگ میں گرے پڑے ہیں اور دوسروں کو اپنے ہمراہ زبردستی گھسیٹتے ہیں۔ انتہاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے اتمام حجت کے لئے مرزاقادیانی کو ان کے پختہ اقراروں سے ان کا مفتری اور جھوٹا ہونا ثابت کر دیا اور وہ اقرار جس کے سچے ہونے پر انہوں نے

نہایت سخت قسم کھائی ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر یہ میرا قول سچا نہ ہوتو میں جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ہوں اور انہیں نہایت پختہ اور سچا الہام الٰہی کہا ہے۔ یعنی ان اقراروں کو انہوں نے اسی طرح الہام الٰہی کہا ہے۔ جس طرح اپنے مسیح اور مہدی اور مجدد اور نبی ہونے کے الہام کو کہا ہے۔ ان دونوں الہاموں میں کوئی فرق نہیں ہوسکتا۔ مگر مرزائی حضرات کچھ خیال نہیں کرتے اور ان کے مسیح اور مہدی ہونے کے الہام کو سچا سمجھ کر انہیں مہدی اور مسیح مان رہے ہیں اور اسی قسم کے وہ الہامات جن سے وہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی طرف کچھ خیال نہیں کرتے اور ایسے اقراری کذاب سے علیحدہ نہیں ہوتے اور اپنے سچے اور بہی خواہوں کے عجز ونیاز پر بھی رحم نہیں کرتے اور ایسے اعلانیہ کذاب سے علیحدہ نہیں ہوتے اور دہکتی آگ میں گرنا قبول کرتے ہیں۔ راقم خیرخواہ اس قسم کے چند اقرار، ان کی صرف ایک کتاب انجام آتھم سے یہاں نقل کرتا ہے اور قدرت خدا کا نمونہ دکھاتا ہے کہ ایسا ہوشیار اور چالاک شخص اپنے ایک رسالہ میں ایک ہی واقعہ کے بیان میں آٹھ نو اقرار ایسے کرتا ہے جن سے وہ خود جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ثابت ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے جھوٹے ہونے پر قسم کھائی ہو۔ وہ اقرارات ملاحظہ ہوں۔ پہلا اقرار:

۱...... ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو۔‘‘ (یہ عبارت محاورہ اردو سے غلط ہے۔ مرزاقادیانی کو تانیث وتذکیر میں امتیاز نہ تھا)

۲...... ’’اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘

۳...... ’’اور اگر میں سچا ہوں تو خداتعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہوجاتا ہے۔‘‘

۴...... ’’جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔‘‘

(انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ)

مرزاقادیانی کے قول سے ثابت ہوا کہ وعید کی پیشین گوئی رونے دھونے سے رک نہیں سکتی۔ یہ اقرار مرزاقادیانی نے ۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء سے کچھ قبل کیا ہے۔ اس اقرار کے الہامی اور سچے ہونے پر اس قدر اصرار وپختگی ہے کہ صرف انہیں چار سطروں میں نہایت زوردار چار طریقوں سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کو بیان کیا ہے۔ لیکن الحمدللہ! ہر

طریقہ سے مرزا قادیانی کا کذب ہی ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

اوّل طریقہ: بیان مرزا قادیانی کا یہ ہے۔ ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔‘‘ (جس بات کا پورا ہونا علم الٰہی میں قرار پاچکا ہوا سے تقدیر مبرم کہتے ہیں) اس لئے مرزا قادیانی کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ داماد احمد بیگ کا میرے سامنے مرنا علم الٰہی میں قرار پاچکا ہے۔ وہ ضرور میرے سامنے مرے گا۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ (مرزا۱۹۰۸ء میں مرا اور مرزا سلطان بیگ پاکستان بننے کے بعد فوت ہوا۔ مرتب!) جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کا اسے تقدیر مبرم کہنا محض جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا اور نہایت ظاہر طریقہ سے مرزا قادیانی کاذب ومفتری علی اللہ ثابت ہوئے اور جب اس جھوٹ کو مرزا قادیانی بار بار بولے تو اس طریقہ سے کم سے کم تین جھوٹ مرزا قادیانی کے ثابت ہوئے۔ یعنی ایک جھوٹ تین مرتبہ بولے اور اگر قادیانی جماعت مرزا قادیانی کو اس دروغ گوئی سے مبرا سمجھتی ہے تو دہریوں کی مؤید ہے۔

دوسرا طریقہ: نہایت ظاہر طور سے اپنا کمال وثوق اس کے پورا ہونے پر اس طرح ظاہر کیا ہے کہ: ’’اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘ ہمارے دینی برادران طالبین حق اس پر غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کے اظہار میں اور اپنی نبوت کی دلیل میں نہایت روشن بات پیش کی ہے۔ جس کی صداقت آنکھوں سے معائنہ ہوتی ہے اور جس کا یقین متواتر خبروں سے ہوسکتا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے بارہ برس ہوگئے اور خدا جانے ان کی ہڈیوں کی کیا حالت ہوئی ہوگی اور احمد بیگ کا داماد اب تک موجود ہے اور اپنے چہرے کو دکھا کر ان کی کذابی کا معائنہ کرارہا ہے۔ مگر ان کے مریدین ایسے اندھے ہیں کہ ایسی اعلانیہ بات پر بھی ایمان نہیں لاتے اور اس کذاب کو جھوٹا نہیں سمجھتے۔ جس کے کذب کا معائنہ ان کی آنکھوں سے ہورہا ہے۔ اس پر نظر رہے کہ یہ قول مرزا قادیانی کا معمولی نہیں ہے کہ اتفاقیہ کوئی بات کہہ دی ہو۔ بلکہ اپنی نبوت کی دلیل میں یہ پیشین گوئی کی ہے اور اس دلیل نے انہیں جھوٹا ثابت کردیا۔

تیسرا طریقہ: ’’اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کر دے گا۔ جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا دخل ہوجاتا ہے۔‘‘ مرزا قادیانی تیسرے طریقے میں تمثیل

دے کر اپنی پیشین گوئی پوری ہونے کی توضیح کرتے ہیں اور احمد بیگ اور مسٹر آتھم کی نظیر پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں پیشین گوئیاں بھی جھوٹی ثابت ہوئیں۔ اس کی تفصیل الہامات مرزا اور فیصلہ آسمانی میں کی گئی ہے اور اس قول میں مرزا قادیانی نے چار جھوٹ بولے ہیں۔ (۱) یہ کہ پیشین گوئی پوری ہوگی۔ (۲) احمد بیگ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ (۳) آتھم کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ (۴) وقتوں میں کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔ یہ چوتھی بات بھی محض دروغ اور بناوٹ ہے۔ انبیاء کے مقرر کئے ہوئے اوقات میں کبھی استعارہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی ڈھٹائی ہے۔ اس تیسرے طریقہ میں چار جھوٹ مرزا قادیانی کے ہوئے۔

چوتھا طریقہ: ''جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔'' اس چوتھے جملہ میں مرزا قادیانی اپنی پیشین گوئی کی مزید توثیق کے خیال سے اس کو خدا کے یہاں کی ٹھہری ہوئی بات بیان کرتے ہیں۔ جب یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ خدا کے یہاں کی ٹھہری ہوئی بات نہ تھی بلکہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا۔ مرزا قادیانی اپنے پہلے اقرار کے تمام طریقوں سے جھوٹے ٹھہرے۔ البتہ ان کا یہ اقرار سچا نکلا۔ ''اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔'' مرزا قادیانی عمر بھر میں غالباً سوائے اس جملہ کے کوئی سچ نہ بولے ہوں گے۔ اب قادیانی جماعت بتائے کہ جب آپ مرزا قادیانی کے تمام الہاموں اور ان کے اقوالوں کو سچا اعتقاد کر کے ان پر ایمان لائے ہیں تو اس پختہ اور یقینی اقرار پر ایمان لاکر انہیں جھوٹا کیوں نہیں مانتے اور اس اقرار میں انہیں جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں؟ اگر آپ کے خیال میں نبی جھوٹ بولتا ہے یا کسی وقت وحی والہام کے معنی نہیں سمجھتا تو پھر کسی صاحب عقل کے نزدیک نبی کی کوئی بات لائق اعتبار نہیں ہوسکتی اور نبوت بے کار ہو جاتی ہے۔ ذرا اس میں غور کرو۔ عقل کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ جب مرزا قادیانی کا وہ قول جو اس نے بار بار کہا ہو اور اس کو خدا کا الہام بتایا ہو اور اسے اپنی صداقت کا معیار ٹھہرایا ہو اور عرصہ دراز تک وہ اپنے اس غلط دعوے کو مشتہر کرتا رہا ہو اور اللہ تعالیٰ اس غلطی پر اسے کسی وقت متنبہ نہ کرے اور دنیا کے روبرو اسے جھوٹا اور رسوا کرے ایسا ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور میں نہایت خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق اور بالخصوص مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ مرزا قادیانی کے کذب کو دنیا پر روشن کر

کے دکھا دیا اور کس نافہم اور جاہل کو بھی جائے دم زدن نہ رہی۔ کیونکہ مرزا قادیانی اس کے لائق تھے۔ وہ جھوٹ بولنے میں ایسے بے باک اور عوام کے فریب دینے کو ایسے جھوٹ بے باکانہ بولے ہیں کہ اہل فہم ان کے جھوٹ کو اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی اقرار میں مرزا قادیانی کے آٹھ جھوٹ دکھائے گئے اور اس سے پہلے اسی انجام آتھم کے تیسویں صفحہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔اس میں متعدد جھوٹ بولے ہیں۔اس کے ساتھ مرزا قادیانی کے اس پیشین گوئی کے جھوٹ کو بھی ملالیا جائے تو مرزا قادیانی کے جھوٹ کی تعداد اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ناظرین مختصر لفظوں میں اس کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے اعلانیہ چون (۵۴) جھوٹ

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:''خدا تعالیٰ نے یونس علیہ السلام نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہ تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر کے ص۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔'' (انجام آتھم حاشیہ ص۳۰، خزائن ج۱۱ص۳۰ حاشیہ)

اس قول میں مرزا قادیانی کئی دعوے کرتے ہیں۔ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نزول عذاب کا قطعی وعدہ کیا تھا۔یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر بالیقین عذاب نازل ہوگا۔دوسرا دعویٰ یہ کہ نزول عذاب کی مدت چالیس دن ہے اور اس مدت کا ثبوت بھی قطعی ہے۔کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔اس کے بعد پھر نزول عذاب کی وعید کو قطعی اور یقینی کہتے ہیں اور اپنے پہلے قول کی تاکید کرتے ہیں۔

تیسرا دعویٰ یہ کہ نزول عذاب کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔اب نہایت ظاہر ہے کہ نزول عذاب کے لئے اگر کوئی شرط ہوگی تو یہی ہوگی کہ اگر ایمان نہ لائیں تو ان پر عذاب آئے گا۔مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شرط نہ تھی۔اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں ان پر عذاب ضرور نازل ہوگا۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک خدا تعالیٰ کسی وقت ظلم بھی کرتا ہے۔مرزا قادیانی کے یہ تینوں دعوے جھوٹے ہیں اور کہیں سے ثابت نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قطعی طور سے بلاشرط بطور نادری حکم کے عذاب کا وعدہ کردیا تھا۔تین جھوٹ یہ ہوئے۔

چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ یہ تینوں دعوے تفسیر کبیر ص۱۶۴ سے ثابت ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ دعویٰ نہ تفسیر کبیر کے کسی مقام سے ثابت ہے اور نہ تفسیر کبیر کے اس صفحہ سے کیونکہ تفسیر کبیر کی آٹھ جلدیں ہیں اور آٹھوں جلدوں کے اس صفحہ سے اس پیشین گوئی کا قطعی ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے یہ دو جھوٹ ہوئے اور چونکہ تفسیر کبیر سے تین دعوے ثابت کررہے ہیں۔ اس لئے اس میں درحقیقت تین دونی چھ جھوٹ ہوئے۔

پانچواں دعویٰ یہ ہے کہ تفسیر درمنثور سے بھی یہ تینوں دعوے ثابت ہیں۔ یہ بھی محض جھوٹ ہے اور چونکہ تین دعوؤں کا ثبوت اس کتاب سے بھی دے رہے ہیں۔ اس لئے تین جھوٹ یہ بھی ہوئے اور شروع سے یہاں تک شمار میں بارہ جھوٹ ہوئے اور چونکہ ان تفسیروں میں احادیث صحیحہ سے ان دعوؤں کا ثبوت بتاتے ہیں اور احادیث جمع کا صیغہ ہے جس کے لئے کم سے کم تین صحیح حدیثوں کا ہونا ضرور ہے۔ اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہر دعویٰ کے متعلق تین صحیح حدیثیں ہیں اور دعوے تین ہیں تو اس لحاظ سے نو صحیح حدیثیں ہونا چاہئیں اور چونکہ ان حدیثوں کا حوالہ دو کتابوں سے دے رہے ہیں۔ اس لئے نو دونی اٹھارہ صحیح حدیثیں دونوں کتابوں میں ملاکر ہونا چاہئے تھا۔ لیکن افسوس کے ساتھ میں کہتا ہوں کہ اٹھارہ تو کیا ہوئیں ایک صحیح حدیث بھی ان دعوؤں کے ثبوت میں نہیں ہے تو اس اعتبار سے میں کہہ سکتا ہوں کہ تعداد حدیث کے لحاظ سے اٹھارہ جھوٹ یہاں پر مرزاقادیانی کے ہوئے اور بارہ پہلے ہوئے تھے تو اب کل میزان تیس ہوئے۔ اب ایسی حالت میں کہ مرزاقادیانی کی پیشین گوئی جھوٹی نکلی اور دنیا پر اس کا جھوٹا ہونا آفتاب کی طرح روشن ہوگیا تو مرزاقادیانی نے اپنی پیش گوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے کہہ دیا کہ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کا وعدۂ عذاب ٹل گیا۔ اسی طرح مرزااحمد بیگ کے داماد کی موت کا وعدہ ٹل گیا۔ یہ مرزاقادیانی کا اکتیسواں جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کا وعدہ عذاب پورا ہوا اور عذاب آیا جو قرآن شریف کی نص قطعی سے ثابت ہے اور سورۂ یونس میں مذکور ہے کہ جب وہ ایمان لائے تو ان پر سے وہ عذاب جو ان پر نازل ہوچکا تھا خدا نے دور کردیا اور یونس علیہ السلام کا وعدہ پورا ہوا۔ بخلاف اس کے کہ مرزاقادیانی نے احمد بیگ کے داماد کی موت کے لئے قطعی طور سے باربار کہا مگر وہ نہ مرا۔

علاوہ اس کے حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کو پیش کرنا اور اپنی پیش گوئی کے ہم شکل بتانا اس وجہ سے بھی غلط اور سراسر کذب وفریب ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر سے عذاب اس وجہ سے خداوند تعالیٰ نے نازل کرنے کے بعد اٹھالیا کہ ان کی قوم ایمان لے آئی اور یہاں تو مرزاقادیانی پر وہ لوگ جن کے متعلق مرزاقادیانی نے پیشین گوئی کی تھی آخری دم تک ایمان نہیں لائے۔ لہٰذا مرزاقادیانی کی پیشین گوئی حضرت یونس علیہ السلام کی پیشین گوئی سے دوسرے معنی کے اعتبار سے بھی مختلف ہے اور اس لحاظ سے مرزاقادیانی کا اپنی پیشین گوئی کو حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ کے ہم شکل ٹھہرا کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا بتیسواں جھوٹ ہوا۔ اس کے بعد اسی پیشین گوئی کے ضمن میں مرزاقادیانی کی چار سطر کی عبارت بھی قابل دید ہے کہ بالکل بے باک وبےڈر ہوکر جھوٹ بولتے گئے ہیں۔ میں ناظرین کے سامنے وہ عبارت پیش کر کے اس کے جھوٹ دکھاتا ہوں۔ مرزاقادیانی (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۳۱،۳۲، خزائن ج۱۱ص۳۱،۳۲) میں لکھتے ہیں: ”تو پھر اگر خدا کا خوف ہو تو اس پیشین گوئی کے نفس مفہوم میں شک نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایک وقوع یافتہ امر کی یہ دوسری جز ہے۔ جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیش گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔“

اس عبارت میں پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کو وقوع یافتہ بات کا ایک جز قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ محض غلط ہے۔ کیونکہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ پیشین گوئی کا کوئی حصہ پورا نہیں ہوا۔ جیسا کہ اس کو (الہامات مرزا) میں خوب اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشین گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو۔ تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔ اس عبارت کا مطلب آسان ہے۔ اس لئے تشریح نہیں کرتا ہوں۔ اس میں ایک جھوٹ خدا پر ہوا۔ قرآن مجید میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ عذاب کی پیشین گوئی خوف سے ٹل جاتی ہے۔ اگر کسی مرزائی کو دعویٰ ہو تو ثابت کرے۔ بلکہ اس کے خلاف متعدد جگہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں متعدد آیات سے اس دعویٰ کو ثابت کیا ہے کہ خدا کا وعدہ

اور وعید میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ ہوا۔ تیسرے یہ کہ اسی مضمون کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن حدیثوں میں بھی اس کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ یہ تیسرا جھوٹ ہے۔ چوتھے یہ کہ اس کے مضمون کو پچھلی کتابوں کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ پچھلی کتابیں دس ہیں تو گویا دسوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک کتاب میں بھی یہ مضمون نہیں ہے۔ اس لئے دس جھوٹ یہ ہوئے۔ اس کے بعد غضب کی ڈھٹائی کے ساتھ مرزا قادیانی اسی مضمون کو اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ یہ کس قدر بے باکی وجسارت ہے کہ جس بات کے دس بیس علماء بھی قائل نہ ہوں۔ اس کو اجماعی عقیدہ بیان کردیا۔ اپنے اس قول میں مرزا قادیانی نے صرف ایک دو علماء پر اتہام نہیں باندھا ہے۔ بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی طرف جھوٹی بات منسوب کردی ہے۔ کیونکہ اجماعی عقیدہ وہی کہلاتا ہے جس کو تمام مسلمان تسلیم کرلیں۔ اب خیال کرو کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر اس وقت تک کتنے مسلمان گزرے ہوں گے اور اگر تم تمام مسلمانوں کو نہ لو صرف علماء ہی کا شمار کرو اس وقت بھی کروڑوں کی تعداد ہو جائے گی تو گویا اس قول میں مرزا قادیانی نے کروڑوں جھوٹ بولے اور اگر کروڑوں جھوٹ اس کو نہ کہو گے تو کروڑوں جھوٹ کے مقابلہ کا ایک جھوٹ تو شمار کرو گے۔ اس لحاظ سے اس چار سطر کی عبارت میں ۱۴ جھوٹ ہوئے اور بتیس پہلے ہوئے تھے اور اب اس سے قبل آٹھ تو اب میزان کل چوّن (۵۴) ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ جس شخص کے ایک اقرار کی چند سطروں میں چوّن (۵۴) جھوٹ ظاہر ہوں۔ اس کو لوگ نبی مانیں۔ سوا اس کے کیا کہا جائے کہ مرزائیوں کی عقلیں سلب ہوگئی ہیں۔ اب جو شخص مرزا قادیانی کی صداقت کا مدعی ہو وہ مجمع کر کے ہمارے سامنے ان کی صداقت ثابت کرے۔ پھر دیکھے کہ ان کا جھوٹا ہونا کس طرح ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ ہمارا چیلنج ہے اور اس جلسہ میں ہم اس کے لئے انعام بھی مقرر کردیں گے۔ اس قدر عرض کرنے کے بعد اب میں پھر مرزا قادیانی کے اقرار کی طرف لوٹتا ہوں۔ جس وقت مرزا قادیانی نے داماد احمد بیگ کے اپنے سامنے نہ مرنے پر اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار عام طور سے مشتہر کیا تو خاص طور سے بعد میں علماء کو بھی خط لکھا ہے اور عربی اور فارسی کی قابلیت دکھائی ہے اور ۲۱ صفحوں پر اسی پیشین گوئی کا ذکر کیا ہے اور علماء کی شکایت کی ہے کہ احمد بیگ کا داماد پیشین گوئی کی میعاد میں نہیں مرا۔ ’’وایں برخلاف

آں وعدہ تاکیدی است کہ در الہام بود‘‘ پھر اس کے جواب میں ایک طوفان بے تمیزی کا اٹھایا ہے اور ص۲۱۴ پر پہنچ کر اس کے مرنے کا جدید الہام بیان کیا ہے اور الہام سابق کی اسے تفصیل قرار دی ہے اور ص ۲۱۵ میں اس مضمون کا اعادہ کیا ہے۔ پھر (انجام آتھم ص۲۱۶، خزائن ج۱۱ص ۲۱۶) میں تیسرا الہام اسی داماد احمد بیگ کی موت کی بابت بڑے زور سے پیش کرتے ہیں اور اس میں کسی شرط کو بیان نہیں کرتے اور اس کی تعریف عربی اور فارسی میں اس طرح کرتے ہیں۔

’’**وتجلی هذا الالهام کالنور فی الظهور ورفع الحجب کلها من السر المستور وکان هذا شرحاً مبسوطاً للالهامات السابقة وتفصيلاً لکل المجملة الکشفية وبياناً واضحا للسامعين**‘‘

’’وایں الہام درظہور مانند نور تجلی کرد وہمہ حجاب ہا کہ برراز پوشیدہ بود از میان برداشت وایں الہام برائے الہامات سابقہ بطور شرح بود مبسوط وبرائے کشوف مجملہ تفصیلے بود واضح۔‘‘

اس کا حاصل یہ ہے کہ اس کے مرنے کی اس تیسرے الہام نے پہلے الہاموں کی ایسی واضح شرح کر دی کہ کسی طرح کا شبہ نہ رہا اور آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد ضرور میرے سامنے مرے گا۔ ان مکرر الہاموں اور یقینی مشرح بیانوں سے یہ امر بھی بخوبی ظاہر ہوگیا کہ جس طرح مرزا قادیانی کو اپنے مجدد اور مسیح اور نبی ہونے کا یقینی الہام ہوا تھا یہ الہام بھی یقین اور وضوع میں اس سے کم نہیں ہے۔ بلکہ الہام کی یہ شرح تو اس کی مقتضی ہے کہ مسیحی الہام سے یہ الہام زیادہ واضح اور یقینی ہے۔ کیونکہ ان الہاموں کی ایسی تعریف کہیں دیکھی نہیں گئی۔ اس کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ جب اس الہام سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا تو مسیحی الہام بھی قابل اعتبار نہ رہا۔ خوب خیال رکھئے کہ یہ محکم اور مشرح الہام جس کا بیان ابھی کیا گیا، مرزا قادیانی نے عربی اور فارسی دونوں میں لکھا ہے۔ مگر صرف ان کی فارسی نقل کرتا ہوں۔

دوسرا اقرار

’’بیان آن این است خدا تعالیٰ مرا درباره قبیله من مخاطب کرد وگفت که ایں مردم

مکذب آیات من ہستند و بدانہا استہزا می کنند۔ پس من ایشاں رانشانے خواہم نمود۔ و برائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد۔ وآں زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد۔ یعنی چونکہ او از قبیلہ بباعث نکاح اجنبی بیروں شدہ باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد۔ در کلمات خدا وعدہ ہائے او ہیچکس تبدیل نتواند کرد و خدائے تو ہر چہ خواہد آں امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التوا بماند پس خدائے تعالیٰ بہ لفظ ''**فسیکفیکھم اللہ**'' سوئے ایں امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد میرانیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ واصل مقصود میرانیدن بود۔ تو میدانی کہ ملاک ایں امر میرانیدن ست وبس۔'' (انجام آتھم ص۲۱۶،۲۱۷، خزائن ج۱۱ص۲۱۶،۲۱۷)

مطلب: مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کنبہ کے باب میں فرمایا کہ یہ لوگ میرے نشانوں کے منکر ہیں اور انہیں ہنسی اور مذاق میں اڑاتے ہیں۔ ان کو میں ایک معجزہ دکھاؤں گا (اور وہ معجزہ یہ ہے) کہ احمد بیگ کی لڑکی تو تیرے پاس واپس لاؤں گا۔ یعنی اس لڑکی کا نکاح ایک جنبی غیر کفو سے ہوگیا ہے۔ اس لئے وہ اپنے قبیلہ سے خارج ہوگئی ہے۔ مگر تیرے نکاح میں آنے سے پھر اپنے قبیلہ میں آجائے گی۔ خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ کسی طرح ملتوی نہیں رہ سکتا۔ (اس لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا خدائے تعالیٰ کی انہیں باتوں میں ہے جو کسی وقت ملتوی نہیں ہوسکتیں) اللہ تعالیٰ کے الہام میں لفظ ''**فسیکفیکھم اللہ**'' اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح میں آنے کے جو مانع ہیں اور روک رہے ہیں انہیں مار کر اس لڑکی کو میرے نکاح میں لائے گا اور اس مقصود خداوندی ان مانعوں کا مارڈالنا ہے۔

اس قول سے پانچ باتیں ثابت ہوئیں:

۱...... اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے کنبے کے لوگوں کو نشان یعنی ایک خاص معجزہ دکھانے کا وعدہ کرتا ہے۔

۲...... وہ معجزہ یہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح جو غیر کفو میں ہوگیا ہے اس کا شوہر مرے گا اور وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح کے ذریعے سے اپنے قبیلہ میں آئے گی۔ یہ دو وعدۂ الٰہی

ہیں۔ایک یہ کہ احمد بیگ کا داماد مرے گا۔دوسرا یہ کہ اس کی بیوی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔

۳...... خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

۴...... اس لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا خدا تعالیٰ کی ان باتوں میں ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی یا ان کا الہام یہ کہتا ہے کہ بہرحال شدنی است ممکن نیست کہ درمعرض التوا بماند۔

۵...... اصل مقصود خداوندی، احمد بیگ کے داماد وغیرہ کا مارڈالنا ہے۔ان باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور اس کی مشیت یہ ہوچکی ہے کہ اس لڑکی کا شوہر مرے گا اور وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ یہ امر کسی طرح ملتوی نہیں ہوسکتا۔یعنی مذکورہ دونوں وعدے پورے ضرور ہوں گے اور نکاح میں آنا کیا معنی بلکہ نکاح میں آچکی ہے۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی! اللہ تعالیٰ نے اس کا نکاح آسمان پر کر دیا ہے۔اسی وجہ سے اس کا لقب منکوحہ آسمانی دنیا میں مشہور ہوگیا۔

اب خیال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کے نکاح میں لانے کا پختہ وعدہ کیا۔ پھر اس کے ظہور کی پختگی کے لئے آسمان پر نکاح بھی خود پڑھا دیا۔اس لئے اس کا ظاہر ہونا ہرحالت میں ضروری ہے۔کسی وجہ سے یہ ملتوی نہیں ہوسکتا۔اس کو نہ کوئی شرط روک سکتی ہے اور نہ کسی کا رونا دھونا اسے ملتوی کرسکتا ہے۔اگر ایسا پختہ وعدہ بھی پورا نہ ہو تو اس کے کسی وعدہ پر اطمینان نہ رہے گا اور اس کے نبی کی نبوت اور اس کا تمام کلام بیکار ہو جائے گا۔کسی پر اعتماد نہ رہے گا۔اب مرزا قادیانی کی خبط الحواسی یا دفع الوقتی اور فریب دہی ملاحظہ کیجئے۔ مدت کے بعد جب وہ احمد بیگ کا داماد نہ مرا اور اس کی بیوی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تو اس وقت ایک نے دریافت کیا کہ وہ عورت تو تمہارے نکاح میں نہ آئی اور تم جھوٹے ہوئے تو اپنے رسالہ حقیقت الوحی میں اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ پیشین گوئی شرطی تھی اور اس عورت نے شرط کو پورا کر دیا۔اس لئے وہ پوری نہ ہوئی۔اب مرزائی حضرات دیکھیں کہ یہاں تو نہایت صاف طور سے کہہ رہے ہیں کہ ''بہرحال شدنی است ممکن نیست کہ درمعرض التوا بماند'' یعنی اس نکاح کا ملتوی ہونا ممکن نہیں۔ ہر طرح اس کا ظہور ہوگا اور حقیقت الوحی میں اس کے التواء

کے لئے ایک جھوٹی شرط پیش کرتے ہیں۔ یہ اعلانیہ فریب نہیں تو اور کیا ہے؟

ناظرین! اس پر خوب غور فرمائیں کہ یہاں مرزا قادیانی نے تین وعدہ الٰہی بیان کئے ہیں جن کا پورا ہونا وہ ضرور بیان کرتے ہیں جنہیں کوئی شے روک نہیں سکتی۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے کنبے کے لوگوں کو معجزہ دکھائے گا۔ دوسرا یہ کہ احمد بیگ کی لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں لائے گا۔ تیسرا وعدہ یہ کہ احمد بیگ کے داماد وغیرہ کو مرزا قادیانی کے روبرو مارے گا۔ اس کا مرنا مرزا قادیانی کے لئے وعدہ ہے اور اس کے لئے وعید ہے اور تیسرا وعدہ کی نسبت کہتے ہیں کہ اصل مقصود خداوندی اس وعدہ کا پورا کرنا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کی زندگی میں احمد بیگ کے داماد کو مارنا۔ اب دنیا نے دیکھ لیا کہ ان تین وعدوں میں سے کوئی وعدہ الٰہی پورا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ جس وعدہ کا پورا ہونا عین مقصود خداوندی بتایا تھا وہ بھی پورا نہ ہوا۔ اس لئے اس قول سے خدائے قدوس پر دو عیب مرزا قادیانی نے ایسے لگائے جس سے اس کی خدائی درہم برہم ہوگئی۔ کیونکہ یہ وہ وعدے ہیں جو اس نے نہایت پختگی سے بار بار مرزا قادیانی سے کئے ہیں اور ایسے پختہ وعدوں کو اس نے پورا نہ کیا۔ اس لئے اس کے تمام وعدے جو شریعت محمدیہ ﷺ میں اس نے کئے ہیں وہ سب بیکار ہوگئے۔ ان میں کوئی وعدہ قابل وثوق نہیں رہا۔ تیسرے وعدے کے پورا نہ ہونے سے وعدہ خلافی کے علاوہ اس کا عاجز ہونا بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب وہ اپنے اصلی مقصود کو پورا نہ کر سکا اور احمد بیگ کے داماد کو نہ مار سکا اور اپنے اور اپنے رسول کے قول کو جھوٹا اور دنیا کے نزدیک غیر معتبر ٹھہرادیا اور پورے طور سے دہریوں کی تائید کی۔

اے مرزائیو! اس اعتراض کا کوئی جواب ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ پرانے اعتراض نہیں ہیں بلکہ نئے ہیں اور اس طرح کے ہیں کہ ان سے آپ کے پرانے جوابات ردی ہوگئے اور آپ کے مرشد اپنے اقراروں سے یقیناً مفتری اور دہریوں کے مؤید بلکہ پوشیدہ دہریہ ثابت ہوئے۔ اس کے بعد ص۲۲۲ تک وہ میعادی جھوٹی پیشین گوئی کے متعلق اپنی سلطان القلمی دکھائی ہے اور خوب جھوٹی باتیں بنا کر یہ دکھایا ہے کہ وہ پیشین گوئی اس وجہ سے ملتوی ہوگئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد اس وقت تک نہیں مرا مگر اب ص۲۲۳ میں اس کے مرنے کے لئے پھر پیشین گوئی کرتے ہیں۔

تیسرا الہامی اقرار

جس سے قدرت خدا نظر آتی ہے کہ ایسے چالاک اور ہوشیار مدعی کو اس کے نہایت صاف اور مستحکم اور قسمیہ اقرار سے دنیا کو جھوٹا دکھا کر اپنی قدرت کا نمونہ معائنہ کرایا ہے۔ طالبین حق ملاحظہ کریں کہ ایک پیشین گوئی ہے۔ داماد احمد بیگ کی اب اس کی صداقت اور اپنے اعتماد کا اظہار متعدد زبانوں اور مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ یہ دوسرا طریقہ ہے۔ یہاں اپنی قابلیت کے اظہار میں عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اپنا مدعا بیان کیا ہے۔ مگر عربی میں زیادہ زور ہے اور ان کا مدعا بھی عربی زبان میں زیادہ واضح ہوتا ہے۔ اس لئے میں ان کی عربی عبارت نقل کر کے اس کا مطلب لکھتا ہوں۔ ’’**ثم ماقلت لکم ان القضیة علی هذا القدر تمت والنتیجة الاخرة هی التی ظهرت وحقیقة النباء علیها ختمت بل الامر قائم علی حاله**‘‘ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص۲۲۳)

<u>مطلب:</u> (میں پھر تم سے کہتا ہوں کہ میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ اس پیشین گوئی کی حالت اسی پر ختم ہوگئی۔ (یعنی مذکورہ وجوہات سے احمد بیگ کا داماد نہیں مرا اور اب وہ ہمارے حیات میں نہ مرے گا اور پیشین گوئی کی حقیقت اسی پر ختم ہوگئی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے) بلکہ اصل بات بدستور اپنی حالت پر قائم ہے۔ یعنی وہ پیشین گوئی ضرور پوری ہوگی اور احمد بیگ کا داماد میری زندگی میں مرے گا۔ (یہاں مدعا تمام ہوگیا) اب اس پر کمال وثوق اور اعتبار کے لئے تاکیدی جملے تحریر کرتے ہیں)

اظہار کمال وثوق کے لئے تاکیدی جملے

۱...... ’’**ولا یردہ احد باحتیاله**‘‘

۲...... ’’**والقدر قدر مبرم من عند الرب العظیم**‘‘

۳...... ’’**وسیاتی وقته بفضل الله الکریم**‘‘

۴...... ’’**فوالذی بعث لنا محمدن المصطفٰی وجعله خیر الرسل وخیر الوریٰ**‘‘

۵...... ’’**ان هذا حق فسوف تریٰ وانی اجعل هذا النباء معیاراً لصدقی وکذبی**‘‘

۶...... ’’**وما قلت الا بعد ما انبئت من ربی**‘‘

(انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص۲۲۳)

۱...... ’’کوئی شخص اسے کسی طرح ٹال نہیں سکتا۔‘‘
۲...... ’’کیونکہ خدائے بزرگ کی طرف سے اس کا ہونا تقدیر مبرم ہے۔ (یعنی اس کا ظہور میں آنا علم الٰہی میں قرار پاچکا ہے وہ ٹل نہیں سکتا اور اس کا علم بعض وقت انبیاء کو دیا جاتا ہے۔ اس میں اجتہادی غلطی نہیں ہوسکتی)‘‘
۳...... ’’اور اس کے ظہور کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔ (اس کے بعد اپنے بیان کے سچے ہونے پر قسم کھاتے ہیں)‘‘
۴...... ’’اس خدائے بزرگ کی قسم ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انہیں بہترین مخلوقات بنایا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اور پیشین گوئی کر رہا ہوں اس کا ظہور میں آنا حق ہے۔ اس کا ظہور تو عنقریب دیکھ لے گا۔‘‘
۵...... ’’اور میں اس پیشین گوئی کو اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں۔‘‘ اگر یہ پیشین گوئی سچی ہو جائے تو میں سچا ہوں اور اگر جھوٹی نکلے تو جھوٹا ہوں۔
۶...... ’’اور جو کچھ میں نے کہا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے۔ بلکہ وہی کہا ہے جو میرے پروردگار نے مجھے اطلاع دی ہے۔‘‘

مذکورہ عربی عبارت بعینہٖ نقل کی گئی ہے جسے انہوں نے اپنے کامل اعتماد وظہور کے لئے بقلم جلی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے شرطی ہونے کا ذکر نہیں کیا بلکہ قسم کھا کر ہر طرح اس کا پورا ہونا بیان کیا ہے۔ ناظرین! اس پر خوب نظر کریں کہ داماد احمد بیگ کے مرنے کی پیشین گوئی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بدستور قائم ہے اور وہ میری زندگی میں ضرور مرے گا۔ اب اس کے وثوق اور اعتماد ظاہر کرنے کے لئے چھ جملے مرزاقادیانی نے لکھے ہیں۔ جن پر میں نے ہندسہ دے دیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ تاکیدی جملہ وہ ہے جس میں مرزاقادیانی نے اس خبر کے سچے ہونے پر قسم کھائی ہے اور قسم بھی بڑے زوروں کی ہے جس میں انہوں نے اپنی ذہانت سے ایک لطیف اشارہ رکھا ہے وہ یہ کہ قسم کھانے والا اس خدائے عالی ذات کا بندہ ہے۔ جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے عالی صفات پیغمبر بنا کر بھیجے اور اسی عالی مرتبہ نبی کا ارشاد ہے کہ مسلمان یعنی میرا امتی جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر جھوٹی قسم کیسے کھا سکتا ہے؟ اس طرح قسم کھانے کی یہ وجہ ہے کہ اہل علم اس قسم پر کامل وثوق کریں۔ آخری جملہ میں ان کا یہ کہنا کہ

میں نے وہی کہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ اپنی صداقت کے اظہار کی تاکید ہے۔ کیونکہ وہ کہہ چکے ہیں کہ پیشین گوئی بغیر خدا کے خبر دیئے کوئی نہیں کرسکتا اور کسی کے مرنے کی خبر دینا پیشین گوئی ہے۔ اس لئے پہلے ہی معلوم ہوگیا تھا کہ خدا سے خبر پاکر یہ پیشین گوئی کر رہے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی تو سلطان القلم ہیں۔ اپنے اظہار صداقت کو انتہاء مرتبہ تک پہنچانا چاہتے ہیں کہ مخاطب کے دل میں کمال مرتبہ وثوق بیٹھ جائے۔ مگر یہاں خدا کی قدرت نمائی قابل ملاحظہ ہے۔ ان کی سلطان القلمی اور اظہار قابلیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دربار اسلام میں اپنے نہایت محکم بیان اور پختہ قسم سے جھوٹے ہوئے اور اپنے مقرر کردہ معیار سے کاذب اور مفتی علی اللہ ثابت ہوئے۔ ''**الحمدللہ علیٰ احسانہ**'' اس نے اپنی بہت مخلوق پر رحم فرمایا کہ واقعی کذاب کے کذب کو اسی سے قسمیہ اقرار سے دنیا پر آشکارا کر کے ہر ایک پر اپنی حجت تمام کر دی جس کے مرنے کی نسبت اس قدر وثوق ظاہر کیا گیا اور بار بار مختلف عنوان سے اسے بیان کر کے اس پر وثوق دلایا گیا۔ مگر ان کے اس تمام اہتمام نے ان کے کذب کو خوب روشن کر دیا۔ وہ احمد بیگ کا داماد جس کے جلد مرنے کی نسبت یہ زوردار بیان ہورہا ہے اور اس پر قسم کھائی جاتی ہے۔ وہ اب تک موجود ہے اور مرزا قادیانی کی ہڈیاں بھی قبر میں سڑ کر خاک میں مل گئی ہوں گی اور ان کی روح پر خدا جانے کس طرح کا عذاب ہورہا ہوگا۔ جس کا جی چاہے قبر کھول کر دیکھ لے۔ اے حضرات مرزائیو! اس کا کچھ جواب ہوسکتا ہے۔ اے قادیانی اور لاہوری مرزائیو! یہ تو بتاؤ کہ ۱۹۰۸ء میں احمد بیگ کا داماد مر کر بہشتی مقبرے میں دفن ہوا؟ یا مرزا قادیانی آپ کے مرشد اپنی پیشین گوئی کو نہایت حسرت سے جھوٹی دیکھتے ہوئے اپنے دشمن کے روبرو دنیا سے گزر گئے اور اپنے مقرر کردہ معیار سے دنیا کے روبرو جھوٹے ثابت ہوئے۔ خدا کے لئے یہ بتادو کہ اب تمہیں ان کے جھوٹے ماننے میں کیا عذر ہے؟ اب تو ان کے اقرار سے ان کے تمام نشانات جھوٹے ہوگئے۔ ان کے تمام دعوے جھوٹے۔ نکلے۔ جیسے امت محمدیہ کے دوسرے جھوٹے مدعیوں کے۔ کہو میاں حیدرآبادی جنرل مرچنٹ! انہیں دعوؤں پر آپ کا چیلنج ہے۔ مدعی سست گواہ چست!

اے جناب! جب آپ کے مدعی جن کے دعوے آپ نے اپنے چیلنج میں نقل کئے ہیں خود اپنے اقراروں سے جھوٹے ہورہے ہیں اور ان کا مقرر کردہ معیار انہیں کاذب کہہ رہا

ہے تو آپ کو ان دعوؤں کے جھوٹا ماننے اور مدعی کے کاذب یقین کرنے میں کیا عذر ہے؟ بیان کیجئے۔ کیا ممکن ہے کہ ایسا اقراری جھوٹا اور خدائے قدوس پر اتہام لگانے والا سچا ہو جائے اور اسے بزرگی کا خطاب دیا جائے؟ استغفراللہ! آسمان وزمین ٹل جائے مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ جس طرح چاہئے اس کی تصدیق کر لیجئے۔ کلکتہ کی مرزائی انجمن سے بھی ہم یہی کہے ہیں۔ انجام آتھم سے تو مرزا قادیانی کی صداقت کا خاتمہ ہولیا۔ اب اس کا ضمیمہ ملاحظہ کیجئے۔ اس کے ص۱۴ میں اپنے مخالفوں کے روبرو اپنی صداقت کے ثبوت میں دو الہام لکھتے ہیں:

چوتھا اقرار

’’پہلا الہام‘‘ **ایتھا المرأۃ توبی فان البلاء علی عقبک** ’’یعنی اے عورت! (عورت سے مراد احمد بیگ ہوشیار پوری کی بیوی کی والدہ ہے) توبہ کر توبہ کر کہ تیری دختر اور دختر کی دختر پر (یعنی تیری بیٹی اور نواسی پر) بلا نازل ہونے والی ہے۔ سو ایک بلا تو نازل ہوگئی کہ احمد بیگ فوت ہوگیا۔ اب بنت البنت (یعنی نواسی) کی بلا باقی ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نہیں چھوڑے گا۔ جب تک پورا نہ کرے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸)

یہ چوتھا اقرار ہے اس میں بھی نہایت زور سے مذکورہ پیشین گوئی کی نسبت اپنا وثوق بیان کررہے ہیں۔ اس پر خوب نظر رہے کہ اس الہام سے مرزا قادیانی یہ ثابت کررہے ہیں کہ احمد بیگ کی خوش دامن یعنی ساس پر دو بلا آئیں گی۔ ایک اس کی بیٹی پر یعنی اس کا شوہر احمد بیگ مرے گا۔ دوسری بلا اس کی نواسی پر یعنی اس کا شوہر بھی مرے گا اور وہ بیوہ ہوگی۔ پہلا کا ظہور تو ہوگیا یعنی احمد بیگ تو چھ ماہ میں مرگیا۔ اب نواسی کی بلا باقی ہے۔ یہ امر لائق یاد رکھنے کے ہے کہ ۱۸۸۸ء میں مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ احمد بیگ تین برس کے اندر مرے گا اور اس کا داماد اڑھائی برس کے اندر مگر اس مدت میں نہ مرا اور ان کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی اس کے بعد پھر پیشین گوئی کی جس کا حاصل یہ ہے کہ میری زندگی میں وہ ضرور مرے گا اور اس کی بیوی ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ رسالہ انجام آتھم میں اس پیشین گوئی کے سچا ہونے پر نہایت اصرار ہے اور مختلف طور سے اس کی صداقت کا اظہار کرتے

ہیں۔ یہ چوتھا طریقہ ان کے اصرار کا ہے اور لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کو بھی نہیں چھوڑے گا اور اس وعید کو بھی ضرور پورا کرے گا۔ اس بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ پیشین گوئی شرطی تھی یا غیر شرطی۔ مگر یہ وعید ہر طرح پوری ہوگی۔ مگر اب تو آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہوگیا کہ احمد بیگ کا داماد نہیں مرا اور مرزا قادیانی کو مرے ہوئے برسیں گزر گئیں اور وہ اب تک زندہ موجود ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے پختہ اقراروں اور اپنے الہام سے جھوٹے ثابت ہوئے اور انہوں نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگایا۔

پانچواں اقرار

دوسرا الہام دہلی میں شادی ہونے سے پہلے کا وہ یہ ہے کہ: **بکر و ثیب** یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸، سطر۱۶)

مرزا قادیانی کو کیسے کیسے الہام ہوتے ہیں۔ جیسے بقول مشہور بلی کو خواب میں بھی چھیچھڑے نظر آتے ہیں اور ایسے جملے القاء ہوتے ہیں کہ بقول ''**المعنی فی بطن الشاعر**'' سوائے مرزا قادیانی کے کوئی انہیں سمجھ نہیں سکتا۔ اس الہام کو ملاحظہ کر لیجئے۔ یہ الہام اور اس کا مطلب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ''جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ کے قصہ کا ابھی نام ونشان نہ تھا اور نہ ابھی اس دوسری شادی کا کچھ ذکر تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ (الہام) خدا کا نشان تھا جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا (یعنی دہلی میں کنواری لڑکی سے شادی ہوگئی) اور دوسرا حصہ جو ''ثیب'' یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸)

یعنی احمد بیگ کی لڑکی بیوہ ہوگی۔ اس کا داماد مرے گا اور اس کی بیوی ''ثیبہ'' سے میرا نکاح ہوگا اور اس الہام کا دوسرا حصہ پورا ہوتے، شیخ محمد حسین بٹالوی دیکھ لے گا۔ اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ پہلے حصہ کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیا ہوا۔ مگر دوسرے حصہ کی نسبت تو آسمانی فیصلہ ہوگیا کہ اس کا ظہور نہیں ہوا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ احمد بیگ کی لڑکی بیوہ نہیں ہوئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد نہیں مرا اور اس کی بیوی ''ثیبہ'' جسے منکوحہ آسمانی کا خطاب ہو چکا تھا۔ مرزا قادیانی کے بیان کے بموجب اللہ تعالیٰ نے اس کا نکاح مرزا قادیانی سے

پڑھا دیا تھا مگر وہ فرضی منکوحہ مرزا قادیانی کے نکاح میں کسی وقت نہ آئی اور اس سے صرف مرزا قادیانی ہی جھوٹے نہیں ہوئے۔ بلکہ انہوں نے اپنے خدا پر سخت عیب لگایا کہ اسے آئندہ کی حالت معلوم نہ ہوئی اور ایک عبث فعل آسمان پر کر کے مرزا قادیانی کو رسوا کیا۔اس کے بعد بعض اور جھوٹے نشانات بیان کر کے داماد احمد بیگ کی پیشین گوئی پورا نہ ہونے کی وجہ میں باتیں بنائیں ہیں۔جس کا حاصل یہ ہے کہ احمد بیگ کے مرجانے سے چونکہ اس کو بہت خوف اور غم ہوا اور اس نے توبہ کی اس لئے اس کی موت میں تاخیر ہوگئی۔مگر اس کا پورا ہونا ضرور ہے۔ یہ محض غلط ہے۔اس کا جھوٹا ہونا دکھا دیا گیا۔ پھر ص۵۳ میں مذکورہ پیشین گوئی کے ظہور پر کمال وثوق واعتبار نہایت شائستہ اور مہذب الفاظ سے بیان کرتے ہیں اور اپنی تہذیب اور جمالی ظہور کا معائنہ کراتے ہیں۔(مرزا محمود کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی وہی جناب رسول اللہ ﷺ ہیں، یعنی حضور انور ﷺ نے دوسرا جنم لیا ہے۔مگر پہلا ظہور جلالی تھا اور مرزائی جنم میں جمالی ہے۔یعنی کسی قسم کی سختی نہیں ہے۔مگر ان کے اس قول کو دیکھا جائے کہ مسلمانوں کی سچی بات کہنے پر کس قدر سخت کلامی کر رہے ہیں۔اس سے زیادہ جلال تو ان کے اختیار میں نہیں تھا) ملاحظہ ہو۔

چھٹا اقرار اور نہایت معتمد قول

مرزا قادیانی فرماتے ہیں:''بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی (یعنی احمد بیگ کا داماد مرجائے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں آجائے گی) تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے؟ اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے؟ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

سبحان اللہ! کیا تہذیب اور شائستگی ہے۔انہیں کو حضرت رحمت للعالمین کا ظل اور دوسرا جنم اور جمالی ظہور کہا جاتا ہے اور حضور ﷺ کو جلالی مظہر، اب کوئی ان دل کے اندھوں سے دریافت کرے حضور انور ﷺ کو مخالفین نے کیسی کیسی تکلیفیں دی ہیں؟ مگر کسی وقت کسی قسم کے سخت الفاظ آپ ﷺ نے نکالے ہیں؟ کوئی ثابت کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

بلکہ اس نازک وقت میں جس وقت جان لینے کے واسطے مخالفین حملے کر رہے تھے اس وقت حضور انور ﷺ نے یہ فرمایا کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر یہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ ناواقفی سے میرے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ اب مجھے یہ کہنا ہے کہ مرزا قادیانی نے جو صفات اپنے مخالفوں کے لئے تجویز کیں تھیں وہ اس وقت کے لئے کی تھیں۔ جس وقت ان کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہو جائیں گی یعنی منکوحہ آسمانی ان کی آغوش میں آجائے گی اور اس کا شوہر مر جائے گا۔ جس کے لئے وہ قسمیہ اقرار کر چکے ہیں۔ مگر اب تو قدرت خدا نے آفتاب کی طرف روشن کر دیا کہ مرزا قادیانی کی ان دونوں مرادوں سے ایک بھی پوری نہ ہوئی اور دم واپسیں تک اپنی نامرادی پر کف افسوس ملتے ہوئے جان دی۔ وائے برنا کامی ایشاں!

اب یہ کہنا ہے کہ جب یہ دونوں پیشین گوئیاں پوری نہ ہوئیں تو اب انصاف سے فرمایا جائے کہ مرزا قادیانی کے مذکورہ ارشادات کا مستحق خود جناب والا اور ان کے موافقین ہوئے یا نہیں؟ ضرور ہوئے۔ کیونکہ کلام خداوندی نے انہیں مستحق بنایا۔ ارشاد نبوی نے انہیں جھوٹا اور کذاب کہہ کر انہیں ان صفات کا مورد قرار دیا۔ پھر جب مدعی نبوت کی ایسی مستحکم پیشین گوئیاں جھوٹی ہو گئیں تو اس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ سچائی کی تلوار نے اس مدعی کو اور اس کے ماننے والوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا؟ (اس میں کسی کو کیا تأمل ہو سکتا ہے، جسے خدا اور رسول نے جھوٹا اور کذاب قرار دیا ہو۔ اس کی صورت مسخ ہونے میں کس کو تأمل ہو سکتا ہے۔ مفتری کی سزا موت کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی قبر کو کھول کر ان کی صورت کو دیکھا جائے اور صورت مسخ ہو جانے کا معائنہ کیا جائے۔ جس نے مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ کر کے چالیس کروڑ امت محمدیہ پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہو اور کسی کافر کو سچا مسلمان نہ بنایا ہو۔ اس کے جھوٹے ہونے میں کسی کو تأمل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پھر یہ ظلم وستم اس مدعی تک محدود نہیں رہا بلکہ اس کے ایک خلیفہ گزر گئے۔ اب دوسرے خلیفہ کی باری میں مگران کا تمام زور وشور مسلمانوں ہی کے تباہ کرنے پر ہے۔ کسی کافر پر ہاتھ صاف نہیں کیا جاتا۔ ہندوستان میں کثرت سے ہنود، آریہ، عیسائی وغیرہ ہیں۔ ان کا کوئی مبلغ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے اتنے ہندو اور عیسائیوں کو قادیانی بنایا؟ ہرگز نہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ثانی نے اسلام کو کس قدر ترقی دی تھی۔ ذرا تاریخ اٹھا کر دیکھو کہ کس طرح یہود ونصاریٰ وغیرہ کفار

کومسلمان بنایا تھا) قول مذکور کے بعد آخر میں لکھتے ہیں: ''خدا کے الہام میں جو'توبی توبی ان البلاء علیٰ عقبک'' ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی اور الہام ''کذبو بایتنا'' اس شرط کی طرف ایماء کررہا تھا۔ پس جب کہ بغیر کسی شرط کے یونس علیہ السلام کے قوم کا عذاب ٹل گیا تو شرطی پیشین گوئی میں ایسے خوف کے وقت میں کیوں تاخیر ظہور میں نہ آتی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳،۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷،۳۳۸)

اس عبارت سے نہایت روشن ہوگیا کہ پیشین گوئی کے شرطی ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس کے ظہور میں تاخیر ہوگئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد اڑھائی برس کے اندر نہ مرا۔ اس کے دو سطر بعد نہایت زور سے یہ کہتے ہیں کہ انجام کار اس پیشین گوئی کا ظہور ضرور ہوگا۔ اس کا شرطی ہونا اس کے ظہور کو روک نہیں سکتا۔ وہ قول ملاحظہ ہو بقلم جلی لکھتے ہیں:

ساتواں اقرار اور نہایت فیصلہ کن مقولہ

''یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ (یعنی احمد بیگ کا داماد نہ مرا) تو (۱) میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ (۲) یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ (۳) وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ (۴) وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

اس ساتویں اقرار میں مرزاقادیانی چھ باتیں کہتے ہیں:

۱...... یہ کہ اگر احمد بیگ کا داماد نہ مرا تو میں بدترین خلائق ثابت ہوں گا۔ یعنی مجھ سے بدتر دنیا میں کوئی نہ ہوگا۔

۲...... یہ کہ یہ پیشین گوئی میرا افتراء نہیں ہے بلکہ الہام ربانی ہے۔

۳...... دوسرے عنوان سے یہ کہتے ہیں کہ یہ قول کسی خبیث مفتری کا نہیں ہے۔

۴...... اس قول کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ خدا نے دکھا دیا کہ یہ خدا کا وعدہ نہیں ہے بلکہ بالیقین خدا پر افتراء ہے۔

۵...... اپنی پیش گوئی کو اس خدائے تعالیٰ کی باتوں میں بتاتے ہیں۔ جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔

۶...... یہ کہ اپنی بات کو اس قادر مطلق کے ارادوں میں شمار کرتے ہیں۔ جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔

حالانکہ یہ دونوں باتیں بھی محض غلط ہیں۔ کیونکہ یہ پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی اور احمد بیگ کا داماد مرزا قادیانی کے سامنے نہ مرا۔ اس لئے اس پیشین گوئی میں مرزا قادیانی کے پانچ جھوٹ ثابت ہوئے اور ایک قول پہلا وہ سچا ثابت ہوا مگر وہ سچا قول ایسا ہے جس نے جھوٹوں کا سرگروہ انہیں قرار دیا۔ کیونکہ ہر بد سے بدتر بالضرور جھوٹوں کا سرگروہ ہوگا۔ اب اس پر غور کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی اپنے جھوٹے دعوؤں پر کس قدر اپنا وثوق اور اعتماد ظاہر کرتے ہیں۔ ایک طریقے سے نہیں چار طریقوں سے اس کے ظہور پر وثوق بیان کیا ہے۔ پہلے یہ کہا کہ اگر احمد بیگ کے داماد کے متعلق پیشین گوئی پوری نہ ہو۔ یعنی وہ میرے سامنے نہ مرے تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ یعنی بدترین خلائق ہوں گا۔ مجھ سے بدتر دنیا میں کوئی انسان نہ ہوگا۔ اب خوب خیال کیا جائے کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہو تو مرزا قادیانی اپنے اس اقرار سے بالیقین اس قول کے مصداق ٹھہریں گے۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ان کے قول کے بموجب انہیں بد سے بدتر نہ کہا جائے۔ کیونکہ جب دنیا نے دیکھ لیا کہ احمد بیگ کا داماد نہیں مرا اور برسیں گزر گئیں۔ مرزا قادیانی تو قبر میں عذاب اٹھاتے ہوئے اور وہ خود زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا معائنہ کراتا رہا یہاں تک کہ پہلے خلیفہ کو بھی قبر میں ڈال کر دوسرے خلیفہ کی تاک میں ہے۔ اب مرزا محمود قادیانی اپنے باپ کے آغوش میں جائیں یا نہ جائیں مرزا قادیانی کی حالت معلوم ہوگئی۔

دوسرے! یہ کہ اس کے مرنے کو یقینی خدائی دعویٰ کہتے ہیں۔ پھر یہ معمولی وعدہ نہیں ہے۔ جو مرزا قادیانی کے نزدیک کبھی جھوٹا بھی ہو جاتا ہے اور ''یعد ولا یوفی'' کا مصداق ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی اسے خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ وہ ضرور پورا ہوگا۔

تیسرے! یہ کہ اسے خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ وہ ضرور پورا ہوگا۔

چوتھے! یہ کہ اسے خدا کا وعدہ بیان کر کے اس کی یہ صفت بیان کرتے ہیں کہ اس کی خوابیں نہیں ٹلتیں جو وہ کہتا ہے وہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ سچ ہے: ''ما یبدل القول لدی'' اس کا ارشاد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری کوئی بات نہیں بدلتی جو کہہ دیا گیا وہ ضرور

پورا ہوگا۔اب چونکہ اس نے داماد احمد بیگ کی موت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ ٹل نہیں سکتا۔ میری زندگی میں وہ ضرور مرے گا۔

پانچویں! یہ کہ یہ وعدہ اس پروردگار کا ہے جو صاحب جلال ہے۔ کسی وقت اپنے مخالفوں اور منکرین پر عظمت وجلال کی شان ظاہر کرتا ہے کس کی مجال ہے کہ اس ذوالجلال کے ارادوں کو روک سکے۔ احمد بیگ اور اس کا داماد مخالف اور منکر رہا اس لئے وہ رب ذوالجلال ان کی نسبت اپنے جلال کے اظہار کا ارادہ کر چکا ہے۔ اس ارادے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اب وہ ایمان لا ہی نہیں سکتا اور کوئی بات ایسی نہیں ہوسکتی جس کی وجہ سے پیشین گوئی پوری نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو خدا کا عالم الغیب نہ ہونا اور سچا وعدہ کر کے پھر بھی اسے پورا نہ کرنا اور بدل جانا ثابت نہ ہوگا۔ غرضیکہ خدائی درہم وبرہم ہو جائے۔ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہو۔ اب ناظرین حق پسند ان تمام اقراروں کو اور بالخصوص اس اخیر اقرار کو دیکھیں کہ وہ اپنے اقرار اور یقینی الہام کے بموجب جھوٹے اور بدترین خلائق ثابت ہوتے ہیں اور ان کا جھوٹا اور کذاب ہونا دنیا پر مثل آفتاب کے روشن ہورہا ہے۔ اب کسی صاحب عقل وفہم کے نزدیک ایسا شخص بزرگ عالی مرتبہ نہیں ہوسکتا۔ اب اس کو نبی اور مسیح موعود اور مہدی ماننا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے۔ اب اگر مان لیا جائے کہ حضرت مسیح اسرائیلی جنہیں شریعت محمدیہ نے مسیح موعود کہا ہے مر گئے ہوں اور کوئی دوسرا عالی مرتبہ بزرگ مسیح موعود ہو تو وہ مرزا قادیانی کسی طرح نہیں ہوسکتے۔ بالفعل ۲۸؍دسمبر ۱۹۲۲ء کو جو خلیفہ قادیان نے اپنے خاص چیلے میاں اللہ مار اعرف اللہ دتہ سے ایک چیلنج شائع کرایا ہے جس میں انہوں نے اپنے خام خیال کے بموجب حضرت مسیح علیہ السلام کی موت ثابت کر کے یہ سمجھے ہیں کہ مسیح قادیان کا مسیح موعود ہونا ثابت ہوگیا۔ مگر افسوس ہے کہ خود مسیح قادیان کے اقوال نہیں دیکھتے جو اپنے پختہ اقوالوں سے بدترین خلائق ثابت ہو چکے ہیں اور اپنے اقوال سے خدا پر بہت کچھ الزامات لگا چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی مرزائی سے مرزا قایانی کی صداقت ثابت کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ پہلے حیات وممات کی بحث کو چھیڑتا ہے یا ختم نبوت کی بحث کو درمیان میں لاتا ہے۔ اب اس سے ہم یہی دریافت کرتے ہیں کہ اس بحث سے کیا فائدہ اگر ہم مان بھی لیں کہ حضرت مسیح مر گئے اور نبوت ختم نہیں ہوئی۔ مگر یقینی بات ہے کہ جو اپنے کرداروں اور اپنے

اقراروں سے جھوٹا کذاب مفتری ہر بد سے بدتر ثابت ہوگیا ہو وہ مسیح موعود اور نبی نہیں ہوسکتا اور ہرگز نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا مرنا ایسے جھوٹے کذاب کو سچا نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح میں عام گروہ مرزائیہ سے اور بالخصوص میاں اللہ دتہ سے عرض کرتا ہوں کہ جن کے قولوں پر آپ ایمان لا چکے ہیں اور ان کو مسیح موعود مان چکے ہیں۔ انہیں کے الہامی اقوال کو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ ان کو ملاحظہ کیجئے کہ ان کی صداقت پر اور ان کے الہامی ہونے پر مرزاقادیانی کو کس قدر وثوق ہے۔ ان کو آپ نہ مانیں گے۔ آپ اپنی فہم وعقل کو کیوں برباد کرتے ہیں اور ایسے اقراری جھوٹے کو جھوٹا نہیں مانتے اور اعلانیہ طور سے مسیلمہ کذاب ثانی کو مان کر جہنم میں جانا پسند کر رہے ہیں۔ میں مختصراً مکرر عرض کرتا ہوں غور سے ملاحظہ کیجئے کہ مرزاقادیانی کس زور وشور ویقین سے داماد احمد بیگ کے مرنے کو اپنی زندگی میں بیان کر رہے ہیں اور اسے وعدہ خداوندی کہہ کر اسے یقینی الہام بتا رہے ہیں۔ مگر غضب یہ ہے کہ باایں ہمہ یہ سب جھوٹ کا طومار نکلا اور احمد بیگ کا داماد ان کی زندگی میں ان کے سینہ پر مونگ دلتا رہا اور انہیں مرے ہوئے برسوں گزر گئے اور وہ زندہ موجود رہ کر ان کی روح کو تڑپا رہا ہے۔

اے مرزائی حضرات! اب انہیں بدترین خلائق ماننے میں تمہیں کیا عذر ہے؟ کچھ تو کہو۔ اے عقل کے دشمنو! اس قول نے ان کے سارے دعوؤں کو جھوٹا ثابت کر کے انہیں ہر بد سے بدتر ثابت کر دیا۔ وہ کون دعویٰ ہے جس پر انہوں نے اس سے زیادہ اپنا وثوق ظاہر کیا ہو اور بالفرض اگر کیا بھی ہو تو جب اس قدر مؤکد اور مکرر اقرار جھوٹا ہوگیا اور اپنے مکرر اقراروں سے وہ جھوٹے ثابت ہوئے تو اب کسی اہل حق، صاحب عقل کے نزدیک کسی طرح وہ سچے نہیں ہوسکتے۔ اب اگر کوئی بے ایمان ان کی مجبوری اور معذوری بیان کر کے خدا پر جھوٹ بولنے اور فریب دینے کا اقرار کرے تو اس نے خدائی پلٹ دی، دہریہ ہوگیا۔ جب اس کا خدا ان صفات کا ہے تو اس کے رسول کیا چیز ہوں گے۔ وہ جھوٹوں اور فریبیوں کے رسول ہوں گے اور انہیں جھوٹ کی تعلیم دیں گے اور اپنے ہمراہ جہنم میں انہیں لے جائیں گے۔ کلکتہ کے مرزائی ایسے بدترین خلائق کے ماننے پر ترقی کا مدار بتاتے ہیں۔ کیسا فریب نکالا ہے۔ خیال کیا جائے کہ جس نے دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہرا کر دنیا کو اسلام سے گویا خالی

کر دیا ہو اور گروہ کفار میں کروڑوں کی ترقی دے دی ہو اس سے اسلام کو ترقی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں جو اپنے اقرار سے ہر بد سے بدتر بالیقین ثابت ہو گیا ہو، اسے ترقی اور نجات کا سبب بتانا اپنے کو مسلوب العقل ثابت کرنا یا دنیا کو اعلانیہ فریب دینا ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب بدترین خلائق شخص تھا۔ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہمارے گروہ کو بہت کچھ ترقی ہو رہی ہے۔ جھوٹی تعلّی کے علاوہ یہ ان کے فخر کی بات نہیں ہے۔ آریوں کو بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ ہزاروں مسلمان آریہ ہوگئے۔ کئی مولوی آریہ ہوگئے۔ ضلع فرخ آباد میں وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ پادریوں کی دس سالہ رپورٹ دیکھو، ہزاروں کیا لاکھوں کی تعداد ہر دس برس میں عیسائی ہو جاتے ہیں۔ یہ کوشش وسعی اور روپیہ صرف کرنے کا نتیجہ ہے۔ (عیسائی کروڑوں صرف کرتے ہیں اس کا نتیجہ بہت زیادہ دیکھتے ہیں۔ مرزائی اس قدر نہیں دیکھتے ہیں) گروہ بابی نے تو یورپ اور امریکہ میں ترقی کی ہے اور کثرت سے انگریز اور بڑی بڑی میمیں بابی ہوگئی ہیں۔ غرضیکہ نصاریٰ کو انہوں نے اپنے طور کا مسلمان بنایا ہے۔ مرزا قادیانی نے اور ان کے گروہ نے تو کسی جماعت کفار کو اپنا سا مسلمان بھی نہیں بنایا۔ مسلمانوں کو ہی کافر بنایا اور بناتے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرف سے کفر کی ترقی ہے۔ مسلمانوں کو دین کا خیال نہیں۔ دین کی تائید اور گمراہی کے مٹانے کو جھگڑا سمجھتے ہیں۔ کسی طرح مدد کرنا نہیں چاہتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قیامت قریب ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اشرار ناس پر قیامت آئے گی۔ یعنی جب تمام دنیا میں شر و فساد اور کفر و کفریات پھیل جائے گا۔ اس وقت قیامت آئے گی۔ مرزائیوں کو دیکھنا چاہئے کہ کس طرح سے انہیں گفتگو میں عاجز کیا گیا ہے۔ لاجواب رسالے مرزا قادیانی کے دجل وفریب میں لکھ کر شائع کئے گئے۔ ان کے پاس بھجوائے گئے۔ جواب سے عاجز ہیں۔ مگر دلوں پر تو ان کی مہر ہوگئی ہے اور گمراہ کرنے والے اپنے پیٹ بھرنے کے لئے انہیں حقانی رسائل دیکھنے سے روک دیا ہے۔ پھر وہ ایمان کیسے لائیں۔ مگر ہم خیر خواہی سے باز نہ رہیں گے۔ مرزا قادیانی کا جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ہونا تو ان کے اقراروں سے ثابت کر دیا گیا۔ اب مرزا قادیانی کے دہریہ ہونے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کے دہریہ ہونے کا ثبوت

ناظرین! آپ نے مرزا قادیانی کا اقراری ویقینی جھوٹا ہونا تو معلوم کر لیا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بھی معلوم کرلیں کہ مرزا قادیانی صرف جھوٹے ہی نہیں ہیں بلکہ اعلانیہ دہریہ ہیں۔ خدا اور رسول کو نہیں مانتے۔ ان کی متعدد تحریروں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ توہین انبیاء میں ان کی ایک عبارت نقل کر کے دکھاتا ہوں، انبیاء کی توہین بجز منکر نبوت اور دہریہ کے کوئی نہیں کرسکتا۔ مگر مرزا قادیانی نے اعلانیہ طور سے بہت زور وشور سے مسیح علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ جن کی تعریف قرآن مجید میں بہت جگہ آئی ہے اور انہیں سچا نبی فرمایا ہے اور ان کے معجزات بیان کئے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اپنے رسالہ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶،۷، خزائن ج۱۱ص ۲۹۰،۲۹۱) میں انہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں: ’’مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا...... (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام سے جن کو یسوع بھی کہتے ہیں...... دیکھا جائے کہ مرزا قادیانی یہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ پرہیزگار انسان بھی نہ تھے اور نبی تو کیا ہوتے اس توہین کی کچھ انتہاء ہے) ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسے بیمار کا اعلاج کیا ہو، مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن

کا آدمی ہوسکتا ہے۔‘‘

صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۱ کے صفحہ ۲۴ سے ۲۶ تک یہ عبارت مع اس کی کچھ شرح کے لکھی گئی ہے۔ جس سے دہریت کے علاوہ ان کا جھوٹ وفریب بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ کر لیجئے گا۔ طالبین حق کو غالباً یہ شبہ ہوگا کہ مرزاقادیانی نے بہت زوروشور سے اسلام کا دعویٰ کیا ہے اور براہین احمدیہ میں اسلام کی حقانیت پر بڑی دلیل لکھی ہے۔ پھرانہیں دہریہ کس طرح کہہ سکتے ہیں؟ اس کا جواب غور سے ملاحظہ کیجئے اور مرزاقادیانی کے مختلف رسائل کو دیکھئے۔ مرزاقادیانی کا اصل مقصود یہ تھا کہ تمام دنیا کے انسان یعنی یہود، عیسائی، ہنود، مسلمان عام اور خاص تمام مذہب والے مجھے مقدس اور بزرگ مان لیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جن کو یہود اور نصاریٰ اور مسلمان سب مانتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ میں نبی اور رسول ہوں اور امام مہدی ہوں جن کو عام اور خاص مسلمان سب مانتے ہیں اور ہندوؤں سے یہ کہا کہ میں کرشن اوتار ہوں۔ مگر قدرت خدا یہ ہوئی کہ کسی مذہب کے دس بیس شخصوں نے بھی انہیں نہیں مانا۔ ہمارے بھائی مسلمان ہی ان کے فریب میں آگئے اور اب تک آرہے ہیں اور ان کے مبلغین کہیں کفار پر تبلیغ نہیں کرتے۔ بلکہ جاہل مسلمان کو ہی بہکاتے پھرتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جب کسی مذہب والے نے انہیں نہ مانا کچھ مسلمان ہی ان کے پھندے میں آئے تو انہیں ضرور ہوا کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں۔ دہریہ کو تو جھوٹ بولنا اور فریب دینا کوئی بات نہیں ہے۔ اپنے مطلب کے لئے سب جائز سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے مرزاقادیانی نے اپنا یہ رنگ دکھلایا اور ان کے بیٹے مرزامحمود ہنود کا مذہب اختیار کر کے جناب رسول اللہ ﷺ کو مرزائی جنم میں آنا بیان کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

بھائیو! کیا غضب ہے کہ ایسے اعلانیہ جھوٹے دہریہ کو جناب سرور عالم ﷺ محبوب کبریا کا جنم بیان کرتے ہیں۔ اب ناظرین اس کو ملاحظہ کریں کہ اس رسالہ کے صفحہ ۵ سے ۱۲ تک ایک مطلب کے بیان میں چون (۵۴) جھوٹ لکھے گئے ہیں۔ اب تم ہی انصاف سے کہو کوئی ایسا جھوٹا شخص مجدد یا نبی اور رسول ہوسکتا ہے؟ ضرور یہی کہو گے کہ ہرگز نہیں ہوسکتا اور اسی صفحہ ۵ سے ۲۵ تک ان کے سات پختہ اقرار ہیں۔ جن سے وہ جھوٹے ہوتے ہیں اور

پہلے اور ساتویں اقرار میں جو اپنی صداقت میں آٹھ دلیلیں بیان کی ہیں ان دلیلوں سے بھی خود جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اب میں تمام مسلمانوں سے کہتا ہوں یہ قول تو آپ ان کا دیکھ چکے ہیں۔ جس میں انہوں نے ایک بڑے نبی عظیم الشان کی ہجو کی ہے۔ جن کی عظمت وشان اور ان کا سچا ہونا قرآن شریف میں بہت جگہ آیا ہے اور جن کے متعدد معجزات بیان کئے گئے ہیں۔ انہیں یہ مکار وفریبی کہتا ہے اب میں تمام طالبین حق کی خیرخواہی کے لئے ان کی مذہبی حالت کی عام اطلاع دیتا ہوں۔

ان کی مذہبی حالت کی عام اطلاع

معززین کلکتہ کو اس کی اطلاع نہ ہوگی کہ اس وقت میں اسلام کے لئے مرزائی فتنہ نہایت خطرناک ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی جو ان کا مرشد اور گمراہ کرنے والا ہے وہ درحقیقت ایک ملحد دہریہ شخص تھا۔ مگر نہایت ہوشیار اور چالاک تھا۔ چاہتا یہ تھا کہ ساری دنیا مجھے مانے۔ اسی لئے انہوں نے یہ دعوے کئے ہیں کہ میں اس وقت کا مجدد، امام، مسیح موعود، امام مہدی، نبی، رسول ہوں۔ مسلمانوں اور یہود وعیسائیوں کے لئے، اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں اور مسلمانوں کے لئے صرف دعویٰ نبوت ہی نہیں ہے بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ ہے اور تمام انبیائے کرام کی مذمت وتوہین کی ہے اور ایک بڑا راز یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نہایت ہی توہین کی ہے۔ باوجود یہ کہ ان کے ماننے والے انہیں خدائی میں شریک کرنے والے دنیا کے بادشاہ ہیں۔ مگر مرزاقادیانی سے کسی پادری نے کچھ گرفت نہیں کی۔ آخر میں مرزاقادیانی نے یہ بھی کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خدائی اختیارات دے دیئے ہیں۔ البتہ دعویٰ خدائی میں کچھ دیر تھی۔ غالباً مریدوں کا امتحان لے رہے تھے کہ انہیں اس دعوے کے قبول کرنے میں کوئی عذر تو نہ ہوگا۔ اسی حالت میں بری حالت سے ان کا انتقال ہوگیا۔ خدائے قدوس پر بھی انہوں نے شائستہ طور سے الزامات لگائے ہیں۔ کسی وقت وہ بھی دکھائے جائیں گے۔ یہ سب باتیں ان کے دہریہ ہونے کو ثابت کرتی ہیں۔ مگر چونکہ ان کے دعویٰ کو بجز مسلمانوں کے کسی گروہ یہودی یا عیسائی، یا ہنود نے نہیں مانا۔ یہ بدنصیبی مسلمانوں ہی کے حصہ میں تھی۔ اس لئے مرزاقادیانی نے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا تا کہ یہ گروہ قابو میں

رہے۔ پہلے ان کا بہت شور وغل تھا اور ہر جگہ مناظرہ کے اشتہارات دیتے تھے۔ شہر مونگیر وبھاگلپور میں بہت زور تھا اور بہت مسلمان ان کے فریب میں آنے والے تھے۔ بہت مسلمانوں نے آ کر دریافت کیا۔ آپ نے ان کی کتابیں دیکھ کر مرزا قادیانی کی حالت معلوم کی اور ان کی گمراہی سے واقف ہوکر متوجہ ہوئے اور پہلے مناظرہ کرایا اور قادیان کے مخصوص اشخاص مناظرہ کے لئے آئے۔ خدا کا شکر ہے کہ قادیانیوں کو اس مناظرہ میں ایسی شکست اور ذلت ہوئی کہ کہیں نہیں ہوئی اور عام جلسہ میں بعض قادیانی بول اٹھے کہ ایسی شکست ہمیں کہیں نہیں ہوئی تھی، جیسی یہاں ہوئی۔ اس کی کیفیت چھپ کر مشتہر ہو چکی ہے اور سیکرٹری انجمن مرزائیہ کلکتہ کو بھیجی گئی ہے۔ اس کے بعد سے اس گروہ نے تقریری مناظرہ سے انکار کیا ہے۔ اس وقت تک حکم مقرر کرنے سے انکار کرتے تھے۔ مگر جس وقت سے فاتح قادیان مولوی ثناء اللہ صاحب کا مناظرہ قاسم علی مرزائی سے ہوا اور اس جلسہ میں ایک معزز غیر مذہب حکم مقرر ہوئے تھے اور تین سو روپیہ انعام کا غالب فریق کے لئے قرار پایا تھا۔ مولوی صاحب غالب ہوئے اور فاتح قادیان کا لقب پایا اور حکم کی منصفانہ رائے سے وہ روپیہ مولوی صاحب کو ملا اور مرزائی نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کے مصداق ہوئے۔ اس وقت سے مرزائی حضرات کو حکم کے نام سے لرزہ آتا ہے۔ حالانکہ تمام دنیا اس کی شہادت دے سکتی ہے کہ فیصلہ کے لئے حاکم، یا حکم کا ہونا ضرور ہے۔ مگر الحمدللہ! مرزا قادیانی کے کاذب ہونے کے ثبوت میں ہمیں کسی حکم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ حاکم حقیقی نے خود مرزا قادیانی کی زبان سے ان کے قلم سے اس کا فیصلہ نہایت کامل طور سے کرادیا اور دیکھنے والوں نے دیکھ لیا اور جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھیں گے اور جن کے کان ہیں وہی دوسروں سے سن لیں گے کہ مرزا قادیانی اپنے متعدد اقراروں سے اپنی پختہ قسم سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ صرف زبانی اور جسمانی اقرار نہیں ہے بلکہ روحانی اور الہامی اقرارات ہیں۔ ان اقراروں کا مجموعہ پہلے چھپ کر مشتہر ہو چکا ہے۔ جس کا نام چشمہ ہدایت ہے اور خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے پہلے قادیان بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد کلکتہ کے مرزائیوں نے جب اپنا چیلنج بھیجا ہے اس کے جواب میں خانقاہ سے متعدد چیلنج اور رسائل پچاس کی تعداد میں بھیجے گئے ہیں۔ ان میں رسالہ

چشمہ ہدایت بھی بھیجا گیا ہے۔اس چیلنج میں ان کے چند اقرار ہیں۔اب حضرات مرزائیوں کو بڑا صدمہ یہ ہوگا کہ مرزا قادیانی نے صرف اپنے جھوٹے ہی ہونے پر کفایت نہیں کی بلکہ نہایت زور سے اپنے کامل وثوق والہام سے اپنے بدترین خلائق ہونے کا اقرار کیا ہے اور اپنے تمام ماننے والوں کو عاجز ولاجواب کر دیا ہے۔اب کسی کو جائے دم زدن نہیں رہی۔کلکتہ کے مرزائیوں کو چاہئے کہ مرزامحمود کو مع ان کے تمام اسٹاف کے بلائیں بلکہ دنیا بھر کے مرزائیوں کو جمع کر کے واویلا کریں اور مرزا قادیانی کی قبر پر جاکر روئیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر ایسے بدترین خلائق سے علیحدہ نہ ہوئے تو یقین کر لیں اور ہم سے اسٹام پر لکھوالیں کہ قیامت تک ان کی روح روئے گی اور پھر ہمیشہ کے لئے بدترین خلائق کے ہمراہ رہیں گے۔اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔اگر کچھ حوصلہ ہے تو اس چیلنج کا جواب دیجئے۔مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں دے سکتے اور ہرگز نہیں دے سکتے اور اس کو بھی خوب سمجھ لیں کہ ''النبوۃ فی الاسلام'' اور ''حق الیقین'' اور دیگر مہملات سے اس کا جواب نہیں ہوسکتا۔نبوت ختم ہوئی یا نہیں ہوئی مگر مرزا قادیانی اس لائق نہیں کہ وہ نبی یا مجدد ہوسکے۔اگر اس کی تصدیق چاہتے ہو تو سامنے آؤ۔مجمع عام میں اس کا فیصلہ کرلو یا خاص تعلیم یافتہ حضرات کے جلسہ میں ہم ہر طرح سے تیار ہیں۔میاں عبدالرحیم مرزائی حقانی رسائل دیکھ کر کلکتہ سے بھاگے، بھاگلپور میں آئے۔یہاں بھی رسائل حقانیہ کی بوچھاڑ کی گئی۔انہیں دیکھ کر مدراس بھاگے۔وہاں بھی متعدد رسائل بھیجے گئے۔مگر وہ ایسے دم بخود ہوئے کہ کوئی پتہ ونشان نہ رہا۔آخر میں میں نہایت خیرخواہانہ کہتا ہوں کہ یہ وقت اسلام کے لئے نہایت نازک ہے۔اگر اس مقدس مذہب سے پوری محبت ہے تو مستعد ہو جاؤ اور جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے وقت میں لسانی جہاد کئے تھے اور اپنا جان ومال اللہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔اسی طرح اس وقت ہر مسلمان پر بالخصوص اہل علم اور صاحب مال پر فرض ہے کہ جہاد لسانی وقلمی کریں اور صاحب مال اپنے روپے کو جنت کا ذریعہ بنائیں اور انفاق کر کے اس کی صورتیں نکالیں۔ورنہ پچھتانا ہوگا۔

راقم، خیرخواہ اسلام: ابومحمود محمد اسحاق غفرلہ

۞ …… ۞ …… ۞

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۱۹)

یکے از متوسلین خانقاہ مونگیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداتعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجب نمونہ دکھایا ہے کہ کس طرح مرزا قادیانی کو نہایت روشن طریقوں سے جھوٹا ثابت کر کے دکھایا گیا ہے۔ مگر مرزائی حضرات کچھ نہیں دیکھتے اوراسی طرح کذب پرستی کررہے ہیں۔ جس طرح ہنود اپنی عقل کو طاق میں رکھ کر بت پرستی کرتے ہیں۔ مگر رسالہ چشمہ ہدایت نے تو یہ ثابت کردیا ہے کہ مرزا قادیانی بزبان حال اپنی نسبت صائب کا یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

یعنی آئندہ معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود کے کام اوران کی خوبیاں بیان کر کے یہ لکھا ہے کہ میں ان کاموں کے لئے مستعد ہوا ہوں۔ اگر میں نے یہ کام کر کے نہ دکھائے اور جوخوبیاں مسیح موعود میں ہونا چاہیں وہ مجھ میں نہ پائی گئیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اس کا حاصل یہی ہوا کہ کسی کے مان لینے سے مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ اس میں خود وہ خوبیاں ہونا چاہئیں جو مسیح موعود کے لئے مخصوص ہیں۔ سچ ہے ؎

عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

بہت دردمندان اسلام اس سے واقف ہوں گے کہ اس نازک وقت میں ہمارے پاک مذہب اسلام پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں اور ہرایک گروہ اپنی گمراہی اور بددینی پھیلا کر اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ ان سب میں اس وقت بڑا دشمن ہندوستان میں مرزائی قادیانی گروہ ہے۔ اس گروہ کی اصلاح اوراسلام کی حمایت میں خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے بہت رسالے نکلے ہیں جن سے بہت کچھ فائدہ ہوا اور مرزائیوں کا تمام گروہ ان کے جواب سے عاجز ہے۔ سب سے اوّل رسالہ اس مبارک خانقاہ سے فیصلہ آسمانی نکلا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کو ایسا پامال کر کے ان کو ایسا جھوٹا ثابت کردیا ہے کہ ان کا شمار کسی معمولی نیک آدمیوں میں بھی نہیں ہوسکتا۔ مجدد اور ملہم اور نبی ہونا تو بہت بڑی بات ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ یہ رسالہ ایک سو بارہ صفحہ کا ہے۔

۱۹۱۷ء میں دہلی میں چھپا ہے۔ اس کے صفحہ انتالیس تک مرزا قادیانی کے بائیس جھوٹ گنائے ہیں اور بقیہ اکاذیب کو ناظرین کے شمار پر چھوڑ دیا ہے۔ مگر اب کئی برس ہوگئے کسی پرانے اور نئے مرزائی کے متعدد اقوال سے انہیں جھوٹا ثابت کیا ہے۔ اس کے جواب میں عبدالماجد قادیانی نے قادیانی خلیفہ اوّل حکیم نورالدین کی تائید سے کچھ قلم فرسائی کی تھی۔ ان کی ایسی خبر لی گئی کہ پھر بالکل دم بخود ہوگئے۔ ایک رسالہ اس کے جواب میں انہیں کے ایک مسلمان عزیز نے لکھا جس کا نام ''محکمات ربانی'' ہے۔ اسے ہر ایک سمجھدار دیکھ کر مرزائیوں کی صداقت اور دیانت کا اندازہ کرسکتا ہے کہ مشہور قادیانی مربی ہوکر کیسی کیسی بددیانتیاں اور غلطیاں کی ہیں۔ دوسرا رسالہ ''انوار ایمانی'' اس کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس میں بھی ان کی غلطیاں اور بددیانتیاں دکھائی ہیں۔ صحیفہ محمدیہ کے نمبر دس وگیارہ وبارہ میں کس قدر ان کی کذابی اور بددیانتی دکھائی ہے۔ مگر کسی کا تو وہ جواب نہیں دے سکے۔

فیصلہ آسمانی کا تیسرا حصہ اب دوسری مرتبہ دہلی میں ایک سوستر صفحوں پر چھپا ہے۔ اس کے جواب میں بھی اب تک کسی نے قلم نہیں اٹھایا اور نہ کوئی اٹھا سکتا ہے۔ ایک رسالہ دوسری شہادت آسمانی ہے۔ جس میں نہایت تحقیق سے مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کو خاک میں ملایا ہے اور مرزا قادیانی کے جھوٹ اور فریب پورے طور سے دکھائے ہیں۔ غرض ان باتوں کا جواب کوئی نہیں دے سکا اور اب کسی کو دعویٰ ہو تو سامنے آئے اور جواب دے۔ مگر ہم بالیقین کہتے ہیں کہ کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اگرچہ یہاں سے قادیان تک کے سارے قادیانی مربی جمع ہوجائیں۔ مگر حیرت ہے کہ مرزا قادیانی کو نبی مان رہے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے رسائل لکھے گئے۔ اس سال ۱۹۲۷ء میں نہایت نادر رسالہ ''چشمہ ہدایت'' مشتہر ہوا ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کے اٹھارہ اقرار نقل کئے ہیں جنہیں دیکھ کر ہر ایک ذی علم اور جاہل سے جاہل مرزا قادیانی کو جھوٹا یقین کرے گا اور علاوہ ان اقراروں کے محققانہ طور پر بھی ان کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ اس وقت تک کسی مرزائی نے اس کے جواب میں دم نہیں مارا۔ مگر قادیانی چونکہ ''ختم اللہ علی قلوبھم'' کے مصداق ہوگئے ہیں۔ اس لئے ایسے اعلانیہ جھوٹے سے علیحدہ بھی نہیں ہوتے۔ البتہ ایک ناشائستہ جدید مرزائی شکار حرص وطمع نے اسے دیکھا اور دیکھ کر تمام اصلی باتوں کے جواب سے عاجز رہ کر پانچویں اقرار کی ایک

زائد اور فضول بات پر زور لگایا ہے اور اسے غلط ثابت کرنا چاہا ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ اگر اسے ہم غلط ہی مان لیں تب بھی مرزا قادیانی پر جو الزامات ہیں ان میں سے ایک الزام کا بھی جواب نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی جتنے اقراروں سے جھوٹے ثابت کئے گئے ہیں وہ بدستور قائم ہیں۔ اب اس ناشائستہ شکار سے دریافت کیا جائے کہ تیری انتیس یا تیس باتوں سے کیا نتیجہ ہوا؟

جس طرح ہم حیات وممات کی بحث کی نسبت کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام مر گئے یا زندہ ہیں۔ ہم کو اس سے کچھ بحث نہیں ہے۔ مرزا قادیانی ہر طرح جھوٹے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہوں یا مردہ ہوگئے۔ اسی طرح ہم یہاں بھی کہتے ہیں کہ مؤلف رسالہ ''چشمہ ہدایت'' سے بالفرض اگر کوئی غلطی ہوگئی اور ایک نہیں ایک سو غلطیاں ہوگئیں تو کیا حرج ہے۔ کیونکہ انہیں معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں ان غلطیوں کے ہو جانے سے مرزا قادیانی سچے نہیں ہوسکتے۔ وہ باتیں دکھاؤں جن سے مرزا قادیانی سچے ہوں، مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا تو قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے، احادیث صحیحہ سے، ان کے اقوال سے، ان کے اعلانیہ فریبوں سے، ان کے پختہ اقراروں سے آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھا دیا گیا ہے۔ وہ رسالے جن میں یہ سب باتیں لکھی گئی ہیں۔ دنیا میں مشتہر ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ ناشائستہ شکار جدید مرزائی ان باتوں کا جواب دیں۔ اسی چشمہ ہدایت کے آخر میں دس ہزار کا چیلنج دیا گیا ہے۔ آپ پیٹ بھرنے کے لئے مرزائی ہوئے ہیں تو وہ دس ہزار کیوں نہیں حاصل کرتے؟ مگر کیا کریں عاجز ہیں۔ اگر کچھ انہیں علم ہے اور تواریخ پر نظر بھی ہوگی تو اپنے دل میں جانتے ہوں گے کہ مرزا قادیانی کے مثل کوئی ایسا جھوٹا نہیں گزرا۔ جس کا اتنا جھوٹ اس کے اقراروں سے ثابت ہوا ہو۔

اب تمام ہمدردان اسلام اور بالخصوص پیروان مسیح قادیان سے التماس ہے اور ان میں خاص ایڈیٹر الفضل اور ان کے ناشائستہ شکار مضمون نگار سے عرض رسا ہوں کہ آپ بنظر غور وانصاف ملاحظہ فرمائیں کہ جناب مؤلف چشمہ ہدایت نے اس چودھویں صدی کے مسیح کاذب کے جھوٹے ہونے کے دلائل صراحۃً اور اشارۃً کس قدر بیان فرمائے ہیں۔ انہیں شمار کیجئے۔

مسیح قادیان کے جھوٹے ہونے کی مقبولہ دلیلیں

جناب مؤلف چشمہ ہدایت نے ص۲ تا ۷ تک ۳۶ رسالوں کا حوالہ دیا ہے۔ جن میں مختلف اور متعدد طریقوں سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا نہایت محققانہ طریقہ سے ثابت کیا گیا ہے اور اس وقت تک کوئی مرزائی ان کا جواب نہیں دے سکا۔ اب ہم ان رسالوں کی متعدد دلیلوں سے قطع نظر کر کے ہر ایک رسالہ کو ایک ایک دلیل مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی قرار دے کر مجموعہ رسائل کو چھتیس دلیلیں ٹھہراتے ہیں۔ اس میں تو کسی مرزائی اور خصوصاً ایڈیٹر الفضل اور ناشائستہ مضمون نگار کو جائے دم زدن نہیں ہوسکتی۔ اب وہ دیکھ لیں کہ مرزا قادیانی کے کذابی کی دلیلوں کا شمار ایک مہینہ کے دنوں سے زائد تو صفحہ ۷ تک ہو گیا۔ اب آگے چلئے اور آنکھیں کھول کر دیکھئے۔

صفحہ ۸ میں ایام صلح سے ایک قول نقل کیا ہے جس میں مرزا قادیانی مسیح موعود کے وقت کی تین علامتیں بیان کرتے ہیں۔ (۳۷، ۳۸، ۳۹)

۱...... اسلام دنیا پر پھیل جائے گا۔

۲...... ادیان باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔

۳...... راست بازی ترقی کرے گی۔ (ایام الصلح ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۱)

نہایت روشن ہو رہا ہے کہ مسیح قادیان کو خروج کئے یا نزول کئے دو قرن سے زائد ہو گئے۔ مگر ان علامتوں کا نشان بھی نہیں پایا گیا۔ بلکہ نہایت ظاہر طور سے ہر ایک علامت کے خلاف ظہور ہو رہا ہے۔ اسلامی حالت دیکھ لیجئے اور ادیان باطلہ کی ترقی کا مشاہدہ کر لیجئے۔ جھوٹ اور فریب کی ترقی اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے یہ تین علامتیں مرزا قادیانی کے کذب کے لئے ان کے تین اقرار ہوئے۔ (۴۰، ۴۱)

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، حاشیہ در حاشیہ تلخیص) میں مسیح موعود کی علامت بیان کرتے ہیں کہ: ''ان کے ہاتھ سے دین اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا۔'' اور آیت: ''ھو الذی ارسل رسولہ. الخ!'' کو اس کی دلیل کہتے ہیں۔ یعنی یہ آیت انہیں کی شان میں ہے۔ اس علامت کا شائبہ بھی ظہور میں نہ آیا بلکہ مرزا قادیانی کے

ظہور کی شومی سے بالکل برعکس معاملہ ہو رہا ہے۔ اس قول سے دو طرح مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے۔ ایک ان کے وقت میں وہ علامت نہ پائی گئی جو انہوں نے خود بیان کی تھی۔ دوسرے یہ کہ آیت مذکورہ ان کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے مضمون کا ظہور ان کے وقت میں نہیں ہوا۔ (۴۲،۴۳)

(چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱، تلخیص) میں مسیح موعود کی علامت یہی بیان کرتے ہیں کہ: ''تمام قومیں ایک ہی مذہب پر ہو جائیں گی اور دین اسلام کو ایک عالمگیر غلبہ اس کے ذریعہ سے ہوگا۔'' مگر اس کا جھوٹا ہونا بھی بخوبی ظاہر ہو گیا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ مرزا قادیانی نے دنیا کو گویا اسلام سے خالی کر دیا۔ کیونکہ چند اپنے ماننے والوں کے علاوہ چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا اور کسی کافر کو مسلمان نہیں بنایا۔

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷ حاشیہ)

اس لئے دو طرح سے جھوٹے ہوئے ایک یہ کہ جو علامت مسیح موعود کی انہوں نے بیان کی تھی وہ ان میں نہ پائی گئی۔ دوسرے یہ کہ اس کے برعکس پایا گیا۔ یعنی کفر کی ترقی ان کی وجہ سے ہوگئی۔ (۴۴،۴۵،۴۶)

ضمیمہ انجام آتھم میں اپنی صداقت کے ثبوت میں چار باتیں پیش کرتے ہیں۔

۱...... میرے ذریعہ سے ادیان باطلہ کا مرجانا۔

۲...... اسلام کا بول بالا ہونا اور ہر ایک طرف سے لوگوں کا اسلام میں داخل ہونا۔

۳...... اور عیسائیت کے باطل معبود کا فنا ہو جانا یعنی نیست و نابود ہو جانا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۲ تا ۳۴، خزائن ج۱۱ ص۳۱۶ تا ۳۱۸)

ان تینوں باتوں کا سات برس کے اندر ہو جانے کو کہتے ہیں اور پھر اس میں خدا کی قسم کھا کر لکھتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔ ان کا یہ قول ۱۸۹۷ء میں ہے۔ اس کے بعد گیارہ بارہ برس تک زندہ رہے۔ مگر ان باتوں میں سے ایک کا بھی ظہور نہ ہوا اور اپنے تئیں دعوؤں کے لحاظ سے اپنے قسمیہ اقرار سے جھوٹے ہوئے اور اگر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں نے ان کی بات کو نہیں مانا تو اس سے خدائی پیشین گوئی غلط نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا یہ قول اس سے قبل نقل ہو چکا ہے۔ حاشیہ ص۱۱ چشمہ ہدایت

دیکھو۔ اب ایڈیٹر صاحب اور ناشائستہ مضمون نگار ملاحظہ کریں کہ آپ کے مرشد کے جھوٹے ہونے کی دلیلوں کا شمار ڈیڑھ مہینے کے دنوں کے شمار سے تو زیادہ ہوگیا۔ اب مرزاقادیانی کا وہ اقرار جس کے تتمہ سے مضمون نگار کو عوام کے فریب دینے کا موقع ملا ہے۔ چشمہ ہدایت میں جو پانچواں اقرار لکھا گیا ہے اس کی ابتداء مرزاقادیانی کی اعجازی تحریر سے ہے۔ ۱۹۰۲ء میں (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳) میں اپنی نسبت الہام الٰہی لکھتے ہیں: ''اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا...... اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' یہاں کسر صلیب کو مرزاقادیانی نے جلی قلم سے لکھا ہے۔ اس الہام میں تو کسر صلیب کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اس کے بعد ۱۹۶۰ء میں اس کام پر مستعد ہونے کی خبر دیتے ہیں اور (اخبار البدر ج۲ نمبر۲۹ص۴ کالم۲، مطبوعہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء) میں لکھتے ہیں: ''میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرتﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ فقط: غلام احمد''

ناظرین راست باز عموماً اور ایڈیٹر الفضل اور ناشائستہ جدید مرزائی خصوصاً اس پر اچھی طرح نظر کریں کہ مرزاقادیانی بزبان حال یہاں یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

اس کا حاصل بھی ہے کہ بے وقوفوں کے مان لینے سے کوئی مسیح موعود نہیں ہوسکتا بلکہ اس مدعی کی ذات میں وہ کمالات ہونا چاہیں جو مسیح موعود کے لئے مخصوص ہیں۔ مرزاقادیانی اس قول میں مسیح موعود کے تین کام بیان کرتے ہیں اور ان کی تین علامتیں بتاتے ہیں۔ اوّل یہ کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دینا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں کوئی تثلیث

پرست نہ رہے۔ دوسرا کام یہ کہ تثلیث کی جگہ توحید کو پھیلانا۔ تیسرا یہ کہ آنحضرت ﷺ کی جلالت وشان کو ظاہر کرنا۔

مرزاقادیانی یہ کام مسیح موعود کے بیان کرتے ہیں اور اس کے مدعی ہیں کہ میں ان کاموں کے لئے مستعد ہوا ہوں اور انہیں کر کے دکھادوں گا اور اگر یہ کام میں نہ کروں اور مسیح موعود کے آنے کی جو علت غائی ہے وہ ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں اور صرف اپنے کو جھوٹا نبی نہیں کہتے۔ بلکہ اپنے جھوٹے ہونے پر دوسروں کو گواہ بناتے ہیں۔

ناظرین! خوب خیال کریں کہ کس صفائی سے اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگرچہ مجھ سے کروڑ نشان ظاہر ہوں اور یہ علامت نہ پائی جائے تو میں جھوٹا ہوں اور خوب خیال کیجئے کہ صرف اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار ہی نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے سب ماننے والوں کو اور سب کو اپنے جھوٹے ہونے کا گواہ قرار دیتے ہیں اور صاف طور سے کہتے ہیں کہ اگر یہ کچھ نہ ہوا۔ (یعنی مسیح موعود کا جو کام ہے وہ میں نے اپنی زندگی میں نہ کیا) اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

اب یہ خیرخواہ اور تمام بہی خواہان امت مرزاقادیانی کے ماننے والوں سے اور بالخصوص ایڈیٹر الفضل اور ناشائستہ مضمون نگار اور میاں روشن علی قادیانی سے نہایت اخلاص اور ادب سے یہ دریافت کرتا ہے کہ اب آپ ان کے ارشاد کے بموجب ان کے جھوٹے ہونے پر گواہی کیوں نہیں دیتے؟ خدا کے لئے اپنی عاقبت کا خیال کر کے یہ فرمائیے کہ مرزاقادیانی نے عیسیٰ پرستی کے ستون کے توڑنے میں کچھ کام کیا ہے۔ دنیا میں کسی مقام پر اور کسی جگہ تثلیث پرستی میں کچھ کمی ہوگئی۔ مرزاقادیانی کی ذات سے کسی ملک میں کسی شہر میں کسی قریہ اور دیہات میں تثلیث کی جگہ توحید پھیلی؟ اس کا جواب بجز اس کے اور کوئی نہیں دے سکتا کہ مرزاقادیانی سے یہ کام ہرگز نہیں ہوا اور ہرگز نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کا تو معائنہ ہو رہا ہے اور تمام دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہر جگہ تثلیث پرستی کا زور ہے اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کے خلیفہ دوم اپنے اخباروں میں اپنی تحریروں میں اہل تثلیث کی بہت تعریف کر رہے ہیں اور خوب خوشامدانہ باتیں بنا رہے ہیں۔ پھر بتائیں کہ مرزاقادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا شک رہا ہے؟ اب تو

کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ انہیں جھوٹا نہ کہا جائے اوران کے کہنے کے بموجب ان کے جھوٹے ہونے پر گواہی نہ دی جائے۔ یہاں تو مرزا قادیانی نے اپنے ان تمام نشانات کوبھی خاک میں ملادیا۔ جن کی تعداد تین لاکھ سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ اب تو ایڈیٹر الفضل اور روشن علی قادیانی کوان کے نشانات پیش کرنے کی مجال نہ رہی اور ہرطرح مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوگئے اورایک دلیل سے نہیں انچاس دلیلوں سے، پہلی دلیلوں کواس قول کی تین دلیلوں سے ملاکر دیکھ لیجئے۔ قول مذکورہ کی شرح چشمہ ہدایت کے صفحہ ۱۹ سے ۲۸ تک ملاحظہ کر لیجئے۔

اب اگر رسالہ مذکور کی تین سطروں میں کوئی غلطی ہوگئی ہے تواس سے مرزا قادیانی کی کذابی میں کوئی فرق نہیں آتا اوراس امر کا ایڈیٹر الفضل اور ناشائستہ مضمون نگارکوبھی اقرار ہے۔ کیونکہ ناشائستہ مضمون نگار نے مرزا قادیانی کے ان اقراروں کی نسبت دم بھی نہیں مارا جواوپر نقل کئے گئے ہیں۔ میں مکرر کہتا ہوں آنکھیں کھول کر دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے اس قول میں مسیح موعود کے تین کام بیان کئے ہیں۔ اب بتائیے کہ ان میں سے کون سا کام مرزا قادیانی نے کیا؟

۱...... کیا تثلیث پرستی کے ستون کوتوڑ دیا؟ اس کے جواب میں دنیا کے ایماندار یہی کہیں گے کہ ہرگز نہیں توڑا۔

۲...... کیا مرزا قادیانی نے بجائے تثلیث کے توحید پھیلائی؟ اس کا جواب بھی ہرایک جاننے والا ایماندار یہی کہے گا کہ ہرگز نہیں بلکہ نہایت ظاہر ہے کہ تثلیث کا شیوع ہورہا ہے۔

۳...... کیا مرزا قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان کوظاہر کیا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

نہایت ظاہر ہے کہ جب تثلیث پرستی کوترقی ہے توجناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان ظاہر نہیں ہوسکتی بلکہ اس میں شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی کے وجود سے اوران کے اقوال سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نہایت تحقیر ہوئی۔ دو وجہ سے، ایک یہ کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں غلط ہوئیں توانہوں نے خدااوررسول پرایسی باتیں لگائی ہیں کہ تمام مذہب درہم وبرہم ہوتا ہے۔ خدااوررسول کی شان میں نہایت بٹا آتا ہے۔ ان باتوں کا ذکرایک خاص اعلان میں کیا گیا ہے اور چھپ کر مشتہر ہوچکا ہے۔ اب دوبارہ مشتہر ہورہا ہے۔ دوسرے یہ کہ

مرزا قادیانی نے امت محمدیہ کو یعنی رسول اللہ ﷺ کے جان نثاروں کو جہنم کا مستحق بنادیا۔ یعنی یہ کہہ دیا کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ جہنمی ہے۔ حضرت سرور انبیاء کی یہ کیسی کسرشان ہے کہ آپ ﷺ کا ماننے والا اور آپ ﷺ کا جان نثار دائمی جہنم کا مستحق ہوجائے۔ یہ کہنا آپ ﷺ کی سروری کو خاک میں ملا دینا ہے۔ کہو میاں روشن علی قادیانی ان باتوں کا کوئی جواب ہوسکتا ہے۔ ذرا ہوش کر کے جواب دو۔ کیا آپ تذکرہ یونس علیہ السلام پر تنقید کرنا چاہتے ہیں۔

میاں روشن علی اندھیر نہ مچایئے مرزا قادیانی کی کذابی کی دلیلوں کا جواب دیجئے۔ آپ تذکرہ یونس علیہ السلام پر کیا تنقید کریں گے آپ کی کیا مجال ہے۔ تذکرہ یونس علیہ السلام میں جو کچھ لکھا ہے وہ لاجواب بات ہے۔ کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جو اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لئے جابجا یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عذاب کے آنے کی قطعی الہامی پیشین گوئی کی تھی اور وہ پوری نہ ہوئی۔ یہ محض غلط اور مرزا قادیانی کا صریح جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت نہ قرآن شریف سے ہے نہ حدیث صحیحہ سے۔ اگر آپ کو صداقت کا دعویٰ ہے تو ثبوت پیش کیجئے۔ فضول باتیں بنا کر عوام کو فریب نہ دیجئے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی الہامی پیشین گوئی ایسی نہیں کی جو پوری نہ ہوئی ہو۔ اس جھوٹ کے علاوہ ہم نے مرزا قادیانی کے بہت جھوٹ ثابت کر دیئے ہیں۔ ایسا جھوٹا کوئی مجدد اور بزرگ بھی نہیں ہوسکتا اور نبوت کی تو بڑی شان ہے اور مرزائی جھوٹوں کے جواب میں یہ کہہ دینا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے تھے۔ محض جہالت یا فریب ہے۔ جس روایت سے حضرت ابراہیم کا جھوٹ ثابت کیا جاتا ہے۔ وہ روایت صحیح نہیں ہے۔ تفسیر کبیر ج۶ دیکھئے۔ اس کے علاوہ وہ روایت قرآن شریف کے صریح خلاف ہے اور یہ بات مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسلم ہے جو روایت قرآن شریف کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں قرآن شریف میں حضرت ابراہیم کی نسبت نہایت صاف طور سے مذکور ہے۔ ''کان صدیقاً نبیاً (مریم:۴۱)'' یعنی ابراہیم نہایت سچے نبی تھے۔ صدیق اسی کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سچ بولے۔ مرزا قادیانی کے جھوٹوں کی تو انتہاء نہیں ہے۔ پھر ان کو نبوت سے کیا واسطہ؟ ''واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم''

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۲۰)

مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اثر مباہلہ مولوی عبدالحق غزنوی

حمد خالق را کہ بے چون و چراست
نعت احمد را کہ فخر انبیاء است

مرزائی گروہ کو جب سے شہر مونگیر صوبہ بہار کے مناظرہ میں شکست فاش ہوئی ہے اس وقت سے انہیں مناظرہ کی ہمت نہیں رہی۔ یہ وہ شاندار مناظرہ تھا جس میں قادیان کے مخصوص مربی اور بھاگلپور کے مرزائی صدر مناظر تھے اور جنہیں جلسہ میں اقراری شکست ہوئی تھی۔ اس کے بعد خانقاہ رحمانی مونگیر سے لاجواب رسائل ردقادیانی کی بھرمار ہوئی اور مرزا قادیانی کے دجل وفریب سے ان کے مخصوص حضرات واقف ہوئے تو ان کے خلیفہ کو خوف ہوا کہ یہ رسائل حقانی اگر ہماری جماعت فریب خوردہ دیکھے گی تو بالضرور ہمارے مرشد عیار کے فریبوں سے واقف ہوکر ہم سے علیحدہ ہو جائے گی اور ہماری عزت اور روزی دونوں میں خلل آجائے گا۔ اس لئے اپنی جماعت فریب خوردہ کو قطعی حکم دیا کہ ان رسالوں کو کوئی نہ دیکھے۔ ورنہ ایمان جاتا رہے گا۔ اب ہم قادیانی جماعت سے محبانہ دریافت کرتے ہیں کہ بنظر متعصّبانہ قادیانی خلیفہ کے اس حکم پر غور فرما کر اس کا فیصلہ فرمائیں کہ اس حکم نے یہ ثابت کردیا یا نہیں کہ مذہب قادیان ایسا ضعیف اور کمزور ہے کہ ان حقانی رسائل کے دیکھنے کے بعد قادیانی مذہب کا جھوٹا ہونا پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ آپ کا دلی انصاف اور آپ کا ضمیر بالضرور یہی کہے گا کہ بلاشبہ یہ حکم ان کی کمزوری اور واقف ہوکر ایک کذاب کی پیروی کو آشکارا کررہا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے علمائے دیوبند اس گروہ کو بے حقیقت سمجھ کر اس کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس بناء پر بعض جاہل قادیانیوں کو خیال ہوا کہ یہ علمائے حقانی ہمارے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ اس خام خیالی میں آکر انہوں نے اشتہار دیا کہ علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے۔

اس اعلان پر حضرات دیوبند میں کچھ جوش پیدا ہوا اور مناظرہ اور مباہلہ پر مستعد

ہوگئے اور تحریری طریقہ پر جواب دینا شروع کر دیا اور بڑے بڑے اشتہاروں کے ذریعہ عالمانہ اور محققانہ جواب لکھ کر شائع کرائے جو دس گیارہ نمبر تک نکالے گئے۔ مگر مرزائی جماعت چونکہ اپنے مرشد سے جھوٹ اور فریب کی تعلیم یافتہ ہے۔ اس لئے وہ حقانی گروہ جو جھوٹ اور فریب کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا انہوں نے سکوت اختیار کیا اور ایڈیٹر الفضل نے اپنا اشتہار نمبر۱۱ خانقاہ رحمانی مونگیر میں فخریہ بھیجا۔ چونکہ ان اشتہاروں کی بنیاد مباہلہ پر تھی اور ان کا اوّل اشتہار مباہلہ کی طلب میں چھپا تھا اس لئے خانقاہ رحمانی سے صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۸ جس کا نام چیلنج محمدیہ ہے اور اس میں مرزا قادیانی کے نہایت صاف وصریح سات اقرار لکھے گئے ہیں۔ جن سے وہ یقینی جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ثابت ہوتے ہیں۔ مدیر الفضل اور خلیفہ قادیان کے پاس بھیجا گیا اور اس کے لوح پر صرف اس قدر لکھ دیا گیا کہ اشتہار آپ کا پہنچا۔ مگر یہ فرمایئے کہ جو مدعی اپنے پختہ اقراروں سے خود جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ جیسا کہ اس رسالے میں دکھائے گئے ہیں۔ اس کی صداقت پر مباہلہ کرنا کسی صاحب عقل کا کام ہوسکتا ہے؟ یہ ہرگز نہیں۔ اس کا کچھ جواب نہیں آیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہی اشتہار مدیر الفضل نے پھر بھیجا مگر اس کے حاشیہ پر اسی قدر لکھ دیا کہ مباہلہ تو آخری فیصلہ ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے دیا۔ اس مہمل جواب کے اظہار میں جو تحریر لکھ کر بھیجی گئی وہ ذیل میں مرقوم ہے۔ البتہ اس میں کچھ اضافہ اور پہلی تحریر سے کچھ تغیر ہوگیا ہے مگر اس کا یقین ہے کہ اگر تمام قادیان کی جماعت مل کر اس کا جواب دینا چاہئے تو نہیں دے سکتی اور ہرگز نہیں دے سکتی۔ کیونکہ نہ انہیں علم سے کچھ واسطہ ہے اور نہ حق طلبی کی ان میں بو ہے۔ ان دونوں باتوں کا ثبوت ان کے مختصر جواب سے ظاہر ہے۔ کیونکہ انہیں اب تک مباہلہ کی حقیقت ہی نہیں معلوم زبردستی اور ناحق کوشی کا یہ حال ہے کہ ہم مرزا قادیانی کے اقراری کذب پر ستاون دلیلوں سے زیادہ انہیں دکھا رہے ہیں۔ مگر ایک کا بھی جواب نہیں دیتے اور جہلاء کے فریب دینے کو صرف یہ لکھ دیا کہ مباہلہ آخری فیصلہ ہے۔ اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

ایڈیٹر الفضل قادیان

اگر مباہلہ کو آپ کے لکھنے کے بموجب یقینی حجت شرعی وقطعی فیصلہ امت محمدیہ کے

لئے مان لیا جائے تو اسی وقت یہ فیصلہ قرار پائے گا۔ جس وقت اس مدعی کے کذب پر کوئی دلیل نہ قائم ہوئی ہو اور جب ہم اس کے یقینی کذب پر آپ کے روبرو ستاون دلیلیں پیش کر چکے ہیں اور دور سالے ایک چیلنج محمدیہ دوسرا چشمۂ ہدایت کی صداقت آپ کے پاس بھیج چکے ہیں جن میں مرزا قادیانی کے ستاون وہ قول نقل کئے گئے ہیں جن سے وہ خود یقینی کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے عقلاً اور شرعاً اور بفحوائے ’’المرء یؤخذ باقرارہ‘‘ وہ قطعاً جھوٹے ثابت ہوئے اس میں کسی طرح چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے بعد کون صاحب عقل مباہلہ کو ایسے یقینی کاذب کے لئے آخری فیصلہ اس کی صداقت کا قرار دے گا؟ برائے خدا اپنے مرشد کے اس قول کو ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی نسبت متعدد طور سے پیشین گوئی کر کے مختلف طور سے اپنا وثوق واعتماد اس پر ظاہر کیا ہے اور یقینی طور سے اس کو الہام الٰہی اور وعدۂ خداوندی فرمایا ہے۔ آخر میں سب سے زیادہ وثوق اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ: ’’اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ کسی انسان کا افتراء نہیں ہے بلکہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہ خدا جس کی باتیں نہیں بدلتیں۔‘‘

پورے الفاظ چیلنج محمدیہ میں (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸) نقل کئے گئے ہیں۔ انہیں دیکھئے جب یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی جسے انہوں نے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے تو اب کیا وجہ ہے کہ ان کو ہر بد سے بدتر نہ مانا جائے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ خدا کو جھوٹا اور سخت وعدہ خلاف ثابت کر رہے ہیں۔ جب ایسا زبردست قول انہیں ہر بد سے بدتر ثابت کر رہا ہے۔ کیا سبب ہے کہ انہیں اس کا مصداق نہ قرار دیا جائے اور امر حق کو پوشیدہ کرنے کے لئے مباہلہ کا حیلہ پیش کیا جائے۔ خصوصاً جب کہ ان کی نہایت عظیم الشان پیشین گوئی کے جھوٹے ہو جانے سے توریت مقدس وقرآن مجید نے انہیں جھوٹا قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ فیصلہ آسمانی میں اس کا ثبوت کامل طور سے دیا گیا ہے اور اگر بایں ہمہ مرزا قادیانی کو سچا مانا جائے تو نعوذ باللہ خدا کو جھوٹا اور وعدہ خلاف اور نہایت فریب دہندہ ماننا ہوگا اور شریعت الٰہی کے جتنے وعدے اور وعیدیں ہیں ان سب کو غیر معتبر کہنا پڑے گا۔ (اس کی تصدیق توضیح المرام کے ص۸ میں ملاحظہ ہو) کیونکہ مرزا قادیانی اس پیشین گوئی کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ بایں ہمہ وہ وعدہ پورا نہ ہوا۔ باوجودیکہ وہ قادر مطلق برسوں وعدہ کرتا رہا۔ اس سے اس کا صرف

جھوٹا ہی ہونا ثابت نہیں ہوا بلکہ اس کا وعدہ خلاف ہونا اور اپنے نبی کو فریب دینا اور دنیا پر اس کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا۔ اتنے الزام خدا پر آتے ہیں تو ایسے خدا کے نبی بھی جیسے ہوں گے وہ معلوم ہے۔

اب نہایت تعجب ہے کہ ایسے خدا کے مصنوعی نبی کی صداقت پر مباہلہ کیا جائے اور اس کو آخری فیصلہ کہا جائے۔ دنیا میں کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہیں ہوسکتا۔ ذرا ہوش کر کے اس کا جواب دیجئے میں نے شروع میں آپ کے قول کو فرضی طور پر مان کر یہ لکھا ورنہ آپ کا قول ماننے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ میں مباہلہ کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مباہلہ جناب رسول اللہ ﷺ سے مخصوص تھا۔ چنانچہ تفسیر بحر محیط کی جلد ثانی میں آیت مباہلہ کے بیان پر لکھا ہے کہ: ’’قال الشعبی رحمۃ اللہ علیہ ویدل علیٰ ان ذالک مختص بالنبی ﷺ‘‘ بعض اس میں شرطیں لگاتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر جمل میں علامہ شیخ سلیمان لکھتے ہیں: ’’وقع البحث عند شیخنا العلامة الدوانی قدس سرہ فی جواز المباهله ما بعد النبی ﷺ فکتب رسالة فی شروطها المستنبط من الکتاب والسنة والاثار والکلام الائمة ‘‘اور اس عبارت کو تفسیر فتح البیان میں بھی نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ کسی اور دلیل سے اس کا فیصلہ نہ ہوتا ہو اور بعض اس کے ظہور اثر کے لئے یہ قید لگاتے ہیں کہ سال ڈیڑھ سال کے اندر ہوتا ہے اور آپ کی جماعت تو یہ غضب کرتی ہے کہ اکثر کو متعین نہیں کرتی۔ یہ دو باتیں بھی مباہلہ کو بیکار کر دیتی ہیں۔ کیونکہ یہ بات نہایت ظاہر ہے اور ہر ایک حق پسند اس کی شہادت دے سکتا ہے کہ دنیا میں بہت ہی کم ایسے اشخاص ہوں گے جو اس مدت کے اندر کم وبیش کسی تکلیف یا کسی مصیبت یا کسی بیماری سے محفوظ رہتے ہوں یا بغیر مباہلہ اس مدت کے اندر کوئی مرتا نہ ہو جب یہ بات ہے تو پھر مباہلہ کرنے والے پر اگر کوئی مصیبت یا بلا آئی یا وہ مر ہی گیا تو اس کو بالیقین اثر مباہلہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ ان باتوں سے ظاہر ہے امت محمدیہ کا مباہلہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہے۔ اگر یقینی حجت شرعی ہوتا تو اختلاف نہ ہوتا اور اپنے قیاس اور گمان سے اس میں شرطیں زائد نہ کی جاتی اور اس کے اثر کو غیر متعین نہ رکھا جاتا۔ یہاں تک مباہلہ کے بیکار ہونے کی دو وجہ تو بیان ہوگئیں۔ جو ۲۰؍رجب المرجب ۱۳۲۸ھ کو ایڈیٹر الفضل کے پاس

جوابی رجسٹری کرا کے بھیجی گئی ہیں۔ اب تیسری نہایت زبردست وجہ پیش کی جاتی ہے جس سے آپ کے خیال کے موافق مباہلہ کو آخری فیصلہ مان کر اور ان کی اقراری ڈگریوں سے چشم پوشی کر کے آپ کے مرشد کو مباہلہ سے جھوٹا ثابت کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

مولوی عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا اثر

بڑی وجہ مرزائی قادیانیوں کے مباہلہ کے بیکار ہونے کی یہ ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا تھا اور پندرہ مہینہ کے بعد ۱۳۱۲ھ میں مطابق ۱۸۹۵ء کے اس کے اثر کا اشتہار دیا تھا جس کا عنوان یہ ہے۔

اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد قادیانی

اس کے بعد عربی کا ایک شعر لکھ کر اس طرح شروع کرتے ہیں۔ کیوں مرزا قادیانی مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پڑ گئی یا کچھ کسر ہے۔ اس کے بعد چار پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے۔ اس میں چوتھی پیشین گوئی (حجۃ الاسلام ص۹، خزائن ج۶ ص۴۹) سے نقل کرتے ہیں: ''پس جب کہ یہ بات ہے تو میری سچائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں اور نہ صرف وہی سزا بلکہ موت کی سزا کے لائق ہوں۔''

اس قول میں مرزا قادیانی دو باتیں کہتے ہیں ایک یہ کہ میرے مباہلہ کا اثر مخالف پر ایک سال کے اندر ظاہر ہوگا۔ اس سے زیادہ مدت نہ ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ اگر اس مدت میں مخالف پر بڑا اثر نہ ہو تو میں جھوٹا اور موت کی سزا کے لائق ہوں۔ اس کے لئے مدت متعین نہیں کی۔ مرزا قادیانی کے اس قول کے بعد مولوی صاحب لکھتے ہیں: ''اب مسلمانوں کو عموماً اور مرزائیوں کو خصوصاً قسم دیتا ہوں کہ میرے اور مرزا قادیانی کے حال کو دیکھ کر تم خود اندازہ کرلو کہ مباہلہ کو پندرہ ماہ گزر گئے۔ اب میرے پر تاثیر مباہلہ کی پڑی یا مرزا قادیانی پر۔ میں نے تو جب سے مباہلہ کیا اللہ عزوجل نے مجھ کو آباد کیا اور زوجہ صالحہ عنایت کی اب اولاد صالح کا امیدوار ہوں۔ آگے میں ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ اب کے سال اللہ کے فضل سے میرے بدن پر پھوڑا پھنسی تک نہیں اور وہ باطنی نعمتیں اور فتوحات جو اللہ عزوجل نے اس عاجز پر کی ہیں نہ

بیان کرتا ہوں اور نہ مناسب جانتا ہوں اور مرزا قادیانی کا حال تو ظاہر ہے اور اس کے مریدوں کا یہ حال ہے۔ (کہ تین خاص مرید مرزا قادیانی کے اسی عرصہ میں عیسائی ہوگئے) ایک کا نام اسماعیل، دوسرے کا یوسف خاں، تیسرے کا نام محمد سعید۔''

اب اہل انصاف دونوں صاحبوں کے قولوں کو ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی اپنے مخالف پر سال بھر کے اندر اثر مباہلہ کے ظہور کو بیان کرتے ہیں۔ یعنی اس مدت میں لعنت کا ظہور اس پر ہوگا ان کے مخالف مولوی صاحب مباہلہ کا عمدہ اثر ڈیڑھ سال کے بعد خدا کے متعدد انعامات بیان کرتے ہیں۔ ایک انعام یہ کہ پہلے ان کا نکاح نہیں ہوا تھا۔ مباہلہ کے بعد ان کی شادی ہوگئی یہ وہ بڑا انعام الٰہی ہے جسے خاص وعام سب شادی کہتے ہیں۔ دوسرا انعام یہ ہے کہ نیک بیوی ملی تیسرا انعام یہ ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ بیوی حاملہ ہوئی اور اولاد کی امید ہوئی۔ اس کے بعد اولاد ہوئی یا نہیں ہوئی۔ اس کا ہم کو علم نہیں ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جس مدت میں لعنت کا اثر مرزا قادیانی کے کہنے کے بموجب پڑنا چاہئے تھا اس مدت میں کوئی برا اثر نہیں پڑا۔ بلکہ یہ خوشی کی امید ہوئی۔ چوتھا انعام یہ ہے کہ پہلے بیمار رہتے تھے۔ مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے صحت عنایت کی۔ پانچویں باطنی متعدد نعمتوں کا اجمالی اظہار کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مباہلہ کا برا اثر اور لعنت کا ظہور ان پر نہیں ہوا بلکہ مرزا قادیانی پر متعدد اثر ہوئے۔ ایک یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے دعوؤں کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اپنے مخالف سے مباہلہ کیا۔ مگر ان کی لعنت کا اثر مخالف پر کچھ نہ ہوا بلکہ انہیں پر ہوا اور متعدد طریق سے ہوا۔ ایک یہ کہ اپنے اقرار سے اپنے متعدد دعوؤں میں جھوٹے ہوئے۔ کیونکہ صاف لکھتے ہیں کہ: ''میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو۔'' مباہلہ کے بعد نشان کا ظہور یہی ہے کہ مخالف پر لعنت کا اثر اعلانیہ طور سے ظاہر ہو یہی مرزا قادیانی کی بددعا ہے۔ اس کا ظہور مولوی صاحب پر ہونا چاہئے تھا۔ مگر نہیں ہوا بلکہ مرزا قادیانی پر ہوا اور وہ اپنے اقرار سے جھوٹے ہوئے۔ مولوی صاحب کے اشتہار سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسی عرصہ میں تین پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی اور بھی جھوٹی ہوئیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ توریت مقدس نے اور قرآن مجید نے تین مرتبہ مرزا قادیانی کے

جھوٹے ہونے پر گواہی دی۔ کیونکہ دونوں کلام الٰہی یہ شہادت دیتے ہیں کہ جس مدعی کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی میں دیکھئے۔ حضرات مرزائیاں آنکھیں کھول کر اس اعلانیہ بیان کو ملاحظہ کریں کہ کس خوبی سے مرزاقادیانی پر لعنت کا اثر ظاہر ہوا اور مرزاقادیانی مولوی عبدالحق صاحب کے مباہلہ سے جھوٹے ثابت ہوئے اور ہزاروں اشتہارات ان کے کذب کے اظہار میں شائع ہوگئے۔ پھر اب ان کے لئے مباہلہ بیکار اور تحصیل حاصل نہیں تو کیا ہے۔ خدا کے لئے کوئی حق بات تو زبان سے فرمایئے۔ مگر یہ آپ سے ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ مرزاقادیانی کے اثر نے آپ کی راست بازی کو مٹا دیا ہے۔ مرزاقادیانی، مولوی صاحب کی یہ اعلانیہ صداقت اور کامیابی دیکھ کر حیران ہوگئے اور دو برس تک سوچتے رہے کہ اس جھوٹ کو کیونکر پوشیدہ کروں۔ تیسرے برس یہ خیال کیا ہوگا کہ ان کا اشتہار ایک دو مرتبہ چھپ گیا اور صرف پنجاب کے بعض مقاموں میں شائع ہوا۔ چند روز کے بعد اس کا پتہ بھی نہ رہے گا۔ اس لئے مخلوق کو فریب دیتے ہیں اور (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ص۳۰۹ حاشیہ) میں اپنے مخالف علماء کو بہت کچھ لعن طعن کر کے اور کمال بے تہذیبی کا جامہ پہن کر اسی صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں: ’’اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگرچہ عبدالحق کے مباہلہ میں اس طرف سے کسی بددعا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو مگر جو صادق کے سامنے مباہلہ کے لئے آیا ہو۔ کسی قدر تو بعد مباہلہ ایسے امور کا پایا جانا چاہئے۔ جن پر غور کرنے سے اس کی ذلت اور نامرادی پائی جائے اور اپنی عزت دکھلائی دے۔‘‘

ناظرین! مرزاقادیانی کی اس بناوٹ پر غور فرمائیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ عبدالحق کے مباہلہ میں اس طرف سے (یعنی میری طرف سے) کسی بددعا کا ارادہ نہ کیا گیا ہے۔ یہ قول مرزاقادیانی کا ہے۔ وہ بددعا کی نسبت اپنا واقعہ اپنی حالت تردد اور شک کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگرچہ کسی بددعا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ یہ کیسی ابلہ فریبی ہے۔ اے دشمن حق! مباہلہ تو اسی کو کہتے ہیں کہ طرفین سے جھوٹے پر لعنت کی جائے اور جب طرفین سے بددعا نہیں کی گئی تو مباہلہ ہی نہیں ہوا۔ پھر یہ کہنا کہ عبدالحق سے مباہلہ ہوا۔ محض جھوٹ ہوا مگر بحمد اللہ! کہ ابھی انہی کے قول سے بددعا کرنا اور اپنے اقرار سے ان کا جھوٹا ہونا

اورمولوی عبدالحق صاحب کا صادق ہونا ثابت کر دیا گیا۔اس اعلانیہ جھوٹ اور کذب کے بعد جھوٹی باتیں بنانا اوراپنے نعمتوں کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعض کفارومنکرین کی نسبت فرمایا ہے۔

یہ مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے۔مختصراً سورۂ والفجر:۱۵،۱۶ میں ارشاد: ''فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه فاکرمه ونعمه فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتلٰه فقدر علیه رزقه فیقول ربی اھانن''اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض انسان کا امتحان اوراس کی آزمائش اس طرح کرتا ہے کہ اس کی عظمت ظاہر کرتا ہے اور اسے دنیاوی نعمتیں دیتا ہے۔اس سے وہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو اللہ نے مکرم اور معظم بنایا ہے اورجس کا امتحان تنگی معاش وغیرہ سے کیا گیا۔وہ سمجھتا ہے کہ میری اہانت کی۔اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول ہونے کی یہ علامت نہیں ہے کہ دنیا میں قورمہ پلاؤ کھائے اورروپیہ پیسہ بہت مل جائے۔جسے مرزاقادیانی مقبولیت کا نشان سمجھتے ہیں اور دنیا میں کچھ تنگ حالی سے گزارنا اہانت سمجھتے ہیں۔حالانکہ اکثر انبیاء کی زندگیاں تنگ حالی سے گزری ہیں کہ ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور بہت کچھ انہیں راحت وآرام اور دولت دے کر انہیں بھول میں ڈالتے ہیں اور پھر ایک بارگی انہیں پکڑتے ہیں۔اسی کا نمونہ اللہ تعالیٰ نے مرزاقادیانی پر دکھایا کہ سمجھدار مخلوق پر پہلے ان کا کاذب ہونا اعلانیہ طور سے ثابت کردیا۔پھران کو ایسی نعمتیں دیں جن سے مرزاقادیانی اپنی ہلاکت اور کلام الٰہی کی شہادت کو بھول گئے اوراپنی سرکشی میں ترقی کر گئے۔آخرکار نہایت بری حالت اور ایسی ناگفتہ بہ صورت سے مرے کہ خاص مریدوں نے مرنے کے بعد ان کا چہرہ دکھانا روا نہیں رکھا اور غالباً اسی مباہلہ کے اثر سے ایسی موت ان کی ہوئی اوران کے قول کے بموجب ہوئی۔کیونکہ خودانہوں نے اپنے مباہلہ کا اثر یہ بیان کیا تھا کہ اگر ایک سال کے اندر میرا نشان ظاہر نہ ہو (یعنی میری لعنت کا اثر مخالف پر ظاہر نہ ہو) تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور موت کی سزا کے لائق ہوں۔وہی ہوا اوراپنی زندگی کی نسبت جو پیشین گوئی کی تھی اس سے بہت پہلے خاک میں جاملے۔اس کی تفصیل شہادت آسمانی مطبوعہ مونگیر ۱۳۲۳ھ کے آخری ورق پر کی

گئی ہے۔شائقین حق ملاحظہ کریں۔

حاصل کلام

خلیفہ قادیانی اور مدیر صاحبان کی خدمت میں پیش کر کے قبول حق یا جواب کا یہ خیر خواہ خواستگار ہے پہلے مختصر مضمون ۲۰/رجب المرجب کو بھیجا گیا تھا۔ چھپنے کے وقت تک ایک مہینے سے زیادہ ہوا مگر جواب کا پتہ نہیں ہے اور ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ مرزائی جواب سے عاجز ہیں۔اس تحریر سے مرزائی مباہلہ تین وجہ سے بیکار ثابت ہوا۔

پہلی وجہ: مباہلہ اسی بات پر کیا جاتا ہے جس کا حق یا ناحق ہونا ثابت نہ کر دیا گیا ہو اور جس کا کاذب اور ناحق پر ہونا متعدد دلیلوں سے اور مدعی کے پختہ اقراروں سے ثابت کر دیا گیا ہو۔جیسا کہ مرزا مسیح قادیان کا کاذب ہونا قرآن وحدیث کے علاوہ ان کے قسمیہ اورالہامی اقراروں سے ثابت کر کے وہ رسالے ایڈیٹر الفضل اور خلیفہ قادیان کے پاس بھیج دیئے گئے۔جن میں ستاون اقرار مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے ثبوت میں دکھائے گئے ہیں۔پھر ایسے یقینی کذاب کی صداقت پر کون ایماندار فہمیدہ مباہلہ کر سکتا ہے اور اس کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے۔

دوسری وجہ: یہ کہ امت محمدیہ میں مباہلہ سے ایسی یقینی بات ثابت نہیں ہوسکتی جس پر کفر واسلام موقوف ہو کہ اس کے ماننے سے مسلمان ہو جائے اور نہ ماننے سے کافر ٹھہرے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔اس لئے مرزا قادیانی مدعی نبوت کے صدق وکذب پر مباہلہ کرنا محض فضول اور بیکار ہے۔

تیسری وجہ: یہ کہ مرزا قادیانی نے مولانا عبدالحق صاحب سے مباہلہ کیا اور بددعا بھی اس میں کی مگر اس بددعا کا اثر مولانا صاحب پر کچھ نہیں پڑا۔ بلکہ وہ اس معیاد میں نہایت خوش وخرم رہے تھے جس میں مرزا قادیانی نے اپنے لعنت پڑنے کا وقت بیان کیا تھا۔ بلکہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے اور خس کم جہاں پاک کے مستحق ہوئے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! خیرخواہ: ابومحمود محمد اسحاق رحمانی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۲۱)

مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاتم النّبیین یعنی کلام الٰہی میں ختم النبوۃ فی الاسلام کی بشارت

جس میں ختم نبوت کے دلائل اور مرزا قادیانی کے کذب کی روشن براہین دکھائی گئی ہیں۔ طالبین حق ضرور ملاحظہ کریں۔

اس کی مختصر توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سرور انبیاء ﷺ کی وہ صفت بیان فرمائی جو حضرت موسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام میں نہیں پائی گئی۔ مقصود یہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مثل موسیٰ علیہ السلام وغیرہ کے نہ سمجھنا کہ ان کی نبوت کا اثر اور فائدہ ان کی زندگی تک محدود رہا تھا اور ان کے انتقال کے بعد دوسرے نبی کی ضرورت ہوتی تھی۔ محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی وہ شان ہے کہ آپ ﷺ کا آفتاب نبوت قیامت تک درخشاں رہے گا اور آپ ﷺ کی امت اس سے مستفید ہوتی رہے گی اور آپ ﷺ کی ہدایات اور احکام کی تعلیم آپ ﷺ کے علمائے کرام کرتے رہیں گے جو بجائے انبیاء کے ہیں اور آپ ﷺ کا سچا ماننے والا کسی طرح دائمی جہنم کا مستحق نہ ہوگا، مرزا غلام احمد قادیانی جو حضور انور ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل قرار دے کر آپ ﷺ کے بعد انبیاء کا آنا قرار دیتا ہے اور ان کے نہ ماننے سے آپ ﷺ کی امت کو جہنمی کہتا ہے۔ وہ حضور انور ﷺ کی اور آپ ﷺ کی امت کی نہایت ہتک کرتا ہے اور حضور انور سرور انبیاء ﷺ کی امت کو بہترین امت نہیں مانتا اور صریح آیات قرآنیہ کا منکر ہے۔ اب اس کی زیادہ تشریح ملاحظہ ہو۔

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناظرین حق بین بغور ملاحظہ کریں۔

لفظ خاتم النّبیین جو اس مضمون کے عنوان پر بقلم جلی لکھا گیا ہے عربی لفظ ہے۔ اس کے وہی معنی ہوں گے اور بالضرور وہی ہونا چاہئیں جو عرب کے محاورہ اور ان کی بول چال میں مروج تھے اور اب تک ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید خاص محاورہ عرب میں نازل ہوا ہے۔ اسی وجہ سے کسی ذی علم یا بے علم کو جائز نہیں ہوسکتا کہ ان معنی کو چھوڑ کر دوسرے معنی بیان کرے۔ اس کو اس طرح سمجھ لینا چاہئے کہ غالب دہلوی کے رسالہ اردو معلّٰی کے ہر جملہ کے وہی معنی ہوں گے جو اہل زبان دہلی سمجھتے ہیں۔ اب اگر کوئی بنگالی یا کابلی اس کے دوسرے معنی اپنے

خیال کے بموجب کرنے لگے تو ہرگز وہ قابل اعتبار نہیں ہوں گے بلکہ اس کی جہالت سمجھی جائے گی اور اگر ایسا کرے گا تو اسے تحریف کہا جائے گا جس کی مذمت قرآن مجید میں آئی ہے اور اس کا الزام یہود کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی عادت یہ ہوگئی تھی کہ اپنے غلط مدعا اور جھوٹی باتوں کے ثابت کرنے کے لئے توریت میں لفظی اور معنوی تحریف کرتے تھے اور توریت کے اصلی معنی اور مطلب بدل کر عوام کو اپنے غلط مدعا کا ثبوت توریت سے بتاتے تھے۔ بعینہٖ یہی حال مرزائیوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ فرما کر لفظی تحریف کا دروازہ تو بند کر دیا، البتہ معنوی تحریف متعدد گروہ کرتے ہیں۔ مثلاً تیرھویں صدی کے درمیان میں ایک گروہ بابی پیدا ہوا جس کے ماننے والے یورپ اور امریکہ اور رنگون میں زیادہ ہیں۔ یہ گروہ قرآن مجید کو مان کر یہ کہتا ہے کہ ہمارے رسول نے شریعت محمدیہ کو بالکل منسوخ کر دیا اور ہماری کتاب نے احکام محمدیہ کو بدل دیا۔ مثلاً ماں، بیٹی، بہن سے نکاح حرام تھا۔ ہماری کتاب کی رو سے ان سے نکاح جائز ہوگیا۔ اب مرشد کی بیوی کے سواسب سے نکاح کرنا جائز ہے۔ مرزائیوں کو اتنی جرأت تو نہ ہوئی کہ ماں بہن کو اپنے لئے جائز کر لیتے اور دوسری بیوی کی ضرورت نہ پڑتی۔

اب دیکھا جائے کہ یہ گروہ کیسی محکم آیتوں میں تحریف کر کے اپنے مدّعا کو ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح مرزائی گروہ اپنے خیال میں غیرتشریعی نبوت کو ثابت کرنے میں خوب زور لگا کر عجیب عجیب طرح کے معنی بیان کر کے عوام کو فریب دیتے ہیں اور یہودیانہ تحریف معنویہ کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ چنانچہ لفظ خاتم النّبیین کی تحریف خوب ہی دل کھول کر کی ہے اور عجیب عجیب طرح کے معنی بیان کئے ہیں اور اعلانیہ جھوٹ بول کر عوام کو فریب دیا ہے۔ صحیح معنی کی شرح ملاحظہ ہو۔

خاتم النّبیین میں دو لفظ ہیں ’’خاتم‘‘ اور ’’النّبیین‘‘ قرآن مجید میں لفظ ’’خاتم‘‘ دو طرح سے آیا ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اکثر پڑھنے والوں نے ’’خاتم‘‘ کی ’’ت‘‘ کو زیر سنا ہے اور بعض نے زبر سنا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں زبر ہی رائج ہوگیا ہے اور جہلاء اسی کو ہی صحیح سمجھتے ہیں۔ (حالانکہ دونوں قرأتیں صحیح ہیں) اس لفظ کے کئی معنی ہیں۔ مہر کو بھی خاتم کہتے ہیں اور انگوٹھی کو بھی کہتے ہیں اور آخرشی کو بھی کہتے ہیں۔ مگر عرب کی بول چال میں جب یہ لفظ کسی جماعت کی طرف مضاف ہوتا ہے جس طرح عنوان بیان

میں انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کی طرف مضاف کیا گیا ہے اور خاتم النّبیین کہا گیا ہے اس حالت میں اس کے ایک ہی معنی ہیں، یعنی آخرالنّبیین۔ اس کے دوسرے معنی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ کتاب لسان العرب (جو اہل عرب کے نزدیک نہایت معتبر اور مستند لغت ہے) اس میں محاورہ عرب سے اس کے معنی آخر کے بیان کر کے قرآن مجید کی وہ آیت نقل کی ہے، جس میں حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت میں لفظ خاتم النّبیین آیا ہے اور اس کے معنی اس طرح بیان کئے ہیں۔ اے آخرہم یعنی خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے آخر میں آنے والے اس کے سوا کوئی دوسرے معنی نہیں کئے۔ اس کی پوری عبارت اور مطلب ملاحظہ ہو۔ اصل عبارت اس کی یہ ہے:

’’ختام القوم وخاتمهم (بكسر التاء) وخاتمهم (بفتح التاء) اٰخرهم عن اللحياني، ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليه وعليهم الصلوٰة والسلام والخاتم والخاتم من اسماء النبى ﷺ وفى التنزيل العزيز ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين اى اٰخرهم‘‘

(لسان العرب ج۴ص۲۵)

ختام القوم اور خاتم القوم ’’ت‘‘ کو زیر اور خاتم القوم ’’ت‘‘ کو زبر آخر قوم کو کہتے ہیں۔ یعنی جب لفظ ختام یا خاتم وخاتم کو ایک جماعت کی طرف مضاف کریں تو اس کے معنی آخر اور انتہاء کے ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور خاتم اور خاتم دونوں آپ ﷺ کے نام بھی ہیں اور قرآن مجید میں جو: ’’ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولٰكن رسول الله وخاتم النّبيين ‘‘ آیا ہے وہاں خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں۔ یعنی تمام نبیوں کے آخر میں آنے والے آپ ﷺ کے بعد کوئی جدید نبی کسی مرتبہ کا نہیں آئے گا۔ اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ خاتم النّبیین کے معنی کے بیان میں صاحب لسان العرب نے کس قدر تفصیل کی ہے۔ مگر اس کا کہیں اشارہ بھی نہیں کیا کہ ’’نبیین‘‘ سے خاص انبیاء مراد ہیں۔ اگر کسی طرح کی تخصیص ہوتی تو ضرور بیان کرتے۔ تاکہ اصلی مدعا ظاہر ہو جاتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تخصیص کرنا بلادلیل ہے اور تحریف معنوی ہے۔

جب یہ لفظ قرآن مجید کا ہے اور جن کی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ان کا قطعی فیصلہ ہے کہ اس کے معنی آخرالنّبیین کے ہیں تو کلام الٰہی کے نص قطعی سے ثابت ہوگیا کہ

حضرت سرور انبیاء محمد رسول اللہ ﷺ آخر النّبیین ہیں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ تک جتنے انبیاء علیہم السلام آئے ہیں خواہ عالی مرتبہ یا کم مرتبہ سب کے بعد آخر میں ہمارے رسول کریم ﷺ بھیجے گئے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر کہ ومہ پر روشن ہو جائے کہ حضور انور ﷺ کی نبوت وہدایت کا ماہتاب قیامت تک روشن رہے گا اور آپ ﷺ کے خادم علمائے امت اس روشنی سے مستفید ہوکر ساری امت کو فائدہ پہنچاتے رہیں گے اور یہ علماء ’’ورثۃ الانبیاء‘‘ کے معزز خطاب سے مشرف رہیں گے۔ یہ وہ عزت اور مرتبہ ہے جو حضور انور ﷺ کے پیشتر کسی نبی کو نہیں ملا۔ پیشتر ہر نبی کے بعد دوسرے نبی کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس مختصر بیان میں تو ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے دیا گیا اور اس کی تفصیل رسالہ ختم النبوۃ فی الاسلام میں کی گئی ہے اور قرآن مجید کی دس آیتوں سے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے اور خاتم النّبیین کے معنی متعدد کتب لغات کاملہ سے بیان کئے ہیں۔ جس سے بالیقین ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ بالیقین جھوٹا ہے۔ اب اس کی تصدیق وتفصیل جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائی ہے اور ایسے جھوٹے مدعیوں کی پیشین گوئی کی ہے جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

۱…… ’’**وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی** (ترمذی ج۲ ص۴۵، ابوداؤد ج۲ ص۲۲۸)‘‘

﴿جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ان میں ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ حالانکہ میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔﴾

اس حدیث میں پہلے حضور ﷺ نے اپنی امت کے جھوٹے مدعیان نبوت کو جھوٹا فرما کر ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل میں جملہ ’’**وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی**‘‘ فرمایا جس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجھے خاتم النّبیین فرمایا ہے جس کے معنی ہیں آخر النّبیین کے۔ مگر حضور ﷺ نے اس کی دوسری تفسیر بیان کرنے کی غرض سے الفاظ بدل دیئے اور ’’**لا نبی بعدی**‘‘ فرمایا۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ یہ عموم اس وجہ سے ہوا کہ لفظ نبی نکرہ ہے جو ہر قسم کے نبی کو شامل ہو۔ یعنی جس پر نبی کا لفظ بولا

جائے۔خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، ظلی ہو یا بروزی، طفیلی ہو یا غیر طفیلی اور جو قسم نکلے سب کو یہ لفظ شامل ہے۔ پھر اس پر لانفی جنس کا لاکر یہ فرمایا کہ کسی قسم کا کوئی نبی میرے بعد نہیں ہے۔ یعنی کسی انسان کو کسی قسم کی نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔ اس سے لفظ النّبیین کے معنی کی کامل تشریح ہوگئی کہ اس پر الف، لام استغراق کا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کے آخر میں ہیں۔ خواہ کامل ہوں یا کم مرتبہ کے ہوں۔ آپ ﷺ کا وہ عالی مرتبہ اور وہ شان رحمت ہے کہ آپ ﷺ کا ماننے والا کسی کے نہ ماننے سے جہنمی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا آپ ﷺ کی نہایت کسر شان ہے کہ آپ ﷺ کا نہ ماننے والا دوسرے کے نہ ماننے سے آپ ﷺ کے سایۂ رحمت میں آکر پھر وہ سخت زحمت میں پڑ جائے اور جہنم کا مستحق ہو جائے اور آپ کی رحمت عامہ اس کے کچھ کام نہ آئے اور وہ جدید نبی آپ ﷺ کی شان رحمت کو ملیا میٹ کر دے۔ جیسا کہ مرزائے قادیان نے تمام جہان کے محمدیوں کو جہنمی بنا کر آپ ﷺ کی عالی شان کو اپنے خیال میں پامال کیا ہے۔ صد ہزار لعنت کا ہار ایسے جھوٹے کے گلے میں، کس قدر افسوس ہے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور دو چار عیسائیوں کو بھی تو مسلمان نہ بنا سکے۔ مگر چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ مسیح موعود اسی لئے آئے تھے؟

اس حدیث کو ثوبان، ابو ہریرہ، ابن عمر، سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہم اصحاب کرام سے صحیح مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد وغیرہم نے روایت کیا ہے۔ یعنی صحاح ستہ کی متعدد اور مستند کتابوں میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ یہ حدیث نہایت قابل غور کئی وجہ سے ہے۔ اوّل یہ کہ اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ دو باتوں کی پیشین گوئی فرماتے ہیں ایک یہ کہ میرے بعد جھوٹے مدعی نبوت آئیں گے۔ دوسرے یہ کہ کوئی نبی میرے بعد مبعوث ہونے والا نہیں ہے۔ اس مدعا کو مختلف اوقات میں متعدد طریقوں سے آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے، ایک تو یہ بیان ہوا۔

۲...... کنز العمال کی جلد۶ میں ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہی الفاظ ہیں۔ بجز ایک لفظ کے۔

۳...... (صحیح بخاری ج۱ص۵۰۹، باب علامات نبوۃ فی الاسلام) میں قرب قیامت کی علامات میں بیان ہے۔ ’’یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰہ‘‘ یعنی قیامت کے قریب تیس جھوٹے دجال اٹھیں گے اور ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

۴...... ترمذی میں ہے:''لاتقوم الساعة حتی ینبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (ترمذی ج۲ ص۴۵، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون) ''یعنی جب تک دنیا میں قریب تیس کے جھوٹے دجال پیدا نہ ہولیں گے قیامت قائم نہ ہوگی۔

۵...... پانچویں حدیث (صحیح مسلم ج۲ ص۱۲۰، باب الناس تبع القریش) میں جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:''سمعت رسول الله ﷺ ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروهم''﴿جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے اپنی تمام امت سے فرمایا کہ قیامت کے قریب جھوٹے مدعی ہونے والے ہیں۔ان سے بچو۔﴾

جھوٹوں کے آنے کی اوران سے بچنے کی تاکید کس طرح ہورہی ہے؟ مگرکسی جدید نبی کے آنے اوراس پر ایمان لانے کا ذکرکسی حدیث میں نہیں آیا۔حالانکہ اس کا ذکر بھی ضرور تھا۔تیسری، چوتھی اور پانچویں حدیث میں نہایت صاف طور سے یہ بیان ہے کہ ان جھوٹے مدعیوں کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد سے قیامت تک کوئی وقت معین نہیں ہے، بلکہ الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرب قیامت میں زیادہ ہوں گے۔یعنی اگرچہ جھوٹے مدعی رسول اللہ ﷺ کے آخر وقت سے شروع ہوگئے۔مگر قیامت تک ان کا سلسلہ آہستہ آہستہ رہے گا۔کوئی وقت ایسانہیں ہوسکتا کہ کہا جائے کہ اس پیشین گوئی کا وقت تمام ہوگیا۔اب سچے نبی آسکتے ہیں؟ کیونکہ حدیث کے الفاظ اس کے بالکل خلاف ہیں۔اگر سچے نبی آتے تو ان حدیثوں میں ضروران کا بیان ہوتا۔کیونکہ جس طرح جھوٹوں سے ڈرانا اور بچانا ضروری تھا۔اسی طرح اگر سچے نبی آنے والے تھے تو ان پرایمان لانے کی ترغیب ہوتی اور ضرور ہوتی۔کیونکہ جس طرح جھوٹوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔اس طرح سچوں پر ایمان لانا فرض ہے۔اس لئے کسی حدیثوں میں مثلاً آتا کہ:''ان انبیاء الله سیبعث تحت نبوتی فاٰمنوا بهم''مگراس مضمون کا تو ایک روایت میں بھی پتہ نہیں ہے اور جھوٹوں کے بیان میں متعدد حدیثیں مختلف طور سے آئی ہیں اور بعض میں اس کے بعد نہایت صفائی سے''لا نبی بعدی''فرماکر متعدد طریقے سے ہرقسم کے نبی کی نفی فرمائی ہے۔کسی قسم کی تخصیص کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔الفاظ حدیث اور قرینہ ماسبق اور مالحق سب عموم پر شہادت

دیتے ہیں اور جنس نبی کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کے خلاف آنکھوں پر جہالت اور تعصب کی پٹی باندھ کر ان حدیثوں میں بلا دلیل تخصیص کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور عوام کے فریب دینے کو وہ اقوال پیش کئے جاتے ہیں جو کسی دلیل عقلی اور نقلی سے خاص کئے گئے ہیں۔ اس پر ذرا غور نہیں کرتے کہ کس کس طریقے سے حضور ﷺ نے سچے نبی کے ہونے کی عام طور پر نفی کی ہے اور خصوصیت کا کہیں اشارہ بھی نہیں فرمایا ہے۔ جس کو دعویٰ ہو وہ کوئی حدیث پیش کرے۔ اس بیان میں پہلا طریقہ ''لا نبی بعدی'' ہے۔ اس طریقے کی چند حدیثیں اس وقت پیش نظر ہیں جن میں تخصیص کا کہیں اشارہ بھی نہیں ہے۔

۶...... طریقہ یہ ہے: ''انا اٰخر الانبیاء'' میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں۔

(ابن ماجہ ص۳۰۷، طبع ایچ۔ایم سعید)

۷...... طریقہ تاکید کے ساتھ ''فانی اٰخر الانبیاء'' اس میں شبہ نہیں کہ میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں۔ (صحیح مسلم ج۱ ص۴۴۶، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی)

۸...... طریقہ ''انا خاتم الانبیاء'' میں تمام انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں۔

(کنز العمال ج۱۲ ص۲۷۰، حدیث نمبر۳۴۹۹۹)

ان تین طریقوں میں تو ''لا نبی بعدی'' کی طرح لانفی جنس کا نہیں ہے اور ''لافتیٰ الا علی'' کا فریب کچھ چل نہیں سکتا۔

۹...... طریقہ ''انہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء'' اس میں شبہ نہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بلکہ خلفاء ہوں گے۔ (صحیح بخاری ج۱ ص۴۹۱)

اس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے لفظ سیکون خلفاء فرما کر نہایت صاف طور پر مطلق نبی کے ہونے کی نفی فرمادی اور نہایت صاف طور سے دو پیشین گوئی آپ ﷺ نے فرمائیں۔ اوّل کسی قسم کے نبی کے نہ ہونے کی اور دوسرے خلیفہ کے ہونے کی اگر کسی قسم کا کوئی نبی ہوتا تو یہاں ضرور اس کا ذکر فرماتے۔

۱۰...... دسواں طریقہ: ''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات''

(بخاری ج۲ ص۱۰۳۵، باب الرؤیا الصالحۃ مسلم ج۲ ص۹۱، باب النہی عن قرأۃ القرآن فی الرکوع والسجود)

یعنی نبوت کا کوئی حصہ اور کوئی شعبہ اور جز، باقی نہیں رہا۔ صرف عمدہ خوابیں باقی ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ نبوت کے اجزاء میں جن کا ہونا نبی کے لئے ضروری ہے۔ اب

ان اجزاء میں سے کوئی جزء کسی کو نہ ملے گا۔ صرف ایک حصہ اس کا امت محمدیہ ﷺ کے نیک لوگوں میں پایا جائے گا۔ یعنی صالحین امت محمدیہ ﷺ خواب دیکھیں گے اور اس کا ظہور ہوگا۔ اس صحیح ترین حدیث نے ظلی، بروزی، ہر طرح کی نبوت کی نفی کر دی اور نہایت صاف طور سے ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو کسی طور کی نبوت کا مرتبہ نہ ملے گا اور نبوت کا جز اور جو حصہ باقی رہا ہے اس سے کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اسی وجہ سے حدیث میں صاف طور سے فرما دیا کہ ''لم یبق من النبوۃ'' یعنی نبوت کا کوئی جز اور کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ بجز سچی خواب کے۔

۱۱...... طریقہ، ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا اور انہوں نے جواب دیا۔ ''قال اٰدم من محمد قال آخر ولدک من الانبیاء'' (کنزالعمال ج۱۱ص۴۵۵، حدیث نمبر۳۲۱۳۹)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ محمد (ﷺ) کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ جتنے انبیاء تمہاری اولاد میں ہوں گے ان سب کے آخر میں یہ تمہارے بیٹے نبی ہوں گے۔

اس روایت میں کوئی بناوٹ مرزائیوں کی نہیں چل سکتی۔ اس میں تو نہایت صاف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں جس قدر انبیاء ہوں گے۔ عالی مرتبہ یا کم مرتبہ سب کے آخر میں محمد رسول ﷺ نبی ہوں گے۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ناظرین! احادیث مذکورہ اور ختم نبوت کے طریقوں کے بیان سے کس قدر روشن ہو رہا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عقیدۂ ختم نبوت کو اس قدر ضروری اور مہتم بالشان سمجھا تھا کہ متعدد اصحاب سے مختلف اوقات میں صاف بیانی کے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔

تاکہ کسی کم علم، ناقص فہم، کو بھی اس کے سمجھنے میں کوئی عذر نہ رہے۔ مگر قادیانی مبلغ اپنی کمائی کی دھن میں حواس باختہ ہوگئے ہیں کہ علم احادیث صحیحہ قطعیہ کے مقابلہ میں قول ''لا فتیٰ الا علی'' پیش کرتے ہیں اور ''لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب'' کو دکھاتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ ''لا فتیٰ الا علی'' کی خصوصیت تو چشم دید اور ہاتھوں کے حس معائنہ اور مشاہدہ کرا رہی ہے کہ بے انتہاء دوسرے جوان موجود ہیں۔ اس لئے ''لا فتیٰ'' سے ایک خاص صفت کے جوان مراد ہیں۔ اگر خاص جوان مردانہ لئے جائیں تو معائنہ اس جملہ کو جھوٹا

قرار دے گا۔ ’’لا نبی بعدی ‘‘میں تخصیص کی کون سی دلیل ہے؟ اسی طرح ’’لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ‘‘ کو دوسری حدیث ’’قرأۃ الامام قرأۃ لہ ‘‘ سے خاص کر رہی ہے۔ مبلغ قادیان کیوں اپنے ایمان کو تباہ کرتے ہیں اور دائمی جہنم میں گرنا چاہتے ہیں۔ اسے خوب سمجھ لو کہ لائے نفی جنس کا کلام عرب میں عام نفی کے واسطے موضوع ہے۔ ہاں! البتہ جہاں عقلی یا نقلی کافی دلیل اس کے خلاف پر ہوگی۔ اس وقت وہ خاص ہو جائے گا۔ اب قادیانیوں کا ’’لا نبی بعدی ‘‘ کو خاص کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بت پرست ’’لا الہ الا اللہ ‘‘ کو خاص کرے اور یہ معنی کہے کہ جو معبود عالی مرتبہ ہے۔ وہ اللہ ہے۔ اس سے جھوٹے معبودوں کی نفی نہیں ہوتی جو کم مرتبہ کے ہیں۔ اب اگر آپ بت پرستوں کے شریک ہوں اور کلمہ طیبہ کے لائے نفی جنس میں خصوصیت کے قائل ہوں اور جھوٹے معبودوں کو مانیں تو ہم آپ سے خطاب چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ان کے معبودوں کو تسلیم نہ کریں اور کلمہ ’’لا الہ الا اللہ ‘‘ سے عام معبودوں کی نفی ثابت کریں گے تو ’’لا نبی بعدی ‘‘ میں بھی آپ کو عام نفی ثابت کرنی ہوگی۔ کوئی خصوصیت آپ ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ الفاظ عرب محاورہ عرب میں جس معنی کے لئے موضوع ہیں اس سے جو مطلب سمجھا جاتا ہے۔ وہی مطلب ہر عربی جملہ کا ہونا ضرور ہے۔ البتہ بعض وقت کسی دلیل عقلی یا نقلی سے اس کے خلاف ہو سکتا ہے۔ جس طرح مبلغ قادیانی نے چند جملے لکھے ہیں۔ ان میں دلیل عقلی یا نقلی خاص کرنے کی موجود ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا۔ یہاں تک ختم نبوت کے ثبوت میں بارہ حدیثیں بیان کی گئیں اور مبلغ مرزائی کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ اس کے بعد چند حدیثوں کی تفصیل اور بھی ملاحظہ کیجئے۔

۱۲...... حدیث: صحیح ابن ماجہ میں دجال کے بیان میں ایک طویل حدیث مذکور ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے نہایت ہی صفائی سے اپنی امت سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ ’’انا آخر الانبیاء وانتم اٰخر الامم (ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال ص۳۰۷، ایچ.ایم سعید) ‘‘ یعنی میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم تمام امتوں کے آخر میں ہو۔ نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے۔ یعنی امت محمدیہ کے بعد کوئی مرزائی یا غلامی یا غلمدی یا احمدی امت نہ ہوگی۔

خوب خیال رہے کہ یہاں ’’الانبیاء ‘‘ میں ’’الامم ‘‘ میں کسی قسم کی تخصیص نہیں ہے جو تخصیص کرے وہ بلا دلیل حدیث نبوی میں یہودیانہ تحریر معنوی کرتا ہے۔ اس حدیث

میں حضور انور ﷺ نے لفظ خاتم نہیں فرمایا۔ بلکہ اس جگہ ایسا صاف لفظ فرمایا جسے جاہل بھی سمجھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو آخرالانبیاء فرمایا۔ جس کے معنی عام وخاص ہر ایک بے تکلف یہی سمجھتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کے آخر میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ یہ تو پہلا جملہ حدیث کا ہے۔ دوسرا جملہ یعنی ’’انتم آخر الامم‘‘ نے پہلے جملے کی تاکید اور تشریح کر دی۔ کیونکہ جب کوئی نبی آتا ہے تو اس کی امت خاص ہوتی ہے اور جب امت محمدیہ کے بعد کوئی امت نہیں ہے تو کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔ دیکھا جائے کہ کس صفائی سے اور کیسے عمدہ طریقے سے خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمادیئے ہیں۔ وہ قادیانی مبلغ جن کی باتوں کا جواب اس کے پہلے دیا گیا ہے۔ چونکہ حقانیت اور سمجھ سے انہیں کچھ واسطہ نہیں ہے اور زبان درازی خوب آتی ہے۔ وہ اس حدیث کو جو اس میں دوسری حدیث اپنی ناسمجھی سے پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

۱۳...... ’’قال رسول اللہ ﷺ فانی اٰخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد (صحیح مسلم شریف ج۱ ص۴۴۶، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ) ‘‘میں آخرالانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہیں۔ یعنی جس طرح اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کہا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی مسجد کے بعد ہزاروں مسجدیں بنیں اور بنتی رہیں گی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے آپ کو آخرالانبیاء کہا ہے۔ جس طرح آپ ﷺ کی مسجد کے بعد اور مسجدیں بنیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کی نبوت کے بعد اور انبیاء ہوں گے؟

مبلغ صاحب حدیث کا مطلب بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ آنجناب یہ تو فرمائیے کہ آخری مسجد کہنے سے کیا مقصد ہے؟ کیا آخری نبوت حضرت سرور انبیاء ﷺ اور آپ ﷺ کی آخری مسجد میں مشابہت تامہ ہے اور جس طرح آپ ﷺ کی مسجد کے بعد دنیا میں بے شمار مسجدیں ہوتی رہیں اور ہوتی رہیں گی۔ کوئی قریہ اور کوئی قصبہ مسلمانوں کا مسجد سے خالی نہیں رہا۔ یہی حالت آپ ﷺ کی نبوت کے بعد انبیاء کی ہونی چاہئے اور آپ کے خیال کے بموجب جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں بہت سے نبی ہوئے۔ اس طرح حضرت سرور انبیاء ﷺ کی امت میں بھی بے شمار انبیاء ہونے چاہئیں

اور ہر وقت میں حسب عادت الٰہی ان بے شمار انبیاء کے منکر بھی بے شمار ہوتے رہیں گے۔ جس کا حاصل یہ ہوگا کہ امت محمدیہ کے بے شمار مسلمان قیامت تک جہنم کے مستحق ہوتے رہیں گے۔ اب یہ اندازہ کہ ایک وقت اور ایک نبی کے وجود سے کس قدر جہنمی ہوں گے؟ اس کی حالت مرزا قادیانی کے وجود سے معلوم ہوسکتی ہے۔ آپ کے دعویٰ کے وقت میں مردم شماری کے لحاظ سے چالیس کروڑ امت محمدیہ تھی۔ ان میں سے دو چار ہزار یا دو چار لاکھ تو بچے اور باقی سب جہنم کے مستحق ہوگئے اور یہ چند لاکھ کا جنتی ہونا کچھ مرزا قادیانی کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کے پہلے ساری امت محمدیہ جنتی تھی۔ البتہ دعویٰ کے بعد جن کو جہنمی بنایا انہیں مرزائی رحمت قہر کا جنم لے کر جہنم میں ان کی پرورش کرے گی اور وہ دو چار لاکھ بھی اسی میں داخل تھے۔

مبلغ صاحب یہ تو آپ کے بیان سے لازم آتا ہے اب اگر آپ کا مطلب کچھ اور ہے تو صاف بیان کیجئے مگر ایسا مطلب بیان کیجئے جس کی تعیین کسی دلیل سے ہو۔ مگر یہ آپ کے امکان میں نہیں ہے۔ آپ راہ نجات چھوڑ کر بھکے جارہے ہیں۔ اب حدیث کا مطلب مجھ سے سنئے۔ جس طرح اس سے پہلے تیرہ حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ نبوت ختم ہو چکی۔ حضورﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس طرح اس حدیث میں آنحضرتﷺ نہایت تاکید سے ارشاد فرماتے ہیں کہ میں آخر الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہ ملے گا اور اس کے بعد مسجد آخر المساجد اسی مطلب کی تاکید ہے۔ یعنی انبیاء کی مسجدیں مجھ سے پہلے بہت ہوچکیں۔ اب یہ میری مسجد آخری مسجد ہے۔ اس کے بعد نبی کی مسجد کوئی نہ ہوگی۔ اس کی تشریح اور اس مطلب کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

۱...... اس حدیث میں ایسی صراحت اور تاکید سے ختم نبوت کے عقیدے کو بیان کیا ہے کہ کسی فہمیدہ ایماندار کو انکار کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ ملاحظہ ہو، رسول اللہﷺ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اس میں شبہ نہیں کہ میں آخر الانبیاء ہوں۔ اس لفظ کے معنی زبان اردو میں اور عربی میں یقینی طور سے یہی ہیں کہ رسول اللہﷺ تمام انبیاء کے آخر میں ہیں۔ آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

انبیاء لفظ جمع ہے اور اس پر الف لام استغراق کا ہے یا جنس کا اس لئے ہر قسم کے نبی کو شامل ہے کوئی وجہ نہیں ہے جس سے کسی قسم کی تخصیص کی جائے۔

۲...... اس حدیث سے پہلے جو حدیث ہے اس میں ان الفاظ کے سوا جناب رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو آخر الامم فرماتے ہیں۔ اس کا نتیجہ اور حاصل یہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا اور امت محمدیہ کے سوا کوئی دوسری امت ہوتی تو قرآن مجید کی کسی آیت میں یا کسی روایت میں صاف طور سے اس کا ذکر ضرور آتا۔ مگر کہیں نہیں آیا۔

۳...... کس قدر عقل وفہم سلب کردی گئی ہے کہ جھوٹے کذابوں کے آنے کا ذکر تو صاف طور سے بار بار آئے اور سچوں کے آنے کا ذکر کہیں نہ پایا جائے۔ یہ کامل تصدیق اس بات کی ہے کہ جناب سرور انبیاء ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ پہلی حدیث کے بیان میں اس کا بیان دیکھو۔ اب اس بیان کو زیادہ طول نہیں دیتا۔ اس قدر کہتا ہوں کہ علامہ زرقانی نے مؤطا کی شرح میں اس آخری مسجد کے تین معنی ہمارے موافق بیان کئے ہیں۔ اگر کتاب میسر ہو اور دیکھنے کی تاب ہو تو دیکھو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنی جہالت وکذابی پر شہادت ملاحظہ کر کے کچھ تو خوف خدا کرو۔

فضل الحرمین والمسجد الاقصیٰ

۱۴...... ’’انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء (کنزالعمال ج۱۲ ص۲۷۵، حدیث نمبر ۳۴۹۹۹)‘‘ ﴿میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور میری مسجد تمام انبیاؤں کی مسجد کے آخر میں ہے۔ یعنی میرے بعد نہ کوئی نبی ہونے والا ہے اور نہ کوئی نبی کی مسجد ہوگی۔﴾

جس طرح آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے اور آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ کی مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے ظاہر ہے کہ جب کوئی نبی نہ ہوگا تو نبی کی مسجد بھی نہ بنے گی۔ حضرت مسیح علیہ السلام آخر وقت میں جب نازل ہوکر آئیں گے تو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھیں گے۔ کوئی نئی مسجد نہیں بنائیں گے۔ (جسے انبیاء کی مساجد میں اضافہ قرار دیا جاسکے) اس لئے آپ ﷺ کی مسجد آخر المساجد الانبیاء ہوئی۔ دیکھا جائے کہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے آخری مسجد کا صاف بیان نہیں فرمایا؟ مگر نبی کے آنے کا ذکر تو کسی حدیث میں آپ ﷺ نے کسی طرح نہیں فرمایا وہ تفصیل رسالہ ختم النبوۃ فی الاسلام میں دیکھئے گا اور

اپنے جہل مرکب کو معائنہ کیجئے گا۔

الغرض جناب رسول اللہ ﷺ کے آخرالانبیاء ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔
اب جو ان معنی سے انکار کرتا ہے اور دوسرے معنی خلاف قرآن اور احادیث صحیحہ کے اپنی طرف سے لگاتا ہے وہ بالضرور جناب رسول اللہ ﷺ کا مکذب ہے اور مسلمانوں کا بہکاتا ہے۔ اگرچہ ظاہر میں بغرض فریب دہی انکار نہ کرے اور تعریف کرتا رہے۔ خود مرزاقادیانی جناب رسول اللہ ﷺ کی تعریف بھی کرتے تھے اور سب انبیاء سے افضل بتاتے تھے اور جب اپنی تعریف کے جوش میں آتے تھے تو کہیں تو اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے برابر اور کہیں اپنے آپ کو بہت بڑھا ہوا کہتے تھے۔ چنانچہ ان کا الہام ہے: ''**اتانی مالم یوت احد من العالمین**'' (استفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ص۷۱۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ فضائل وکمالات دیئے جو عالم میں کسی کو نہیں دیئے۔

اب ظاہر ہے کہ اس الہام سے مرزاقادیانی کو دعویٰ ہے کہ میں سارے انبیاء اور اولیاء سے افضل ہوں۔ تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ: ''رسول اللہ ﷺ سے تین ہزار معجزے ہوئے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

جب کہ (حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ص۷۰، تشحیذ الاذہان) میں اپنے معجزوں کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ بیان کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اپنے آپ کو سو حصے زیادہ افضل جناب رسول اللہ ﷺ سے سمجھتے تھے۔ اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو جھوٹوں کا سردار اور فریبیوں کا افسر ہو۔ چنانچہ متعدد رسالوں میں ان کے جھوٹ وفریب دکھائے گئے ہیں۔ مگر کسی قادیانی نے دم تو نہیں مارا۔ اسے مبلغ صاحب نبی اور اپنا مرشد مانتے ہیں۔ مذکورہ حدیثوں میں ختم نبوت کے بیان کا جو پانچواں طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کی کامل طور سے شرح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جس سے ''**لا نبی بعدی**'' کا عموم آفتاب کی طرح روشن ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ہمیشہ انبیاء سیاست کرتے رہے اور احکام دینی اور دنیاوی سب کا اجراء اس وقت کے نبی کے اختیار میں ہوتا تھا۔ جب ایک نبی کا انتقال ہوتا تو اس کے بعد ہی اس کی جگہ دوسرا نبی اللہ تعالیٰ قائم کرتا تھا۔ اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ تمام انبیاء بنی اسرائیل کا فیضان اور اثر ہدایت ان کی زندگی تک محدود رہتا تھا۔ اس لئے ان کے انتقال کے بعد ہی دوسرا نبی ہدایت کے لئے بھیجا جاتا

تھا۔اس حالت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیائے بنی اسرائیل برابر ہیں۔مگر اہل علم اس سے بخوبی واقف ہیں کہ ان انبیائے بنی اسرائیل کے مراتب میں فرق تھا۔بعض عالی مرتبہ اور بعض کم مرتبہ کے تھے ان سب کی حالت یکساں بیان فرما کر حضور انور ﷺ اپنی عظمت وشان کو عام فہم طریقے سے تاکید اور عموم کے ساتھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:''**وانہ لا نبی بعدی**''یعنی اس کو اچھی طرح تحقیق سے معلوم کرلو کہ میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں ہے۔یعنی کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔البتہ خلفاء ہوں گے جو امت محمدیہ کی سیاسی خدمات کو انجام دیں گے۔چنانچہ ارشاد ہے کہ:

۱۵...... ''**کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک بنی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری ج۱ ص۴۹۱، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)**'' ﴿بنی اسرائیل انبیاء حکومت کرتے تھے۔جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا تھا۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔البتہ خلفاء ہوں گے اور وہ سیاست کریں گے۔﴾

الغرض حضور ﷺ نے اس حدیث میں اپنے بعد مطلقاً ہر طرح کے نبی کے آنے کی نفی اس طرح فرمادی کہ کوئی شبہ باقی نہ رکھا۔کیونکہ اس لفظ نبی کے عموم کا ثبوت پہلے لفظ نبی کے عموم سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔کیونکہ پہلے عام انبیاء کے آنے کا اثبات جناب رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں۔اس کے متصل ہی اپنے بعد کی حالت اسی لفظ نبی سے بیان کرتے ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ پہلے نبی کے آنے کو فرمایا ہے اور پھر نبی کے نہ آنے کو اس لئے عمومیت لفظ کے علاوہ بیان سابق دوسری دلیل ہے۔اس جملہ کے عموم کی،مگر حضور ﷺ نے انہیں دو دلیلوں پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ جملہ''**سیکون خلفاء**''فرما کر ختم نبوت کے عمومی کی تیسری دلیل ارشاد فرمائی۔جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح پہلے نبی کے بعد انبیاء آتے تھے۔میرے بعد خلفاء ہوں گے۔نبی نہ ہوں گے۔اگر کسی طرح کا کوئی نبی ہونا ہوتا تو خلفاء کے ساتھ اس کا ذکر بھی ضرور ہوتا۔اگر سیاسی نبی کی نفی ہوتی تو اس طرح ارشاد ہوتا:''**لا نبی بعدی تسوس امتی بل سیکون خلفاء**''مگر کسی حدیث میں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے۔یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے۔جسے''اصح الکتب بعد کتاب اللہ''مرزا قادیانی نے بھی لکھا ہے۔ (شہادۃ القرآن ج۱ص۴۱، خزائن ج۶ص۳۳۷)

اس حدیث سے نہایت روشن طریقے سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت تشریعی، غیرتشریعی، ظلی، بروزی کسی طرح کی نہیں ہوسکتی۔ یعنی پہلے طریقے میں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے آخری جملہ ’’لا نبی بعدی‘‘ میں لانفی جنس آیا ہے۔ جس سے ہر قسم کے نبی کی نفی ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا۔ مگر یہ عموم کا ثبوت علمی طریقے سے ہے۔ جسے عوام نہیں سمجھتے۔ اس لئے مرزائی ان سے جھوٹی باتیں بنا کر فریب دے سکتے ہیں۔ اس طرح دوسرے طریقے میں بھی جاہلوں اور کم فہموں کو بہکا سکتے ہیں۔ مگر حدیث کے اس طریقے میں پہلے عام انبیاء علیہم السلام کی حالت بیان کر کے اپنے بعد کی حالت ایسے الفاظ سے بیان فرمائی۔ جس سے ان کے فریب کے راستے بند ہوگئے۔ کیونکہ پہلے آپ ﷺ نے ہر قسم کے انبیاء کا آنا بیان فرمایا۔ کسی قسم کی تخصیص نہیں کی اور اپنے بعد نبی کے نہ آنے کو تاکید سے فرما کر خلفاء کا ہونا بیان فرمایا۔ اس سے یقینی طور سے ظاہر ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہ ہوگا اور کسی خلیفہ کو نبی کا لقب نہیں ملے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے پہلے ’’لا نبی بعدی‘‘ کہہ کر ’’سیکون خلفاء‘‘ فرمایا ہے۔ اگر کسی خلیفہ کو نبی کا لقب ملتا تو آپ ﷺ اس کے پیشتر ’’لا نبی بعدی‘‘ کبھی نہ فرماتے۔ پس آپ ﷺ کا سب سے پہلے عام لفظ میں انبیاء بنی اسرائیل کا اس طرح ذکر فرمانا کہ بنی اسرائیل پر انبیاء حکومت کرتے تھے۔ جب کسی نبی کا انتقال ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا تھا اور سیاسی و مذہبی خدمات اس کے متعلق ہوجاتے تھے۔ اس کے بعد تاکید کے ساتھ عام طریقہ پر یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ محض اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ جو آپ ﷺ کے بعد ہونے والے ہیں۔ یعنی خلفاء انہیں بیان فرمادیا۔ یہ صاف اس امر پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کی نفی کرنے کے بعد جملہ ’’سیکون خلفاء‘‘ فرمانے سے یہی مقصود ہے کہ اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ ہو کہ بنی اسرائیل کی طرح جب آپ ﷺ کے بعد انبیاء نہ ہوں گے تو پھر امت محمدیہ کی سیاست کس کے ہاتھ میں رہے گی اور احکام شرعیہ کس طرح نفوذ پائیں گے؟ تو اس کا جواب حضرت ﷺ نے دیا کہ جس طرح بنی اسرائیل پر انبیاء سیاست کرتے تھے اور ایک کے انتقال کے بعد دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا تھا۔ امت محمدیہ پر خلفاء

سیاست کریں گے۔ کیونکہ نبوت تو مجھ پر ختم ہوگئی۔ لہٰذا جو کام کہ انبیائے بنی اسرائیل انجام دیتے تھے اس خدمت کو امت محمدیہ میں خلفاء انجام دیں گے۔ اب ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر امت محمدیہ میں کسی طرح کے انبیاء کا آنا حضور ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے بعد جائز ہوتا تو ضرور آپ ﷺ اس کی خبر دیتے۔ کیونکہ آپ ﷺ اپنے بعد کی حالت بیان فرمارہے ہیں اور نظام شریعت کی سیاست کے متعلق خبر دے رہے ہیں کہ کس کے ہاتھوں یہ کام انجام پائے گا؟ اور جب آپ نے اس کے لئے کسی نبی کی خبر نہیں دی، بلکہ یہ فرمایا کہ خلفاء ہوں گے تو صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں ہوگا اور تاقیامت یہی خلفاء یکے بعد دیگرے امت محمدیہ پر سیاست کرتے رہیں گے۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہایت عظمت وشان یہ ہوئی کہ تمام انبیائے بنی اسرائیل کی ہدایت کا اثر ان کی زندگی تک محدود رہا اور حضور انور ﷺ کی ہدایت کا روشن چراغ قیامت تک درخشاں رہے گا۔ مرزا قادیانی نے جابجا حضور انور ﷺ کو مثیل موسیٰ علیہ السلام قرار دیا ہے۔ جس سے کمال درجہ کی بے حرمتی حضور انور ﷺ کی ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدرجہا بلند مرتبہ ہیں اور مرزا قادیانی کا مثیل موسیٰ علیہ السلام کہنا جس کے معنی یہ ہیں کہ سرور انبیاء ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے برابر تو نہیں ہیں مگر ان کے مشابہ تھے۔ اہل علم اس کو بخوبی سمجھیں گے۔

۱۶...... اب میں وہ ارشاد نبوی نقل کرتا ہوں جو آپ ﷺ نے آخر عمر میں جماعت کثیر یعنی ایک لاکھ چوالیس ہزار اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے روبرو نہایت زور وشور سے بیان فرمایا ہے۔ یعنی اپنی وفات سے تین مہینے کئی روز پیشتر حجۃ الوداع میں ''قصواء'' اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر پہاڑی پر چڑھ کر جماعت مذکورہ کے روبرو نہایت ضروری اور ہدایت عامہ آپ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان میں خاص طور سے یہ عام ارشاد بھی ہوا۔

''عن ابن امامة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ ایها الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم الا فاعبدوا ربکم. الخ! (کنزالعمال ج۵ ص۲۹۵، حدیث نمبر:۱۲۹۲۲)'' ﴿کہ اے حاضرین جماعت اس کو معلوم کرو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت ہے۔ اس کو اعتقاد کر کے خوب متنبہ ہو جاؤ اور اللہ کی

یاد میں مشغول رہو۔﴾

طالبین حق اس حدیث کے معنی اور الفاظ پر خوب غور فرمائیں کہ کس طرح آپ ﷺ نے اپنے بعد کسی نبی کے نہ ہونے کی بشارت دی۔ ملاحظہ ہو: اس وصیت کے اعلان کے واسطے بہت بڑا مجمع کیا اور اس مجمع میں اونٹنی پر سوار ہوکر عام حاضرین کو متوجہ کر کے پہلے یہی فرمایا کہ:''انہ لا نبی بعدی ''جس میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کے متعدد معنی ہوں یا کوئی ایسا لفظ ہو جسے عام طور پر لوگ سمجھتے نہ ہوں۔ غالباً اسی وجہ سے آپ ﷺ نے خاتم النّبیین کا لفظ نہیں فرمایا کہ بعض ناسمجھ نفس پرست دوسرے معنی لگا کر گمراہ نہ ہوں۔ اس کے علاوہ ہر ایک ذی ہوش سمجھ سکتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کا نہ ہونا کیسا مہتمم بالشان مسئلہ ہے کہ اس پر ایمان رکھنے کے لئے حضور انور ﷺ نے اپنی عمر کے درمیانی حصہ میں بارہا بیان کرنے پر کفایت نہیں فرمائی۔ بلکہ آخری عمر میں بھی جلسہ عام کر کے بلندی پر کھڑے ہوکر یہ وصیت فرمائی کہ دیکھو ایسا خیال ہرگز نہ کرنا کہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا بلکہ میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔ پھر اس کی تاکید اس طرح فرماتے ہیں:''ولا امة بعدکم ''کوئی امت تمہارے بعد نہ ہوگی۔ یعنی امت محمدیہ ﷺ کے بعد کوئی امت غلمدی، یا احمدی وغیرہ نہ ہوگی۔

ان احادیث نبویہ نے قرآن مجید کی اس نص قطعی کی کیسی تائید اور تشریح فرمائی ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

اب اس کے بعد جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہے۔ اس کے خیال میں کبھی اس کا خطرہ بھی نہیں ہوسکتا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی سچا نبی ہوگا۔ مگر چونکہ مرزائی مذہب کی بنیاد خدا اور رسول کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے یہاں بھی قرآن مجید کے نص قطعی اور بہت سی احادیث صحیحہ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی رسول آتے رہیں گے اور چونکہ قرآن وحدیث کے اصلی اور صحیح معنی سے انہیں کچھ واقفیت نہیں ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی یا ان کے کسی خاص مرید نے یہودیانہ تحریف کر کے جو معنی بنا کر کہہ دیئے ہیں۔ انہیں غلط معنی پر ان کا ایمان ہے۔ اس لئے بمقتضائے جہل مرکب قرآن مجید سے اس کا ثبوت بتاتے ہیں۔

اس مختصر بیان سے قرآن مجید کی ایک نص قطعی اور سولہ احادیث صریحہ صحیحہ سے ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر نبوت ورسالت ختم ہوگئی۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو مرتبہ نبوت نہیں ملے گا۔ اسی وجہ سے تمام اولیائے کرام کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی اور کسی پر وحی نبوت نہیں آئے گی۔ بالفرض اگر کوئی ولی خلاف صریح قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے کہے تو اس کا قول لائق توجہ نہ ہوگا اور اس کی غلطی سمجھی جائے گی۔ یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ صاحب فتوحات کی نسبت ہمارے علماء میں اختلاف ہے۔ بعض انہیں بہت برائی سے یاد کرتے ہیں۔ بعض انہیں بڑا بزرگ سمجھتے ہیں۔ مگر بعض مسائل میں غلطی کے قائل ہیں۔ فتح الباری ملاحظہ ہو؟ اور بعض ان کے زیادہ معتقد ہیں۔ عبدالوہاب شعرانی انہیں بہت مانتے ہیں اور اپنی کتاب یواقیت میں انہیں کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اب اگر بقائے نبوت کے وہ قائل ہیں تو علمائے منکرین کے نزدیک ان کا ایسا ہی حال ہوگا جیسا مرزاغلام احمد قادیانی کا، پھر اسے ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا جہالت ہے۔ مگر ہمارے خیال میں گروہ قادیانی کی یہ محض نادانی یا فریب دہی ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں اصطلاحات صوفیاء بیان کئے۔ اس کا سمجھنا ان اصطلاحوں کے جاننے پر موقوف ہے۔ گروہ قادیانی اور ان کا مرشد ان سے بالکل ناواقف ہے اور بمقتضائے جہل مرکب ان کے بعض قولوں کو اپنے موافق خیال کر کے جواب میں پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ یقینی ان کی غلطی ہے۔ فتوحات مکیہ کا مطلب سمجھنا ہر ایک ملاّ کا کام نہیں ہے۔ ان کے اصطلاحات کو جاننا کمال واقفیت اور نظر وسیع کو چاہتا ہے۔ میں چند عبارتیں فتوحات کی نقل کرتا ہوں جن سے قادیانیوں کی غلطی اور ہمارے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

پہلا قول: حضرت محی الدین اپنے شیخ ابوالعباس کی دعا نقل کرتے ہیں: ''اللّٰھم انک سددت باب النبوۃ والرسالۃ دوننا ولم تسد باب الولایۃ''

(فتوحات مکیہ ج۲ باب۷۳ ص۹۷، سوال نمبر۹۳)

''اے اللہ تو نے ہمارے لئے نبوت ورسالت کا دروازہ تو بند کر دیا ہے مگر ولایت کا دروازہ بند نہیں کیا۔''

شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ محققین صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم میں ہیں۔ وہ کس صفائی سے فرماتے ہیں

کہ امت محمدیہ ﷺ کے لئے نبوت اور رسالت کا دروازہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہوگا۔ البتہ ولایت کا دروازہ بند نہیں کیا۔

دوسرا قول: ’’انما انقطع الوحی الخاص بالرسول والنبی من نزول الملک علی اذنه وقلبه وتحجیر لفظ اسم النبی والرسول‘‘

(فتوحات مکیہ ج۳ باب ۱۵۵ ص ۲۵۳)

اس میں شبہ نہیں کہ جو وحی انبیاء اور رسولوں پر آتی تھی وہ موقوف ہوگئی اور کسی کو نبی اور رسول کہنا ممنوع ہوگیا۔ اس میں صاف طور سے شیخ فرماتے ہیں کہ اب کسی کو نبی اور رسول نہیں کہہ سکتے۔ اس مطلب کو شیخ اکبر نے ج۳ میں زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

تیسرا قول: ’’واعلم ان لنا من الله الالهام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول الله ﷺ وقد کان الوحی قبله ولم یجی خبر الهی ان بعده (ﷺ) وحیا کما قال الله تعالیٰ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک ولم یذکر وحیا بعده‘‘ (فتوحات مکیہ ج۳ باب ۳۵۳ ص ۲۳۸)

اے مخاطب تو معلوم کر کے کہ امت محمدیہ کے لئے اللہ کی طرف سے الہام ہے۔ وحی نہیں ہے۔ وحی کا آنا رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد سے بند ہوگیا۔ البتہ آپ ﷺ سے پیشتر انبیاء کو وحی آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اور آپ ﷺ سے پیشتر انبیاء پر وحی آنے کی خبر دی ہے اور آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی آنے کا ذکر قرآن مجید میں نہیں آیا اور جب وحی نہیں آئے گی تو کوئی نبی بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ نبی کے لئے وحی کا آنا ضروری ہے۔ اس قول میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنے اوپر نزول وحی کے مدعی ہیں اور نئے طور کا نزول ہے کہ حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں کہ بارش کی طرح مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔ یہ بارش کی طرح نزول وحی کا دعویٰ کسی نبی نے نہیں کیا اور نہ اس طرح کا نزول ہوسکتا ہے۔ کہئے مؤلف ختم نبوت اب تو سید الاولیاء نے آپ کے مرشد کو قرآن مجید سے جھوٹا ثابت کر دیا۔ حضرت شیخ کو تو آپ سید الاولیاء فرماتے ہیں اور ان کے اقوال کو سند میں پیش کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے بزرگ مرزا قادیانی کو جھوٹا فرما رہے ہیں تو آپ کو اپنے مرشد کے جھوٹا ماننے میں کیا عذر ہے۔

چوتھا قول: ''وان کان سؤالہ عن مقام الانبیاء من الاولیاء ای انبیاء الاولیاء والنبوۃ التی قلنا انہا لم تنقطع''

(فتوحات مکیہ ج۲ باب ۷۳ ص۵۳، سوال نمبر۱۹)

''اگر کوئی ان اولیاء اللہ کے مقام کو دریافت کرے جو مقام نبوت تک پہنچے ہیں جنہیں انبیاء الاولیاء کہا جاتا ہے اور یہی وہ نبوت ہے جسے ہم کہتے ہیں کہ وہ منقطع نہیں ہوئی ہے۔ قیامت تک باقی رہے گی۔''

یعنی جس نبوت کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے اور جن کو نبی اور رسول شریعت محمدیہ میں کہا گیا ہے اور جن کا ماننا فرض ہے اور ان کے نہ ماننے سے انسان کافر ہو جاتا ہے وہ نبوت ختم ہوگئی۔ اسی نبوت کو صاحب فتوحات نے نبوت تشریعی کہا ہے۔ یعنی وہ نبوت جس کا ثبوت شریعت محمدیہ سے ہے اور انبیاء الاولیاء کی نبوت کو غیرتشریعی اس لئے کہا کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہیں ہے۔ بلکہ صوفیاء کی اصطلاح میں یہ نبوت اولیاء اللہ کا ایک عالی مقام ہے۔ اس نبوت کو اور اس نبی کو جو اس مقام پر ہے امت پر ماننا فرض نہیں ہے۔ نہ ان کا منکر کوئی کافر ہوسکتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ نبوت شرعیہ بالیقین ختم ہوگئی جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیا گیا اور نبوت اصطلاحی ختم نہیں ہوئی۔ لیجئے مبلغ گمراہی قادیانی اب تو آپ کے سیدالاولیاء صاحب کے کلام سے بھی نبوت شرعی کا ختم ہو جانا ثابت کر دیا گیا اور آپ کی جہالت بھی اظہر من الشّمس ہوگئی۔ اب بھی کچھ شرم کیجئے اور اپنی آخرت کو برباد نہ کیجئے۔

یہاں تک قادیانی مبلغ کی بیہودہ گوئی کا جواب ہو لیا اور ان کی نافہمی یا فریب دہی کو اظہر من الشّمس کر دیا گیا۔ اب صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴ کا وہ مضمون دکھایا جاتا ہے جس کے جواب سے قادیانی مبلغ صاحب عاجز ہیں اور عاجز کیوں نہ ہوں کہ اس تحریر سے مرزا قادیانی کا پختہ دہریہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے بھی جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴ کا ص۴، ۵ ملاحظہ ہو۔ (صحیفہ نمبر۱۴ میں اجمال ہے۔ اس میں تفصیل ہے اس لئے اسے یہاں پورا لے لیا ہے۔ مرتب)

مؤلف صحیفہ رحمانیہ مذکور لکھتے ہیں

اب اگر کسی کو میرے قول میں تردد ہو اور کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسالت ونبوت کا دعویٰ کر کے خدا پر الزام لگائے تو میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی یہی حالت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا اور رسول کو درحقیقت نہیں مانتے تھے۔ مسلمانوں کے فریب دینے کو ظل اور بروز اور محبت رسول کا دعویٰ تھا۔

اب اس کا ثبوت ملاحظہ کیجئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وہ شان ہے کہ قرآن مجید میں ان کی تعریف اور عظمت غالباً تیس جگہ سے زیادہ بیان ہے۔ یہاں صرف تین آیتیں نقل کی جاتی ہیں۔

۱...... ''**واتینا عیسی ابن مریم البیّنٰت وایّدناہ بروح القدس** (بقرہ:۸۷) '' ﴿اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو نشان ومعجزے دیئے اور روح القدس سے ان کی تائید کی۔﴾ حضرت ممدوح کے نبی ہونے کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ دو دلیلیں حضرت سرور انبیاء سے بیان فرماتا ہے۔ ایک معجزوں کا دینا اور دوسرے روح القدس سے ان کی مدد کرنا۔

۲...... ''**ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین** (آل عمران:۴۵) '' ﴿فرشتوں نے کہا اے مریم، اللہ تعالیٰ تجھے ایک حکم کی خوشخبری دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے (جس کی شان یہ ہے کہ) دنیا وآخرت دونوں میں وہ صاحب مرتبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے ہے۔﴾

چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے صرف بحکم الٰہی مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا حکم اور حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا فرمایا اور ان کے ناموں میں ابن مریم بھی شمار کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر باپ کے حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ سے پیدا کیا تھا۔ یعنی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ اور ماں کے پیدا کر کے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو صرف بغیر باپ کے پیدا کر کے اپنی قدرت کا دوسرا نمونہ دکھایا۔ اسی طرح انبیائے

کرام علیہم السلام سے عجیب وغریب معجزات دکھلا کر اپنی قدرت کے نمونہ دکھلائے ہیں۔ ان آیتوں میں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت وشان بتائی اور ان کا صاحب معجزات ہونا، بیان فرمایا۔ اب تیسری آیت ملاحظہ کیجئے جس میں چند معجزات کی تفصیل ہے۔

۳...... ’’انی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحیی الموتٰی باذن اللہ وانبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین (آل عمران:۴۹)‘‘

اس آیت میں ان معجزات کی تفصیل حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال سے بیان ہوتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل سے کہتے ہیں کہ میں تمہارے پروردگار کا نشان لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس میں شبہ نہیں کہ میں مٹی کی چڑیا تمہارے لئے بنا دیتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے اڑتی چڑیا ہو جاتی ہے۔ یعنی جاندار ہو کر اڑ جاتی ہے اور چنگا کرتا ہوں۔ مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور مردے جلاتا ہوں۔ اللہ کے حکم سے یعنی میری صداقت ظاہر کرنے کے لئے اللہ میرے واسطہ سے مردہ زندہ کرتا ہے اور جو کچھ تم گھر میں کھا کر آتے ہو اور جو کچھ چھوڑ آتے ہو اسے میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تم فلاں چیز کھا کر آئے ہو اور فلاں چیز گھر میں چھوڑ کر آئے ہو۔ یہ کیسے اعلانیہ معجزے ہیں۔ اگر تمہارے دل میں ایمان ہے۔

مگر چونکہ دہریت کا اس وقت زور ہے۔ اس لئے مرزاقادیانی نے یہودیانہ تحریف کر کے ان معجزات سے انکار کیا ہے اور اپنے جہل مرکب سے ان یقینی باتوں کے ماننے والوں کو مشرک بتایا ہے۔ اس کی بحث تو کسی دوسرے وقت کی جائے گی اور دکھا دیا جائے گا کہ ان کی دہریت کا شعبہ اور آزاد تعلیم یافتہ حضرات کو اپنی طرف کھینچنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ انہیں مان گئے ہیں۔

مرزاقادیانی کے دہریہ ہونے کا ثبوت

برادران اسلام! ملاحظہ کریں کہ قرآن مجید کی ان آیات کا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مذکورہ معجزات کا مرزاقادیانی صریح انکار کرتے ہیں اور صاف لکھتے ہیں کہ: ’’حق بات یہ

ہے کہ آپ سے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے) کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ص۲۹۰ حاشیہ)

کہئے یہ صریح اقوال خداوندی کی تکذیب ہوئی یا نہیں اور اس قدوس لم یزل کو حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کے بیان میں مرزا قادیانی نے جھوٹا ٹھہرایا یا نہیں؟ یہ نہ کہہ دینا کہ الزاماً لکھا گیا محض غلط ہے کیونکہ وہ صاف یہ کہہ رہے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ ان سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک جو امر واقعی اور حق ہے اسے بیان کرتے ہیں۔ صرف الزام نہیں دیتے اور شریعت محمدیہ میں اعلانیہ جھوٹ بولنا نبی کی توہین کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ (قرآن شریف کی یہ مخالفت تو مہذبانہ طریقے سے تھی۔ اب اس کے بعد اسی ضمیمہ کے ص۷) میں ملحدانہ طرز سے ایک عالی مرتبہ نبی کے معجزات کو اپنے خیال سے اڑا کر آیات قرآنی کا انکار کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: ’’ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی اور ایسے بیماری کا علاج کیا ہو۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۱ حاشیہ)

یہ دوسرے طریقہ سے کلام الٰہی کا انکار ہے۔ یعنی تیسری آیت میں تو نہایت صراحت سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم بحکم الٰہی اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور مردے کو جلاتے تھے۔ مرزا قادیانی ان اعلانیہ معجزات سے انکار کر کے لکھتے ہیں کہ کسی تدبیر سے علاج کرتے ہوں گے۔ اس کے بعد کسی لندنی دہریہ کی کتاب دیکھ کر کلام الٰہی کی تکذیب تیسرے طریقہ سے کرتے ہیں اور لکھتے ہیں: ’’مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ص۲۹۱ حاشیہ)

دیکھا جائے کہ حضرت یسوع مسیح کے اعلانیہ اور نہایت بیّن معجزات میں دہریوں کے خیالات ظاہر کر کے ان یقینی معجزات سے انکار کر رہے ہیں اور پھر اسی پر بس نہیں ہے بلکہ اس کے بعد اعلانیہ طور سے انہیں مکار اور فریبی ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں: ’’اور آپ کے

ہاتھ میں سوا مکروفریب کے کچھ نہیں تھا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

یہ کیسا اعلانیہ کلام الٰہی کا انکار ہے اور ایک اولوالعزم رسول خدا کی توہین وتکذیب ہے؟ یہ چوتھا طریقہ انکار کا ہے۔ ’’پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہے کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

یہ پانچویں طریقہ سے انکار کلام الٰہی ہے اور صرف انکار ہی نہیں بلکہ خدائے قدوس پر سخت الزامات ہیں اور اس کے مقدس رسول کی نہایت ہتک ہے۔ کیونکہ ان الزامات کا نتیجہ بالضرور یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ مکار اور فریبی کو صاحب معجزہ کہتا ہے اور اس کے معجزے بیان کرتا ہے اور مکار اور فریبی کو رسول بنا کر بھیجتا ہے۔ اس کے رسول بازاری شہدوں کی طرح عیاش وبدچلن ہوتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) ان کی ذاتی اور نسبی دونوں طرح کی حالت ایسی خراب بھی ہوتی ہے کہ ہر ایک بھلا آدمی اسے عار سمجھتا ہے۔

ہمدردان اسلام! اس نازک وقت میں مرزاغلام احمد قادیانی کے یہ خیالات دشمنان اسلام اور بالخصوص دہریوں کی کیسی تائید کرتے ہیں۔ یہ تو مرزاقادیانی کے ملحدانہ خیالات کا جوش تھا اور جب ہوش ہوا تو سمجھے کہ یہ مسلمانوں کے بہت خلاف لکھا گیا۔ قرآن مجید میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کی بہت تعریف آئی ہے۔ اس لئے اسی ضمیمہ کے حاشیہ میں ناواقف مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم نے جو یسوع مسیح کو گالیاں دیں تو الزاماً دیں اور اس کا دوسرا جواب یہ دیتے ہیں۔

’’اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

اس فریب کو ملاحظہ کیا جائے کہ قرآن مجید میں نصاریٰ ہی کو سمجھایا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں اور ’’ثالث ثلثة ‘‘ قرار دیتے ہیں اور جس طرح عیسیٰ اور مسیح ان کا نام ہے۔ اس طرح انجیل میں ان کا نام یسوع بھی ہے اور یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں ہے اور مرزا قادیانی بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ص۵۲) میں لکھتے ہیں کہ: ’’مسیح اور عیسیٰ اور یسوع تینوں ایک ہی شخص کا نام ہے۔‘‘ یہاں وہ مشہور مثل کیسی صادق آئی کہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ یعنی اور دلائل کے علاوہ مشہور مثل سے بھی جھوٹے ثابت ہوئے۔

عرصہ ہوا کہ یہ الزامات صحیفہ محمدیہ نمبر۲ میں دیئے گئے ہیں۔ عبیداللہ مرزائی بتائے کہ اس وقت تک کس مرزائی نے اس کا جواب دیا ہے؟ ہمارے سامنے پیش کرے۔ ورنہ کسی ناپاک نالی میں ڈوب مرے۔ یہ صحیفہ ماہ محرم ۱۳۳۵ھ میں چھپا ہے۔ اس کا عنوان بقلم جلی یہ ہے: ’’مسیح قادیان اور توہین انبیائے ذیشان‘‘ اس کو چھپے ہوئے پانچ برس ہورہے ہیں۔ اب یہ عبید قادیانی دکھائے کہ ان الزاموں کا جواب قادیان یا آپ کے مکان کے کس طاق میں ہے۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ قادیانی مبلغ قطعاً جھوٹے ہیں۔ ہم ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ اگر وہ یا ان کا کوئی بھائی اس کا جواب دے۔

اے برادران اسلام! ہوشیار ہو جاؤ اور مرزاغلام احمد قادیانی کی حالت سے واقف ہو کر اس سے دور رہو اور اپنے ایمان کو بچاؤ۔ اور اس مضمون کو مکرر دیکھو۔ (مرزاقادیانی کا جھوٹا ہونا توریت شریف اور قرآن مجید سے) اس کا ثبوت فیصلہ آسمانی کے تینوں حصوں میں کامل طور سے دیا گیا ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیتیں دکھائی ہیں۔ دوسرا مضمون اس صحیفہ کے ص۴، ۵ میں منکوحہ آسمانی کی پیشین گوئی ہے۔ جس کے ظہور کا انتظار مرتے دم تک انہیں رہا اور مختلف طور سے یقینی الہامات بیان کئے ہیں جن کے غلط ہو جانے سے مرزاقادیانی کا یقینی جھوٹا ہونا قرآن مجید اور توریت مقدس سے ثابت ہوگیا اور صرف جھوٹا ہی ہونا ثابت نہیں ہوا بلکہ ان کا دہریہ اور فریب دہندہ ہونا بھی ثابت ہوا۔ اہل حق حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی عقل وفہم دی ہے وہ مرزاقادیانی کی کذابی کو ملاحظہ فرمائیں۔ منکوحہ آسمانی کی نسبت انہوں نے اشتہاروں اور رسالوں میں اس قدر غل مچایا ہے اور دم موت تک اس پر وثوق ظاہر کیا ہے جس کی حد نہیں۔ بایں ہمہ وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی

اور نہایت اعلانیہ طور سے دنیا نے ان کا جھوٹا ہونا معائنہ کرلیا اور کلام الٰہی میں اس کی صراحت دیکھ کر ان کے جھوٹے ہونے پر ایمان لانا فرض ہوگیا۔ (منکوحہ آسمانی کی نسبت چند الہامات) ۲۰رفروری ۱۸۸۸ء میں مشتہر کرتے ہیں:

۱...... ''ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔''

(تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

(فیصلہ آسمانی حصہ اوّل) لفظ انجام کار پر خوب نظر ہے۔

۲...... ''خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔'' (۱۰رجولائی ۱۸۸۸ء تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱۶، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

اس میں بھی وہی لفظ انجام کار ہے اور اس پر اضافہ یہ ہے کہ اسے خدا کی ان باتوں میں بیان کرتے ہیں جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ کوئی شرط وغیرہ اس نکاح کو روک نہیں سکتی۔ انجام کار وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

(۲۰رمئی ۱۸۹۱ء حقانی پریس لدھیانہ) میں اشتہار نصرت دین طبع کرایا ہے اور اس میں لکھتے ہیں: ''مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔'' (تبلیغ رسالت ج۲ ص۹، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹)

(فیصلہ آسمانی ص۳۲،۳۳) میں اس اشتہار کی پوری عبارت نقل کر کے اس کی شرح کی ہے۔ اس پر خوب نظر رہے کہ اس میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی اور ان کے کہنے کے بموجب خدا تعالیٰ پر یہ الزام ضرور آیا کہ وہ عالم الغیب نہیں ہے اور اپنے رسولوں کو فریب دے کر جھوٹی پیشین گوئیاں کراتا ہے۔

۴...... (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:
’’خدا تعالیٰ نے پیشین گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنے وثوق بیان کرنے کی انتہاء کر دی۔ ذیل کے جملوں کو ملاحظہ کیجئے۔

۱...... انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔
۲...... آخر کار ایسا ہی ہوگا۔
۳...... خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔
۴...... ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا۔
۵...... اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔

ان پانچوں جملوں نے نہایت صراحت سے بالیقین ثابت کر دیا کہ اس نکاح کو شرط وغیرہ کوئی شئے روک نہیں سکتی بلکہ اس کا ظہور ضرور ہوگا۔ اس آخری جملے نے وثوق ویقین کی انتہاء کر دی۔

ناظرین! برائے خدا اس بات پر غور فرمائیں کہ اس مشہور پیشین گوئی کے متعلق میں نے چار قول مرزا قادیانی کے نقل کئے ہیں۔ ان میں پہلا قول ۱۸۸۸ء کا ہے۔ اس کے بعد آخر عمر ۱۹۰۸ء یعنی بیس برس تک اس منکوحہ کے انتظار میں رہے۔ اس مدت میں کسی وقت انہوں نے قطعی مایوسی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ آخر عمر تک جب کوئی جملہ انہوں نے کہا ہے اس سے امید ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس طرح اس کے شوہر کے مرنے کی نسبت انہوں نے بار بار پیشین گوئی کی ہے اور صرف اپنے ایک رسالہ آنجام آتھم میں سات مرتبہ مختلف طور سے اپنا یقین بیان کیا ہے کہ وہ ضرور مرے گا اور ایک جگہ اس پر قسم بھی کھائی ہے مگر انجام اس کا یہی ہوا کہ نہ اس کا شوہر مرا اور نہ وہ فرضی منکوحہ ان کے نکاح میں آئی۔ یہاں تک کہ وہ ان کا رقیب

اب تک زندہ موجود ہے اور یہ واقعے ایسے روشن اور کھلے ہوئے ہیں کہ معائنہ ہو رہا ہے۔

بھائیو! اب اس پر غور کرو کہ جب ایسے قطعی الہامات جو تمام عمر یقینی طور پر ہوتے رہے اور مرزا قادیانی انہیں خدا کی طرف سے بتاتے رہے۔ مگر وہ قطعاً جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب وہ الہامات جس کی وجہ سے انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور نبی اور رسول ہونے کے مدعی ہوئے۔ ان پر کیونکر اعتبار ہوسکتا ہے۔ کوئی معیار ایسی ہوسکتی ہے جو ان دونوں میں فرق ظاہر کردے اور یہ بتادے کہ منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی اور اس کے شوہر کے مرنے کے الہامات جھوٹے ہوگئے تو ہوگئے۔ مگر جو الہامات نبوت ورسالت کی نسبت تھے وہ ضرور سچے ہیں؟

بھائیو! کوئی حق پسند یہ نہیں کہہ سکتا۔ جھوٹا ثابت ہونے کے لئے تو ایک جھوٹ کا ثبوت کافی ہے۔ مرزا قادیانی کی ان پیشین گوئیوں کے جھوٹا ثابت ہونے سے مرزا قادیانی کے بہت سے جھوٹ ثابت ہوئے۔ (اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی میں دیکھی جائے) حاکم وقت کی کچہری میں جس گواہ کا ایک بھی جھوٹ ثابت ہو جائے تو دنیاوی بات میں اس کی پھر شہادت مقبول نہیں ہوتی۔ مگر مرزائی حضرات کی عقل پر کمال افسوس ہے کہ دینی بات میں تمام امت محمدیہ کے خلاف ایسے کذاب کو نبی مانتے ہیں اور کچھ خوف خدا نہیں کرتے۔ اب ان کے کذب پر کلام الٰہی کی شہادت ملاحظہ کی جائے۔ (پرانا عہد نامہ کتاب استثناء باب ۱۸، آیت ۲۲ ص ۱۷۶ برٹش اینڈ مارنی بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور ۱۹۲۷ء) میں ہے کہ: ’’جب کوئی نبی خداوند کے نام سے کچھ اور جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہا ہے۔‘‘ الغرض توریت مقدس میں سچے نبی کی یہ شناخت بیان کی ہے کہ جو پیشین گوئی کرے اور وہ پوری نہ ہو یا جس کی ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ہو جائے وہ جھوٹا ہے۔ اس نے الہام الٰہی سے پیشین گوئی نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے بطور دھوکہ نفس یا علم نجوم وغیرہ سے کی ہے اور قرآن شریف میں ارشاد ہے: ’’**فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہٖ رسلہ** (ابراھیم:۴۷)‘‘ ﴿یعنی ایسا گمان وخیال ہرگز نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے وعدہ خلافی نہ کرنے کو کس زور اور تاکید سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا گمان وخیال کرنے کا بھی تاکید سے روکا ہے۔ یعنی یہ کسی طرح

نہیں ہوسکتا کہ اللہ پاک اپنے کسی رسول سے کوئی وعدہ یا وعید کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔اب ان وعدوں پر غور کیجئے جو بقول مرزا قادیانی، اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے ہیں۔ جن کی نقل گزشتہ چار قولوں میں کی گئی ہے اور پھر وہ پوری نہ ہوئی۔ لہٰذا یقینی طور سے ثابت ہوگیا کہ جس طرح توریت مقدس سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔اس طرح قرآن مجید کی نص قطعی سے ان کا یقینی جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا اور اس مضمون کی متعدد آیات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ فیصلہ آسمانی حصہ اوّل وسوم ملاحظہ کیا جائے۔ کہئے جناب عبیداللہ صاحب مرزائی آپ نے صحیفہ رحمانیہ۱۴ کے جواب دینے کا تو دعویٰ کیا ہے۔مگر ان عظیم الشان دو مضمونوں کے جواب سے ایسے عاجز ہوئے کہ اپنے جھوٹے ہونے کا بھی خیال نہ کیا۔مگر جن کے پیر نے صدہا جھوٹ بولے ہوں۔ پھر ان کے مرید اگر چند جھوٹ بولیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔قادیانی مبلغ اس کو آپ یقین کر لیجئے کہ آپ کے مرشد بالیقین جھوٹے ہیں اور ان کا جھوٹا ہونا قرآن مجید توریت مقدس احادیث صحیحہ اور ان کے متعدد اقراروں سے ثابت کر دیا گیا ہے۔مگر اس وقت کسی نے جواب نہیں دیا اگر کسی کو جواب کا دعویٰ ہو تو سامنے آئے آپ ہوں یا آپ کا کوئی برادر خورد وکلاں ہو۔ہم اپنے رسالوں کو دکھا کر ان کے اعتراضات آپ کو سنائیں اور آپ ان کے جوابات کو سنائیں۔ عام جلسہ ہو۔حاضرین جلسہ اس کا فیصلہ کریں گے مگر ہم کہتے ہیں کہ آپ تو کیا کریں گے قادیان میں جو آپ کے سرگروہ کہلاتے ہیں وہ بھی نہیں کر سکتے۔

ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گوئے

خواجہ کمال مرزائی اور مسلمانان رنگون

مرزائی صاحبان کی فریب آمیز کارروائیوں اور ان کی کوششوں سے غالباً اب بہت سے مسلمان واقف ہو چکے ہیں۔کوئی لندن میں تبلیغ اسلام کا دلفریب نام لے کر مسلمانوں کو شکار کر رہا ہے۔کوئی افریقہ میں کوئی امریکہ میں کوئی بصرہ میں غرض جس کو جہاں موقع ملا اپنی گرم بازاری کی فکروں میں مشغول ہے۔سب اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ جس طرح ہوسکے مسلمانوں کو حضرت ختم المرسل ﷺ کے سایۂ رحمت سے نکال کر مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کاذبہ کا معتقد بنائیں اور اپنا جتھا بڑھا کر آمدنی کے ذرائع وسیع کریں۔

بظاہر اس وقت ان میں دو پارٹیاں نظر آتی ہیں۔ ایک محمودی پارٹی جو مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود قادیانی کے طرفدار ہیں۔ دوسری کمال پارٹی جو خواجہ کمال (لاہوری گروپ) کے زیر اثر ہے۔

محمودی پارٹی برملا ختم نبوت کا انکار کر کے مرزا قادیانی کی نبوت ورسالت کا (نعوذ باللہ منہ) اعلان کرتی ہے اور تمام مسلمانان عالم کو جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتے کافر کہہ کر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہیں اور کمال پارٹی (لاہوری گروپ) ایک گہری پالیسی کی بناء پر مرزا قادیانی کو مجدد ومحدث وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔ نبوت ورسالت کا ناواقفوں کے بہکانے کے لئے انکار کرتی ہے۔ مسلمانوں کے کافر کہنے کا وظیفہ بھی جو ان کے خانہ ساز پیغمبر نے انہیں سکھلایا ہے بلند آواز سے نہیں پڑھتی۔

اس پالیسی کا یہ نتیجہ ضرور نکل رہا ہے کہ سادہ لوح مسلمان جس قدر جلد کمالی پارٹی کا شکار ہوتے ہیں محمودی پارٹی کے نہیں ہوتے۔ مگر واقف کار خوب سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں پارٹیاں اصولاً متحد ہیں۔ مقصد دونوں کا مرزائیت کی تبلیغ اور تحصیل زر ہے۔ منزل مقصود دونوں کی ایک ہے راستہ بدلا ہوا ہے۔

المختصر چار پانچ ماہ ہوئے کہ خواجہ کمال کا مرکب اجلال رنگون پہنچا تاکہ ملک برما میں مرزائیت کی تخم ریزی کریں اور لندن میں تبلیغ اسلام کا دل آویز سبق سنا کر کوئی معقول رقم حاصل کریں۔ اس سے پہلے محض خط وکتابت پر تقریباً سولہ ہزار روپیہ انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے لئے رنگون سے ان کو مل بھی چکا تھا۔ مگر مسلمانان رنگون مستحق صد ہزار مرحبا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے کہ خواجہ کے لیکچروں کو سن کر وہ چونک اٹھے اور انہوں نے خواجہ کا مرزائی ہونا اچھی طرح محسوس کر لیا اور بڑے زور کے ساتھ مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے۔

یہاں تک کہ لکھنؤ سے جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم عم فیضہ کو رنگون تشریف لے جانے کی تکلیف دی۔ رنگون کارروائی زیر طبع ہے جس سے حسب ذیل امور روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے۔

۱...... خواجہ نے ہر چند اپنا مذہب چھپانا چاہا۔ مگر چھپ نہ سکا۔ سب کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص ختم نبوت کا منکر اور ایک جھوٹے اور بدکردار شخص کو نبی ورسول مانتا ہے اور محض مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے اپنے کو مسلمان کہتا ہے اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے۔

۲...... مرزاغلام احمد قادیانی کا اصلی مذہب اور دلی مقصد کیا تھا اور مرزا قادیانی کے ماننے کا حقیقی نتیجہ اور ثمرہ کیا ہے۔

۳...... مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کا خارج از اسلام ہونا ایسا صریح ہے کہ جو شخص اس میں شک کرے وہ تین حال سے خالی نہیں۔(۱) یا وہ مرزا قادیانی کی تعلیمات کفریہ سے ناواقف ہے نہ اس نے مرزا قادیانی کی تصنیفات دیکھی ہیں نہ اس کے رد میں جو کتابیں علمائے دین نے لکھیں ان کو مطالعہ کیا ہے۔(۲) یا وہ شریعت الٰہیہ کو لڑکوں کا کھیل سمجھتا ہے کہ جس کا جی چاہے جس بات کو مانے جس کا جی نہ چاہے نہ مانے۔(۳) یا وہ ایسا جاہل ہے کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کس چیز سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور کس چیز سے کافر ہو جاتا ہے۔

۴...... مرزائیوں کا ترجمہ قرآن مجید سرتاپا مرزائیت کی کفریات صریحہ سے بھرا ہوا ہے اور دین الٰہی کے بالکل خلاف ہے۔

اہل رنگون کی دینی حمیت

لائق تہنیت ہے کہ:

۱...... انہوں نے جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم عم فیضہ کے مضامین عالیہ کو جو جمعیۃ علماء رنگون کی طرف سے نکلے۔ اردو، انگلش، چوسیا، گجراتی، برما وغیرہ متعدد زبانوں میں ترجمہ کرا کر اور چھپوا کر خوب شائع کیا۔ انہیں کی اس سعی مشکور کا نتیجہ ہے کہ صوبہ برما ایک بڑے مہلک فتنہ سے بچ گیا اور اب ان زریں واقعات کی روئیداد بھی اہل رنگون ہی چھپوا رہے ہیں۔

۲...... رنگون میں ایک انجمن بنام دعوۃ الاسلام قائم کی اور اس کے دو شعبہ قرار دیئے۔

اوّل...... مسلمانوں میں دینی واقفیت پیدا کرنا شریعت الٰہیہ کے زبانی درس کو جو ایک مدت سے متروک ہو چکا ہے از سرنو قائم کر کے مسلمانوں کو جہالت کی تاریکی سے نکالنا۔

دوم...... غیر مسلمین کو اسلام کی دعوت دینا۔ اسلام پر جو حملے اندرونی یا بیرونی ہو رہے ہیں ان کا مہذب وتشفی بخش جواب دینا۔

یہ انجمن ان دونوں شعبوں کے مقاصد کے لئے علمائے اسلام ایدہم اللہ تعالیٰ کی مفید تحریرات وتقریرات کی طالب ہے۔ مفید اور ضروری رسائل کی اشاعت بھی کرے گی اور

صوبہ برما میں دورہ کرنے کے لئے اچھی اور مصلح واعظین کا تقرر بھی عمل میں لائے گی۔ غالباً انجمن کے قواعد ومقاصد مرتب ہو چکے ہوں گے اور پہلے شعبہ کا کام بھی شروع ہو گیا ہو گا۔

اس انجمن کے لئے عارف معلم صاحب تاجر رنگون نے پچاس روپیہ ماہوار نقد مقرر کیا اور دو سو روپیہ ماہوار کرایہ کا مکان چھ ماہ کے لئے دیا اور حاجی یوسف صاحب وحاجی داؤد صاحب تاجر رنگون نے بھی بڑی عالی ہمتی کے ارادے ظاہر کئے ہیں۔ خدا پورا کرے اور قبول فرمائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! اس انجمن کے ضروری حالات وقتاً فوقتاً صحیفہ ہذا میں شائع ہوتے رہیں گے۔

۳...... عارف معلم صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپیہ اشاعت کتب دینیہ کے لئے مطبع رحمانیہ بھیجا۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اہل رنگون کی توفیق اور زیادہ کرے اور تمام مسلمانوں کو ایسی خدمات دینیہ کی توفیق دے اور ان کے دلوں کو اپنے دین پاک کے درد ومحبت سے معمور رکھے۔

اس مبارک انجمن سے ضروری التماس

مرزائی فتنہ روز بروز ترقی پر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تھوڑی جماعت ہے اور چھوٹی جماعت کو جوش زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے جانی ومالی ہر طرح کی کوشش کر رہے ہیں۔ سارے ہندوستان میں ان کے مبلغ پھرتے ہیں۔ افریقہ میں ان کے مبلغ ہیں۔ بصرہ میں ان کی کوشش ہو رہی ہے۔ امریکہ میں ان کے مبلغ پہنچے ہوئے ہیں۔ جنوبی امریکہ میں محمودی پارٹی کے مبلغ بہت زور وشور سے کام کر رہے ہیں۔ شمالی امریکہ میں خواجہ کمال کا بھیجا ہوا مبلغ مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ وہاں کے مسلمانوں نے خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں چند سوالات بھیجے تھے جن کے جوابات میں یہاں سے ایک رسالہ لکھ کر بھیجا گیا ہے۔ کچھ رسائل قادیانی کے بھی منگوائے تھے وہ بھی بھیجے گئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے برادران اسلام بالکل غافل ہیں۔ کچھ توجہ نہیں فرماتے۔

دو باتوں کی بہت ضرورت ہے۔ ایک یہ ہے کہ کم سے کم دس بارہ مبلغ رکھے جائیں اور حسب مشورہ جا بجا انہیں بھیجا جائے۔ دوسرے یہ کہ جو رسائل رد قادیانی میں اور رد آریہ اور عیسائیوں کے جواب میں لکھے گئے ہیں اور بالخصوص وہ رسائل جو خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں

موجود ہیں وہ چھپوا کر برابر سارے ملکوں میں شائع ہوتے رہیں اور مختلف زبانوں میں ان کا ترجمہ کرا کر شائع کیا جائے۔ بالخصوص انگریزی زبان میں اور فارسی میں اور گجراتی میں۔ چند کتابوں کے نام میں یہاں لکھتا ہوں جن کا چھپنا اور بالخصوص انگریزی زبان میں ترجمہ ہوکر خوب مشتہر ہونا بہت ضروری ہے۔ وہ رسالے یہ ہیں:

عیسائیوں کے جواب میں رسائل

(۱) پیغام محمدی۔ (۲) دفع التلبیسات۔ (۳) ترانہ حجازی۔ (۴) آئینہ اسلام۔ (۵) مراۃ الیقین۔ (۶) مراسلات مذہبی۔

مرزائیوں کے رد میں لاجواب رسائل

(۱) فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ۔ (۲) دوسری شہادت آسمانی۔ (۳) ہدیہ عثمانیہ۔ (۴) مسیح قادیان کی حالت کا بیان۔ (۵) آئینہ کمالات مرزا۔ (۶) چشمہ ہدایت۔ (۷) چشمۂ ہدایت کی صداقت۔ (۸) دعویٰ نبوت مرزا۔ (۹) صحیفہ رحمانیہ۔ (۱۰) عبرت خیز یعنی صحیفہ رحمانیہ۔ (۱۱) ختم النبوۃ فی الاسلام۔ (۱۲) رسالہ حیات مسیح علیہ السلام۔ (۱۳) النجم الثاقب ہر سہ حصہ۔ (۱۴) مرقع قادیانی۔

ایک رسالہ انگریزی میں ایک قابل شخص عربی انگریزی دان نے فیصلہ آسمانی کا حاصل بیان کیا ہے۔ اسے بار بار چھپوا کر مشتہر کرنا ضروری ہے۔ خصوصاً تمام انگریزی والوں کے پاس بھیجنا اب میں تمام اراکین انجمن دعوۃ الاسلام سے اور بالخصوص عارف معلم صاحب اور حاجی یوسف صاحب اور حاجی داؤد صاحب تاجران سے نہایت عجز انکساری کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ وقت حمایت اسلام کا ہے۔ یہ سب گروہ اسلام کے مٹانے میں بے حد کوشاں ہیں۔ خدا کے لئے آپ حضرات توجہ کیجئے اور اسلام کی مدد کیجئے۔ تمام ہندوستان میں بجز آپ کے یہاں تو کسی کو خیال نہیں ہے اور نہ اب تک کوئی انجمن اس قسم کی قائم ہوئی۔ جیسی کہ آپ حضرات کی توجہ سے ہوئی۔ یہاں بھی ہمارے حضرت قبلہ مدظلہ العالی چاہتے ہیں کہ ایک انجمن قائم ہو خواہ وہ آپ ہی کی انجمن کی ایک شاخ ہوتا کہ یہ سلسلہ یہاں بھی برابر قائم رہے۔

(الملتمس: محمد اسحاق خادم ابواحمد رحمانی)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۲۲)

مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام برادران اسلام اور بالخصوص قدیم پیروان مرزا سے خیرخواہانہ عرض کیا جاتا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن مجید کی ۲۱نصوص قطعیہ سے، چار حدیثوں سے اور توریت مقدس کے صریح بیان سے، ان کی فریب آمیز باتوں سے، ان کے اقراروں سے حدیبیہ والی پیشین گوئی کی صداقت بخاری شریف سے اور توہین انبیاء کی کرنا اور محبوبہ منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا باوجود تمام عمر کی امیدواری کے اور احمد بیگ کے داماد کے سامنے مرجانے سے تو صرف جھوٹے ہی نہیں ہوتے بلکہ اپنے اقرار سے ہر بد سے بدتر ٹھہرے اور خداوند قدوس کا جھوٹا اور بالیقین وعدہ خلاف ہونا مرزا قادیانی کے کہنے کے بموجب قرار پاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

عقائد اسلام

۱...... تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد جوکوئی شخص دعویٰ نبوت یا دعویٰ وحی کرے وہ کافر ہے۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘

۲...... ’’ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران:۱۴۴)‘‘

۳...... ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (مائدۃ:۳)‘‘

حدیث بخاری

۱...... ’’عن ابی ھریرۃؓ عن النبیﷺ قال کانت بنو اسرائیل

تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۹۱، باب ماذکر بنی اسرائیل)‘‘

۲...... ’’سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵)‘‘

فقہ

۱...... ’’اذا لم یعرف الرجل ان محمداً ﷺ اخر الانبیاء علیهم وعلیٰ نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی الیتیمة...... وکذلک لو قال انا رسول الله اوقال بالفارسیة من پیغمبر یرید به من پیغام می برم یکفر‘‘
(فتاویٰ عالمگیری ج۲ص۲۶۳)

۲...... ’’ویکفر بقوله ان کان ماقال الانبیاء حقا او صدقاً وبقوله انا رسول الله‘‘ (بحرالرائق ج۵ص۱۲۱)

۳...... ’’دعوے النبوة بعد نبیناﷺ کفر بالاجماع‘‘
(شرح فقہ الاکبری ملاعلی قاری ص۲۰۲)

۴...... ’’ومن ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها والبلوغ بصفاء القلب الیٰ مرتبتها کالفلاسفة وغلاة المتصوفة وکذلک من ادعیٰ منهم انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة...... فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ لا نه اخبر انه خاتم النّبیین لا نبی بعده...... وانه ارسل کافة للناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعاً اجماعاً وسمعا‘‘ (شفاءج۲ص۲۷۱،طبع بیروت)

۵...... ’’اذا لم یعرف ان محمداً اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات‘‘ (الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردة ص۱۰۲،طبع ایچ.ایم سعید)

عقائد مرزا غلام احمد قادیانی

۱...... مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت اور وحی کا کیا۔ مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء میں سب سے پہلے اپنے آپ کو مجدد ظاہر کیا۔

ثبوت قول مرزا

۱...... ''اور پھر جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خداتعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ: ''**الرحمن علم القرآن لتنذر قوماً ما انذر اباء هم ولتستبين سبيل المجرمين قل انى امرت وانا اوّل المؤمنين** ''یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اس کے صحیح معنی تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بدانجام سے ڈراوے کہ جو بباعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کی غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اوّل المؤمنین ہوں اور یہ الہام براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے جو ان ہی دنوں میں جس کو آج اٹھارہ سال کا عرصہ ہوا میں نے تالیف کر کے شائع کی تھی۔'' (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۶۸،۱۶۹، خزائن ج۱۳ ص۲۰۱،۲۰۲)

''کتاب البریہ ۱۸۹۸ء کی تصنیف ہے۔ اس کے آٹھ برس قبل اپنا مجدد ہونا اور اس الہام کا شائع ہونا بیان کرتے ہیں۔ یعنی ۱۸۸۰ء میں۔''

۲...... بعد مجدد ہونے کے مرزا قادیانی نے اپنے کو مثیل مسیح ظاہر کیا۔ مرزا قادیانی قریب قریب سات برس مجدد بنے رہے۔ پھر مثیل مسیح ہوئے۔ اس کا ثبوت ذیل کی تحریر سے ہوتا ہے۔

قول مرزا ''علماء ہند کی خدمت میں نیاز نامہ''

''اے برادران دین وعلماء شرح متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج میرے منہ سے سنا گیا ہو، بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خداتعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز

نہیں کیا ہے کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگائے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔'' (ازالہ الاوہام حصہ اوّل ص۱۹۰، خزائن ج۳ص۱۹۲)

۳...... قول مرزا: ''میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں ہے کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۹، خزائن ج۳ص۱۹۷)

الحاصل ۱۸۸۷ء میں یا اس کے کچھ قبل مثیل مسیح بنے، ازالہ اوہام میں مرزاقادیانی صاف تحریر کر رہے ہیں کہ جو شخص مجھ کو مسیح موعود خیال کرے وہ کم فہم ہے اور مرزاقادیانی مسیح بن مریم بھی نہیں ہیں۔ اس سے بھی انکار کر رہے ہیں جو شخص مرزاقادیانی کو مسیح بن مریم کہے وہ مطابق فتویٰ مرزاقادیانی کے کذاب اور مفتری ہے۔

دعویٰ نبوت اور مسیح موعود ۱۸۹۱ء سے شروع ہوا

۱...... قول مرزا: ''۱۸۹۱ء میں باطلاع الٰہی یہ اعلان دیا گیا کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے۔ پھر کیا تھا کامل طور پر مامور من اللہ ہونے کا خلعت مل گیا اور وہ غرض اور غایت جو اس نور کی دنیا میں اترنے کی تھی ظاہر ہوگئی۔'' (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ص۹)

الہام مرزا: ''الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔'' (حقیقت الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ص۷۵)

۲...... قول مرزا: ''جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۱)

۳...... ''الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں اور میری نسبت کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔''

(کشتی نوح ص۴۸، خزائن ج۱۹ص۵۲)

(مرزاقادیانی کا یہ فتویٰ تھا کہ جو کوئی شخص مجھے مسیح بن مریم کہے وہ مفتری اور کذاب ہے۔ مگر پھر اپنے کو مسیح ابن مریم آپ ہی خود کہتے ہیں۔ مرزاقادیانی کے مسیح ابن مریم بننے کا ثبوت ملاحظہ ہو، تحریر کرتے ہیں) ''پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس

تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۵۵۶ میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

''جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔'' (کشتی نوح ص۴۸، خزائن ج۱۹ص۵۲)

کھلے کھلے لفظوں میں دعویٰ نبوت

۱...... قول مرزا، الہام مرزا: ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کے مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ص۱۰۵)

۲...... ''یٰسین انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم اے سردار تو خدا کا مرسل ہے۔ راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ص۱۱۰)

۳...... ''انا ارسلنا احمد الیٰ قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر ہم نے بھیجا احمد کو اس کی قوم کی طرف۔ پس انکار کیا ان لوگوں نے اور کہا جھوٹا ہے۔''

(اربعین نمبر۳ص۳۴، خزائن ج۱۷ص۴۴۳)

۴...... ''فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلک الیٰ قوم مفسدین وانی جاعلک للناس اماما وانی مستخلفک اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا اور کہا میں تجھے ایک مفسد قوم کی طرف بھیجنے والا ہوں اور بے شک میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور بلاشبہ تجھے اپنی خلافت میں سے معزز کیا ہے۔ جیسا کہ گزشتہ لوگوں میں میری سنت جاری رہی ہے۔'' (انجام آتھم ص۷۹، خزائن ج۱۱ص۷۹)

۵...... ''الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا

دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص۶۲)

۶...... ''سچا خداوہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ص۲۳۱)

۷...... ''خاکسار محدث ہے''**المحدث نبی**'' یعنی محدث نبی ہوتا ہے۔''

(توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ص۶۰)

۸...... ''بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ص۲۳۰)

دعوت نبوت تشریعی

۹...... ''خداوہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین نمبر۳ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۴۲۶)

۱۰...... ''**لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون** مت ڈر، میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے۔'' (حقیقت الوحی ص۹۱، خزائن ج۲۲ص۹۴)

۱۱...... ''مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳)

نوٹ: یہ آیت قرآن مجید کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کو بیان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے ملک عرب کے جہلاء اور ناشائستہ اور غیرمہذب قوم میں اپنا رسول نہایت شائستہ ہدایتوں اور حقانی مذہب اور کامل شریعت کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں اور نہایت مفید اور پختہ تعلیمات سے دنیا کے تمام دینوں پر اسے غالب اور فائق کردے۔ یہ صفت کس رسول کی ہے۔ الفاظ قرآن نہایت صفائی سے بتارہے ہیں کہ وہ رسول اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے آچکا ہے۔ کیونکہ صیغہ ماضی کے ساتھ ارشاد ہے۔ ''ارسل رسولہ'' یعنی اللہ تعالیٰ اس رسول کو بھیج چکا ہے اور نہایت ظاہر ہے کہ وہ رسول وہی ہے جن پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی سیدالمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ الفاظ قرآنی سے تو صاف آنحضرت ﷺ مراد ہیں۔ مگر

مرزا قادیانی الفاظ قرآنی کے خلاف اور اجماع امت کے برعکس اس آیت کو اپنے لئے کہتے ہیں۔یعنی رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں ہے بلکہ خاص میرے لئے ہے۔

۱۲...... ’’ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔مثلاً یہ الہام:’’**قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم**‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس (۲۳) برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵،۴۳۶)

وحی الٰہی کا مستقل دعویٰ اور دعویٰ نبوت کے ساتھ تمام اولیائے کرام پر اپنی فضیلت

۱۳...... ’’اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں مخصوص کیا گیا اور وہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ ان میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷)

۱۴...... ’’میں خداتعالیٰ کی تئیس (۲۳) برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔میں اس خدا کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

۱۵...... ’’میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

۱...... ’’**قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّٰ انما الھکم الہ واحد**‘‘ ان کو کہہ

دیں میں ایک انسان ہوں، میری طرف یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔

(حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۴، ۸۵)

۲...... ’’واتل علیهم ما اوحی الیک من ربک اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی۔ وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۸)

دعویٰ نبوت کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت

۱۶...... ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۱۷...... ’’ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

۱۸...... ’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدۂ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

۱۹...... ’’خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

۲۰...... ’’اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا تعالیٰ کی عنایت نے مجھے انجام دینے کو قوت دی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۳، خزائن ج۲۲ ص۱۵۷)

۲۱...... ’’جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ ص۱۵۹)

مرزاغلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ پر بھی اپنی فضیلت ثابت کرنا

۲۲...... ’’**واتانی مالم یوت احد من العالمین**‘‘ مجھے وہ دیا جو دنیا میں کسی کو نہیں دیا۔ (الخاتمہ استفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ ص۷۱۵)

اس الہام کا یہی مطلب ہے کہ مرزاقادیانی کو جو مرتبہ دیا گیا وہ سارے جہان میں کسی ولی اور کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی داخل ہیں۔

۲۳...... ’’**لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر** اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا؟‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

یہ ان کا شعر اور ان ہی کا ترجمہ ہے۔ اس شعر میں رسول اللہ ﷺ کے معجزہ شق القمر کو چاند گہن بتلاتے ہیں۔ یہ مرزاقادیانی کی عقل کا تقاضا ہے کوئی ذی عقل تو چاند گہن کو معجزہ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ چاند گہن اور سورج ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ گویا شق القمر کو مرزاقادیانی نے چاند گہن کہا۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ میرے لئے شق القمر اور شق الشّمس دونوں ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے صرف ایک یعنی شق القمر۔ مگر یہ محض غلط ہے۔ مرزاقادیانی کے دونوں کیا ایک بھی شق نہیں ہوا۔

۲۴...... (خطبہ الہامیہ حاشیہ، خزائن ج۱۶ ص۳۱۲) میں مرزاقادیانی ایک عربی عبارت تحریر کرتے ہیں۔ جس کا شروع: ’’**ان اللّٰہ خلق اٰدم وجعلہ**‘‘ سے ہے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اسے تمام انسانوں اور جنوں کا سردار حاکم بنایا۔ پھر ان کو شیطان نے بہکایا اور جنت سے نکالا اور حضرت آدم علیہ السلام کی حکومت شیطان کو ملی اور اس لڑائی میں آدم علیہ السلام کو ذلت اور رسوائی ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود (مرزاقادیانی) کو پیدا کیا تاکہ

آخری زمانہ میں شیطان کو ہزیمت دے۔ یہ وعدہ خداوندی میں لکھا ہوا ہے۔''

۲...... تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ''وقولهم انّا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما (نساء:۱۵۷،۱۵۸)''

۲...... ''وان من اهل الكتاب الّا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)''

۲...... مرزاقادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے ہیں اور مقتول اور مصلوب ہونا کہتے ہیں۔

ثبوت قول مرزا

۱......

ابن مریم مرگیا حق کی قسم ۔۔۔ داخل جنت ہوا وہ محترم

مارتا ہے اس کو فرقان سربسر ۔۔۔ اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر

وہ نہیں باہر رہا اموات سے ۔۔۔ ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص۷۶۴، خزائن ج۳ ص۵۱۴)

۲...... ''ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ قرآن شریف کے کسی مقام سے ثابت نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔ بلکہ قرآن کریم کے کئی مقامات میں مسیح کے فوت ہوجانے کا صریح ذکر ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۶، خزائن ج۳ ص۱۲۵)

۳...... ''ازانجملہ ایک یہ اعتراض کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر قبول کرلیں کہ حضرت مسیح اپنے جسم خاکی کے سمیت آسمان پر پہنچ گئے تو اس بات کے اقرار سے ہمیں چارہ نہیں کہ وہ جسم جیسا کہ تمام حیوانی وانسانی اجسام کے لئے ضروری ہے۔ آسمان پر بھی تاثیر زمانہ سے ضرور متاثر ہوگا اور مرور زمانہ لا ابدی اور لازمی طور پر ایک دن ضرور اس کے لئے موت واجب

ہوگی۔ پس اس صورت میں اوّل تو مسیح کی نسبت یہ ماننا پڑتا ہے کہ اپنی عمر کا دورہ پورا کر کے آسمان ہی میں فوت ہوگئے ہوں اور کواکب کی آبادی جو آج کل تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی کے کسی قبرستان میں دفن کئے گئے ہوں اور اگر پھر فرض کے طور پر اب تک زندہ رہنا ان کا تسلیم کرلیں تو شک نہیں کہ اتنی مدت کے گزرنے پر پیرفرتوت ہوگئے ہوں گے اور اس کام کے لائق ہرگز نہ ہوں گے کہ کوئی خدمت دینی ادا کرسکیں۔ پھر ایسی حالت میں ان کا دنیا میں تشریف لانا بجز ناحق کی تکلیف کے اور کچھ فائدہ بخش معلوم نہیں ہوتا۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۹، خزائن ج۳ ص۱۲۷)

۴...... ’’تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پاکر ضرور ہندوستان کا سفر کیا اور نیپال ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ ان کو ہدایت کی اور آخر (۱۲۰) برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلّہ خانیار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آسف نبی کے نام سے مشہور ہوگئے۔‘‘

(رازحقیقت ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۴ ص۱۶۱)

۵...... ’’حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے زخم ان کو دکھلائے۔‘‘ (رازحقیقت ص۷،۸ حاشیہ، خزائن ج۱۴ ص۱۵۹،۱۶۰ حاشیہ)

۳...... ہم مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم نبی ہیں اور کامل اور پاک انسان ہیں۔ یہود نے جو ان پر تہمتیں لگائی ہیں وہ ان سے پاک ہیں اور یہ تمام باتیں قرآن مجید سے ثابت ہوتی ہیں۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ’’انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القاھا الٰی مریم (نساء:۱۷۱)‘‘

۲...... ’’اذ قالت الملٰئکۃ یامریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ○ ویکلم الناس فی المھد و کھلا ومن الصّٰلحین (آل عمران:۴۵،۴۶)‘‘

۳...... ’’ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتورۃ والانجیل ورسولا الٰی بنی اسرائیل (آل عمران:۴۸،۴۹)‘‘

۴...... مرزاقادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی۔

ثبوت قول مرزا

۱...... ’’مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘

(توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ص۵۲)

’’یسوع کی تمام پیشین گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیس گوئیوں کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشین گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی، لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی رات میں خدا نظر آجائے گھا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں؟ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ

حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئے نہ کہ مجوسی اسی بناء پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا۔ مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔ متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔ ہاں! آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشین گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے ان کتابوں میں ان کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چورا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے گویا میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا۔ جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اسی نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اس وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہوگئے تھے...... آپ کے عیسائیوں نے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں...... ممکن ہے کہ آپ نے معمولی

تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں (کسبی عورتوں) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسبی عورت) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔ آپ وہی حضرت ہیں جنہوں نے یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ ابھی یہ تمام لوگ زندہ ہوں گے کہ میں پھر واپس آجاؤں گا۔ حالانکہ نہ صرف وہ لوگ بلکہ انیس نسلیں اس کے بعد بھی انیس صدیوں میں مرچکیں۔ مگر آپ اب تک تشریف نہ لائے۔ خود وفات پاچکے۔ مگر اس جھوٹی پیشین گوئی کا کلنک اب تک پادریوں کی پیشانی پر باقی ہے۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۴ تا۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸ تا ۲۹۲)

۳...... تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کی توہین کرنے والا کافر اور شیطانی گروہ میں ہے۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ''ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیطٰن تنزل علیٰ کل افاک اثیم'' (شعرا: ۲۲۱، ۲۲۲)

۲...... ''وسئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمھم علی الزنیٰ ونحوہ...... قال یکفر لانہ شتم لھم واستخفاف بھم'' (فتاویٰ عالمگیری ج۲ ص۲۶۳)

۳...... ''وکذلک من اضاف الیٰ نبینا ﷺ تعمدا لکذب فیما بلغہ

واخبربه اوشک فی صدقه اوسبه او قال انه لم یبلغ واستخف به اوباحد من الانبیاء اوازری علیهم اوآذاهم فهو کافر باجماع من علماء المسلمین'' (شفاء ج۲ ص۲۴۶)

۴...... ''اواستخف به اوباحد من الانبیاء اوازری علیهم اوآذا هم فهو کافر باجماع'' (شفاء ج۲ ص۲۴۶)

۵...... ''ویکفر اذا شک فی صدق النبی ﷺ اوسبه اونقصه اوصغره'' (اشباہ والنظائر ص۱۰۲، طبع ایچ. ایم سعید)

۶...... ''وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الاجماعة من تکررت ردته علی مامرو الکافر بسب النبی من الانبیاء فانه یقتل حدًا ولا تقبل توبته مطلقا'' (طحطاوی ج۲ ص۴۸۱ حاشیہ)

۷...... ''وفی التهذیب ثم انما یصیر مرتداً بانکار ماوجب الاقرار به اوذکر الله تعالٰی اوکلامه واحداً من الانبیاء بالاستهزاء انتهی یقتل المرتد ولو کان اسلامه بالفعل'' (شباہ والنظائر ص۱۰۱، طبع ایم. ایم سعید)

۴...... تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے معجزات صادر ہوئے۔ اللہ نے انہیں قدرت دی تھی کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے تھے۔ کوڑھی اور مادرزاد اندھے کو اچھا کرتے تھے۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ''انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرًا باذن الله وابری الاکمه والابرص واحی الموتٰی باذن الله (آل عمران:۴۹) '' دیکھا جائے کہ قرآن مجید نے تو اعلانیہ طور سے حضرت مسیح علیہ السلام کے عظیم الشان معجزوں کو بیان کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی آپ کے معجزات کے بالکل منکر ہیں۔ چنانچہ اس سے پیشتر ان کا قول بیان کیا گیا ہے اور صرف معجزات ہی کا انکار نہیں ہے بلکہ ان کو گالیاں بھی دی ہیں اور بدگمانیوں کا مخزن بتایا ہے۔ ان کے معجزات میں باتیں بھی بتائی ہیں۔

۴...... مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات سے انکار کیا۔

ثبوت قول مرزا

۱...... چنانچہ لکھتے ہیں: ’’کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجّاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۴،۲۵۵)

دیکھا جائے کہ نہایت صاف طریقہ سے حضرت مسیح کا باپ قرار دے رہے ہیں۔

۲...... ’’پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۰۴ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۵)

۵...... تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے مسلمان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عام اس سے کہ وہ فاسق فاجر مسلمانوں کے کسی فرقہ کا ہو۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ’’وارکعوا مع الراکعین (بقرۃ:۴۳)‘‘

علم کلام

۲...... ’’صلو اخلف کل برو فاسق‘‘

حدیث

۳...... ’’عن عبداللہ ؓ ابن عدی ابن الخیار انه دخل علی عثمان ؓ وهو محصور فقال انک امام عامة وتنزل بک ماتری ویصلی لنا امام

فتنة تتخرج فقال الصلٰوة احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن مایعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساؤ فاجتنب اسائهتم رواه البخاری ج ا'' (مشکوٰۃ برحاشیہ مرقات ج اص۴۰۹)

''وفیه دلیل علی جواز الصلٰوة خلف الفرقة الباغیة وکل فاجر''

۴...... ''عن قبیصة ﷺ ابن وقاص قال قال رسول الله ﷺ یکون علیکم امراء من بعدی یؤخرون الصلٰوة فهی لکم وهی علیهم فصلوا معهم ماصلو اللقبلة (رواة الابوداؤد)''

۵...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ غیر احمدی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

ثبوت قول مرزا

ا...... ''اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے۔ اس لئے وہ اس لائق نہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ وہی تمہارا امام ہو جو تم میں سے ہو۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۷ص۶۴)

۶...... ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ تمام فرقہ اسلامیہ میں باہم مناکحت وازدواج جائز ہے۔

ثبوت قرآن مجید

ا...... ''ولا تنکحو المشرکٰت حی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولوا اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولوا اعجبکم (بقره:۲۲۱)''

۶...... مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے کہ احمدی کو غیر احمدی سے مناکحت وازدواج جائز نہیں ہے۔

ثبوت

ا...... گواہ نمبر۴ کے بیان سے ظاہر ہے۔

۷...... تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آنحضرتﷺ کی امت افضل ترین امت ہے اور ثقہ ہے۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ’’کنتم خیر امة اخرجت للناس (آل عمران:۱۱۰)‘‘

۲...... ’’وکذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (بقره:۱۴۳)‘‘

فقہ

۱...... ’’وکذلک نقطع تکفیر کل قائل قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة‘‘ (شفاءج۲ص۲۴۷)

۷...... مرزا قادیانی تمام مسلمانوں کو بجز اپنے ماننے والوں کے کافر کہتے ہیں۔

ثبوت قول مرزا

۱...... ’’ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے ہیں اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے...... دوسرے یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر کافر ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ص۱۸۵)

۲...... ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص۱۶۸)

۸...... ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ خدا کے کلام قرآن کریم کے سوا اور کسی کا کلام معجزہ نہیں ہے۔

ثبوت قرآن

۱...... ’’وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله

وادعوا شهدائكم من دون الله ان كنتم صٰدقين (بقره:۲۳)‘‘
۲...... ’’ام يقولون افتراه قل فاتوا بسورة من مثله وادعوا من استطعتم من دون الله ان كنتم صدقين (یونس:۳۸)‘‘
۸...... مرزا قادیانی اپنے کلام کو معجزہ کہتے ہیں۔
ثبوت: اعجاز المسیح اور اعجاز احمدی مرزا قادیانی کے اعجاز ہیں۔

قول مرزا

۱...... اعجاز المسیح: اس میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ ’’رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح عربی میں میں نے لکھا تو خداتعالیٰ سے الہام پا کر میں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت وبلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۷۹، خزائن ج۲۲ ص۳۹۳)

۲...... اعجاز احمدی کے متعلق قول مرزا: ’’میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اردو عبارت اور قصیدہ تیار ہوگئے ہیں میں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں۔ جو ان تحریرات کو انسان کا افتراء خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو میں نے اردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ، جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح وبلیغ ہو۔ اسی مدت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو میں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۹۰، خزائن ج۱۹ ص۲۰۴)

۹...... ہم مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے و وعیدیں سچی ہوتی ہیں اور جس وعید میں وقت معین کر دیا گیا ہے وہ اسی وقت پر پوری ہوتی ہے۔

ثبوت قرآن مجید

۱...... ’’فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ان الله عزيز ذوانتقام (ابراهيم:۴۷)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے یا عام مخاطبین سے ارشاد فرماتا ہے کہ تو ایسا خیال اور گمان ہرگز نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں

کہ اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی وعدہ ووعید نہیں بدلتا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ کرتے ہیں: ''تغیر دادہ نمی شود وعدہ نزدیک من۔ ونیستم من ستم کنندہ بر بندگان۔'' اگر وعید وقت مقررہ پر پوری نہ ہوئی تو کلام الٰہی بدل گیا اور اس کلام الٰہی کے خلاف ہوا۔

۲...... ''لا یخلف اللّٰہ وعدہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون (روم:۶)'' ﴿اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں جاہل ہیں۔﴾

۳...... ''لن یخلف اللّٰہ وعدہ (حج:۴۷)'' ﴿اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔﴾

۴...... ''ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد (آل عمران:۹، رعد:۳۱)'' ﴿بلاشک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔﴾

۵...... ''ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللّٰہ وعدہ (حج:۴۷)'' ﴿(اے پیغمبر منکرین) تجھ سے عذاب کی جلدی کررہے ہیں۔ (یہ یقین کرلیں کہ) اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔﴾

۶...... ''ما یبدّل القول لدّی وما انا بظلّام للعبید (ق:۲۹)'' ﴿اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری بات میں تغیر نہیں ہوسکتا اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔﴾

۹...... مرزاقادیانی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے اور وعیدیں سچی نہیں ہوئیں۔

ثبوت قول مرزا

۱...... قرآن اور توریت کی رو سے یہ امر بتواتر ثابت ہوتا ہے کہ وعید کی معیاد توبہ اور خوف سے ٹل سکتی ہے۔ (انجام آتھم ص۲۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹)

۲...... تاریخ عذاب کا ٹل جانا تخلف وعدہ نہیں ہے بلکہ سنت اللہ ہے۔ (برق آسمانی)

۳...... ''وعید کی پیشین گوئی کے ٹل جانے کے بارے میں تمام نبی متفق ہیں۔''

(انجام آتھم ص۲۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹)

۴...... ''یعید ولا یوفی'' یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور بعض وقت اسے پورا نہیں کرتا۔ (یہ قول خلیفہ اوّل حکیم نورالدین کا بہت مشہور ہے۔ ملاحظہ ہو ریویو بابت مئی، جون ۱۹۰۸ء)

قرآن مجید کی ۲۱ آیتوں اور ۴ حدیثوں سے مرزاقادیانی کا جھوٹا ہونا

اس رسالہ میں شروع سے یہاں تک ۲۱ آیتیں قرآن مجید کی اور ۴ حدیثیں بیان ہوئی ہیں جن سے مرزاغلام احمد قادیانی کا قطعی جھوٹا ہونا ثابت ہوا۔ جس کو تردد ہو سامنے آکر سمجھ لے۔ بایں ہمہ ایسے یقینی کاذب کا ثبوت قرآن مجید میں بتایا جاتا ہے اور کلام الٰہی میں یہودیانہ تحریف سے مسلمانوں کو فریب دیا جاتا ہے۔ اب میں صرف آخر کی پانچ آیتوں کا خلاصہ بیان کرتا ہوں تاکہ مرزاقادیانی کی کذابی ہر ایک پر ایک خاص طریقے سے خوب روشن ہو جائے۔ قرآن مجید کی ان آیتوں میں خداتعالیٰ کی صفت وعدہ اور وعید کا بیان ہے۔ یعنی وہ قادر مطلق، صادق القول ہے۔ جس بندے کو کسی طرح بشارت دیتا ہے یا جس کو سزا کا حکم سناتا ہے وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ اس کا وعدہ اور وعید دونوں ضرور پورے ہوتے ہیں۔ اس کی کامل تحقیق فیصلہ آسمانی حصہ سوم طبع دوم کے ص ۹۸ سے ۱۱۶ تک کی گئی ہے۔ لائق دید ہے۔ اس مطلب کو ان آیتوں میں مختلف طور سے متعدد تاکیدوں سے بیان فرمایا ہے۔ مثلاً آخر کی آیت میں نہایت زور کی تاکید سے اللہ تعالیٰ ہر ایک بندے کو مخاطب کر کے یا خاص حضرت سرورانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرماتا ہے۔ اے بندے ایسا گمان اور خیال بھی ہرگز نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے متعدد اقوال نہایت وضاحت اور یقین سے ثابت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کامل پختہ وعدہ کرتا ہے اور ایک بار نہیں متعدد مرتبہ اس وعدے کو یاد دلاتا ہے اور پھر بھی پورا نہیں کرتا۔ فریب دیتا جھوٹ بولتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

ناظرین کو یہ ملحدانہ قول دیکھ کر نہایت حیرت ہوگی اور احمدی حضرات تو جھوٹا ہی سمجھیں گے۔ مگر جلدی نہ فرمائیں آئندہ کا مضمون ملاحظہ کرلیں۔

مرزاقادیانی کے اقوال جن سے خداقدوس پر سخت الزام آتا ہے

یہ اقوال مرزاقادیانی نے منکوحہ آسمانی کی نسبت اشتہارات اور رسالوں میں مشتہر کرائے ہیں جن کے فیصلہ آسمانی حصہ اوّل مطبوعہ بارسوم ۱۹۱۷ء اور حصہ سوم میں یہ لفظ نقل کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

پہلا قول: مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ’’ان دنوں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا۔‘‘ (خاکسار غلام احمد مورخہ ۱۰رجولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا انتقال ہے۔ اب خیال کیجئے کہ کتنے برسوں نکاح کا غل رہا ہے۔ اس قول میں خوب دیکھا جائے کہ کس زور سے وعدہ الٰہی بیان کیا ہے کہ وہ لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اسے کوئی شرط وغیرہ روک نہیں سکتی۔ کیونکہ نہایت صاف طریقے سے تین جملے اس قول کے بتا رہے ہیں کہ کوئی امر اس نکاح کو روک نہیں سکتا۔

پہلا جملہ: خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے جو امر خدائے تعالیٰ کے علم میں مقرر ہو چکا ہے۔ اسے تقدیر مبرم کہتے ہیں اور تقدیر مبرم ہرگز نہیں ٹلتی۔

دوسرا جملہ: ہر ایک مانع دور ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے نکاح میں اسے لائے گا۔

تیسرا جملہ: انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا۔

ان تینوں قولوں کے بعد کسی جاہل کو بھی تردد نہیں ہوسکتا کہ وہ عورت اگر مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تو اس وقت بھی مرزا قادیانی سچے رہ سکتے ہیں؟ بلکہ ہر ایک یہی کہے گا کہ بالیقین مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگایا اور اسے وعدہ خلاف ٹھہرایا اور وہ خود ملحد ثابت ہوئے۔ یہ لاجواب بات ہے کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ کیونکہ یہاں صاف طریقے سے بقول مرزا قادیانی، خدا تعالیٰ کی وعدہ خلافی اور فریب دہی ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ وہ عورت مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی۔ جس کے نکاح میں آنے کا اس نے حتمی وعدہ کیا تھا اور مقرر کر رکھا تھا اور مرزا قادیانی مرتے دم تک اس کے لئے تڑپتے رہے اور وہ دوسرے کے نکاح میں رہی اور مرزا قادیانی کلام الٰہی سے اور نیز اپنے الہامی اقرار سے یقینی جھوٹے ہوئے۔

دوسرا قول: مذکورہ اشتہار میں اسی عورت کی نسبت یہ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

اس قول میں بھی دو باتیں ایسی بیان کی ہیں جن سے اس لڑکی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا یقینی اور قطعی ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ انجام کار اس لڑکی کا واپس لانا یعنی جس غیر شخص کے نکاح میں وہ لڑکی جا چکی ہے اس سے واپس آئے گی۔ یعنی اس کے نکاح میں نہ رہے گی۔ دوسرے یہ کہ میرے نکاح میں اس کا آنا خدا تعالیٰ کی مقرر شدہ باتوں میں سے ہے اور خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ یعنی وہ لڑکی میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ شرط وغیرہ کوئی اسے روک نہیں سکتی۔ پہلے قول میں اس کی زیادہ شرح ہے۔ اب ناظرین غور فرمائیں کہ یہ دو قول ہیں مرزا قادیانی کے، جن میں نہایت قطعی طور سے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ محمدی بیگم احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں آئے گی اور غالباً بیس برس تک اس پیشین گوئی کا غل کرتے رہے۔ مگر پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی اس تمنا میں مرکر قبر میں جا سورہے اور اس کی آرزو میں اس کذب کے جرم میں تڑپ رہے ہوں گے۔ (خدا کی پناہ) یہ دو قول مرزا قادیانی کے اس اشتہار میں ہیں جو ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء کو گورداسپور سے شائع کیا گیا ہے۔ فیصلہ آسمانی کے ص ۱۶ تا ۳۴ تک اس اشتہار میں سترہ جھوٹ دکھائے ہیں۔ ان جھوٹوں میں اکثر ان کی پیشین گوئیاں ہیں۔ اس لئے تین طریقوں سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ صرف ایک اشتہار میں انہوں نے سترہ جھوٹ بولے۔ اب غور کیا جائے کہ نبی کی شان تو بہت بڑی ہے۔ وہاں تو ایک دو جھوٹ سے نبوت باطل ہو جاتی ہے۔ کسی مجدد اور بزرگ کی بھی یہ شان نہیں ہوسکتی ہے کہ ایک دو ورق میں اس قدر جھوٹ بولے۔ جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو جھوٹ بولے وہ مسلمان نہیں۔ دوسرے طریقے سے ان کا جھوٹا ہونا اس طرح ثابت ہوا کہ مذکورہ دونوں قولوں میں ان کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی اور پورے اشتہار میں سولہ پیشین گوئیاں ان کی جھوٹی ہوئیں۔ یعنی ان کے بیان کے بموجب حتمی وعدہ الٰہی ہوا۔ مگر خدا تعالیٰ نے وہ اپنا وعدہ پورا نہ کیا اور اس سے پیشتر قرآن شریف کی پانچ آیتیں نقل کی گئی ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور وعید دونوں ضرور پورے ہوتے ہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اس کا کوئی وعدہ یا وعید پوری نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو نبوت اور رسالت درہم برہم ہو جائے۔ اس میں خوب غور کرو۔ الغرض اس قول میں بھی مرزا قادیانی بموجب اپنے قول کے اور کلام الٰہی سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ تیسرے یہ کہ جس طرح وہ قرآن سے جھوٹے ٹھہرے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اسی طرح توریت مقدس نے بھی ان کے جھوٹے ہونے پر شہادت دی۔ ملاحظہ ہو۔

توریت مقدس کا فیصلہ مرزا قادیانی کی کذابی پر

توریت کی پانچویں کتاب مقدس استثناء کے باب ۱۸ آیت نمبر۲۰ تا۲۲ میں یہ ارشاد ہے: ’’لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔ (یعنی توریت میں یہ سیاسی حکم ہے کہ جھوٹا نبی قتل کر دیا جائے) اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا واقع نہ ہوا تو وہ بات خداوند نے نہ کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔‘‘

اور نہایت ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی نسبت خدا کی طرف جانے کتنے مرتبہ بیان کیا ہے۔ مگر وہ نکاح میں نہ آئی یعنی جھوٹ بولا ہے اور وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے خداتعالیٰ پر افتراء کیا۔ الحاصل قرآن مجید اور توریت مقدس دونوں اس پر متفق ہیں کہ مرزائے قادیانی بالیقین جھوٹا ہے۔ یہاں تین طریقوں سے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا گیا۔ جب ان دو قولوں نے مرزا قادیانی کے کذب کا کامل فیصلہ کر دیا تو اب زیادہ اقوال نقل کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر میں خوش طبع حضرات کو دکھانا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی باوجود سن رسیدہ ہونے کے احمد بیگ کی دختر پر ایسے فریفتہ تھے کہ بار بار اس کا ذکر کرتے تھے اور جابجا اس کے اشتہار میں انہیں مزہ ملتا تھا اور یہ بھی خیال ہوگا کہ بار بار اعلان واشتہار کو حکم الٰہی بتاتا عوام کو ڈراتا اور توجہ دلاتا ہے۔ خواہ مخواہ انہیں خیال ہوگا کہ اگر مرزا قادیانی کو واقعی الہام الٰہی نہ ہوتا تو بار بار اس کثرت سے اس کا ذکر نہ کرتے۔ یعنی اپنے عشق ضعیفی کے ساتھ عوام کی فریب دہی بھی تھی۔ مذکورہ اشتہار تو ۱۸۸۸ء کا تھا۔ ذیل کا اشتہار ۲۰؍مئی ۱۸۹۱ء کو حقانی پریس لدھیانہ میں چھپوایا ہے اور اس کا نام اشتہار نصرت دین رکھا ہے۔ اب اس نصرت دین کا مضمون ملاحظہ ہو۔

<u>تیسرا قول:</u> کہتے ہیں کہ: ’’احمد بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خداتعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا

خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے۔‘‘

(اشتہار نصرت دین وقطع تعلق، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹)

ناظرین! یہ نصرت دین کے لئے اشتہار ہے اور بحکم الٰہی اشتہار دیا گیا ہے اور مضمون وہی معمولی مطلوبہ کے نکاح میں آنے کا ہے۔ مگر نہایت تاکید سے لکھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے یہی مقدر قرار پاچکا ہے کہ وہ لڑکی میرے نکاح میں آئے گی۔ چونکہ یہ اشتہار بحکم الٰہی دیا گیا ہے۔ اس لئے ضرور ہے اس کا مضمون بھی اسی کی طرف سے ہوگا۔ اس لئے حیرت یہ ہے کہ عالم الغیب ہونا اس کی صفت ہے۔ مگر اسے یہ علم نہیں ہے کہ کس حالت میں نکاح ہوگا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ مگر الحمدللہ! جو کچھ علم تھا وہ جہل مرکب تھا واقعی علم نہ تھا۔ کیونکہ کسی وقت وہ عورت مرزاقادیانی کے نکاح میں نہ آئی اور اشتہار نے مرزاقادیانی کو رسوا کیا اور مرزاقادیانی نے خدائے قدوس پر جہالت یا فریب دہی کا عیب لگایا۔ اسی وجہ سے اسلامی دردمند انہیں دہریہ فتنہ سمجھتے ہیں۔ مسیح کی تثلیث تو ہوگئی۔ یعنی مسیح قادیان کے تین جھوٹے الہام بیان ہوئے۔ اب چوتھا الہام اسی منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کی نسبت قرآنی الفاظ میں ہوا ہے۔ جس سے شک وشبہ نہ مرزاقادیانی کا دور ہوا ہے۔ فرماتے ہیں۔

<u>چوتھا قول</u>: ’’۱۶/اپریل ۱۸۹۱ء کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی اور یہ معلوم ہورہا تھا کہ اب آخری دم ہے۔ تب میں نے اس پیشین گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے معنی اور ہوں گے۔ (یہ مرزاقادیانی کا فریب ہے کہ میں اس کے معنی نہ سمجھ سکا۔ خیال کیا جائے کہ اس قدر تکرار اور ایسی صاف مادری زبان میں الہام ہوں اور پھر ان میں نہ سمجھنے کا احتمال ہوا۔ اگر انہی کو اپنی وحی کے معنی نہ سمجھنے کا احتمال ہو تو اس کی تمام وحی بیکار ہوجائے۔ کیونکہ ہر وحی پر احتمال ہوگا اور کوئی معنی اس کے یقینی نہ رہیں گے) جو میں سمجھ نہیں سکا تب مجھے اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ ’’الحق من ربک فلا تکونن من الممترین‘‘ یعنی یہ بات (اس کا نکاح میں آنا) تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۹۸، خزائن ج۳ ص۳۰۶)

خیال کرنے کا مقام ہے کہ اس پیشین گوئی کی صداقت پر یہ زور ہے کہ مختلف عنوانوں کے سوا خاص قرآنی الفاظ میں الہام اتار کر اس کے سچا ہونے کا یقین دلایا جاتا

ہے۔مگر جب اس قادر مطلق کو ان کی کذابی کا اظہار منظور ہے تو مرزا قادیانی کی چالاکیاں کیا کام دے سکتی ہیں؟ یعنی وہ لڑکی مرزا قادیانی کی بغل میں نہ آئی۔ غرضیکہ یہ چوتھا قول بھی ان کا جھوٹا ہوا اور مرزائیوں کے خیال کے موافق چوتھی مرتبہ مرزا قادیانی نے خداتعالیٰ پر جھوٹ اور فریب کا الزام لگایا۔ کیونکہ وہ تو مرزا قادیانی کو اب تک سچا مان رہے ہیں۔ اس لئے بالضرور اس جھوٹے الہام کا الزام وہ خداتعالیٰ پر لگائیں گے۔

پانچواں قول: اسی پیشین گوئی کی نسبت نقل کرتا ہوں جو سب اقوال سے زیادہ مشرح اور اس لڑکی کے نکاح میں آنے کے لئے بہت زیادہ یقین دلانے والا ہے۔ وہ قول یہ ہے: ''خدائے تعالیٰ نے پیشین گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کریں گے اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

اس قول میں مرزا قادیانی نے مذکورہ پیشین گوئی کے ہر طرح سچے ہونے کے لئے چھ طریقوں سے یقین دلایا ہے جن کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ وہ طریقے ملاحظہ ہوں۔

پہلا طریقہ: انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گا۔

دوسرا طریقہ: لوگ کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخرکار ایسا ہی ہوگا۔ اردو کے جاننے والے یقینی طور سے جانتے ہیں کہ لفظ انجام کار آخرکار وہیں بولتے ہیں جہاں ایک شئے میں متعدد باتیں ہوسکتی ہیں۔ ان میں جو بات بالیقین سب کے آخر میں ہو اسی کو انجام کار یا آخرکار کہتے ہیں۔

تیسرا طریقہ: خدائے تعالیٰ ہر طرح سے تمہاری طرف لائے گا۔ یعنی باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے شرطی ہونے کی حالت میں یا بے شرطی کی حالت میں۔

چوتھا طریقہ: ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا۔ (اس میں شرط وغیرہ جو کچھ ہو سب آگیا۔ اب نکاح میں آنے کا کوئی مانع نہ رہا۔ شرط پوری ہو یا نہ ہو) اب اس کے بعد کے جملہ نے تو اور بھی غضب کیا۔ فرماتے ہیں:

پانچواں طریقہ: اوراس کام کو(یعنی مرزا کے اس نکاح کو) ضرور پورا کرے گا۔
جب مرزا قادیانی کا خدائے قدوس اس نکاح کے کرنے کوضرور کہتا ہے تو اس کے ظہور میں نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ بجز اس کے کہ قادر نہیں ہے، عاجز ہے۔ (نعوذ باللہ) ان پانچوں قولوں نے حقیقت الوحی کے اس جواب کو محض غلط ٹھہرادیا جواس لڑکی کے نکاح میں نہ آنے کی نسبت مرزا قادیانی نے دیا ہے۔ یہ خوب یاد رہے کہ یہ بھی مرزا قادیانی کا ایک وقتی فریب ہے۔

چھٹا طریقہ: ان کا یہ قول ہے، کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ اس میں شرط وغیرہ بھی آ گئی۔ اس یقین اور کمال وثوق واعتماد کے بعد بھی وہ پیشین گوئی ایسی جھوٹی ثابت ہوئی کہ دنیا نے دیکھ لیا اور مرزا قادیانی کے چھ جھوٹ قطعی اس ایک قول میں ہوئے اور بیس جھوٹ پہلے قولوں میں بیان ہوئے ہیں۔ کل چھبیس جھوٹ ہوئے۔ اب قادیانی پارٹی ان الزاموں کا کچھ جواب دے سکتی ہے۔ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے۔ مگر کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ جب مرزا قادیانی کی مخصوص پیشین گوئی جھوٹی ہوئی جس کا الہام ان کے دعویٰ مجدد ہونے یا نبی ہونے سے زیادہ پکا ہے تو بالیقین قرآن مجید سے اور توریت مقدس سے اور خود اپنے اقراروں سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب ایم۔اے صاحب اور خواجہ کمال کہیں کہ یہ جھوٹی پیشین گوئی ایسی ہی ہے جیسا کہ آنخضرتﷺ حدیبیہ والی پیشین گوئی؟ تم کو شرم نہیں آتی کہ ایسے صریح کاذب کی باتوں کو آنخضرتﷺ کی حقانی باتوں سے مشابہت دیتے ہو۔ یہ کون پاجی کہتا ہے کہ حدیبیہ والی پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس پیشین گوئی میں تعین وقت نہیں کی گئی تھی اور مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ حدیبیہ والی پیشین گوئی وقت اندازکردہ پوری نہیں ہوئی۔ محض غلط ہے۔ مگر لاہوری ایم۔اے جھوٹ بولنے میں اپنے مرشد سے بھی بڑھ گئے اور بالکل پورا نہ ہونے کے قائل ہوگئے۔ انہیں چاہئے کہ فیصلہ آسمانی حصہ دوم کا ص۲۳تا۳۱ تک دیکھیں۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ قادیانی پیر اور مرید دونوں جھوٹے ہیں۔ میں نے فیصلہ آسمانی کا حوالہ تو دے دیا مگر چونکہ اس رسالے میں کامل طور سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا ہے اور دکھادیا ہے کہ وہ نہ مجدد ہیں نہ نبی ہیں نہ رسول ہیں۔ نہ رسولوں کی سی ان کی روش تھی۔ بلکہ وہ نہایت جھوٹے فریب دہندہ، کامل عیار تھے۔ اس لئے جو درحقیقت انہیں نبی مانتا ہے یا ظاہر میں انہیں الہامی مجدد کہتا ہے وہ آسمانی فیصلہ کو ہرگز نہیں

دیکھے گا۔اس لئے میں اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں جس سے مرزا قادیانی کا اوران کے جان نثار مرید کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو جائے۔ وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ایسی نہیں ہے جو پوری نہ ہوئی ہو۔ حدیبیہ والی پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے کسی وقت اور کسی طرح حضور ﷺ نے وقت کی تعین نہیں فرمائی۔ بلکہ صاف طور سے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے پیشین گوئی کی ہے وہ پوری ہوگی۔ الحمدللہ! وہ دوسرے ہی سال پوری ہوگئی۔اس لئے قادیانی پیراورمرید دونوں جھوٹے ہوئے۔میاں ایم.اے صاحب صرف ایک منکوحہ والی پیشین گوئی تو جھوٹی نہیں ہوئی۔ان کی تو تمام صاف پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں۔خصوصاً وہ جن پر تمام عمر زور لگاتے رہے اور خدا کا سچا وعدہ بتاتے رہے اور قسم کھاتے رہے اوراس کے پورا نہ ہونے پر اپنے آپ کو جھوٹا اور ہر ایک سے بدتر کہتے رہے۔ وہ پیشین گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ بلکہ خدائے تعالیٰ نے متعدد طریقوں سے انہیں ایسا جھوٹا ثابت کر دیا کہ ہر ایک ایماندار آنکھوں سے دیکھ کر ان کا جھوٹا ہونا معائنہ کرسکتا ہے۔ وہ پیشین گوئی ملاحظہ کیجئے۔ انجام آتھم میں فرماتے ہیں: ’’بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی...... جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی کوئی اسے روک نہیں سکتا۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱)

یہ قول ان کا الہامی ہے اوراس کے الہامی ہونے کا وثوق اسی ایک قول میں کئی طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔

اوّل یہ کہ اس پیشین گوئی کے وقوع کو تقدیر کہتے ہیں۔یعنی اس پیشین گوئی کا وقوع علم الٰہی میں قرار پاچکا ہے۔اس لئے اس کا ظہور ضرور ہوگا۔اس کا علم انبیاء کو دیا جاتا ہے۔ یہ کہنا کہ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ محاورہ اردو میں کم سے کم تین مرتبہ کہنے کو بولتے ہیں۔اس لئے اس کے تقدیر مبرم ہونے کو تین مرتبہ بیان کر چکے ہیں۔ دوم کمال درجہ کا وثوق اور اعتماد اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی۔ دیکھا جائے کہ اس پیشین گوئی کی صداقت پر کس قدر پختہ یقین ہے کہ اس کے خلاف میں اپنے آپ کو نہایت صاف طور سے جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔یعنی اگر اس پیشین گوئی کی صداقت کا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔یعنی میں نے مہدی، اور مسیح اور مجدد اور نبی اور رسول ہونے کے دعوے کئے ہیں۔سب غلط ہیں۔ مجھے جھوٹا یقین کرو۔

بھائیو! مرزا قادیانی اپنی زبان قلم سے تحریر فرمارہے ہیں اب اس کے بسر وچشم ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے؟ خدا کے لئے کوئی احمدی بیان کرے۔ سوم یعنی تیسرا طریقہ اعتماد کا یہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے روبرو مرنا خدا کی طرف سے قرار پاچکا ہے اور جو بات خدا کی طرف سے ٹھہر چکی ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اب خوب غور وانصاف سے دیکھا جائے کہ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے پر مرزا قادیانی کو کس قدر وثوق ہے اور یہ کہتے ہیں کہ اس کا ظہور خدا کی طرف سے قرار پاچکا ہے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ اب اس پر نظر کی جائے کہ جب یہ پیشین گوئی اللہ تعالیٰ نے جھوٹی ثابت کردی تو مرزا قادیانی کے تین جھوٹ اور خدا پر افتراء کرنا ثابت ہوا اور اگر کوئی مرزائی حضرات اس کو نہ مانیں تو اپنے خدا پر جہالت یا فریب دہی کا الزام دیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کو داماد احمد بیگ کے زندہ رہنے کا علم نہ تھا، یا اس نے مرزا قادیانی کو فریب دیا۔ (نعوذ باللہ من ہذہ الکفریات) اب یہ دیکھا جائے کہ جب اس پیشین گوئی کے ظہور کو کوئی روک نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا کی طرف سے بالیقین قرار پاچکی ہے تو منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا بھی ایسا ہی ہے۔ شرط وغیرہ کوئی اسے روک نہیں سکتی۔ غرضیکہ مرزا قادیانی نے منکوحہ آسمانی کے نکاح میں آنے کے لئے جس طرح کے متعدد طریقوں سے اپنا وثوق نو (۹) بیان کیا ہے یہاں تک کہ آخر قول میں چھ طریقوں سے بیان ہوا ہے۔ جن کا ذکر ابھی ہوا کہ منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنے کا وثوق طریقوں سے مرزا قادیانی نے بیان کیا۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ شرط کے پورا کردینے سے نکاح میں نہ آئی تو نو طریقوں سے یعنی مرزا قادیانی کے نو قولوں سے یہ قول (یعنی حقیقت الوحی والا جواب) جھوٹا قرار پائے گا اور جب یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ اس لڑکی کی ماں یا نانی نے توبہ کی تھی تو یہ پورے دس جھوٹ مرزا قادیانی کے ہوئے۔ ان کی پوری تصدیق مرزائی حضرات کو مشکل ہے۔ مگر اس کی تصدیق میں تو ذرا بھی دشواری نہیں ہے۔ مرزا قادیانی خود فرماتے رہے ہیں کہ: ’’اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی‘‘ اور خدا کے فضل سے وہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی کی کذابی کا اعلان واظہار اس قدر دنیا میں ہوا اور ہورہا ہے کہ بارہ برس مرزا قادیانی کو قبر میں سڑتے ہوئے ہوگئے اور احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے اور مرزائیوں کو اپنا چہرہ دکھا کر مرزا قادیانی کی کذابی دکھا رہا ہے۔ مگر سخت افسوس ہے کہ یہ حضرات عار کو نار پر ترجیح دے

رہے ہیں اور توبہ کر کے جہنم سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ پھر اس طرح کے قول صرف ایک ہی تو نہیں ہیں بلکہ بہت ہیں۔ ایک اور ملاحظہ کیجئے۔ اسی پیشین گوئی کی نسبت ضمیمہ انجام آتھم میں بڑے زور سے لکھتے ہیں: ’’یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ (یعنی احمد بیگ کا داماد نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں، کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً یہ سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸)

ہر ایک نظر رکھنے والا اس قول کو دیکھے کہ مذکورہ پیشین گوئی کے ظہور پر کس قدر وثوق ہے اور اسے خداتعالیٰ کا سچا وعدہ کہتے ہیں۔ یعنی ’’یعد ولا یوفی‘‘ میں داخل نہیں ہے۔ بایں ہمہ وہ پیشین گوئی جھوٹی ہونے اور مرزاقادیانی کے نہایت پختہ قول سے خدائے قدوس پر وعدہ خلافی کا اور اس کے نہایت پختہ باتوں کے غیرمعتبر ہونے کا اور اپنے ارادہ میں عاجز ہونے کا الزام آیا اور بالیقین مرزاقادیانی کو اپنے اقرار سے جھوٹا اور ہر بد سے بدتر یعنی بدترین خلائق ثابت ہوا۔ اے احمدی گروہ! آنکھیں کھول کر صداقت کو دیکھو اور ایسے اعلانیہ کذاب سے علیحدہ ہوکر اپنے آپ کو بچاؤ اور سچے خیرخواہوں کے بھائی بن جاؤ۔ ان اعتراضوں کا جواب کوئی مرزائی نہیں دے سکتا۔ ایک رسالہ ’’چیلنج محمدیہ‘‘ مشتہر ہوا ہے جس کو دو برس سے زیادہ ہوا اور قادیان میں خلیفہ صاحب وغیرہ کے پاس بھیجا گیا اور جابجا مولوی مرزائیوں کو بھیجا گیا۔ مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے مقابلہ میں دم مارے۔

حیرت ہے کہ خواجہ کمال کا گروہ اس پیشین گوئی کے پوری نہ ہونے سے کوئی الزام مرزاقادیانی پر عائد نہیں کرتا بلکہ ایک طرح کی مماثلت حضرت سرور انبیاء ﷺ سے بتاتا ہے کہ یہ پیشین گوئی ایسی ہی پوری نہ ہوئی جس طرح جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیبیہ والی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تھی۔ (معاذ اللہ) حالانکہ محض غلط ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی کوئی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوئی۔ اس کے بیان میں ایک خاص رسالہ لکھا گیا ہے اور مرزاقادیانی کی تو خاص پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور اس طرح جھوٹی ہوئیں کہ خدائے تعالیٰ پر متعدد الزامات ثابت ہوئے۔ جن کا بیان اوپر کیا گیا۔ ایسے کذاب کے ماننے والے اشاعت اسلام کریں گے۔ (استغفر اللہ)

میاں ایم اے صاحب لاہوری، آپ کے مرزا بالفرض نبوت کا دعویٰ نہیں کرتے مگر خدا پر الزام تو لگاتے ہیں۔ اپنے اقرار سے جھوٹے اور بدترین خلائق تو ہیں۔ خداتعالیٰ نے انہیں جھوٹا تو ثابت کر دیا۔ پھر ایسے کذاب کو بزرگ مجدد ماننے والا سچے مسلمانوں میں مل سکتا ہے؟ اور ایسے جھوٹے اشاعت اسلام کر سکتے ہیں۔ البتہ بطور فریب اسلام کا نام لیا جاتا ہے۔ درحقیقت انجام میں مرزائیت کی گمراہی پھیلانی مدنظر ہے۔ جس کا بیان ہدیہ عثمانیہ وغیرہ میں کیا گیا ہے۔ اگر حدیبیہ والی پیشین گوئی کی پوری حالت معلوم کرنا ہے تو ملاحظہ کیجئے۔

۶ھ؍ہجری میں جناب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا۔ یہ وہ وقت ہے کہ ابھی مکہ معظّمہ کفار مشرکین کے قبضے میں ہے۔ مگر وہ اپنے مذہبی خیال سے کسی حج اور عمرہ کرنے والے کو روکتے نہ تھے اور چار مہینوں میں یعنی شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور رجب میں لڑائی کو منع جانتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ماہ ذیقعدہ میں عمرہ کا ارادہ کیا اور تشریف لے چلے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ چودہ پندرہ سو صحابہ ہوئے۔ آپ ﷺ حدیبیہ پہنچ کر یا روانگی سے قبل آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ ہم مع تمام اصحاب کے بلاخوف وخطر مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے ہیں اور ارکان حج ادا کئے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کا خواب ہے کوئی الہامی پیش گوئی نہیں ہے۔ اس خواب میں کوئی قید اور کسی وقت کی تعیین نہ بطور اندازہ بیان کی گئی ہے۔ نہ حتمی طور پر کوئی بات کہی گئی ہے۔ یہ خواب آپ ﷺ نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے بیان فرمایا۔ چونکہ حضور انور ﷺ اس سال عمرے کا ارادہ فرمارہے تھے اور انبیاء علیہم السلام کا خواب تو سچا ہوتا ہی ہے۔ اس لئے بعض اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو یہ یقین ہوا کہ اسی سال ہم بلاخوف وخطر مکہ معظّمہ میں پہنچیں گے اور حج کریں گے۔ انہیں یہ خیال نہیں رہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے وقت کی تعیین نہیں فرمائی۔ مگر مقام حدیبیہ میں جب آپ ﷺ پہنچے تو کفار مانع ہوئے۔ اگرچہ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہوگئی۔ اس سال نہ جائیں آئندہ سال آ کر عمرہ کریں۔ حضور ﷺ نے حدیبیہ سے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت (ﷺ) آپ نے تو فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ میں جائیں گے اور طواف کریں گے۔ یعنی آپ نے اپنا خواب بیان فرمایا تھا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ہم نے کہا تو تھا مگر کیا یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم داخل ہوں گے اور طواف کرو

گے۔ یعنی ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہوگا۔ یہ روایت صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے آئندہ سال میں اس کا ظہور دکھایا اور پھر ایک سال کے بعد فتح مکہ ہوئی اور نہایت کامل طور سے اس پیشین گوئی کی صداقت کا ظہور ہوا۔ غرضیکہ دو برس کے اندر وہ پیشین گوئی کامل طور سے پوری ہوگئی۔ یہاں یہ معلوم کر لینا بھی ضرور ہے کہ ۶ھ ہجری میں جو حضور انور ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا۔ اس ارادہ کا باعث آپ ﷺ کا خواب تھا یا صرف عمرہ کا شوق اور وہاں کے کفار کی حالت کا معلوم کرنا کامل تحقیق اس کی شہادت دیتی ہے کہ عمرہ کرنے کا خیال اس کا باعث ہوا۔ کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خواب کا دیکھنا اس سفر کا باعث ہوا۔ صحیح روایت تو یہی ہے کہ حدیبیہ پہنچ کر حضور انور ﷺ نے وہ خواب دیکھا تھا۔ اس کی صحت بہ لحاظ راوی کے اور باعتبار ناقلین کے ہر طرح ثابت ہوتی ہے۔ اس کے راوی مجاہد رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید اور نہایت ثقہ ہیں۔ اس روایت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ تفسیر درمنثور میں اس روایت کو پانچ محدثین سے اس طرح نقل کیا ہے کہ:''عن مجاهد قال اریٰ رسول الله ﷺ وهو بالحديبية انه يدخل مكة هو واصحابه اٰمنين'' (درمنثور ج۶ ص۸۰)

''مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بے خوف وخطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔''

تفسیر جامع البیان طبری اور فتح الباری اور عمدۃ القاری اور ارشاد الساری میں بھی یہی ہے کہ حضور انور ﷺ نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا۔ غرضیکہ اس وقت نو کتابوں سے اس دعوے کا ثبوت دیا گیا، جس روایت میں یہ آیا ہے کہ مدینہ پاک میں حضور انور ﷺ نے یہ خواب دیکھا وہ روایت ضعیف ہے۔ علاوہ اس کے ضعیف ہونے کے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ کا وہ سفر اس خواب کی وجہ سے ہوا۔ برادران اسلام! اس کا یقین کر لیں کہ جو کچھ اس رسالہ میں مختصر طور سے لکھا گیا ہے وہ مرزا قادیانی کے کذب کے لئے نہایت کافی ہے۔ کوئی مرزائی احمدی اس کا جواب دے نہیں سکتا۔

تتمہ صحیفہ رحمانیہ (۲۲)

مسیح قادیان کی اقراری کذابی کا اعلان

اے بھائیو! خدا سے ڈرنے والو محض تمہاری خیر خواہی اور تم سے محبت دینی کی وجہ سے مسیح قادیان کی حالت کے بیان میں بہت سے رسالے لکھے گئے اور تمہاری خیر خواہی میں جان و مال دونوں کو صرف کیا گیا مگر افسوس ہے کہ تم کو توجہ نہیں ہوتی اور اپنی جان کو ہلاکت سے نہیں بچاتے۔ فیصلہ آسمانی دیکھو کہ کس کس خوبی سے قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے اور توریت مقدس کے صریح بیان سے احادیث صحیحہ سے اور ان کی خود زبان سے اور ان کے قطعی اقراروں سے انہیں جھوٹا ثابت کیا ہے۔ رسالہ چشمہ ہدایت اور چشمہ ہدایت کی صداقت اور چیلنج محمدیہ اپنی جانوں پر رحم کر کے ملاحظہ کرو اور اگر تم کو رسالے دیکھنا ناگوار ہیں تو میں ایک مختصر اعلان آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس میں مرزا قادیانی کے تین قول ہیں۔ کمال مہربانی کر کے انہیں ضرور ملاحظہ کیجئے۔ ان کے دیکھنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ خوب غور سے ملاحظہ کیجئے۔ کسی اور کا قول نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے مقتدأ مرزا قادیانی کا قول ہے۔

۲۲؍جنوری ۱۸۹۷ء میں فرماتے ہیں اور ۹؍مئی ۱۹۰۸ء میں ان کا انتقال ہے۔ غرضیکہ اپنی موت سے بارہ برس پہلے فرماتے ہیں: ’’پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خداتعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ ظہور میں نہ آئے۔ یعنی خداتعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے۔ جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰ تا ۳۵، خزائن ج۱۱ ص۳۱۴ تا ۳۱۹)

اب اس قول میں مرزا قادیانی اپنی صداقت کے ثبوت میں تین باتیں پیش کرتے ہیں۔ یعنی میری سعی وکوشش سے یہ پانچ باتیں ظاہر ہوں گی۔ ایک سال کی میں نمایاں اثر ظاہر ہوگا۔ دوسری مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے۔ اس لئے میرے

ذریعہ سے جھوٹے دینوں کا ہلاک ہو جانا ظہور میں آئے گا۔ تیسرے اسلام کا بول بالا کرلوں گا۔ اب خدا کے لئے بہ نظر انصاف فرمائیے کہ مرزا قادیانی اس قول کے بعد بارہ برس تک زندہ رہے اوران باتوں کا ظہور سات برس کے اندر فرما چکے تھے۔ سات برس تو درکنار بارہ برس تک ان کی زندگی میں بھی کسی ایک بات کا بھی ظہور نہ ہوا۔ ان بارہ برس کو بھی جانے دیجئے۔ تحریر کی تاریخ سے آج ۲۴ برس سات مہینے ہوئے اس ۲۴، ۲۵ برس کے اندر بھی کسی بات کا ظہور نہ ہوا بلکہ دن بدن کفر وضلالت ہی کو ترقی ہو رہی ہے۔ اب مرزائی حضرات اپنے مرشد کے قول کو غور سے ملاحظہ کریں کہ قسم کھا کر اپنے کو جھوٹا بنا رہے ہیں۔ پھر کیا آپ کو اپنے مرشد کی قسم پر بھی اعتبار نہیں ہے۔ کیا آپ کے نزدیک مجدد و نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ جن کی قسم کا بھی اعتبار نہ ہو اور جھوٹے کہلائیں۔ ایسے جھوٹے کذاب کا وحی والہام آپ صحیح مانیں گے اور جھوٹے اور سچے کو ایک ساتھ سمجھیں گے۔ افسوس صد افسوس!

بھائیو! یہ باتیں تو بہت بڑی ہیں ان کو مرزا قادیانی ان کے خلیفہ و صاحبزادے تو کیا پورا کریں گے۔ اس کے بعد میں آپ کو مرزا قادیانی کا دوسرا قول دکھلانا چاہتا ہوں جو خاص اپنی معشوقہ منکوحہ آسمانی کے رقیب کی نسبت ہے۔ اگرچہ اس کے قبل بھی میں نے پیشین گوئی کے اس جملہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن پھر بھی مزید توجہ کے لئے اس کو لکھتا ہوں علاوہ اس کے نہ پیش گوئی اس قابل ہے کہ اس کو مکرر سہ کرر کثرت سے مسلمانوں کو دکھانا چاہئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ (یعنی داماد احمد بیگ میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸)

اس قول میں مرزا قادیانی زوروں کے ساتھ اپنی پیشین گوئی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ اس کو خدا کا سچا وعدہ بھی کہا ہے۔ مسلمانو! ذرا غور کرو کہ داماد احمد بیگ نہ تو اڑھائی برس میں مرا اور نہ ان کے سامنے مرا۔ بلکہ اب تک زندہ ہے اور مرزا قادیانی کے ہر بد سے بدتر ہونے کا ثبوت علی الاعلان دے رہا ہے۔ حالانکہ اس کے مرنے کو مرزا قادیانی خدا کا سچا وعدہ بتا رہے ہیں۔

جس سے خود تو جھوٹے ہوئے ہیں لیکن اپنے ساتھ خدا کو بھی جھوٹا اور وعدہ خلاف بنایا۔ اس کی مزید تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ دوم میں دیکھئے۔ اب اس کے بعد بھی مرزا قادیانی کو نبی و مسیح ومہدی تو کیا ایک سچا مسلمان ماننا بھی صریح گمراہی نہیں تو اور کیا ہے؟

اب ذرا تیسرا قول بھی مرزا قادیانی کا ملاحظہ کیجئے۔ جس میں اس پیش گوئی کے ساتھ ساتھ اپنے جھوٹے ہونے کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی مرزا قادیانی کے رقیب داماد احمد بیگ کے مرنے ہی کے متعلق ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے دونوں قول ضمیمہ انجام آتھم کے تھے اور یہ خاص قول انجام آتھم کا ہے۔ لکھتے ہیں کہ: ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘ (حاشیہ انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱)

اس میں آپ لکھتے ہیں کہ داماد احمد بیگ کے مرنے کی پیش گوئی تقدیر مبرم ہے۔ یعنی لم یٹل ہے۔ کسی صورت سے اس کے خلاف ہو نہیں سکتا اور طرّہ یہ ہے کہ اس کو آپ لفظ مکرر بار بار کے ساتھ اپنے مریدوں کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ داماد احمد بیگ ضرور مرے گا۔ پھر اس کے بعد والی عبارت سچائی سے کس قدر بھری ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اب اس میں یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ اس کا مرنا مرزا قادیانی کی زندگی ہی میں تقدیر مبرم ہے۔ اب اس دنیا کے رہنے والے عموماً اور مرزائی حضرات خصوصاً غور کریں اور دیکھیں کہ داماد احمد بیگ کے مرنے کی پیش گوئی ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء میں کی گئی تھی اور آج اگست ۱۹۲۱ء ہے جس کو ملانے سے عرصہ ۳۳ برس کا ہوتا ہے اور اس کا نکاح ۱۸۹۲ء میں ہوا اور مرزا قادیانی اپنی حسرت وارمان کے ساتھ تشریف لے گئے ۱۹۰۸ء میں، تو اس حساب سے خود مرزا قادیانی کی زندگی میں وہ داماد احمد بیگ سولہ برس تک ان کی تقدیر مبرم اور خدائی وعدہ کا مقابلہ کرتا رہا۔ اب اہل حق خود فیصلہ کر لیں کہ جب داماد احمد بیگ اب تک زندہ ہے اور مرزا قادیانی اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے تو مرزا قادیانی جھوٹے ہوئے یا نہیں اور صرف جھوٹے نہیں بلکہ بار بار جھوٹے ہیں اور عربی، فارسی، اردو اور تینوں میں جھوٹے ہوئے اور یہ مسلم ہے کہ ایسا جھوٹا شخص ہرگز نبی، مسیح، مہدی نہیں ہوسکتا۔ وما علینا الا البلاغ المبین!

ابومحمود محمد اسحٰق غفرلہ الرزاق
یکم؍ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۲۳)

مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس میں مرزائیوں کے فریبوں کو ظاہر کر کے مسلمانوں کو ان سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے اور مرزائیوں نے جواب ایک نیا فریب نکالا ہے کہ علماء کے سامنے پہیلیاں پیش کر دیتے ہیں۔ ان کے اس فریب کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی ہے اور مثال میں چند پہیلیاں پیش کر کے دندان شکن جواب دیا گیا ہے اور اس کے جواب میں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے دلائل اور ان کے اعلانیہ ۸۳ جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔

ہمدردان اسلام! یہ خاکسار کچھ ضروری دینی بات آپ سے کہنا چاہتا ہے۔ آپ اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں اور گروہ مرزائی قادیانی کو سمجھائیں۔ تمام اہل اسلام اس کو دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت اسلام نہایت ضعیف ہوگیا ہے اور باوجود اس کے کہ دنیا میں تیس چالیس کروڑ مسلمان شمار کئے جاتے ہیں۔ مگر اس تعداد کثیر کے بعد بھی کچھ نہیں کر سکتے اور نہ کچھ کرنے کا خیال ہے۔ ایسے نازک وقت میں مرزا قادیانی اٹھے اور تمام امت محمدیہ یعنی بہترین امت کے خلاف دعویٰ نبوت کر کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہہ دیا کہ بجز چند آدمیوں کے اس کا حاصل یہی ہوا کہ دنیا مسلمانوں سے خالی ہوگئی اور دین اسلام گویا مٹ گیا۔ مرزا قادیانی کی نبوت اور مسیحیت کا یہ نتیجہ ہوا۔ اب مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اپنے مریدوں سے چندہ لے کر ایک نیا اسلام پھیلانا چاہتے ہیں۔ مگر طالبین حق اور ہمدردان اسلام جنہیں کچھ بھی علم ہے اور اسلام کا درد ہے وہ علمائے اسلام کے رسائل ملاحظہ کر چکے ہوں گے۔ جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا، کذاب ہونا قطعی طور سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ مگر مرزائی حضرات سے جب مقابلہ ہوتا ہے تو ابتداء سے ان کا یہی معمول رہا ہے کہ پہلے حیات وممات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کرنے کو کہتے ہیں اور کبھی ختم نبوت پر بحث کرنے کے لئے آمادگی ظاہر کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کے صادق یا کاذب ہونے کی گفتگو سے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ انہیں بھی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا یقین ہے۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ ان علمی بحثوں کو چھیڑ کر عوام کو پھنسا دیا جائے۔ کیونکہ وہ علمی باتیں سمجھیں گے نہیں۔ اس طور سے مرزا قادیانی کے کذب اور ان کی اصلی حالت پر پردہ پڑا رہے گا۔ حالانکہ علمائے اسلام نے بڑے بڑے

رسائل حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کے ثبوت میں لکھے ہیں اور وہ چھپ کر مشتہر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ رسالہ لاثانی درکذب مسیح قادیانی عنقریب چھپا ہے۔اس میں چودہ رسالوں کے نام مع کیفیت لکھے ہیں اور یہ رسالہ قادیان بھیجا گیا ہے۔ اسی طرح مطول اور مختصر مختلف عنوان وطریقوں سے اثبات ختم نبوت میں میرے علم میں گیارہ رسالے لکھے گئے ہیں اور مشتہر ہو چکے ہیں اور قادیان بھیجے گئے ہیں۔ان رسائل کے نام ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں رسائل

(۱)الالہام الصحیح فی حیات المسیح۔(۲)شمس الهدایۃ۔ (۳)سیف چشتیائی۔(۴)الفتح الربانی۔(۵)الحق الصریح فی حیات المسیح۔ (۶)البیان الصحیح فی حیات المسیح۔(۷)شہادۃ القرآن حصہ اوّل۔ (۸)شہادۃ القرآن حصہ دوم۔(۹)رسالہ مذاہب الاسلام۔(۱۰)صحیفہ رحمانیہ نمبر۵۔ (۱۱)رسالہ النجم لکھنؤ جلد۱۰ نمبر۱۳۔(۱۲)موازنۃ الحقائق۔(۱۳)درۃ الدرانی علی رد القادیانی۔(۱۴)السیف الاعظم۔(۱۵)رسالہ حیات المسیح۔یہ آٹھ جز کا رسالہ نہایت خوبی سے لکھا گیا ہے۔ان شاء اللہ! عنقریب چھپے گا۔(۱۶)شفاء للناس۔ (۱۷)بیان للناس۔(۱۸)فتح ربانی درمباحثہ قادیانی۔(۱۹)تشہید المبانی لرد القادیانی۔

اب ناظرین اہل حق ملاحظہ کریں کہ حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ ایسا مہتم بالشان اور ضروری ہے کہ مرزائی سب سے اوّل اسی مسئلہ کو پیش کرتے ہیں اور اس میں بحث کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔الحمدللہ! کہ میں نے اس مسئلہ کی تحقیق میں انیس رسالے پیش کئے جن سے معلوم ہوا کہ ہمارے علماء نے یہ انیس دلیلیں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں بیان کی ہیں اور آج تک کوئی قادیانی جواب نہیں دے سکا۔

ختم نبوت کی بحث میں رسائل

(۱)تردید نبوت قادیانی ۲۲۴صفحات کا رسالہ ہے۔(۲)ختم نبوت۔ (۳)الخلافۃ فی خیرالامۃ۔(۴)ختم النبوۃ فی الاسلام۔یہ بڑا رسالہ ہے جس میں قرآن شریف کی دس آیتوں اور ۴۳صحیح حدیثوں سے ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔عنقریب چھپنے والا ہے۔(۵)صحیفہ رحمانیہ نمبر۵۔(۶)صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴۔(۷)صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۵۔(۸)صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۶۔(۹)صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۷۔(۱۰)صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۱۔(۱۱)صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۔

ختم نبوت پر یہ گیارہ رسالے پیش کئے گئے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی یہ گیارہ دلیلیں ہوئیں۔مگر جب یہ دیکھا جائے کہ بعض رسالے متعدد دلائل پر مشتمل ہیں۔مثلاً ختم النبوۃ فی الاسلام میں اس مسئلہ کو قرآن شریف کی دس آیتوں اور تینتالیس حدیثوں سے اور اجماع امت سے ثابت کیا ہے۔ چونکہ ہرایک آیت اور ہرایک حدیث اور اجماع امت ثبوت مدّعا کے لئے ایک کامل دلیل ہے۔اس لئے ایک رسالہ میں چون دلیلیں مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی بیان ہوئی ہیں۔اس سے بالیقین ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی چونسٹھ دلیلوں سے جھوٹے ہیں۔ اب مذکورہ انیس دلیلوں کو بھی ملا لیجئے تو ۸۴ دلیلیں ہوئیں۔اب میں تمام قادیانیوں سے کہتا ہوں وہ ان دلائل کو خوب یاد رکھیں اور آئندہ اور دلیلیں پیش کی جائیں گی۔اب یہ کہنا ہے کہ باوجود ان رسالوں کے جن میں تراسی دلیلوں سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا گیا ہے پھر بھی باربار کہا جاتا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مر گئے۔مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے مرجانے سے ایسا جھوٹا کذاب جس نے اعلانیہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں جھوٹ بولے ہوں اور انبیائے کرام کی توہین کی ہو اور اپنے پختہ اقراروں سے جھوٹا اور بدترین خلائق ثابت ہوگیا ہو۔ایسا شخص مسیح موعود ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح ختم نبوت کا حال ہے یعنی اگر فرض کرلیا جائے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی مگر نہایت ظاہر ہے کہ ایسا فریب دینے والا دہریہ جیسے مرزا قادیانی ہیں۔کسی طرح نبی یا مجدد نہیں ہوسکتا۔ یہ دو فریب تو عرصہ سے مرزائی حضرات کے تھے مگر جب ان دو دعوؤں کے ثبوت میں لاجواب رسالے لکھے گئے تو اپنے دل میں عاجز ہوکر ایک نیا فریب نکالا کہ عرب کے چند اشعار اور کچھ عبارت عربی میں میرے پاس بھیجے ان میں پہیلیاں ہیں۔ پہلے دستور تھا کہ مجلسوں میں بطور مذاق یا بطور دوستانہ امتحان کے لئے اشعار بیان کئے جاتے تھے اور اسی طرح نثر عبارت بھی لکھی جاتی تھی اور کسی مجلس میں اپنے احباب کے سامنے پیش کرکے اس کا مطلب دریافت کیا جاتا تھا۔اکثر کم سن لڑکیاں اپنی سہیلیوں سے پوچھتی تھیں، اہل علم نے ایسے اشعاروں میں رسالے لکھے ہیں۔مگر علمائے کاملین کی اس طرف توجہ نہیں دیکھی گئی۔ ناظرین کی طبیعت خوش کرنے کے لئے اور مرزائیوں کے فریب سے واقف ہونے کے لئے تین پہیلیاں عربی وفارسی واردو کی لکھتا ہوں۔جن کا مطلب بجز ان کے جن کو پہیلیوں سے

واقف ہونے کا مذاق ہوخواہ وہ معمولی ہی پڑھے کیوں نہ ہوں۔ دوسرانہیں بتا سکتا۔

عربی زبان میں پہیلی

رایت و کم فی الدھر من عجب　　شیخا و جاریۃ فی جوف عصفور

فارسی زبان میں پہیلی

بہ تجنیس و بہ تقلیب و بہ تردیف　　زروے یار خواہم ضد شرقی

اردوزبان میں پہیلی

اندھا بہرا گونگا بولے گونگا آپ کہاں　　دیکھ سفیدی ہوت انگارا گونگے سے بھڑ جائے

بانس کا مندرواہ کا باسا باشی کا وہ کھاجا　　سنگ ملی تو سر پر راکھیں واہ کور او راجا

سی سی کر نام بتایا تا میں بیٹھا ایک　　الٹا سیدھا ہر پھر دیکھو وہی ایک کا ایک

بھید پہیلی میں کیسی کہی سن لے میرے لال　　عربی، ہندی، فارسی تینوں کرو خیال

ناظرین! یہ عربی، فارسی، اردو کی پہیلیاں ہیں۔ اب مرزائی حضرات بتائیں کہ اس کا مطلب کیا ہے اور بخوبی ممکن ہے کہ کوئی معمولی لکھا پڑھا جسے پہیلیوں کے سمجھنے کا مذاق ہو اس کا مطلب بیان کر سکتا ہے۔ مگر اس سے کیا وہ شخص علمائے کاملین سے ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں اور اگر کوئی ذی علم ایسے اشعار کے مطلب سے واقف نہ ہو تو اس کے علم اور کمال میں ہرگز کوئی بٹہ نہیں آ سکتا۔ مرزا قادیانی کا جھوٹا اور فریبی ہونا کوئی پہیلی نہیں ہے کہ جو ہر ایک اس سے واقف نہ ہو سکے۔ اس کا جھوٹا ہونا تو اظہر من الشّمس ہے۔ اس واقف ہونے کے لئے علم کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی معمولی اردو خواں ہو یا کچھ نہ پڑھا ہو اور صرف اردو زبان جانتا ہو تو وہ مرزا قادیانی کے اقوال دیکھ کر یا سن کر بے تامل کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار سے جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ہیں۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے ثبوت میں سینکڑوں رسالے ہمارے علماء نے ایسے لکھے ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کا کذاب اور دجال ہونا نصف النہار سے زیادہ روشن ہو گیا۔ اب ان کو جھوٹا جاننے کے لئے قابلیت اور علم کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں غیر ضروری بات کی طرف توجہ کر کے اپنے اوقات کو خراب نہیں کرتا۔ البتہ اس کے علاوہ مجھے اپنی قابلیت کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ فقرہ!

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید

ہمارے ایک قابل برادر نے مرزا قادیانی کے اس معجزے کی خوب دھجیاں اڑائی

ہیں۔ جسے مرزا قادیانی نے عربی میں لکھ کر اپنی قابلیت ظاہر کی تھی اور اسے چندروزہ معجزہ کہا تھا اور اعجاز احمدی اس کا نام رکھا تھا۔ مولانا سید غنیمت حسین صاحب نے اس کا کیسا خاکہ اڑایا ہے اور اس کے قصیدہ اعجازیہ میں سینکڑوں ان کے جھوٹ اور سینکڑوں ان کی عربیت کی غلطیاں دکھائی ہیں۔ رسالہ ''ابطال اعجاز'' مرزا قادیانی اس کا نام رکھا ہے۔ دوحصوں میں وہ چھپا ہے۔ اس میں عربیت کی قابلیت دیکھو کہ مرزا قادیانی نے جس عربیت کا دعویٰ اعجاز کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اس کے مثل کوئی نہیں بنا سکتا۔ (اس میں درپردہ قرآن شریف کے اعجاز کا ابطال ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جس طرح خدا قرآن مجید میں اپنے کلام کے بینظیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے کلام کے بینظیر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی کوئی خصوصیت نہیں ہے) مگر ہمارے مولانا ممدوح نے صرف اس کے مثل ہی نہیں بنایا بلکہ اس سے بہت افضل بنا کر ان کے اعجاز کو پامال کر کے ان کو جھوٹا اور فریبی ثابت کر دیا۔ پھر ہمارے سامنے تھوڑی سی عربی عبارت پیش کر کے اپنی قابلیت دکھلانا چاہتا ہے اور عوام کو بہکاتا ہے۔ جب تیرے بڑے مرشد کو عربیت میں کامل درجہ پامال کر دیا تو تیری اور تیرے بھائیوں کی کیا ہستی ہے؟ مگر عوام کی خیرخواہی کے لئے مرزا ہی کے رسالوں سے ان کا جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ہونا خواص وعوام پر ظاہر کرتا ہوں۔ ان کے رسالے اردو میں بھی ہیں اور فارسی میں بھی ہیں اور ٹوٹی پھوٹی عربی میں بھی ہیں اور مرزا قادیانی نے اپنی عربی کا ترجمہ فارسی اور اردو میں بھی کر دیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے رسالوں سے ان کے اقوال سے ان کے اقراروں سے ان کا جھوٹا ہونا ہم ثابت نہ کر سکیں۔ ہر ایک سمجھدار بے تامل کہہ دے گا کہ ضرور ثابت کر سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا جھوٹ اور فریب ثابت کرنا اس پر موقوف نہیں ہے کہ عربی کا ادب بھی کمال طور پر جانتا ہو۔ عربی میں بہت سے علوم ہیں۔ منطق وفلسفہ وریاضی، وہیئت، وہندسہ وغیرہ اب ان علوم میں سے تو خلیفہ محمود یا ان کی جماعت کے دوسرے لوگ کوئی علم بھی نہیں جانتے۔ اگر دعویٰ ہو تو سامنے آئیں اور ہماری باتوں کا جواب دیں یا ہم کو اپنے یہاں بلائیں اور ایک جماعت کے سامنے مقابلہ ہو۔ مگر یہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ جب وہ ایسے جاہل ہیں تو اپنے باپ کی حقانیت کو کس طرح جانا بالخصوص اس وجہ سے کہ ہمارے علماء نے مرزا قادیانی کی کذابی پر بہت رسالے لکھے ہیں۔ چنانچہ انیس رسالے حیات مسیح علیہ السلام پر اور گیارہ رسالے ختم نبوت پر پہلے دکھائے گئے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی کی

کذابی پرتیس دلیلیں اجمالی پیش کی گئی ہیں۔اب میں ان کے علاوہ چند دلیلیں پیش کرتا ہوں جو ان کے کذب کو بصراحت ظاہر کر رہی ہیں اور صرف کذب ہی نہیں ہے بلکہ ان کو بدترین خلائق ثابت کرتی ہیں۔اگر حوصلہ ہے تو ان کا جواب دیں۔مگر ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ خلیفہ صاحب کیا ان کی ساری جماعت جواب نہیں دے سکتی ہے۔خلیفہ قادیان اپنی جماعت کی اگرچہ خوب حجامت کرتے ہیں اور ان سے روپیہ لوٹتے ہیں۔مگر ہماری حقانیت اور سچی باتوں کا جواب نہیں دے سکتے۔جس طرح چاہیں امتحان ہو جائے۔مرزا قادیانی قطعاً اور یقیناً بلاشبہ جھوٹے،فریبی،دہریہ ہیں۔اس کے ثبوت میں سینکڑوں رسالے بنظر خیرخواہی لکھ کر اور چھپوا کر مشتہر کئے گئے ہیں۔مگر ان کا دیکھنا بھی تو خلیفہ قادیان کو اور ان کے مددگاروں کو ناگوار ہے اور اپنے مریدین کو تاکید کر دی ہے کہ مخالفین کا کوئی رسالہ نہ دیکھیں۔ورنہ ایمان جاتا رہے گا۔یہ صاف روشن دلیل ہے کہ اگر ہمارے مریدین ان رسالوں کو دیکھ لیں گے تو مرزا قادیانی سے پھر جائیں گے اور انہیں جھوٹا یقین کریں گے۔لیکن اس پر بھی میں چند دلیلیں نہایت مختصر اور بہت واضح لکھ کر پیش کرتا ہوں شاید اس میں ان کا بھلا ہو جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیلیں

<u>پہلی دلیل</u>: مرزا قادیانی اپنے رسالہ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱) میں لکھتے ہیں: ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔‘‘

اے بھائیو! ذرا اس پر غور کرو یہ مرزا قادیانی کا قول اردو زبان میں ہے جس کو ہندوستان میں ہر ذی علم اور جاہل سے جاہل بھی سمجھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹے ہونے کا صریح اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے یعنی میری پیشین گوئی پوری نہ ہو اور میں اس کے سامنے مر جاؤں تو میں جھوٹا ہوں۔اب پڑھے لکھوں اور جاہلوں نے جب یہ بات دیکھ لی اور اکثر نے یقینی طور سے اسے سن لیا کہ مرزا قادیانی داماد احمد بیگ کے سامنے مر گئے اور وہ داماد برسوں تک مرزا قادیانی کے بعد موجود رہا اور بہت لوگ بلکہ خود مرزائی اسے دیکھتے رہے تو کوئی ایماندار مرزا قادیانی کے اقراری جھوٹا ہونے میں تردد نہیں کر سکتا۔اس کے سمجھنے میں کسی طرح کا علم درکار نہیں ہے۔اس کا یقین خلیفہ قادیان صاحب کو ضرور ہے۔مگر نفس پرستی اور دنیا کی کمائی اس کے اظہار کو

روکتی ہے اور مرزا قادیانی کے دہریہ پن کا اثر زیادہ انہیں مانع ہوتا ہے۔ ورنہ ایسے اعلانیہ اقرارات مرزا قادیانی کو جھوٹا جاننے کے لئے کسی طرح مانع نہیں ہو سکتے۔

دوسری دلیل: یہ دلیل بھی مرزا قادیانی کا اقرار ہے اور نہایت پختہ اور مستحکم اقرار ہے اور اردو زبان میں اقرار ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک ذی علم اور جاہل اردو جاننے والا بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو، مرزا قادیانی اپنے رسالہ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸) میں لکھتے ہیں اور پہلے جملہ کو موٹے قلم سے لکھا ہے۔ ''یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں، یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں، یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا۔''

ناظرین! ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی کا یہ قول نہایت صاف اردو زبان میں ہے جس میں صاف طور سے احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیشین گوئی کی ہے اور بڑے زور سے کہتے ہیں کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ یعنی بدترین خلائق ہوں گا۔ دنیا میں مجھ سے بدتر کوئی نہ ہوگا۔ اس دعویٰ کو چھ تاکیدوں سے مؤکد فرمایا ہے۔ ان کا یہ دعویٰ ہر ایک اردو بولنے والا اور سمجھنے والا سمجھے گا کہ مرزا قادیانی نے احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیشین گوئی جس طرح پہلے کی تھی اور کہا تھا کہ اگر وہ میرے سامنے نہ مرے اور میں اس کے سامنے مر جاؤں تو میں جھوٹا ہوں۔ اب اس قول میں اس سے زیادہ ترقی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے بلکہ میں اس کے سامنے مر جاؤں تو صرف جھوٹا ہی نہیں ہوں گا بلکہ بدترین خلائق ہوں گا۔

اب مرزائی حضرات فرمائیں کہ اس صاف بیان کے سمجھنے کے لئے کون سے علم کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے آپ نے چند اشعار یعنی چند پہیلیاں عربی کی لکھ کر بھیجی ہیں۔ (جن کی طرف کسی ذی علم اہل کمال کو توجہ نہیں ہوتی) اور جہلاء کے بہکانے کے لئے ہمارے علم کا امتحان لیا ہے اور لطف یہ ہے کہ مرزا قادیانی اس دعویٰ کو صرف تاکیدوں اور صفائی سے ہی بیان نہیں کرتے بلکہ بار بار اسے کہتے ہیں اور توجہ دلاتے ہیں۔ چنانچہ انہیں چار صفحوں میں

یعنی ص۵۴ سے لے کر ص۵۷ تک تین چار جگہ احمد بیگ کے داماد کے مرنے کو بیان کیا ہے۔ یعنی ص۵۴ میں قول مذکور بیان کر کے ص۵۷ میں بیان کرتے ہیں۔''اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلی بکری سے مراد مرزااحمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ص۳۴۱)

اس قول میں پہلے جز کی شرح مرزاقادیانی نے یوں کی کہ اس سے مراد مرزااحمد بیگ کی موت ہے اور دوسری جز کی شرح اس طرح کی کہ اس سے مراد احمد بیگ کا داماد۔ یعنی منکوحہ آسمانی کے شوہر کی موت ہے اور پہلے قول میں مرزاقادیانی کا یہ دعویٰ لکھا گیا:''یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔''

یہاں ناظرین خیال فرمائیں کہ ہر ایک اردو جاننے والا بخوبی سمجھ لے گا کہ دوسرے جز سے مرزاقادیانی کا مطلب بقول خود احمد بیگ کے داماد کی موت ہے اور وہ ہرگز پورا نہ ہوا۔ یعنی مرزاقادیانی دنیا سے تشریف لے گئے اور احمد بیگ کا داماد نہ مرا اور مرزاقادیانی کی پیشین گوئی نہ ہوئی اور بقول خود ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرے۔ اس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد پھر اس دعویٰ کی تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو۔ کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے چار سطر کے بعد پھر اس کی تاکید کی۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ اس پیشین گوئی کے سچے ہونے پر مرزاقادیانی کو کس قدر وثوق ہے کہ بار بار متعدد مقامات میں مختلف طور پر اس دعوے کو پیش کر کے اس کا یقین دلاتے ہیں۔ تاکیدوں کی بوچھاڑ لگادی ہے۔ مگر بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے مرزاقادیانی کی سچی حالت کو ظاہر کر دیا اور ان کا جھوٹا ہونا دنیا کو دکھا دیا اور ایسا صاف وصریح طور سے کہ کسی عام وخاص بلکہ جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ جس ملک میں مرزاقادیانی پیدا ہوئے اس ملک کی جو زبان ہے اس کے جاننے والے جب مرزاقادیانی کی موت کی حالت معلوم کریں گے اور اس پیشین گوئی کا انہیں علم ہوگا تو مرزاقادیانی کو ضرور جھوٹا کہیں گے۔ اس میں کسی علم کا دخل نہیں ہے۔ مرزاقادیانی کا جھوٹا ہونا ہر بے علم پر بھی ظاہر ہو جائے گا اور جو اس قول کو معلوم کر کے ان کی موت کو معلوم کر چکے ہیں انہیں ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوگیا ہے۔ اب خلیفہ صاحب اور ان کے خاص پیرو اعلانیہ کذب کی دلیلیں دیکھ کر کچھ توجہ نہیں کرتے اور مخلوق کو گمراہ کرنے میں کوشش کر رہے ہیں۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے تمام مرید انہیں چندہ دیتے ہیں۔ یعنی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ پیش کرتے ہیں۔ جو مرزا قادیانی اپنی اولاد کے لئے مقرر کرا گئے تھے اور بڑے لطف اور مزے سے ان کی دنیا گزرتی ہے اور پیٹ بھرتا ہے اور آخرت تو ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے اور نہ اس کی پرواہ ہے۔ اگرچہ وہ زبان سے اقرار نہ کریں مگر مرزا قادیانی اپنے پختہ اقراروں سے نہایت صاف طور سے جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ مگر ان کے ماننے والے انہیں جھوٹا نہیں مانتے۔ اس کے سمجھنے میں اور ان کو جھوٹا جاننے میں کسی علم یا کسی دقیق فہمی کی ضرورت نہیں ہے۔ اب انہوں نے ہمارے امتحان کے لئے چیستان اشعار لکھ کر بھیجے ہیں تو اس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ہم نے جو مرزا قادیانی پر اعتراضات کئے ہیں ان کے جواب سے عاجز ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ رسالہ چیلنج محمدیہ لکھ کر ایڈیٹر الفضل اور خلیفہ محمود کے پاس بھیجا گیا۔ مگر آج تک کوئی جواب وہاں سے نہیں آیا۔ یہ رسالہ ۱۳۳۹ھ میں چھپا ہے۔ یہی رسالہ مکرر مع کچھ اضافہ کے ۱۳۴۰ھ میں چھپا ہے اور ایڈیٹر الفضل اور خلیفہ محمود کو پھر دوبارہ رجسٹرڈ شدہ بھیجا گیا ہے۔ مگر سوادم بخود رہنے کے جواب نہیں آیا۔ مگر اپنے برادروں کے بہکنے کا خیال ہوا۔ اس لئے ایک فضول بات پوچھتے ہیں تاکہ اپنے برادروں سے کہہ دیں کہ ہماری بات کا جواب نہیں دیا اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ مولوی صاحب بالکل جاہل اور ناسمجھ ہیں۔ ہمارے حضرت مرزا قادیانی کی باتوں کو نہیں سمجھتے۔ اب ہم ان کے برادروں سے خیر خواہانہ کہتے ہیں کہ خدا سے ڈرو۔ ایک دن مرنا ہے اور قیامت میں اللہ تعالیٰ کو منہ دکھانا ہے۔ ہماری تحریر کو ملاحظہ کرو اور ایسے اعلانیہ جھوٹے اور کذاب سے علیحدہ ہو۔ ہم ان کے مہملات کی طرف کچھ توجہ نہ کریں گے۔ مسلمانوں کی خیر خواہی کی غرض سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا نہایت کامل طور سے ثابت کیا ہے اور کرتے رہیں گے اور یہ یقینی بات ہے کہ خلیفہ صاحب اور ان کے پیرو جھوٹ اور فریب ظاہر کرتے رہیں گے اور قیامت میں اپنے ساتھ اپنے پیروؤں کو لے کر جہنم میں جائیں گے۔

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دو دلیلیں ختم ہوئیں۔ یہ کوئی عقلی اور نقلی دلیلیں نہیں ہیں جن کے سمجھنے میں قادیانی جاہلوں کو تأمل ہو بلکہ نہایت ظاہر اور کھلے طور پر مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ہونے کا اردو زبان میں اقرار کیا ہے۔ اب تیسری دلیل ملاحظہ کیجئے اور مرزا قادیانی کے وہ اقوال دیکھئے جن میں انہوں نے اپنی نبوت

کی خاک اڑائی ہے اور اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔

تیسری دلیل: جو پانچ دلیلوں پر مشتمل ہے یعنی ان کے پانچ قول نقل کئے جاتے ہیں اور ہر قول انہیں اور ان کے خلیفہ اور ان کے تمام مریدوں کو جھوٹا اور کذاب ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ ص۲۷ حاشیہ) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

پہلا قول: ''کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت: ''ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین'' کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔''

ناظرین اس قول کو اچھی طرح ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی اس قول میں دعویٰ نبوت ورسالت سے قطعی طور سے انکار کرتے ہیں اور تین جگہ لفظ نبوت ورسالت دونوں لائے ہیں اور آخر قول میں نہایت صاف طور سے ظاہر کر دیا ہے کہ نبوت اور رسالت دو چیزیں ہیں۔ کیونکہ لکھتے ہیں: ''حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ نبوت ورسالت دو چیزیں ہیں۔ اس کے دو ہونے کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ تشریعی وغیرتشریعی۔ اب ظاہر ہے کہ دعویٰ نبوت کے یہ معنی ہیں کہ نبوت غیرتشریعی کا مدعی ہے اور دعوائے رسالت کا یہ مطلب ہے کہ نبوت تشریعی کا مدعی ہے۔ اب مرزا قادیانی کے قول کا حاصل یہ ہوا کہ میں صاحب شریعت یا غیرشریعت کسی طرح کی نبوت کا مدعی نہیں ہوں۔ جب اس قول سے نہایت صفائی سے یہ ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی ہر قسم کی نبوت سے انکار کرتے ہیں تو اس کے بعد پانچ قول ان کے اور نقل کئے جاتے ہیں۔ ان کے معنی بھی بالضرور یہی ہوں گے یعنی ہر قسم کی نبوت سے انہیں انکار ہے۔ اسی وجہ سے وہ اپنے قصیدہ نعتیہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی مدح لکھتے ہیں۔

دوسرا قول: مصرعہ ''ہر نبوت را بروشد اختتام''

(سراج منیر خط وکتابت ص ح، خزائن ج۱۲ ص۹۵)

یعنی ہر قسم کی نبوت تشریعی وغیرتشریعی کا آنحضرت ﷺ پر خاتمہ ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے نہایت صفائی سے اپنے آپ کو اور اپنے خلیفہ کو اور تمام مریدوں کو منکر قرآن اور کافر قرار دیا ہے اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ قرآن شریف میں لفظ خاتم النّبیین

ہے۔اس کے معنی یقینی طور سے آخرالنّبیین کے ہیں اور مصدق اور مہر وغیرہ کے معنی جواب قادیانی بنارہے ہیں ان معنی کو مرزا قادیانی کفر ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس معنی کو ایسا یقینی کہتے ہیں کہ اس کا منکر کافر ہے۔قول مذکور کے پانچ سطر کے بعد فرماتے ہیں:

تیسرا قول: ''اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔'' (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ص ۲۷، حاشیہ)

اس قول کے الفاظ بھی نہایت ظاہر طور سے بتارہے ہیں کہ مرزا قادیانی کو ہر قسم کی نبوت سے انکار ہے۔

چوتھا قول: اسی طرح مرزا قادیانی رسالہ (حمامتہ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷) میں لکھتے ہیں: ''ما کان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' یعنی یہ مجھ سے کسی طرح نہیں ہوسکتا کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے جاملوں۔

پانچواں قول: دیکھو (آسمانی فیصلہ ص۴، خزائن ج۴ ص۳۱۳) میں مرزا غلام احمد قادیانی تحریر کرتے ہیں: ''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' دیکھئے اس قول میں بھی کس صفائی سے عام نبوت سے انکار کیا ہے۔

چھٹا قول: (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱) میں تحریر کرتے ہیں: ''قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔'' جب حضرت جبرائیل کا آنا بہ پیرایہ وحی مسدود ہے تو کسی قسم کی نبوت نہیں ہوسکتی۔ یہ چھ قول ان کے جھوٹے ہونے کی چھ دلیلیں ہوئیں۔جن کو اقراری ڈگری کہنا چاہئے۔

اب دیکھا جائے کہ ان چھ قولوں میں کس صفائی اور کس زور وشور سے مرزا قادیانی نے ختم نبوت کا اقرار کیا ہے اور منکر ختم نبوت کو منکر قرآن اور کافر ٹھہرایا ہے۔ یہ قول مرزا قادیانی کا ایسا سچا اور صحیح ہے کہ گزشتہ تیرہ سو برس کے عرصہ میں جو علمائے کاملین اور بزرگان دین نے فرمایا ہے اور اپنی کتابوں میں لکھا ہے اس کے بالکل مطابق ہے۔ چنانچہ صاحب الیواقیت والجواہر لکھتے ہیں: ''اعلم ان الحق تعالیٰ ختم ظہور الانبیاء

بانقطاع النبوۃ والرسالۃ بعد موت محمد ﷺ'' (الیواقیت والجواہر ج۲ص۷۲)

صاحب الیواقیت والجواہر فرماتے ہیں کہ: ''اس کو اچھی طرح معلوم کرلو کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کو بند کردیا اور انبیاء کے ظہور کو روک دیا۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہ ملے گا۔''

پھر لکھتے ہیں: ''اعلم ان اللہ تعالٰی قد سد باب لرسالۃ علی کل مخلوق بعد محمد ﷺ'' (الیواقیت والجواہر ج۲ص۷۲)

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسالت کا دروازہ تمام مخلوق کے لئے بند کردیا۔

(الیواقیت والجواہر ج۲ص۳۷، بحث۳۵) میں ہے: ''اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انہ ﷺ خاتم المرسلین کما انہ خاتم النّبیین''

پھر لکھتے ہیں: ''فنحن نقطع بتحریم خرق اجماع الامۃ سواء علمنا لھم دلیلا فی ذلک ام لم نعلم''

یقینی طور سے معلوم کرلو کہ اس پر امت محمدیہ کا اتفاق ہوچکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم المرسلین اور خاتم النّبیین ہیں۔ یعنی نبوت تشریعی اور غیرتشریعی دونوں آپ ﷺ پر ختم ہوچکی ہیں۔ اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔ اس پر امت محمدیہ کا اتفاق ہوچکا ہے اور ہم یقینی طور سے اجماع امت محمدیہ کے خلاف کرنے کو حرام جانتے ہیں۔ ہمیں اس کی دلیل معلوم ہو یا نہ ہو۔

بغرض اختصار میں نے امت محمدیہ کے دو بزرگوں کے...... اقوال نقل کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ ختم نبوت پر تمام کاملین امت محمدیہ ﷺ کا اتفاق ہے۔ مرزا قادیانی کے مذکورہ چھ اقوال ان بزرگوں کے قول کے بالکل مطابق ہیں اور یہی چھ اقوال مرزا محمود کو اور ان کی تمام جماعت کو قطعی کافر اور منکر قرآن مجید ٹھہراتے ہیں۔ اب نہایت افسوس ہے کہ مرزا قادیانی ان سچے اقوال کے بعد زور وشور سے دعویٰ نبوت کرتے ہیں اور اپنے سچے اقراروں سے جھوٹے اور کافر بنتے ہیں اور تعجب یہ ہے کہ جماعت مرزائی کے ان سچے چھ قولوں کو جو تمام کاملین امت محمدیہ کے اقوال کے مطابق ہیں ان کو ردی بنا کر ان اقوال کو جن سے وہ بقول مرزا قادیانی اور بقول کاملین امت محمدیہ جھوٹے اور کافر ٹھہریں، صحیح مانتے ہیں اور ان پر زور دیتے ہیں۔ اب بعض وہ اقوال بھی ملاحظہ ہوں جن سے مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور تمام انبیاء پر افضلیت اظہر من الشّمس ہورہا ہے۔

پہلاقول: مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں لکھتے ہیں: ’’جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت محمدیہ میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ بس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔‘‘

محض جھوٹ ہے کوئی دلیل اس پر نہیں بیان کی گئی اور نہ بیان ہوسکتی ہے۔ اس قول میں مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بلکہ خلفائے اربعہ اور تمام صحابہ کرامؓ اور آل عظامؓ پر فضیلت دیتے ہیں جنہوں نے دنیا میں اسلام کو پھیلایا اور مرزا قادیانی نے تو بجز اس کے کچھ نہ کیا کہ تمام دنیا میں کفر کو پھیلا دیا۔ کیونکہ چالیس کروڑ مسلمان جو ساری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب کو کافر بنا دیا اور دنیا میں ایک اسلامی حکومت تھی وہ بھی اس کی نحوست قدم سے جاتی رہی اور وہاں بھی غلبہ کفار ہوگیا اور اب ان کے صاحبزادے تثلیث پرستوں پر اپنی جان و مال نثار کرنے کو کہتے ہیں اور اپنے باپ کو جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مرزا قادیانی بڑے زور وشور سے دعویٰ کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقولہ ہے کہ: ’’میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور اسی لئے کہ بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرتﷺ کی جلالت شان کو ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘

(اخبار البدر ج۲ نمبر۲۹ ص۴، مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

یہ مضمون تو اخبار البدر میں ہیں اور اس کی تائید اجمالی طور سے اس اعلان کے حاشیہ سے ہوتی ہے جو حقیقت الوحی سے پہلے ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے۔

’’میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔‘‘ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۱۶،۱۷، خزائن ج۲۲ ص۴۲۷ حاشیہ)

اس حاشیہ کے شروع میں یہ بھی لکھا ہے کہ: ’’میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔‘‘ (اخبار البدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء ملاحظہ ہو)

اب دعویٰ نبوت مرزا قادیانی کا دوسرا قول ملاحظہ ہو۔

دوسرا قول: ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔

(اخبار بدر مورخہ ۵/مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ص۱۲۷)

تیسرا قول: اسی (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ص۹۲) میں مرزا قادیانی بیان کرتے ہیں۔''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔''

چوتھا قول: مرزا قادیانی (استفتاء ص۸۷، خزائن ج۲۲ص۷۱۵) میں لکھتے ہیں:''اتانی مالم یوت احد من العلمین ''یعنی مجھے وہ فضل وکمال ملا جوتمام فضیلت بیان کی ہے اورصاف طور سے کہا ہے کہ جو بزرگی اور بڑائی اللہ نے مجھے دی ہے وہ کسی ولی اور کسی نبی کونہیں دی۔'' اس میں حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ بھی داخل ہیں۔ مسلمانو! غیرت کرنا چاہئے کہ ایک جھوٹا، کذاب، دجال اپنے آپ کو سرور عالم ﷺ سے افضل کہتا ہے۔(لعنة اللہ علیه وعلیٰ تابعیه)

یہاں صرف چار قول نقل کئے گئے ہیں جن صاحب کو زیادہ تفصیل دیکھنا ہو وہ رسالہ دعویٰ نبوت مرزا مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایون کو خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے منگوا کر دیکھیں۔ اس موقع پر یہ بھی خیال رہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت تشریعی اور غیر تشریعی دونوں کا ہے۔ صرف نبوت غیرتشریعی پر ان کو قناعت نہیں ہے۔ اس کا ثبوت متعدد رسالوں اور صحیفوں میں کیا گیا ہے۔ اس جگہ ان کا ایک قول اس باب میں نقل کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی رسالہ (اربعین نمبر۴ص۶، خزائن ج۱۷ص۴۳۵) میں لکھتے ہیں:''اگر کہو کہ صاحب الشریعۃ افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اوّل تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ صاحب شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعۃ ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ''یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اوراس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ ''یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے

جس میں باستیفا امراور نہی کا ذکر ہوتو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔''

دیکھئے اس عبارت میں کیسا وضاحت اور صفائی کے ساتھ مرزاقادیانی تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور اس کے قبل میں ان کا دعویٰ فضیلت دکھا چکا ہوں۔ اب مرزاقادیانی کے حرص کو ملاحظہ فرماویں کہ ان کو صرف دعویٰ نبوت وافضلیت تمام انبیاء پر اور صاحب الشریعۃ ہونے پر بس نہیں ہے۔ بلکہ دعویٰ خدائی بھی مرزاقادیانی کے مدنظر ہے۔ چنانچہ (الحکم ج۹ نمبر۷، مورخہ ۲۴رفروری ۱۹۰۵ء ص۱۲، تذکرہ ص ۵۲۷، طبع چہارم، حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص ۱۰۸، تذکرہ ص ۲۰۳، طبع چہارم) میں لکھا ہے۔

تازہ الہامات

۱...... ''حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا خاکسار پیپرمنٹ۔''

۲...... ''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون ''مرزاقادیانی اپنا الہام الٰہی یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ:''اب تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جب تو کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرے اور اسے تو کہہ دے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجائے گی۔''

اب ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ مرزاقادیانی صاف طور سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شئے پر قدرت دے دی ہے۔ جس شئے کا ہونا میں چاہوں وہ اسی وقت موجود ہوسکتی ہے۔ اب جن کو اللہ نے آنکھ دی ہے وہ اس قول کا جھوٹا ہونا ایسے ہی روشن رکھتے ہیں جیسے آفتاب چمکتا ہے۔ خاص وعام سب اسے دیکھتے ہیں۔ بھلا ہر چیز کو کیا موجود کرتے ایک ان کی معشوقہ منکوحہ آسمانی کے لئے سترہ اٹھارہ برس تک تڑپتے رہے۔ مگر وہ ان کے پاس نہیں آئی۔ اسی طرح اس کے شوہر کے لئے بہت کچھ رمالی کی اور اس کے مرنے کے لئے بہت کچھ پیشین گوئیاں کر کے جھوٹے اور بدترین خلائق بنے۔

(انجام آتھم اور اس کا ضمیمہ، خزائن ج۱۱ میں پورا ملاحظہ ہو)

مگر وہ نہ مرا اور مرزاقادیانی ہی تڑپتے ہوئے اس کے سامنے قبر میں گئے اور ان کے خلیفہ اور تمام مریدین اس کو زندہ مع الخیر دیکھتے رہے اور مرزاقادیانی کو تڑپاتے رہے۔ اب اس کا اقرار کر لینا چاہئے کہ مرزاقادیانی کے وہ اقوال جو ختم نبوت کے مخالف ہیں اس وجہ سے

ہیں کہ وہ در پردہ دہریہ تھے اور ان کے خلیفہ اور بعض مریدین کا بھی یہی حال ہے اور بعض ناواقف بے علم فریب میں آگئے ہیں اور اب بات کی پچ ہوگئی ہے۔ یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ مرزاقادیانی کے اقوال میں یہ اعلانیہ اختلاف اسی وجہ سے ہے کہ ان کے نزدیک خدا اور رسول کوئی چیز نہیں ہیں۔ پھر نبوت کا ختم ہونا یا نہ ہونا چہ معنی دارد۔ جیسا موقع دیکھا ویسا کہہ دیا۔ طالب حق کو فیصلہ آسمانی کے دیکھنے سے اس کا ثبوت اچھی طرح ہو جائے گا۔ خصوصاً مرزاقادیانی کے ان الہامی اقوال سے جو انہوں نے اپنی معشوقہ فرضی منکوحہ آسمانی کے لئے استعمال کئے ہیں۔ فیصلہ آسمانی کے پہلے حصہ کا ص۲۰،۲۱ مطبوعہ دہلی بار سوم ۱۹۱۷ء وغیرہ ملاحظہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اللہ ورسول پر کس کس طرح سے الزامات ان اقوال سے آتے ہیں۔ اسی طرح فیصلہ آسمانی کے تیسرے حصہ میں ۱۱۹ سے آخر تک دیکھئے کہ منکوحہ آسمانی کی نسبت جو جو الہامات الٰہی انہوں نے بیان کئے ہیں اس پیشین گوئی کے جھوٹے ہو جانے سے خدائے قدوس پر کس قدر الزامات آتے ہیں۔ بہرحال جماعت احمدیہ سے میں پوچھتا ہوں کہ جو گروہ مرزاقادیانی کو نبی مان رہا ہے وہ مرزاقادیانی کے مذکورہ پانچ قولوں سے کافر ہے یا نہیں؟ ضرور ہے کسی طرح سے اس سے انکار نہیں ہوسکتا اور اس انکار کو نبوت غیرتشریعی سے خاص کرنا سخت جہالت یا فریب دہی ہے۔ ہم ان کے الفاظ سے عموم ثابت کر آئے ہیں۔

یہاں تک مرزاقادیانی کے سات قول نقل کئے گئے۔ پہلے دو قولوں سے تو نہایت صاف طور سے ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی اپنے پختہ اقراروں سے جھوٹے اور ہر بد سے بدترین بدترین خلائق ہیں۔ کسی دوسری دلیل وحجت کی حاجت نہیں ہے اور دوسرے مذکورہ پانچ قولوں سے مرزامحمود اور ان کی تمام جماعت کافر اور منکر قرآن مجید ثابت ہوتی ہے اور جب مرزاقادیانی کے وہ اقوال دیکھے جاتے ہیں جن میں ان کا دعویٰ نبوت ہے تو ان اقوال سے خود مرزاقادیانی کافر اور منکر قرآن ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ خلیفہ محمود اپنے والد کو جھوٹا سمجھتے ہیں مگر چھپانا چاہتے ہیں۔ مرزاقادیانی کے ان اقوال سے خلیفہ محمود کے دل میں اپنے والد کا جھوٹا ہونا بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا۔ مگر چونکہ اپنے باپ کی جھوٹی نبوت کو نہیں چھوڑتے۔

حاصل یہ ہے کہ خلیفہ صاحب اپنے باپ کے مریدوں کو الٹے استرہ سے مونڈ رہے ہیں۔ مگر سخت افسوس ہے ان ماننے والوں کی عقل پر کہ علاوہ کذب پرستی کے مرزاقادیانی کا خود ان کے اقراروں سے جھوٹا اور بدترین خلائق ہونا دیکھ رہے ہیں اور ان سے علیحدہ نہیں

ہوتے۔ مرزائیوں کا حقانی رسالوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ انہیں نہ دیکھو ان کے دیکھنے سے ایمان جاتا رہے گا۔ صاف ثابت کرتا ہے کہ مرزا محمود اپنے دل میں بالیقین جانتے ہیں کہ ان رسالوں میں کامل طور سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا گیا ہے۔ اگر ہمارے مرید کسی وقت بنظر انصاف اسے دیکھیں گے تو بالضرور مرزا قادیانی کو جھوٹا مان لیں گے۔ یہاں تک تو مرزا قادیانی کے اعلانیہ اقراروں سے ان کا جھوٹا اور بدترین خلائق ہونا دکھایا گیا۔ اب ان کے چند وہ جھوٹ اور دروغگوئیاں دکھائی جاتی ہیں جن سے ہر ایک غیرت مند انسان پرہیز کرتا ہے اور اس دروغگو کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ مرزا قادیانی کے اعلانیہ جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔ صحیفہ محمدیہ کے پہلے نمبر کے شروع میں سات کتابوں کے نام لکھے گئے ہیں اور اس میں مرزا قادیانی کے جھوٹ گنائے ہیں۔ پہلا رسالہ یعنی فیصلہ آسمانی معہ تتمہ کے اس میں ۱۵۹ جھوٹ وفریب وغلطیاں دکھاتے ہیں۔ دوسرا فیصلہ آسمانی حصہ دوم اس میں ۶۹ جھوٹ وفریب وغلطیاں دکھائی ہیں۔ تیسرا فیصلہ آسمانی حصہ سوم اس میں ۹۰ جھوٹ ہیں۔ چوتھا دوسری شہادت آسمانی اس میں ۴۵ جھوٹ اور فریب مرزا قادیانی کے دکھائے ہیں۔ پانچواں النجم الثاقب اس میں ۴۲ جھوٹ ہیں۔ چھٹا مسیح کاذب اس میں ۲۴ جھوٹ وفریب دکھائے گئے ہیں۔ ساتواں ہدیہ عثمانیہ حصہ اوّل اس میں ۱۷ جھوٹ وفریب دکھائے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے مقابلہ کی معرکۃ الآراء پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے۔ اس سے کئی جھوٹ مرزا قادیانی کے ثابت کئے ہیں۔ انہیں دیکھئے۔

۱...... ان کا یہ کہنا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم میرے روبرو ہلاک ہوگا۔

۲...... دنیا میں وہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

۳...... میں اس کی زندگی میں ہرگز نہ مروں گا، میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔

۴...... ڈاکٹر عبدالحکیم مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔

یہ چاروں باتیں مرزا قادیانی کی جھوٹی ہوئیں اور اپنے اقرار سے لعنت کی موت سے مرے۔ اس کی تفصیل رسالہ آئینہ کمالات مرزا میں دیکھئے۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئیاں ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق بیان کر کے ان کا سراسر غلط ہونا تفصیل کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ علاوہ ان باتوں کے صحیفہ محمدیہ نمبر ۱۱ کے آخری صفحہ میں تین پیشین گوئیوں

کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے۔ غرضیکہ سات جھوٹ اور چار جھوٹی پیشین گوئیاں دکھائی گئی ہیں۔ اب ان کو سابقہ رسائل والے جھوٹوں کے ساتھ شمار کر لیجئے اور جمع کیجئے کہ سو جھوٹ ہوئے اور پھر تھوڑی سی عقل کو دخل دیجئے کہ جھوٹ ایسا جرم ہے کہ اگر ایک جھوٹ بھی کسی کا ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور جو ایسا جھوٹ بولے جس سے خدا پر الزام آئے تو حسب ارشاد خداوندی وہ جھوٹا ہے۔ مرزا قادیانی نے تو ہر قسم کے جھوٹ بولے ہیں۔ پھر ایسا جھوٹا شخص مسیح موعود مانا جائے۔ حیرت ہے یہی حضرت ہیں جنہیں خواجہ کمال مسیح موعود اور تمام اولیاء اللہ سے افضل مانتے ہیں اور بڑے فخر سے ان کی مدح میں یہ مصرعہ پڑھتے ہیں ۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ کہتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی۔ غیر معتبر اور جھوٹا ہونے کے لئے ایک جھوٹ کا ثبوت کافی ہے اور یہاں تو دو ورق میں اس قدر جھوٹ ثابت کر دیئے گئے اور دکھا دیا گیا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود کیا ہوتے۔ صلحاء اور راست باز جماعت میں بھی ان کا شمار نہیں ہوسکتا اور مونگیر سے لے کر بنگال اور حیدر آباد تک اور حیدر آباد سے قادیان اور لاہور اور پشاور تک ہزاروں دو ورقے شائع کر دیئے۔ مگر کسی قادیانی کی مجال تو نہ ہوئی کہ جواب دے۔ اگر ہم نے غلط کہا ہے تو مرزائی جواب دیں۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

اس صحیفہ کے نمبر۲ میں دوسرے طریقے سے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا ہے۔ یعنی احادیث صحیحہ سے یہ دکھایا گیا کہ شریعت محمدیہ ﷺ میں انبیاء کی توہین تحقیقاً اور الزاماً کسی طرح جائز نہیں ہے اور مرزا قادیانی نے اس ناجائز فعل کا ارتکاب بڑے شدومد سے کیا ہے اور انبیائے کرام کی سخت توہین کی ہے جس سے وہ اعلانیہ دائرہ اسلام سے علیحدہ معلوم ہوتے ہیں اور اس توہین میں اپنی عادت مستمرہ کے بموجب محض جھوٹی باتیں لکھی ہیں۔ مثلاً (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰ حاشیہ) میں مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ: ’’حق بات یہ ہے کہ آپ سے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے) کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘

ملاحظہ ہو، یہ وہ جھوٹ ہے جس کی شہادت کلام الٰہی دیتا ہے اور ارشاد خداوندی سورۂ بقرہ کے دسویں رکوع میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزہ دیئے اور سورۂ مائدہ میں ان معجزات کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ اب مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ: ’’حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘ کیسا صریح جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ الزاماً نہیں

بولا ہے۔ بلکہ ان کا یہ کہنا کہ حق بات یہ ہے بخوبی ثابت کرتا ہے کہ اس امر میں ان کے نزدیک جو امر حق ہے اسے بیان کیا ہے۔ اب ان کا حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات سے انکار کرنا اور اس انکار کو حق بات کہنا قرآن مجید کی آیات مذکورہ سے صریح انکار ہے۔ مگر چونکہ مسلمانوں کو فریب دینا ہے۔ اس لئے صاف انکار نہیں کرتے۔ باتیں بنا کر فریب دیتے ہیں۔ مولوی عبدالماجد مرزائی سے اسی پر گفتگو ہوئی تھی اور مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے انہیں ایسا عاجز اور ساکت کر دیا کہ وہ اپنے عجز کے خود مقرر ہو گئے اور تمام حاضرین جلسہ نے اس کا معائنہ کر لیا۔ اسی صحیفہ میں ایک جھوٹ یہ بھی دکھایا ہے کہ حضرت مسیح کی نسبت لکھتے ہیں: ''آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

برادران اسلام! ایک اولوالعزم نبی کی شان کو خیال کریں اور مرزا قادیانی کی اس گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ عالی مرتبہ پیغمبر ہیں جن کی عظمت اور رسالت اور معجزات اور تقرب الٰہی کا ذکر قرآن مجید میں بکثرت آیا ہے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ قول ہے کہ آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا یہ کیسی صریح ان آیات کی تکذیب اور اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ جن میں ان کی رسالت وعظمت بیان ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے: ''واٰتینا عیسی ابن مریم البینات وایدناه بروح القدس (بقرہ:۸۷)'' ﴿یعنی ہم نے عیسیٰ کو معجزے دیئے اور روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد کی۔﴾

بعض مقام پر ان کی تعریف اس طرح فرمائی۔ ''وجیهاً فی الدنیا والاٰخرة ومن المقربین (آل عمران:۴۵)'' ﴿یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) دونوں جہان میں صاحب وجاہت اور مقبولان خدا سے ہیں۔﴾

برادران اسلام ملاحظہ کریں کہ جن کی برگزیدہ صفات اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرمائے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی نہایت بے باکی سے یہ لکھتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے اور کچھ نہ تھا۔ یہ کیسی صریح تکذیب ہے کلام الٰہی کی۔ کسی مسلمان کو ایسی جرأت نہیں ہوسکتی۔ یہ کہنا کہ الزاماً ایسا کہا ہے محض جہالت یا فریب دہی ہے۔ اوّل تو انبیاء کی نسبت ایسی گستاخیاں تحقیقاً اور الزاماً ہر طرح منع ہیں۔ حدیث سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ الزام دینے کا یہ طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ اہل علم اسے خوب جانتے ہیں۔ یہی

باتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو مذہب سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ البتہ مسلمانوں کوفریب دینے کے لئے اپنے آپ کواسلام کا مطیع کہتے تھےاور قرآن وحدیث سے استدلال پیش کرتے تھے۔ مگراس میں ایسی تحریف کرتے تھے جسے اہل علم ہی خوب سمجھتے ہیں کہ یہ اپنی دلی خواہش کومسلمانوں سے منوانے کے لئے قرآن مجید کو پیش کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن مجید سے ہمارا مدّعا ثابت ہے۔ان باتوں کے علاوہ اس تحریر میں اور بھی جھوٹ وفریب بیان ہوتے ہیں۔ ناظرین ان کوملاحظہ فرمائیں۔

مسیح قادیانی کے بعض اعلانیہ جھوٹ

جن میں بعض وہ بھی ہیں جوکئی برس ہوئے دکھا کر جواب طلب کیا گیا تھا۔مگراب تک یہاں سے قادیان تک سب کا ناطقہ بند ہے۔ جواب سے عاجز ہیں۔مگرسخت افسوس ہے ان کے حال پرکہ ایسے اعلانیہ جھوٹ دیکھ کربھی اس کی پیروی سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ مقابلہ پر کبھی دم بخود ہوجاتے ہیں کچھ نہیں کہتے۔ کبھی کہتے ہیں کہ حوالہ غلط ہے۔ پوری عبارت نہیں لکھی گئی۔اصل کتاب دکھاؤ۔ چونکہ جانتے ہیں کہ ہروقت ہر شخص کے پاس کتاب موجود نہیں رہتی۔ اس لئے ٹالنے کے لئے ایسا کہہ دیتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جو حوالے ہم نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے دیئے ہیں۔اگر مرزا قادیانی کی کتاب میں یہ مطلب نہ ہوتو ہم مجمع میں اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کریں گےاور ہر غلط حوالے کے عوض ہزار روپے دینے کو موجود ہیں اور حوالہ غلط نہ ہواور جو مطلب ہم نے ثابت کیا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہوتو تمہیں مرزا قادیانی کو جھوٹا ماننا ہوگا۔ میں تمام برادران اسلام سے کہتا ہوں کہ جب کوئی مرزائی ہمارے حوالہ پر الزام لگائے۔ اس سے بھی کہیں اور نہایت زور سے کہیں اب مرزا قادیانی کے جھوٹوں کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

گیارھواں جھوٹ: (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی نے لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کے سامنے مرجائے گا۔‘‘

یہ مرزا قادیانی کا صریح کذب ہے۔ان دونوں حضرات نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اگرکسی کو دعویٰ ہے تو بتائے کہ کہاں اور ان کی کس کتاب میں ہے۔ دعائے مرزا میں بھی استفسار کیا گیا ہے اور مجیب کے لئے پانچ سو روپے کا اشتہار دیا ہے اور یہ رسالہ صحیفہ رحمانیہ

سے بہت پہلے چھپا ہے۔ پھر صحیفہ رحمانیہ نمبر۱ میں اس جھوٹ کو دکھایا گیا ہے۔ صحیفہ ماہ صفر ۱۳۳۲ھ میں چھپا ہے اور اب ۱۳۴۱ھ ہے۔ مگر اس وقت تک کوئی مرزائی اس جھوٹ کے داغ کو مٹا نہیں سکا اور نہ قیامت تک مٹا سکتا ہے۔

بارھواں جھوٹ: (اخبار بدر مورخہ ۲۷/دسمبر ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج۹ ص۹۹) میں لکھا ہے کہ: ’’جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے مقابلہ میں آئے خدا تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا۔‘‘ یہ دعویٰ بھی محض غلط اور بڑا بھاری جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق صاحب کے سوا کسی سے مرزا قادیانی نے مباہلہ نہیں کیا اور صوفی صاحب نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کے پندرہ ماہ بعد ۱۳۱۲ھ میں اس کے اثر کا اشتہار دیا۔ اس کی شروع کی عبارت یوں ہے: ’’کیوں مرزا جی مباہلہ کی لعنت اچھی طرح پڑ گئی یا کچھ کسر ہے۔‘‘

اس کے بعد مرزا قادیانی کی چار پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے اور مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ کیونکہ توریت اور قرآن مجید سے کہ جس مدعی نبوت کی پیشین گوئی جھوٹی ہو وہ جھوٹا ہے۔ مگر مریدوں کی کذب پرستی کا یہ حال ہے کہ اپنے مرشد کے اس دعویٰ کو سچ مان کر بڑے زور سے اب تک یہی دعویٰ کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۱/دسمبر ۱۹۱۶ء کے پیغام صلح میں لکھا ہے۔ ’’کئی ایک مخالفین بالمقابل کھڑے ہوکر اور مباہلہ کر کے اپنی ہلاکت سے خدا کے اس مامور کی صداقت پر مہر لگا گئے۔‘‘

اب دیکھا جائے یہ کیسا اعلانیہ جھوٹ ہے۔ مگر کاذب کی پیروی نے دل کو تاریک اور عقل وہوش کو بیکار کر دیا ہے کہ متنبہ کرنے پر بھی واقعی بات کی تحقیق نہیں کرتے۔ اس دعویٰ کا جھوٹا ہونا ۱۹۱۳ء میں صحیفہ رحمانیہ نمبر۱ میں دکھایا ہے۔ بایں ہمہ ۱۹۱۶ء میں کس جرأت سے لکھتے ہیں کہ مباہلہ کر کے اپنی ہلاکت سے خدا کے اس مامور کی صداقت پر مہر لگا گئے۔ اگر اور کچھ نہیں دیکھا تھا اور مرزا قادیانی کے جھوٹ کو بھی وہ سچ سمجھتے تھے تو صوفی عبدالحق صاحب کو بھی انہوں نے دیکھا یا سنا نہ تھا کہ مباہلہ کرنے والے اس وقت تک زندہ امرتسر میں موجود ہیں۔ پھر ایسا اعلانیہ جھوٹ بولتے انہیں شرم نہیں آئی اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ باوجود اس شوروغل کے تمام عمر میں ایک صوفی صاحب سے مباہلہ کی نوبت آئی اور ان کی زندگی میں مرزا قادیانی ہلاک ہوئے اور اس اہل حق کی صداقت پر مہر لگا گئے۔ اب اس اعلانیہ سچے واقعہ کے خلاف بیان کرنا کسی صاحب شرم وحیا کا کام ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ خواجہ کمال کی پارٹی کا جھوٹ ہے جو

اشاعت اسلام کا دعویٰ کر کے مسلمانوں سے روپیہ بٹور رہے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ۱۷؍ جنوری ۱۹۱۸ء کے اخبار اہل حدیث میں ان مباہلین کے نام دریافت کئے ہیں جو مرزا قادیانی سے مباہلہ کر کے مر گئے تو بڑی جرأت سے تاریخ مذکور کے پیغام صلح میں ان پانچ شخصوں کے نام بتائے۔ جنہوں نے مرزا قادیانی سے کسی وقت مباہلہ نہیں کیا۔ البتہ جس طرح دنیا کے بہت لوگوں نے مرزا قادیانی کے سامنے انتقال کیا۔ اسی طرح پانچویں صاحب نے انتقال کیا۔ مگر اس جماعت کے کذب کی پیروی اور راستی اور سچائی سے بیزاری قابل ملاحظہ ہے کہ باوجودیکہ اپنا اور اپنے مرشد کا جھوٹ معلوم کر چکے۔ مگر عوام ناواقفوں کے سامنے ملمع کر کے اپنی سچائی دکھانا چاہتے ہیں اور پانچ شخصوں کے نام گنائے ہیں تاکہ ناواقف یہ سمجھیں کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مباہلہ کیا اور مر گئے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ ان لوگوں نے ہرگز مباہلہ نہیں کیا۔ یہی حضرات اشاعت اسلام کا دعویٰ کر رہے ہیں اور مسلمانوں سے چندہ مانگتے ہیں اور ہمارے سیدھے سادھے مسلمان انہیں سچا سمجھ کر چندہ دے رہے ہیں۔

<u>تیرھواں جھوٹ:</u> جس میں چھ جھوٹ ہیں۔ (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''یہ ضرور تھا کہ قرآن کریم واحادیث کی پیشین گوئیاں پوری ہوتیں جن میں یہ لکھا تھا کہ مسیح جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اسے کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کا فتویٰ دیں گے۔''

یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں ایسا نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ امام مہدی اور مسیح جب آئیں گے تو مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت اس قدر ہوگی کہ ہر وقت ان کا ذکر کریں گے اور بلا ان کی خواہش کے بیعت ان سے کرنا چاہیں گے اور کریں گے۔ (البرہان فی علامات المہدی آخرالزمان)

اس قول میں تین باتیں قرآن اور حدیث کی طرف منسوب کی ہیں:

۱...... یہ کہ علماء کے ہاتھ سے مسیح موعود دکھ اٹھائے گا یعنی اسے ماریں پیٹیں گے۔

۲...... اسے کافر قرار دیں گے۔

۳...... اس کے قتل کا فتویٰ دیں گے۔

یہ تینوں باتیں قرآن وحدیث کی طرف منسوب کی ہیں۔ یعنی قرآن مجید میں بھی یہ تینوں باتیں آئی ہیں اور حدیث میں بھی۔ مگر جب یہ تینوں دعوے محض غلط ہیں نہ قرآن میں

ان دعوؤں کا پتہ ہے اور نہ حدیث میں۔ اس لئے یہ چھ جھوٹ ہوئے۔ اب جن کو ان کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے وہ قرآن وحدیث سے ثابت کرے۔ ورنہ خدا سے ڈر کر ایسے جھوٹے سے علیحدہ ہو جائے۔ اٹھارہ جھوٹ تو یہ ہوئے اب انیسواں جھوٹ دیکھئے۔

انیسواں جھوٹ: قادیانی (اخبار البدر مورخہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۷ء، ملفوظات ج۷ ص۲۴۷) میں مرزاقادیانی فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔''

دیکھئے یہ کیسا بے تکا جھوٹ ہے۔ اب قادیانی پارٹی یا لاہوری پارٹی کوئی اپنے مقتداء کی صداقت ثابت کرے اور کوئی معتبر روایت اس مضمون کی دکھائے۔ یہ اس قسم کے جھوٹ ہیں جن سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی جھوٹ بولنے میں ایسے بے باک تھے کہ جو جی چاہا بے تامل کہہ دیا۔ اب خیال کیا جائے کہ جو شخص ایسا اعلانیہ جھوٹ بولے جو تھوڑی سی تحقیق سے معلوم ہوسکتا ہے اس کے اس قول کو کہ مجھے یہ وحی والہام ہوا ہے۔ کون عقل باور کرسکتی ہے۔

بیسواں جھوٹ: ۱۲؍اگست ۱۹۰۷ء کو مرزاقادیانی نے اشتہار دیا تھا جس کی سرخی تھی: ''عام مریدوں کے لئے ہدایت'' اس میں لکھا ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وباء نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔'' (ریویو آف ریلیجنز ج۶ نمبر۹ ص۳۶۵، بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء) یہ قول بھی حضور سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء ہے۔ اس افتراء کی ضرورت مرزاقادیانی کو یہ پیش آئی کہ قادیان میں جب طاعون آیا تو مرزاقادیانی باہر بھاگے۔ اس لئے اس بھاگنے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ظاہر کرنا چاہا۔ اب اگر سچا ماننے والوں کو کچھ غیرت ہو تو کسی حدیث کی کتاب سے کوئی معتبر روای اس مضمون کی دکھائیں مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں دکھا سکتے۔

اکیسواں جھوٹ: (شہادۃ القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں مرزاقادیانی لکھتے ہیں: ''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے کہ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

اس مضمون کو بخاری کی روایت بتانا بھی اس کی شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی کی طبیعت میں احتیاط اور راست بازی کا بالکل خیال نہ تھا جو دل میں آ گیا وہ زور سے بیان کر دیا اور جس کی طرف چاہا اس کی طرف اس خیال کو منسوب کر دیا۔ اگر اتفاقیہ سچ ہو گیا تو مدّعا حاصل ورنہ باتیں بنانا کچھ مشکل نہیں ہیں اور ماننے والے ہر طرح مان ہی لیتے ہیں۔ عیاں راچہ بیان۔ مرزا قادیانی کے مرید اس کی کامل شہادت دیتے ہیں۔ اگر میں غلط کہتا ہوں تو تمام دنیا کے مرزائی مل کر تلاش کریں اور بخاری کی اس روایت کو دکھائیں۔

اے مرزائیو! کچھ تو سوچو اور اگر اب تک غفلت میں تھے تو اب سوچو کہ ایسے شخص کے منہ پر دعویٰ نبوت اور مسیحیت اور مہدویت اور افضل الامت ہی نہیں بلکہ قمر الانبیاء اور افضل من عیسیٰ روح اللہ ہونے کا زیب دیتا ہے جو اس قدر دلیر جھوٹا ہو؟ بخاری مسلمانوں کی ایک معروف ومشہور کتاب ہے۔ تمام قادیانی مل کر اور جمع ہو کر بتائیں کہ بخاری کے کس باب میں یہ حدیث ہے اور اگر نہ بتا سکیں تو بس اب توبہ کرنے میں کیوں دیر کرتے ہیں۔ یہ تو وہ جھوٹ ہیں جن میں نہ کوئی الہام کی غلط فہمی کام آ سکتی ہے نہ کوئی شرط لگ سکتی ہے۔ نہ ''یمحو اللہ ما یشاء ویثبت'' کا پیچ چل سکتا ہے نہ ''یعد ولا یوفی'' کام دے سکتا ہے۔ نہ چاند اور سورج کا گہن اس کو سچا کر سکتا ہے۔ کیا اسی نبی کی نبوت کی آسمان اور زمین نے شہادت دی تھی۔ اسی کی نبوت قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہو؟ آخر خدا نے انسان بنایا ہے۔ کچھ تو غور وفکر سے کام لو کیا مرنا نہیں ہے۔ کیوں مخالفین اسلام کو ہنساتے ہو اور ان کی تعداد کو بڑھاتے ہو؟

<u>بائیسواں جھوٹ:</u> (حقیقت الوحی ص۳۹۰،۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں اپنی مدح میں ایک پیشین گوئی گھڑی ہے اور اسے حدیث رسول اللہ ﷺ ٹھہرایا ہے۔ لکھے ہیں: ''واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں پیشین گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔''

یہ پیشین گوئی کسی حدیث میں نہیں آئی۔ مرزا قادیانی نے جاہلوں کے بہکانے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے۔ اگر ہم غلط کہتے ہیں تو کوئی مرزائی اس روایت کو کسی معتبر کتاب سے ثابت کرے۔ مگر نہیں کر سکتا۔ اس قول میں مرزا قادیانی اپنے لئے پیشین گوئی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوش کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اردو محاورے کے لحاظ سے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ درحقیقت تو وہ

عیسیٰ اور ابن مریم نہیں ہوگا۔ مگر دوسروں سے کہلائے گا یعنی لوگوں سے کہے گا کہ مجھے عیسیٰ اور ابن مریم کہو اس کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں سے جھوٹ بلوائے گا اور عیسیٰ اور ابن مریم بنے گا۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ نام تو اس کا کچھ اور ہوگا کسی وجہ سے لوگ اسے عیسیٰ اور ابن مریم کہنے لگیں گے۔ وہ خود نہیں کہلائے گا اب یہ قول پہلے معنی کے لحاظ سے تو صاف طور سے ایک جھوٹے کی پیشین گوئی ہوئی جیسے دجال کی پیشین گوئی ہے۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے مرزا قادیانی اس کے مصداق نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ لوگوں نے انہیں خود عیسیٰ اور ابن مریم نہیں کہا بلکہ انہوں نے بہت جھوٹی اور فریب آمیز باتیں بنا کر اپنے کو عیسیٰ اور ابن مریم بتایا ہے تاکہ مسیح موعود کے مصداق بنیں۔ بہرحال جو معنی ہوں کسی حدیث میں یہ پیشین گوئی نہیں ہے کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ ایک جملہ اس قول میں یہ بھی ہے اور نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔ یہ جملہ مرزا قادیانی نے بڑی ہوشیاری اور عیاری سے لکھا ہے۔ اب مرزائی حضرات یہ فرمائیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ظاہر اردو کے محاورہ کے لحاظ سے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ درحقیقت تو وہ نبی یعنی خدا کا رسول نہ ہوگا بلکہ اس کا نام نبی رکھا جائے گا۔ جس طرح اس وقت لکھنؤ میں ایک مشہور بیرسٹر ہیں۔ ان کا نام نبی اللہ ہے جا کر دیکھ لیجئے۔ مگر یہ مطلب اس لئے غلط ہے کہ مرزا قادیانی کا نام نبی نہیں رکھا گیا۔ بلکہ غلام احمد ان کا نام ہے۔ غرض کہ برائے نام بھی انہیں نبی کہنا غلط ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے یہ جملہ اس لئے تراشا ہے کہ خاص و عام میں مشہور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان کی تسکین کے لئے کہتے ہیں کہ وہ حقیقی نبی نہیں ہوگا بلکہ نبی اس کا نام رکھا جائے گا۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ ہم پر یہ الزام نہ لگایا جائے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے منکر ہیں۔ بلکہ اسے مان کر ہم نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہمیں حدیث میں نبی کہا گیا ہے مگر یہ محض فریب ہے۔ حدیث میں جنہیں نبی کہا گیا ہے وہ واقعی نبی ہیں۔ مگر انہیں رسول اللہ ﷺ سے پہلے نبوت کا مرتبہ مل چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد انہیں نبوت نہیں ملی جو حضور ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کے مخالف ہو۔ بہرحال یہ یقینی بات ہے کہ کسی حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں ہے کہ میری امت میں ایسا شخص پیدا ہوگا جس میں یہ تین باتیں ہوں گی یعنی یہ کہ وہ عیسیٰ کہلائے اور ابن مریم بھی اسے لوگ کہیں اور نبی کے نام سے بھی موسوم ہوا۔ البتہ صحیح مسلم میں حضرت مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین

گوئی ہے۔ مگر اس میں ۲۷ باتوں سے زائد ایسی بیان ہوئی ہیں جن سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ (صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۱، ۱۲ ص۴۲ تا ۵۱)

اس حدیث میں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور کافروں کا مارا جانا بیان کر کے یاجوج وماجوج کا آنا اور حضرت عیسیٰ کا پہاڑ پر محصور ہونا بیان ہوا ہے۔ پھر ارشاد ہے: ’’فیرغب نبی اللہ عیسٰی واصحابہ ‘‘یعنی اس وقت خدا کے رسول جن کا نام عیسیٰ ہے اور ان کے اصحاب خدا کی طرف متوجہ ہوں گے اور دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو نیست ونابود کر دے گا۔ اس کے بعد دنیا کی ایسی عمدہ حالت کی پیشین گوئی ہے کہ اس کا ظہور اس وقت تک کبھی نہیں ہوا۔ قادیانی مسیح کے وقت کی حالت تو ایسی خراب رہی اور ہے کہ کبھی ایسی نہیں ہوئی۔ اس حدیث میں کسی امتی کا نام نبی یا نبی اللہ ہرگز نہیں بتایا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کی صفت نبی اللہ بیان ہے۔

تیئسواں جھوٹ: (نشان آسمانی ص۱۶، خزائن ج۴ ص۳۷۸) میں لکھتے ہیں: ’’جاننا چاہئے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ہو چکی ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔ لیکن چودھویں صدی کے لئے یعنی اس بشارت کے بارے میں جو ایک عظیم الشان مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا۔ اس قدر بشارات نبویہ پائے جاتے ہیں جو ان سے کوئی طالب منکر نہیں ہوسکتا۔‘‘

مرزا قادیانی نے یہ عظیم الشان دعویٰ کیا اور اکثر عمر رسائل لکھنے میں گزاری مگر کسی رسالے میں ان اشاروں کا اجمالی ذکر بھی کہیں دیکھا نہیں گیا۔ اگر کوئی دکھا سکے تو دکھائے۔ مگر یہ بات قطعاً اور یقیناً جھوٹی ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد کے لئے مخصوص اشارے کسی حدیث میں ہیں جو اور مجددوں کے لئے نہیں ہیں۔ اس مضمون کی ایک روایت صرف ابوداؤد میں ہے جس کے معنی کے اشکال سے اگر قطع نظر کی جائے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد کو پیدا کرے گا جو دین کو بہت کچھ نفع پہنچائے گا۔ (الفاظ حدیث کو ملاحظہ کیا جائے) ’’ان اللہ یبعث لھٰذا الامة علی رأس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا‘‘ (ابوداؤد ج۲ ص۲۳۳، باب ما یذکر فی قرن المائة)

اللہ تعالیٰ ضرور اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایسا مجدد بھیجے گا جو دین کی تجدید کرے گا۔ اب قادیانی جماعت بتلائے کہ اس حدیث میں وہ کون سا لفظ ہے جس

سے معلوم ہوا کہ چودھویں صدی کا مجدد ممتاز ہوگا یا اس کے سوا کوئی دوسرے حدیث دکھلائے جس میں وہ الفاظ ہوں۔

جو عربی عبارت سمجھ سکتے ہیں وہ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ اس حدیث میں صرف اس قدر بیان ہے کہ ہر صدی پر مجدد ہوگا جو دین کو فائدہ پہنچائے گا۔ اس کے سوا کوئی اشارہ اس میں نہیں ہے۔ اس حدیث کے بموجب مرزا قادیانی مجدد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انہوں نے دین اسلام کو کوئی نفع ایسا نہیں پہنچایا جو دوسرے علماء نے نہ پہنچایا ہو بلکہ نہایت نقصان پہنچایا۔ مثلاً یہ کہ:

۱...... چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر قرار دے کر دنیا کو اسلام سے خالی کر دیا۔

۲...... خدا اور رسول پر ایسے الزام لگائے جس سے منکر اسلام کو اس مقدس مذہب پر مضحکہ کا موقع دیا اور ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی در پردہ دہریہ ہیں۔ ہر ایک موقع پر ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں کہ ہر ایک مذہب پر خصوصاً اسلام پر مخالفین کو مضحکہ کا موقع ملے اور جاننے والے جان لیں کہ قادیانیوں کے سردار جھوٹوں کے سرگروہ ہیں اور انہیں کو خواجہ کمال قادیانی مسیح موعود اور تمام صحابہ کرام اور اولیاء عظام سے افضل کہتے ہیں اور در پردہ ہمارے مقدس بزرگوں کی سخت توہین کرتے ہیں۔

<u>چوبیسواں جھوٹ:</u> ''پھر آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ میری دعوت کے وقت میں آسمان پر رمضان میں خسوف اور کسوف عین حدیث کے موافق وقوع میں آیا۔''

(تحفہ غزنویہ ص۱۲، خزائن ج۱۵ ص۵۴۳)

مرزا قادیانی کے علاوہ بہت سے مدعیان نبوت ومہدویت کے وقت میں ایسا خسوف وکسوف رمضان میں ہوا ہے۔ میری دعوت کے وقت میں لکھنا صریح جھوٹ ہے۔ اس کی تفصیل دوسری شہادت آسمانی میں کامل طور سے کی گئی ہے اس کو دیکھنا چاہئے۔

<u>پچیسواں جھوٹ:</u> ''اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴، تتمہ اربعین ص۱۱، خزائن ج۱۷ ص۴۷۷)

قرآن پاک میں اور تمام کتب آسمانی میں جھوٹے نبی اور سچے نبی دونوں کے ہلاک کا ذکر ہے بلکہ جھوٹے نبی کے لئے کوئی خاص قاعدہ ہلاک کا مقرر نہیں ہے۔

(ملاحظہ ہو: رسالہ عبرت خیز)

چھبیسواں جھوٹ: ’’خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی ہے جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی ﷺ ہے۔ اس کو وحی پانے کے لئے ۲۳برس کی عمر ملی یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔‘‘ (ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ص۱، خزائن ج۱۷ص۴۷۸)

چونکہ قرآن کریم میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم الرسل، خاتم النّبیین لکھا ہے۔ اس لئے قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا اور جب نبی نہیں آسکتا تو آئندہ کسی نبی کے آنے کا پیمانہ بتلانے کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ بہت جھوٹے نبی ہوئے اور ۲۳برس سے زیادہ دنیا میں عیش وعشرت سے رہے اور ہلاک نہیں کئے گئے۔

ستائیسواں جھوٹ: ’’مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جز کی کتاب بھی ہو اور اس میں، میں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہوں گے۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ص۹۶)

ہزار جز کی کتاب تو بڑی کتاب ہوگی۔ اگر ہزار سطروں میں بھی مرزاقادیانی کے صدق کی دلیلیں ہوتیں تو کہا جاتا یہ بھی صریح جھوٹ ومبالغہ ہے۔ ہزار جز کا آٹھ سو ورق ہوا جس کے سولہ سو صفحے ہوئے۔ حقیقت الوحی جو ۳۹۲ صفحات کی کتاب ہے جس میں ۱۸۷ نشان درج ہیں اور نشان کیا ہیں یہی کہ مجھ کو لڑکا ہوگا۔ لڑکی ہوگی۔ فلاں کی تبدیلی ہوئی۔ فلاں مرے گا۔ اگر اسی کا نام نشان ہے اور یہی صدق کی دلیلیں ہیں تو رمّال جفّار روز ایسی ایسی خبریں دیا کرتے ہیں جو دلیل نبوت نہیں ہوسکتی ہے۔

اٹھائیسواں جھوٹ: ’’مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ص۹۷)

انتیسواں جھوٹ: ’’اب اگرچہ خاص لوگ اہل علم اور اہل جاہ وثروت دس ہزار کے قریب ہماری جماعت میں موجود ہیں مگر عام تعداد تیس ہزار سے بھی زیادہ ہے۔‘‘

(تحفۃ غزنویہ ص۱۳، خزائن ج۱۵ص۵۴۴)

تحفۃ الندوہ اور تحفہ غزنویہ دونوں کتابیں اکتوبر ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہیں۔ تحفۃ الندوہ

میں صریح جھوٹ سے مرزا قادیانی نے کام لیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ میری جماعت میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی موجود ہیں۔ تحفہ غزنویہ کی تحریر سے تحفۃ الندوہ کی تحریر غلط ہو رہی ہے۔

تیسواں جھوٹ: ''اگر قرآن کریم نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔'' (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

مرزا غلام احمد کا نام قرآن کریم نے ہرگز مسیح ابن مریم نہیں رکھا ہے۔ مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق جھوٹے ہیں۔ کیونکہ کشتی نوح میں مرزا قادیانی اپنا مسیح ابن مریم ہونا اس طور سے ظاہر کرتے ہیں کہ میں پہلے مریم بنایا گیا اور مجھ میں نفخ روح کی گئی اور نو مہینے تک حاملہ رہا۔ نو مہینے کے بعد عیسیٰ ہو گیا۔ پس اس طور سے میں مسیح ابن مریم ٹھہرا اور ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ: ''جو کوئی مجھے مسیح ابن مریم کہے وہ کذاب ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

پس اگر قرآن کریم نے مرزا قادیانی کا نام مسیح ابن مریم رکھا تھا تو پھر مسیح ابن مریم کہنے والے کو مرزا قادیانی مفتری اور کذاب کیوں کہتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۷۷، رسالہ تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶) میں سات جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔

اکتیسواں جھوٹ: ''قرآن نے میری گواہی دی۔'' محض غلط ہے۔ قرآن ایسے جھوٹے کی گواہی ہرگز نہیں دے سکتا۔

بتیسواں جھوٹ: ''رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶)

ہرگز نہیں دی، جناب رسول اللہ ﷺ پر بالکل افتراء ہے۔ حضرت سرور عالم ﷺ ایسے جھوٹے کی گواہی نہیں دیتے۔ البتہ ان کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہے اور فرمایا ہے کہ میرے بعد متعدد جھوٹے آئیں گے اور پیغمبری کا دعویٰ کریں گے۔ ان سے بچیو، رسالہ ختم النبوۃ فی الاسلام دیکھو اس میں تینتالیس حدیثیں اس مضمون کی ہیں۔

تینتیسواں جھوٹ: ''پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶)

بالکل جھوٹ ہے کوئی مرزائی سامنے آکر بتائے کہ کس کس نبی نے مرزا قادیانی کے آنے کا زمانہ متعین کیا ہے۔ مگر قیامت تک کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔

چونتیسواں جھوٹ: ’’قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ص۹۶)

محض جھوٹ ہے۔ البتہ قرآن شریف کی دس آیتوں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

پینتیسواں جھوٹ: ’’میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ص۹۶)

یہ بھی محض جھوٹ اور فریب ہے۔ اس دعویٰ کے جھوٹے ہونے کے ثبوت میں دو رسالے لکھے گئے ہیں۔ ایک شہادت آسمانی اور دوسری شہادت آسمانی۔ ناظرین ان دونوں رسالوں کو اچھی طرح دیکھیں مرزا قادیانی کا جھوٹا اور فریبی ہونا کامل طور سے ظاہر ہو جائے گا۔

چھتیسواں جھوٹ: ’’اور زمین نے بھی (گواہی دی)۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ص۹۶)

جو زمین پر رہنے والے حق بین ہیں وہ بالیقین اس دعویٰ کو جھوٹا جانتے ہیں۔ اس پانچویں اور چھٹے دعویٰ کا جھوٹا ہونا رسالہ حقیقت المسیح ص۳۳ تا ۳۵ تک نہایت روشن طریقے سے ثابت کیا ہے۔

سینتیسواں جھوٹ: ’’اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔‘‘

(تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ص۹۶)

یہ انبیاء پر اتہام ہے۔ کوئی اللہ کا رسول ایسے جھوٹے کی گواہی نہ دے سکتا ہے جیسے مرزا قادیانی ہیں۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی ہو تو تعجب نہیں۔ مرزا قادیانی کے رد میں جو رسائل لکھے گئے ہیں فیصلہ آسمانی وغیرہ ان سے بخوبی ان دعوؤں کا جھوٹا ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔ اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہئے کہ ایسے عالی شان دعویٰ کرنے سے مرزا قادیانی کا کیا مقصد ہے؟ ان کا کلام دیکھنے سے اور یہ معلوم کرنے سے کہ انبیاء سابقین نے ایسے دعویٰ نہیں کئے یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طور سے اپنا افضل الانبیاء ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یہاں سات دعوے کئے ہیں۔ آسمان اور زمین کے قلابے ملائے ہیں۔ جھوٹوں کو تعلیم دی ہے۔ جھوٹ بولے تو ایسا بولے جیسا ہم بول رہے ہیں کہ دیکھنے اور سننے والے حیران ہو جائیں۔ ظاہر میں تو سات جھوٹ ہیں۔ مگر سینکڑوں جھوٹ سے بڑھ کر ہیں۔

بھائیو! ایسے ہی زور کے دعوؤں نے سادہ لوحوں کو ان کا معتقد بنا دیا ہے مگر یہ

خیر خواہ نہایت کامل یقین سے کہتا ہے کہ یہ کل دعوے محض غلط اور صریح جھوٹ ہیں نہ قرآن مجید نے ان کی گواہی دی ہے۔ نہ رسول کریم ﷺ نے اور نہ کسی نبی نے ان کے آنے کا وقت متعین کیا ہے۔ یہ پہلے نبیوں پر افتراء ہے۔ صاحبان عقل! اس پر غور کریں کہ ایسا شخص جن کے جھوٹ کا انبار پیش ہو رہا ہے جن کے مختلف قسم کے جھوٹ دکھائے گئے جن کی عظیم الشان پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں اور قرآن مجید اور توریت مقدس نے انہیں جھوٹا ٹھہرایا جو اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے۔ ان کی صداقت کی شہادت کلام الٰہی اور حدیث نبوی میں ہوسکتی ہے؟ انہیں انبیاء کرام سچا کہہ سکتے ہیں؟ آسمان اور زمین ٹل جائیں مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ آسمانی کتابوں نے اور کلام الٰہی نے ان کے جھوٹے ہونے کی قطعی شہادت دی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اور توریت میں جھوٹے نبی کا یہ معیار بیان کیا ہے کہ اس کی پیشین گوئی جھوٹی ہو جائے اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں ایسی قطعی طور سے جھوٹی ہوئیں کہ ان کے ماننے والے بھی اس کی تصدیق پر مجبور ہو گئے۔ (رسالہ نبی کی پہچان)

کیا خواجہ کمال کی پارٹی یا مرزا محمود کا گروہ ان دعوؤں کو ثابت کرسکتا ہے؟ میں نہایت استحکام اور کامل وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر تمام مرزائی جماعت سر رگڑ کر مر جائے تو ان سات دعوؤں میں سے ایک دعویٰ کو بھی ثابت نہیں کرسکتی۔ ہرگز نہیں کرسکتی۔ اگر کسی کو دعویٰ ہے تو سامنے آئے۔ مگر بمقتضائے ''الحق یعلوا و لا یعلیٰ'' کوئی سامنے نہیں آسکتا۔ یوں عوام کو بہکانا اور قرآن مجید میں تحریف کر کے محض غلط باتیں بنانا ہر ایک فریب دہندہ کرسکتا ہے۔ یہاں ساتواں قول قابل لحاظ زیادہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے تمام انبیائے کرام پر یہ افتراء کیا ہے کہ کوئی نبی نہیں جو میری گواہی نہیں دے چکا۔ اس کا حاصل یہی ہے کہ تمام انبیائے کرام نے میری گواہی دی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ انبیائے کرام پر بالکل افتراء ہے۔ خیال تو کیجئے کہ تمام انبیاء جن کی تعداد لاکھ سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ ان سب کی کتابیں کیا قادیان کی الماری میں رکھی ہیں؟ جنہیں دیکھ کر مرزا قادیانی یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں پھر کیا کسی ایک یا دو کتاب آسمانی میں سب انبیاء کا یہ قول منقول ہے اور کوئی اسے دکھا سکتا ہے؟ غیر ممکن ہے ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ جب یہ اقرار عام طور سے تمام انبیاء پر کیا گیا تو بے شمار افتراء ہوئے اور ہزاروں سے زائد جھوٹ ہو گئے۔ ایسے مفتری اور کذاب کو یہ قادیانی حکیم خلیل سچا ثابت کرنے آیا ہے اور صریح جھوٹی معیاریں بتا کر ناواقفوں کو فریب دیتا ہے۔ ایسے معیار بتاتا ہے جس سے تمام

جھوٹے مدعی مثلاً مسیلمہ کذاب جس کا نام احمد اور کنیت ابومسیلم تھی وغیرہ سب سچے ثابت ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ اس کذاب کا نام بھی احمد تھا۔ اس لئے مرزائی ایسے معیار بیان کرتے ہیں کہ یہ کذاب بھی سچا ثابت ہو جائے۔ اب ایک اور جھوٹ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

اڑتیسواں جھوٹ: (تحفہ غزنویہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۵۳۵) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''یہ تمام دنیا کا مانا ہوا مسئلہ اور اہل اسلام اور نصاریٰ اور یہود کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشین گوئی بغیر شرط توبہ اور استغفار اور خوف کے بھی ٹل سکتی ہے۔''

اس قول میں مرزا قادیانی اپنی جھوٹی پیشین گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے عوام کو فریب دیتے ہیں اور قرآن مجید کے خلاف تمام اہل اسلام کا عقیدہ بیان کرتے ہیں اور محض جھوٹ بولتے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ قرآن مجید کی نص قطعی: ''مایبدل القول لدی (ق:۲۹)''

مسلمانوں کے پیش نظر ہے متعدد آیات قرآنیہ کی رو سے ان کا اعتقاد ہے کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ اور وعید ہرگز نہیں ٹلتی۔ اس کی کامل تحقیق فیصلہ آسمانی حصہ سوم میں لکھی گئی ہے۔ اس کا ص۱۱۰ تا ص۱۱۸ تک متن وحاشیہ دیکھو۔

اب اس کہنے میں ہمیں کیا تامل ہوسکتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ بتانا ان پر صریح افتراء ہے اور ظاہر ہے کہ کسی ایک مسلمان پر یہ افتراء نہیں ہے بلکہ اس وقت چالیس کروڑ مسلمانوں پر یہ جھوٹ باندھا گیا ہے۔ اس لئے اس کہنے میں کوئی تامل نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی کے اس قول میں چالیس کروڑ جھوٹ ہیں اور اگر بالکل جاہل کالانعام کو چھوڑ دیا جائے تو بھی کروڑوں کی تعداد رہے گی۔ یہاں تو وعید کے ٹلنے کا امکان بیان کیا گیا۔ اس کے بعد ہی اس رسالے میں لکھتے ہیں۔

انچالیسواں جھوٹ: ''وعید یعنی عذاب کی پیش گوئیوں کی نسبت خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ خواہ پیشین گوئی میں شرط ہو یا نہ ہو تضرع اور توبہ اور خوف کی وجہ سے ٹال دیتا ہے۔'' (تحفہ غزنویہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۵۳۶)

یہ دعویٰ مرزا قادیانی نے بہت جگہ کیا ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ دعویٰ محض غلط اور خدا تعالیٰ پر افتراء ہے۔ عذاب کی پیشین گوئی یعنی وعید الٰہی اس میں شرط نہیں ہے۔ وہ کسی وجہ سے ٹل نہیں سکتی۔ وہ ضرور پوری ہوتی ہے۔ ایسی وعید جس کے لئے کی جاتی ہے اسے توبہ اور تضرع کی توفیق بھی نہیں ہوتی اور اپنے جھوٹے عقیدہ پر بدستور قائم رہتا ہے اور خدا کا کلام

پورا ہوتا ہے۔ اس بات کا ثبوت کہ وعید الٰہی ہرگز نہیں ٹلتی۔ اس کے خلاف کو سنت اللہ کہنا خدائے تعالیٰ پر عظیم الشان افتراء ہے۔ جو اس قدوس عالم الغیب کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ مرزائیوں پر فرض ہے کہ کم سے کم چار پانچ مثالیں ایسی پیش کریں جہاں وعید کی پیشین گوئی صرف خوف سے ٹل گئی ہو۔ مگر فیصلہ آسمانی حصہ سوم کو بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ مرزا قادیانی کی اس طوفان بے تمیزی کی حقیقت انہیں کھل جائے اگر انہیں طلب حق ہے۔

معزز ناظرین! آپ نے مرزا قادیانی کی حالت کا معائنہ کرلیا ملاحظہ کیجئے کہ اسی پر یہ صاحب نبی کہے جاتے ہیں اور لمبے چوڑے خطابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ افسوس! کیوں حکیم صاحب آپ کی دیانت کا یہی تقاضا ہے کہ جس شخص کے لاتعداد جھوٹ ہوں، اس کو آپ نبی ماننے اور منانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ فلسفہ آپ نے کہاں سیکھا کہ جھوٹا شخص نبی مانا جائے اور لطف یہ ہے کہ یہ شخص خداوند تعالیٰ کو بھی جھوٹا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: ’’**فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہٖ رسلہ** (ابراھیم:۴۷) **ان اللہ لا یخلف المیعاد** (آل عمران:۹)‘‘ یعنی اللہ پاک وعدہ خلافی نہیں کرتا اور اللہ پاک کو ہرگز ہرگز ایسا نہ سمجھو کہ اپنے رسولوں سے وعدہ کر کے پورا نہ کرے۔ خدائے پاک کا تو یہ ارشاد ہے لیکن جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں غلط ہونے لگیں تو کہنے لگے کہ خدا کی یہ سنت ہے کہ رسولوں کی پیشین گوئیوں کو ٹال بھی دیا کرتا ہے۔ کیونکہ میر وزارت حسین صاحب! خدا کے واسطے کچھ تو غور کیجئے۔

میر صاحب اور حکیم صاحب اور پروفیسر مولوی قادیانی اگر آپ کو سامنے آنے کی ہمت ہوگی تو ہم آپ کو آیات قرآنی سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے دکھادیں گے ان دونوں آیتوں میں جھوٹے مدعی نبوت کا یہ معیار بتایا ہے کہ جو مدعی نبوت کوئی وعدہ یا وعید الٰہی بیان کرے یعنی وعدہ و وعید کی پیشین گوئی کرے اور وہ پوری نہ ہو تو وہ قطعاً جھوٹا ہے۔ اب مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئیوں کا انبار دیکھئے۔ سب سے بڑی پیشین گوئی منکوحہ آسمانی والی ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے اپنی صداقت کا نہایت ہی عظیم الشان نشان بتایا تھا۔ یعنی عظیم الشان نشان تو اور بھی انہوں نے بتائے ہیں مگر اس منکوحہ آسمانی کا نکاح میں آنا نہایت ہی عظیم الشان نشان تھا۔ الحمدللہ وہ ایسا غلط ہوا کہ خاص وعام پر روشن ہوگیا کہ مرزا قادیانی اس خیالی منکوحہ سے ترستے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ اب چونکہ

مرزا قادیانی نے اس کے لئے وعدہ الٰہی اس طرح بیان کیا تھا کہ:’’خدائے تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا...... اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا۔‘‘

(ازالۃ الاوہام حصہ اوّل ص۳۹۷، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

جب یہ منکوحہ مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آئی تو معلوم ہوا کہ وہ وعدہ الٰہی نہ تھا بلکہ مرزا قادیانی کا افتراء تھا اللہ تعالیٰ پر، ورنہ بموجب ارشاد خداوندی ’’**لا تحسبن الله مخلف وعدہٖ رسله**‘‘ وہ وعدہ ضرور پورا ہوتا اسی طرح احمد بیگ کے داماد کی وعید پوری نہ ہونے سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر مرزا قادیانی اس جھوٹ سے ایسے پریشان ہوئے ہیں کہ اس کے سچ بنانے کے لئے بہت سے جھوٹ بولے ہیں۔ چنانچہ (انجام آتھم ص۲۹، خزائن ج۱۱ ص۳۰) میں وعید کی میعاد کے ٹلنے کا ذکر کر کے ص۳۰ میں لکھتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے یونس نبی کو قطعی طور پر چالیس دن تک عذاب نازل ہونے کا وعدہ دیا تھا اور وہ قطعی وعدہ تھا جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر ص۱۶۴ اور امام سیوطی کی تفسیر درمنثور میں احادیث صحیحہ کی رو سے اس کی تصدیق موجود ہے۔‘‘

(انجام آتھم حاشیہ ص۳۰، خزائن ج۱۱ ص۳۰)

اس قول میں مرزا قادیانی کئی دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نزول عذاب کا قطعی وعدہ کیا یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر بالیقین عذاب نازل ہوگا۔

دوسرا دعویٰ یہ کہ نزول عذاب کی مدت ۴۰ دن ہے اور اس مدت کا ثبوت بھی قطعی ہے۔ کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر نزول عذاب کی وعید کو قطعی اور یقینی کہتے ہیں اور اپنے پہلے قول کی تاکید کرتے ہیں۔

تیسرا دعویٰ یہ کہ نزول عذاب کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ اب نہایت ظاہر ہے کہ نزول عذاب کے لئے اگر شرط ہوگی تو یہی ہوگی کہ اگر ایمان نہ لائیں تو ان پر عذاب آئے گا۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں ان پر عذاب ضرور نازل ہوگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک خدا تعالیٰ کسی وقت ظلم بھی کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کے یہ تینوں دعویٰ جھوٹے ہیں۔ کہیں سے ثابت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قطعی طور سے بلاشرط بطور نادری حکم کے عذاب کا وعدہ کر دیا تھا۔ تین جھوٹ یہ ہوئے۔

چوتھا دعویٰ یہ ہے کہ یہ تینوں دعویٰ تفسیر کبیر ص ۱۶۴ سے ثابت ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ یہ دعویٰ نہ تفسیر کبیر کے کسی مقام سے ثابت ہے اور نہ تفسیر کبیر کے کسی صفحہ سے کیونکہ تفسیر کبیر کی ۸ جلدیں ہیں اور آٹھوں جلدوں کے اس صفحہ سے اس پیشین گوئی کا قطعی ہونا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ دو جھوٹ ہوئے اور چونکہ تفسیر کبیر سے تین دعویٰ ثابت کر رہے ہیں۔ اس لئے اس میں درحقیقت تین دونی چھ جھوٹ ہوئے۔

پانچواں دعویٰ یہ ہے کہ تفسیر درمنثور سے بھی یہ تینوں دعویٰ ثابت ہیں۔ یہ بھی محض جھوٹ ہے اور چونکہ تین دعوؤں کا ثبوت اس کتاب سے بھی دے رہے ہیں۔ اس لئے تین جھوٹ یہ بھی ہوئے اور شروع سے یہاں تک شمار میں بارہ جھوٹ ہوئے اور چونکہ ان تفسیروں میں احادیث صحیحہ سے ان دعوؤں کا ثبوت بتاتے ہیں اور احادیث جمع کا صیغہ ہے جس کے لئے کم سے کم تین صحیح حدیثوں کا ہونا ضرور ہے۔ اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہر دعویٰ کے متعلق تین صحیح حدیثیں ہیں اور دعویٰ تین ہیں تو اس لحاظ سے نو صحیح حدیثیں ہونا چاہئیں اور چونکہ ان حدیثوں کا حوالہ دو کتابوں سے دے رہے ہیں۔ اس لئے نو دونی اٹھارہ صحیح حدیثیں دونوں کتابوں میں ملا کر ہونا چاہئے تھا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اٹھارہ تو کیا ہوتیں ایک صحیح حدیث بھی ان دعوؤں کے ثبوت میں نہیں ہے تو اس اعتبار سے میں کہہ سکتا ہوں کہ تعداد حدیث کے لحاظ سے اٹھارہ جھوٹ یہاں پر مرزا قادیانی کے ہوئے اور بارہ پہلے ہوئے تھے تو اب کل میزان تیس ہوئے۔ اب ایسی حالت میں کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی جھوٹی نکلی اور دنیا پر اس کا جھوٹا ہونا آفتاب کی طرح روشن ہوگیا تو مرزا قادیانی نے اپنی پیشین گوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے کہہ دیا کہ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کا وعدہ عذاب ٹل گیا اسی طرح مرزا احمد بیگ کے داماد کی موت کا وعدہ ٹل گیا۔ یہ مرزا قادیانی کا اکتیسواں جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کا وعدہ عذاب پورا ہوا اور عذاب آیا جو قرآن شریف کے نص قطعی سے ثابت ہے اور سورۂ یونس میں مذکور ہے کہ جب وہ ایمان لائے تو ان پر سے وہ عذاب جو ان پر نازل ہو چکا تھا۔ خدا نے دور کر دیا اور یونس علیہ السلام کا وعدہ پورا ہوا۔ مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۱، ۳۲ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱، ۳۲) میں لکھتے ہیں: ’’جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشین گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے تو پھر اس اجماعی

عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔‘‘

اس عبارت میں پہلا جھوٹ تو یہ ہے کہ اس پیشین گوئی کو وقوع یافتہ بات کا ایک جز قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ محض غلط ہے۔ کیونکہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ پیشین گوئی کا کوئی حصہ پورا نہیں ہوا۔ جیسا کہ اس کو الہامات مرزا میں خوب اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشین گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔

اس عبارت کا مطلب آسان ہے اس لئے تشریح نہیں کرتا ہوں۔ اس میں ایک جھوٹ خدا پر ہوا۔ قرآن مجید میں کہیں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ عذاب کی پیشین گوئی خوف سے ٹل جاتی ہے۔ اگر کسی مرزائی کو دعویٰ ہو تو ثابت کرے۔ بلکہ اس کے خلاف متعدد جگہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ خدا کے وعدہ اور وعید میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دوسرا جھوٹ ہوا۔ تیسرے یہ کہ اسی مضمون کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن حدیثوں میں بھی اس کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ یہ تیسرا جھوٹ ہے۔ چوتھے یہ کہ اس کے مضمون کو پچھلی کتابوں کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ پچھلی کتابیں دس ہیں تو گویا دسوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ ایک کتاب میں بھی یہ مضمون نہیں ہے اس لئے دس جھوٹ یہ ہوئے۔ اس کے بعد غضب کی ڈھٹائی کے ساتھ مرزا قادیانی اسی مضمون کو اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ یہ کس قدر بے باکی وجسارت ہے کہ جس بات کے دس بیس علماء بھی قائل نہ ہوں اس کو اجماعی عقیدہ بیان کر دیا۔ اپنے اس قول میں مرزا قادیانی نے صرف ایک دو علماء پر اتہام نہیں باندھا ہے بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی طرف جھوٹی بات منسوب کر دی ہے۔ کیونکہ اجماعی عقیدہ وہی کہلاتا ہے جس کو تمام مسلمان تسلیم کر لیں۔ اب خیال کرو کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر اس وقت تک کتنے مسلمان گزرے ہوں گے اور اگر تم تمام مسلمانوں کو نہ لو صرف علماء ہی کا شمار کرو اس وقت بھی کروڑوں کی تعداد ہو جائے گی تو گویا اس قول میں مرزا قادیانی نے کروڑوں جھوٹ بولے اور اگر کروڑوں جھوٹ اس کو نہ کہو گے تو کروڑوں جھوٹ کے مقابلہ کا ایک جھوٹ تو شمار کرو گے۔ اس لحاظ سے اس چار سطر کی عبارت میں چودہ جھوٹ ہوئے اور اس پورے قول میں چوالیس جھوٹ ہوئے۔ مذکورہ چوالیس جھوٹ تو ایسے تھے کہ انہیں ذی علم حضرات معلوم کر سکتے ہیں۔ مگر ذرا عقل سے کام لیجئے کہ انبیاء سے ایسی غلطی ہو سکتی ہے کہ وہ

اپنے اقرار سے مخلوق کے روبرو جھوٹے اور ہر بد سے بدترین ٹھہریں اور مرتے دم تک اس غلطی میں رہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ نہ کرے اور اس کا جھوٹا اور رسوا ہونا پسند کرے۔ کہئے یہی آپ کے نبی ہیں۔ جہلاء کے سامنے انہیں کی نبوت کی معیار بیان کی جاتی ہے۔ ذرا شرم کیجئے اوران رسالوں کو دیکھئے جو آپ کی خیر خواہی میں مشتہر کئے گئے ہیں اور خدا پر توکل کیجئے۔ مبلغ پر ایمان فروشی نہ کیجئے اور یہ فریب نہ دیجئے کہ وہ ایمان لے آیا تھا۔ اس لئے وعید ٹل گئی۔ وہ ایمان کسی وقت نہیں لایا اور مرزا قادیانی کو نبی ورسول اور مسیح موعود ہرگز نہیں مانا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی تو اس کے مرنے کو تقدیر مبرم کہتے ہیں۔ یعنی علم الٰہی میں اس کا مرنا میرے سامنے قرار پاچکا ہے۔ اس لئے اس کی وعید ٹل نہیں سکتی۔ ایمان درست کرنے کے لئے ہر سہ حصہ فیصلہ آسمانی کا دیکھنا کافی ہے۔ اگر اس میں آپ کو شبہ ہو تو سامنے آ کر دریافت کیجئے۔

جماعت احمدیہ خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کر کے فیصلہ کے تیسرے حصہ کو دیکھئے کہ مرزا قادیانی کو کس کس طرح جھوٹا ثابت کیا ہے اور اس فیصلہ آسمانی کو دکھایا ہے کہ مرزا قادیانی نے جس بات کو اپنی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان بڑے زور سے کہا تھا اور آخر عمر تک اس کی امید رہی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسے کیسا جھوٹا کر کے انہیں رسوا کیا۔ پھر ان کی خانگی خطوں کو مشتہر کرا کے کیسی ان کی اندرونی حالت کو ظاہر کر کے مخلوق پر حجت تمام کر دی۔ پھر آپ حضرات ان اعلانیہ باتوں پر کیوں غور نہیں فرماتے۔ اس پر نظر کیجئے کہ اس خدائی فیصلہ پر پردہ ڈالنے کے لئے جس قدر باتیں خود مرزا قادیانی نے اور ان کے خلیفہ اور مریدوں نے بنائی ہیں۔ سب کی دھجیاں کیسی اڑائی ہیں اور انہیں کیسا غلط ثابت کیا ہے۔ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہونے کے لئے صرف یہی ایک نشان کافی ہے۔ مگر بھائیو! آپ کے مرشد کے جھوٹوں کا انبار ہے۔ دوسری شہادت آسمانی کو ٹھنڈے دل سے ملاحظہ کیجئے کہ کس خوبی وتحقیق سے ان کی آسمانی شہادت کو کیسا خاک میں ملایا ہے اور ان کے جھوٹ وفریب کو کس طرح روشن کر کے دکھایا ہے۔ اگر پورا رسالہ نہ دیکھئے تو شروع کا ایک جز اور آخر کا ص۸۱ سے آخر تک ضرور ملاحظہ کر لیجئے۔ اب آپ کو اس سے علیحدہ ہونے میں کیا عذر ہے۔ یہ آپ کا خیر خواہ بہ منت آپ سے کہتا ہے کہ اس تحریر کو آپ خیر خواہانہ سمجھ کر ملاحظہ کیجئے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو بالیقین آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ انہیں بزرگ مانا جائے اور نبی کی تو بڑی شان ہے۔ فقط: المشتہر: ابومحمود محمد اسحاق رحمانی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ رحمانیہ

(۲۴)

مولانا محمد اسحٰق مونگیرویؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مختصر رسالہ مرزاغلام احمد قادیانی کے بے شمار جھوٹ اور افتراء کا نہایت صاف اور جھلکتا ہوا آئینہ ہے جس سے مرزا قادیانی کی پوری حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے جسے دیکھنے کے بعد ایک باغیرت اور سچا مسلمان ایسے شخص کو نبی اور مجدد تو کیا ایک معمولی مسلمان بھی تصور کرنا پسند نہیں کرسکتا۔ مرزائی حضرات اسی چھوٹے رسالہ کو دیکھ کر خود فیصلہ کرلیں کہ ایسا شخص جس کی کذب بیانی کا یہ حال ہو وہ کس خطاب کا مستحق ہوسکتا ہے اور ایک ایماندار کے لئے ایسے شخص سے علیحدگی کس قدر ضروری ہے اور حصول نجات کے لئے اس کی اتباع کس قدر مضر ہے۔ حسب ارشاد حضرت اقدس مولانا سید محمد علی صاحب متع اللہ المسلمین بطور بقائہ!

برادران اسلام اور بالخصوص ہمارے وہ بھائی جو ہم سے بچھڑ کر علیحدہ ہوگئے ہیں جن پر مرزا قادیانی کا جادو سامری کے سحر کی طرح ایسا غالب ہوگیا ہے کہ میں اس کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ بجائے گوسالہ پرستی کے مرزا پرستی میں ایسے منہمک ہیں کہ اپنے خیر خواہوں کی باتوں پر ذرا بھی غور نہیں کرتے بلکہ میں تو یقین اور دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ قادیانی جماعت پر مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ایسا روشن ہوگیا ہے کہ انہیں بھی ان کے جھوٹے ہونے کا یقین ہے اور وہ مثل یہود ونصاریٰ کے حق وباطل کو خوب سمجھ گئے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ان سے علیحدہ نہیں ہوتے اور کیوں ایسے جھوٹے کی پیروی میں اپنی عاقبت خراب کررہے ہیں۔ بجز اس کے اور کیا کہا جائے کہ شیطان انہیں راہ راست پر نہیں آنے دیتا۔ خانقاہ رحمانیہ میں سو سے زائد رسالے مرزا قادیانی کی حالت میں لکھے گئے ہیں۔ جنہیں مختلف طور سے ان کے جھوٹ وفریب دکھائے گئے ہیں۔ اس رسالہ میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ ان جھوٹوں کو جمع کردیا گیا ہے جو صحیفہ محمدیہ نمبر۸،۱۳ میں آٹھ برس سے مشتہر ہورہے ہیں۔ (یہ صحیفے بڑے دو ورقوں پر ۱۳۳۵ھ میں رحمانیہ پریس مونگیر سے چھپ کر ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوچکے ہیں۔ یہاں کے علاوہ امرتسر پنجاب سے بھی چھپ کر تمام مشتہر ہوئے ہیں اور تماشہ یہ ہے کہ قادیان کے سالانہ جلسہ میں خوب ان کی اشاعت ہوئی مگر کسی مرزائی کی تو ہمت نہ ہوئی کہ مرزا کے جھوٹوں کو سچ کر کے دکھاتا) جن کی تعداد کا شمار لاکھ سے تجاوز کر کے

اربوں تک پہنچ گیا ہے۔ مگر حیرت ہے کہ مرزائی حضرات ایسی صاف اور اعلانیہ باتوں پر بھی غور نہیں کرتے اور ایسے جھوٹے سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ اے قادیانی جماعت خدا کے واسطے اس مختصر تحریر کو غور سے دیکھئے اور اپنی جانوں پر رحم کر کے اس جھوٹے کی پیروی سے الگ ہو جائیے۔

قادیانی جماعت سے خیر خواہانہ گزارش اور مسیح قادیان کی حالت کا بیان

ہم نے نہایت خیر خواہی سے مسلمانوں کو اور خصوصاً قادیانی جماعت کو مرزا قادیانی کی حالت سے آگاہ کیا اور متعدد رسالے لکھ کر ان کے سامنے پیش کئے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزائی جماعت کچھ توجہ نہیں کرتی اور ان کے سرگروہ ہمارے رسالوں کو دیکھنے نہیں دیتے اور یقینی جھوٹے کی پیروی میں سرگرم ہیں اور نہایت ناجائز طریقوں سے جھوٹ کی اشاعت میں کوشاں ہیں اور کچھ خیال نہیں کرتے کہ دنیا میں بہت تھوڑے دن رہنا ہے۔ سخت حیرت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اعلانیہ جھوٹ اور فریب چھپانے کے لئے خدا تعالیٰ پر جھوٹ اور فریب کا الزام لگاتے ہیں اور یہ خوشی سے مان رہے ہیں۔ ان کے قادیانی مربی نہایت غلط اور شرمناک باتوں کو مرزا قادیانی سے الزام اٹھانے کے لئے اعلانیہ پیش کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے خدا پر الزام آئے گا اور شریعت الٰہی بیکار ہو جائے گی۔ مگر ان کی اس بے رخی اور بے اعتنائی کے ساتھ بھی ہم ان کی خیر خواہی سے باز نہیں رہ سکتے اور مخلوق خدا کو اس عظیم الشان گمراہی سے بچانے کے لئے مستعد ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے اور بھائیوں کو بھی مستعد کرے۔ آخر میں اس تحریر میں ہم خاص طور سے مرزا قادیانی کی کذب بیانی دکھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہیں کہ وہ ہادی مطلق مرزائی جماعت کو ہدایت کرے اور راست بازی اور حق پسندی کا جوش ان کے دل میں عنایت فرمائے۔

پہلے اس کو اپنے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ ہمارا مذہب مقدس اسلام ایسا عالی مرتبہ ہے کہ راستی اور سچائی اس کا بڑا جز ہے۔ ہمارے نبی کریم سید المرسلین خاتم النّبیین نے مختلف اوقات میں فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ کیسا پیارا اور سچا مقولہ ہے جس کی خوبی اور صداقت پر ہر ایک انسان شہادت دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ برگزیدہ اسلامی صفت مرزائیوں کے مرشد میں نہیں پائی جاتی اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت اس سے بہت دور ہے اور ناراستی اور بے باکی ان کی سرشت میں سرایت کر گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کو مقدس اور بزرگ ماننا اسلام کی ہتک کرنا اور ارشاد نبوی کو پامال کرنا ہے جس میں حدیث رسول اللہ ﷺ کے بموجب اسلام کا جزو اعظم نہ پایا جائے

اسے بزرگ اور مسیح موعود سمجھنا اور تمام اولیائے کرام سے اسے افضل بتانا کس قدر اسلام پر اور کاملین اسلام پر مخالفین اسلام کو مضحکہ کا موقع دینا ہے۔ مخالفین اعلانیہ کہیں گے کہ جس مذہب کے بڑے بزرگ جنہیں خواجہ کمال جیسے لیکچرار تمام اولیائے امت سے افضل قرار دیں اور قادیانی جماعت کے مفروض الطاعۃ امام مرزامحمود احمد قادیانی انہیں خدا کا رسول بتائیں۔ وہ ایسے جھوٹے اور کذاب ہوں۔ پھر اور اولیائے امت کا کیا حال ہوگا اور تمام شریعت الٰہی کے معتبر ہونے کی کیا وجہ ہوگی۔ حیرت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو جھوٹ بولنے میں اس قدر جرأت ہے کہ نہایت بے اصل اور اعلانیہ جھوٹ کو اس قدر زور اور دعوے سے بیان کرتے ہیں کہ ناواقف کے ذہن میں اس کی صداقت اثر کر جاتی ہے اور اس کے جھوٹے ہونے کا خطرہ بھی اسے نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سادہ لوحوں اور کج طبیعت حضرات نے انہیں مان لیا اور ماننے کے بعد اس میں سرشار ہوگئے اور بہتوں کو تنخواہیں ملنے لگیں۔ بعض کو بات کی پچ پڑ گئی اور طالب دنیا کے پیرو ہو گئے۔ اب مرزا قادیانی کی ناراستی اور کذب بیانی کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ ذرا اس صحیفہ کا پہلا نمبر ملاحظہ کیجئے کہ اس میں کئی جھوٹ مرزا قادیانی کے بیان ہوئے ہیں اور کئی پیشین گوئیاں جو انہوں نے اپنے سخت مخالف کے مقابلہ میں کی تھیں وہ جھوٹی ہوئیں۔ پیغام صلح والے اور محمودی پارٹی آنکھیں کھول کر دیکھے اور انہیں شمار کرے۔ اس نمبر کے شروع میں سات کتابوں کے نام لکھ کر یہ بتایا ہے کہ پہلے رسالہ میں ۱۵۹ جھوٹ وفریب مرزا قادیانی کے دکھائے ہیں اور دوسرے میں ۶۹ اور تیسرے میں ۹۰ اور چوتھے میں ۴۵ اور پانچویں میں ۲۴ اور ساتویں میں ۱۷۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے مقابلہ کی معرکۃ الآراء پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے اور اس سے کئی جھوٹ مرزا قادیانی کے ثابت کئے ہیں۔

اے رب العالمین رسول اللہ ﷺ کے ان بھکے ہوئے غلاموں کو جو ایک جھوٹے دجال کے اوپر فریفتہ اور شیدا ہیں راہ راست کی ہدایت فرما اور انہیں اس کی توفیق عنایت کر کہ اس سے علیحدہ ہوکر ''کونوا مع الصادقین'' پر عملدرآمد کریں۔ آمین! بحرمت سید المرسلین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

مرتبہ خیرخواہ انام

ابویحییٰ محمد اسحٰق غفراللہ لہ، خانقاہ رحمانیہ مونگیر

(نوٹ) صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۳ کے مضمون اور اس صحیفہ نمبر۲۴ کے مضامین میں اس قدر توارد تھا کہ یہاں سے اسے حذف کرنا پڑا۔ تکرار سے بچنے کے لئے ایسا کرنا ناگزیر تھا۔ فقیر اللہ وسایا

فتنۂ قادیانیت کے خلاف
جلد اوّل
جلد دوم
عدالتی فیصلے
ترتیب وتحقیق
محمد متین خالد
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486